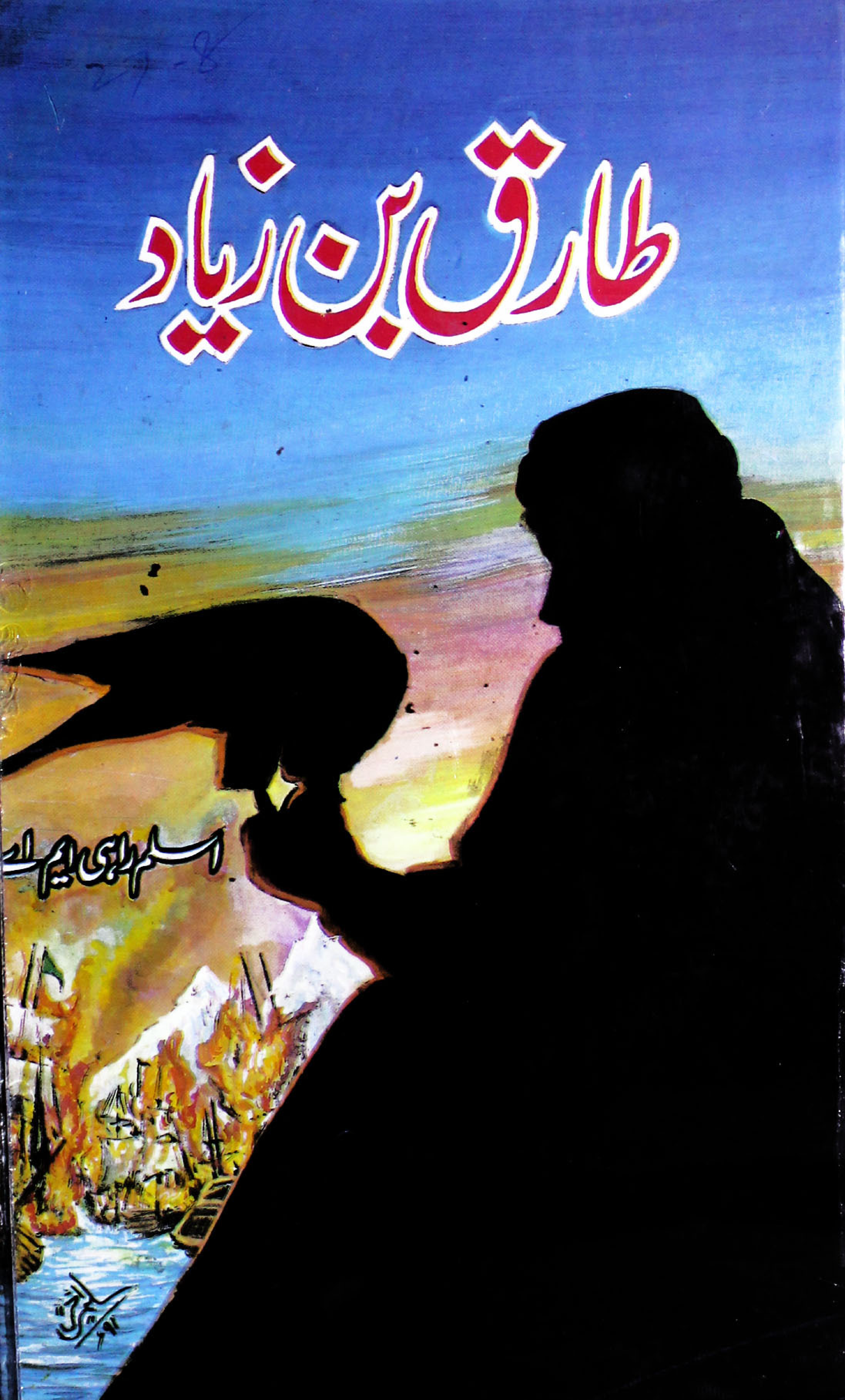
طارق بن زیاد
اسلم راہی ایم اے

Marfat.com

اسلامی تاریخی ناول

طارق بن زیاد

اسلم راہی، ایم۔اے

مکتبہ القریش
قذافی مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور۔
فون:7352835-7231595

Marfat.com

98277

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر : عبدالحفیظ قریشی

مطبع : نیر اسد پرنٹرز لاہور

سن اشاعت : 2010ء

تعداد : 600

کمپوزنگ : کلاسکس کمپیوٹرز

قیمت : -/550روپے

فون:042-37231595_042-37352835

مکتبہ القریش، قذافی مارکیٹ اُردو بازار لاہور

ISBN 969-38-0000-0

Marfat.com

انتساب:

ساحل طنجہ کی ان وقت گزیدہ لہروں کے نام
جنہوں نے اسپین میں انسانیت کو کالے تمدن کے عذاب سے نجات دلانے والے مجاہدین کے عکس اپنے دامن میں سمیٹے۔

اسلم راہی ایم اے

Marfat.com

Marfat.com

سورج کے خون میں نہائی ہوئی آخری کرن اس جہان آب و گل کو خیر باد کہتی ہوئی روپوش ہو گئی تھی۔ شام کی دہلیز پر شمعیں جل اٹھی تھیں۔ اندھیرے اور تاریکیاں فراز و پست میں اسالیوں کے گھنے جنگل میں رقص کرنے لگی تھیں۔ ظلمت کے اندر ہیولوں کی طرح کھڑے پیڑ فضاؤں کے اندر اداسیوں کا سماں اجڑی بستیوں کا نشان اور اجاڑ موسموں کا منظر پیش کرنے لگے تھے۔ تھکے ہارے اور دن بھر اپنے وجود کو ریزہ ریزہ کر دینے والے پرندے لمحوں کے طاقچوں کے اندر آرام کرنے کے لئے اپنے اپنے آشیانوں کی طرف پرواز کرتے جا رہے تھے۔ ایسے میں ادھیڑ عمر کے دو اشخاص جو ایک ہی اونٹنی پر سوار تھے، بحیرہ زقاق کے کنارے طنجہ شہر کے جنوبی دروازے میں داخل ہوئے۔ یہ دونوں شخص اپنے حلیوں اور اپنے لباس سے پادری لگتے تھے۔ اس لئے کہ دونوں اپنے گلے میں چاندی کی بڑی بڑی صلیبیں لٹکائے ہوئے تھے۔ ان کے سروں پر عمامے اور جسم پر سفید رنگ کی قبائیں تھیں۔ جنوبی دروازے کے محافظوں کے پاس آ کر ان دونوں نے اپنی اونٹنی کو روک لیا پھر جو پادری آگے بیٹھا ہوا تھا، اس نے نکیل کی رسی اونٹنی کی گردن پر مارتے ہوئے اونٹنی کو بٹھایا اس کے بعد وہ دونوں اونٹنی سے اتر کر کھڑے ہو گئے پھر ان دو پادریوں میں سے ایک نے شہر کے جنوبی دروازے کے محافظوں میں سے ایک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ہم دونوں کو طنجہ شہر کے امیر طارق بن زیاد یا اس کے دست راست طریف بن مالک سے ملنا ہے۔"

اس محافظ نے اپنے قریب ہی مغرب کی نماز ادا کرنے والے اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کر کے ان دونوں پادریوں کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ میرے ساتھی نماز ادا کر لیں پھر ان میں سے میں کسی کو تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں۔ یہ تمہیں امیر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے پاس لے جائیں گے۔ یہ

Marfat.com

نماز پڑھ کر فارغ ہوں گے تو پھر میں مغرب کی نماز ادا کروں گا۔" پھر اس نے اپنے قریب ہی موٹی لکڑی کی نشستوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔"اتنی دیر تک تم دونوں یہاں بیٹھ جاؤ۔"

وہ دونوں پادری وہاں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر بعد تک جنوبی دروازے کے وہ محافظ مغرب کی نماز پڑھ کر فارغ ہو گئے تو محافظ جس نے پادریوں سے پہلے بات کی تھی، نماز سے فارغ ہونے والے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو ان پادریوں کے متعلق سمجھانے کے بعد مغرب کی نماز ادا کرنے لگا تھا پھر ان جوانوں میں سے ایک جو شاید جنوبی دروازے کے ان محافظوں کا سردار اور سرخیل ہو گا وہ ان دونوں پادریوں کے پاس آیا اور ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"میرے بزرگو! اگر میں غلطی پر نہیں تو تم دونوں مجھے اپنے لباس اور حلیے سے پادری لگتے ہو...... کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کیوں اور کس سلسلے میں طارق بن زیاد یا طریف بن مالک سے ملنا چاہتے ہو۔"

اس پر ان دونوں پادریوں میں سے ایک نے جنوبی دروازے کے اس محافظ کو مخاطب کرتے ہوئے جواب دیا۔

"ہم دونوں جنوب کی ایک بستی الویرا کے رہنے والے ہیں اور یہ بستی طارق بن زیاد کی عمل داری میں شامل ہے۔ تم لوگوں کا سردار اور طنجہ شہر کا نائب امیر طریف بن مالک بھی اسی بستی کا رہنے والا ہے۔ تمہارا اندازہ درست ہے کہ ہم دونوں پادری ہیں اور چونکہ ہم ذمی ہیں اور طارق بن زیاد کی عمل داری میں رہتے ہیں لہٰذا ہم طارق بن زیاد کے پاس ایک شکایت لے کر حاضر ہوئے ہیں۔"

اس پر اس محافظ نے پھر دونوں پادریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔"میں اب تمہاری آمد کا مطلب جان اور سمجھ گیا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ اپنا ایک آدمی بھیجتا ہوں وہ تمہیں امیر طارق بن زیاد کے پاس لے جاتا ہے۔ میرے خیال میں امیر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک دونوں ہی ابھی شہر کی جامع مسجد میں ہوں گے اور نماز پڑھ کر فارغ نہ ہوئے ہوں گے۔ تم دونوں وہیں جا کر ان سے مل سکتے ہو۔"

اس پر دونوں پادریوں نے ایک دوسرے کو اشارہ کیا اور اٹھ کر کھڑے ہوئے پھر ان میں سے ایک نے محافظ کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی نرمی اور سماجت سے کہا۔

"پھر ہمارے ساتھ کسی آدمی کو بھیجیں وہ ہم دونوں کو طارق بن زیاد اور طریف بن

Marfat.com

مالک کے پاس لے چلے۔"

اس محافظ نے پھر دونوں پادریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔"اگر تم دونوں برا نہ مانو تو کیا میں تم دونوں کے نام جان سکتا ہوں۔"

اس پر ان دونوں پادریوں میں سے ایک پھر بولا اور اس محافظ کو جواب دیتے ہوئے کہا۔"میرا نام افطیس اور میرے ساتھی کا نام زلفاس ہے۔"

پھر اس محافظ نے اپنے ایک ساتھی کو اشارہ سے بلایا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ "ان دونوں معزز پادریوں کو امیر طارق بن زیاد کے پاس لے جاؤ۔ میرا خیال ہے کہ امیر ابھی تک جامع مسجد میں مغرب کی نماز ادا کر کے فارغ نہ ہوئے ہوں گے۔ تم ان دونوں کو وہیں لے جاؤ۔" پھر اس نے ان دونوں پادریوں کو مخاطب کر کے کہا۔"تم میرے اس ساتھی کے ساتھ ہو لو یہ تمہیں امیر طارق بن زیاد کے پاس لے جائے گا۔" اس پر وہ دونوں پادری اٹھ کھڑے ہوئے۔ اپنی اونٹنی کو نکیل مار کر ایک پادری نے اونٹنی کو اٹھایا پھر وہ اپنی اونٹنی کی نکیل پکڑے جنوبی دروازے کے اس محافظ کے ساتھ شہر کے اندرونی حصے کی طرف جا رہے تھے۔

چلتے چلتے اس پادری نے جس کا نام زلفاس تھا اس محافظ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے میرے عزیز! کیا تم مجھے امیر طارق بن زیاد کے متعلق نہ بتاؤ گے، میں امیر طارق بن زیاد کے متعلق یہ جاننا چاہوں گا کہ وہ کون ہے، کہاں کا باشندہ ہے، اس سے پہلے اس نے کہاں کہاں تربیت حاصل کی اور گزر بسر کی۔"

زلفاس کے اس استفسار پر اس محافظ نے ان دونوں پادریوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔"اے میرے بزرگو! ہمارے امیر طارق بن زیاد زناتر کے ایک بربر ہیں۔ انہوں نے اپنی تعلیم و تربیت افریقہ کے والی موسیٰ بن نصیر کے زیر نگرانی کی جو ایک ماہر حرب اور عظیم سپہ سالار ہیں۔ طارق نے موسیٰ بن نصیر کی زیر نگرانی بہت جلد فن سپہ گری میں شہرت حاصل کی اور اس کی بہادری اور عسکری چالوں کے تذکرے ہونے لگے۔ وہ جنگی منصوبہ بندی میں بہت ماہر ہے اور غیر معمولی ذہین، دور بین اور مستعد قائد ہے۔ طارق بن زیاد کی ان ہی انتظامی صلاحیتوں کے باعث افریقہ کے والی موسیٰ بن نصیر نے انہیں طنجہ کا والی مقرر کر رکھا ہے اور اب ان سرزمینوں کے اندر طارق بن زیاد موسیٰ بن نصیر کے نائب کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ اے معزز پادریو! اگر تم دونوں طنجہ شہر کے نائب طریف بن مالک کے متعلق جاننا چاہتے ہو تو میں عرض کروں کہ وہ بھی بربر ہیں

Marfat.com

اور..........''

زلفاس پادری نے اس محافظ کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ''طریف بن مالک کے متعلق بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں وہ بربر ہے بلکہ وہ ہماری بستی کا رہنے والا ہے اور ہم دونوں کو خوب جانتا اور پہچانتا ہے۔ بس ہم دونوں تمہارے ممنون و شکر گزار ہیں کہ تم نے ہم دونوں کو امیر طارق بن زیاد کے متعلق معلومات فراہم کی ہیں۔''

محافظ نے پادری کو کوئی جواب نہ دیا تھا کیونکہ وہ ایک بہت بڑی مسجد کے سامنے آ رکا تھا پھر اس نے مسجد کے اندر دیکھنے کے بعد دونوں پادریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''تھوڑی دیر یہیں رک کر انتظار کرتے ہیں ابھی مسجد میں نماز ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں امیر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک دونوں مسجد سے نماز پڑھ کر نکلیں تو میں تم دونوں کو ان سے ملا دوں گا۔'' دونوں پادریوں نے اس بات سے اتفاق کیا پھر تینوں مسجد سے باہر کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد مسجد سے ایک جوان نکلا جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جنوبی دروازے کے محافظ نے کہا۔ ''وہ سامنے امیر طارق بن زیاد ہماری طرف آ رہے ہیں۔''

اس انکشاف پر دونوں پادری مستعد ہو کر کھڑے ہو گئے تھے اور جب طارق بن زیاد ان کے نزدیک سے گزرنے لگا تب جنوبی دروازے کے اس محافظ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''یا امیر! یہ جنوب کی ایک بستی الویرا کے دو پادری ہیں اور آپ سے ملنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ ہمارے نائب امیر طریف بن مالک کی بستی کے رہنے والے ہیں اور آپ کے پاس یہ کوئی نالش اور فریاد لے کر آئے ہیں۔''

اس محافظ کی یہ بات سن کر طارق بن زیاد ان دونوں پادریوں کے سامنے آ رکا تھا۔ ان دونوں پادریوں نے غور سے طارق بن زیاد کی طرف دیکھا، انہوں نے اندازہ لگایا کہ طارق بن زریاد کے آسودہ جان قطرے کی طرح مطمئن چہرے پر زندگی کی مرغوب جھلک تھی۔ اس کی آئینہ صفت آنکھوں کے اندر ایک شعور خود شناسی تھا جو اس بات کو عیاں کرتا تھا کہ وہ جواں بے باکی بات کو فضاؤں میں اور فضاؤں کی بات کو چپ میں ادا کرنے کا پورا فن جانتا تھا۔ اس کے ہونٹوں کی بولتی خاموشی کے اندر انقلاب برپا کرنے والے ان گنت پیغام چھپے تھے اور اس کے توانائیوں سے بھرے بھرپور کھردرے ہاتھ اس بات کے آئینہ دار تھے کہ وہ چٹانوں کو غبار راہ بنانے کا عزم رکھتا تھا۔ قریب آ کر طارق بن زیاد نے

Marfat.com

نرمی سے ان دونوں پادریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تم دونوں سے مل کر خوشی ہوئی کہ تم میرے نائب طریف بن مالک کے ہم وطن ہو۔ پہلے یہ کہو کہ تم دونوں کے نام کیا ہیں۔"

اس پر ایک پادری بولا اور کہا۔ "اے امیر! میرا نام زلفاس اور میرے ساتھی کا نام افطیس ہے۔ ہم دونوں الویرا نام کی بستی کے رہنے والے ہیں اور آپ کے پاس ایک نالش اور ایک التجا لے کر آئے ہیں۔"

اتنی دیر میں مسجد سے نکل کر کچھ اور نوجوان بھی وہاں آ کھڑے ہوئے تھے۔ طارق بن زیاد نے ان میں سے ایک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "تم فوراً جاؤ اور بیت العدل کا دروازہ کھول کر وہاں روشنی کرو۔" پھر ایک دوسرے جوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "مسجد کے اندر اس وقت طریف بن مالک اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ محو گفتگو ہے، اسے بلا کر میرے پاس لاؤ۔" اس کے بعد طارق بن زیاد نے جنوبی دروازے کے اس محافظ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اب تم واپس اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف چلے جاؤ، میں ان دونوں پادریوں سے گفتگو کر لیتا ہوں۔" یہ حکم پا کر جنوبی دروازے کا وہ محافظ وہاں سے چلا گیا تھا۔

طارق بن زیاد کا حکم پا کر ایک نوجوان نے قریب ہی بیت العدل کا دروازہ کھول دیا اور چھوٹی چھوٹی مشعلوں کو جلا کر وہاں روشنی کر دی تھی جب کہ دوسرا جوان بھاگتا ہوا مسجد میں داخل ہوا اور تھوڑی دیر بعد طنجہ شہر کے نائب امیر طریف بن مالک کو وہاں لے کر آ گیا تھا۔ طریف بن مالک بھی طارق بن زیاد کی طرح قد کاٹھ کا خوب لمبا اور جسمانی ساخت میں خوب کڑا تھا۔ اس کی پیشانی فراخی میں وسعت آسماں جیسی تھی۔ اس کی برق کی طرح تڑپتی آنکھوں کے اندر لمحوں کی گرم آگ اور دہکتے ہوئے انگاروں کا سماں تھا۔ وہ خانہ اصنام کی طرح چپ اور خاموش اس جوان کے ساتھ مسجد سے نکلا تھا لیکن اس کی حالت سے پتہ چلتا تھا کہ جب وہ بولنے پر آئے گا تو زندہ لفظوں کا ایک طوفان جاگتے لہجوں کا ایک انقلاب اور دیکھتے وقت کا ایک سیل رواں کھڑا کر کے رکھ دے گا۔ طارق بن زیاد کے نزدیک آ کر طریف بن مالک نے سب کو بلند آواز میں سلام کہا پھر ان دونوں پادیوں کی طرف اس نے دیکھتے ہوئے کسی قدر حیرت اور تعجب کا اظہار کرتے ہوئے ان دونوں سے پوچھا۔

"اے بزرگ افطیس اور زلفاس! خیریت تو ہے۔ تم کس کام کے سلسلے میں شام

Marfat.com

کے وقت طنجہ شہر میں داخل ہوئے ہو۔"

امیر طارق بن زیاد نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! یہ دونوں پادری جو تمہاری بستی کے رہنے والے ہیں، ہمارے پاس کوئی نالش اور شکایت لے کر آئے ہیں۔ میں نے ایک جوان کو بھیج کر بیت العدل کا دروازہ کھلوا دیا ہے اور ان پادریوں کو بیت العدل میں لے کر چلتے ہیں، وہاں بیٹھتے ہیں، پھر ان دونوں پادریوں سے ان کی سرگزشت سنتے ہیں کہ ان کے ساتھ کیا ظلم اور زیادتی ہوئی ہے۔"

طریف بن مالک نے طارق بن زیاد کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ ان دونوں پادریوں کو مسجد سے ملحقہ بیت العدل کی طرف لے جا رہے تھے جب کہ نماز کے بعد وہاں رک جانے والے کچھ جوان بھی ساتھ ہو لیے تھے۔ جب سب افراد بیت العدل میں جا کر بیٹھ گئے تو طارق بن زیاد نے دونوں پادریوں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"اب کہو تم دونوں پر کیا افتاد گزری اور تم دونوں ہمارے پاس یہاں طنجہ شہر میں کس کے خلاف نالش اور شکایت لے کر آئے ہو......؟"

طارق بن زیاد کے اس سوال پر ان دونوں پادریوں میں سے زلفاس نے کہا۔ "اے امیر! جو بات ہم آپ سے کہنے لگے ہیں وہ امیر طریف بن مالک خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے ہسپانیہ سے کچھ خاندان قبائلی جھگڑوں کے باعث بحیرہ زقاق کو عبور کر کے ہسپانیہ سے ہماری بستی کی طرف ہجرت کر آئے تھے۔ ان کے پاس مال و اموال کی کمی نہ تھی لہٰذا وہ زمین کے ٹکڑے خرید کر ہماری بستی میں آباد ہو گئے تھے۔ بعد میں ان خاندانوں میں سے اکثریت نے اسلام قبول کر لیا۔ تاہم ان میں سے کچھ خاندان اپنے قدیم آبائی مذہب نصرانیت پر ہی قائم رہے۔ ان خاندانوں میں سے ایک خاندان کی لڑکی جس کا نام لوسیہ ہے اس نے ہمارے کلیسا کے اندر رہبانیت اختیار کر لی تھی اور وہ ایک راہبہ کی حیثیت سے کلیسا کی خدمت کرنے لگی تھی۔ ہسپانیہ کا ایک نصرانی جوان جو ہماری بستی کی طرف ہجرت کرنے والے خاندانوں کا ہی ایک عزیز اور رشتہ دار تھا وہ لوسیہ نام کی اس لڑکی کو پسند کرتا تھا۔ وہ دو ایک بار بحیرہ زقاق کو عبور کر کے لوسیہ اور اس کے خاندان کو واپس لینے کے لئے آیا بھی لیکن اس کے خاندان والوں نے اور خود لوسیہ نے اس کے ساتھ واپس ہسپانیہ جانے سے انکار کر دیا تھا۔ اس موقعہ پر ہم نے لوسیہ کا بھی عندیہ لیا، وہ اس جوان کو قطعی ناپسند کرتی تھی۔ اس جوان کا نام مارتن ہے۔ اپنے اس مقصد میں ناکامی کے بعد اس مارتن نام کے جوان نے انتقامی صورت

Marfat.com

اختیار کر لی پھر کچھ دنوں کا وقفہ ڈال کر وہ ایک کشتی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ آیا اور زبردستی کلیسا سے لوسیہ کو اٹھا کر لے گیا جب کہ ہم کلیسا کے اندر موجود تھے اور وہ لوسیہ کو کشتی میں بٹھا کر زبردستی ہسپانیہ کی طرف لے گیا۔ امیر! ہم آپ کی رعایا ہیں، آپ ہی کی عمل داری میں رہتے ہیں لہٰذا ہماری آپ سے گزارش ہے کہ ہمارے کلیسا کی وہ راہبہ جس کا نام لوسیہ تھا ہمیں ہسپانیہ سے زندہ یا مردہ واپس دلوائی جائے۔"

الویرا کے اس پادری کے اس انکشاف پر طریف بن مالک کی حالت عجیب سی ہوگئی تھی۔ اس کے چہرے پر انقلاب افزا لہروں کا ایک طوفان رقص کناں ہوگیا تھا۔ اس کی آنکھیں وحشت دشت ہونٹ فار فار ہوگئے تھے اور یوں لگتا تھا گویا وہ آفاق کو اپنے سامنے زیر بار کرنے کا عزم کر چکا ہو۔ اس کے چہرے کی بدلتی حالت، اس کی آنکھوں کے اندر کروٹ لیتے طوفان سے کچھ یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے اس حادثے کی خبر سن کر اس کی رگوں کے اندر انقلاب کی چنگاریاں جوش مارنے لگی تھیں۔ مجموعی طور پر اس موقع پر طریف بن مالک کی حالت دہکتے ہوئے صحرا، ہجر زدہ موسم، کڑی دھوپ اور صحرا کے سخت سفر جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ طارق بن زیاد اس موقع پر طریف بن مالک کی بدلتی ہوئی حالت کو مسکرا کر دیکھتا رہا پھر اس نے اپنا ہاتھ بڑی نرمی سے طریف بن مالک کے شانے پر رکھا اور بڑی شفقت کے ساتھ اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے طریف بن مالک! میرے بھائی، میرے دوست، میرے برادر، میرے رفیق! اس حادثے کی خبر سن کر میں تمہاری بدلتی ہوئی حالت کا اندازہ لگا چکا ہوں۔ میں جانتا ہوں یہ حادثہ تمہاری بستی میں ہوا ہے اور تمہیں اس کا دکھ اور صدمہ ہوا ہے۔ پر کہو اس موقع پر تمہیں کیا قدم اٹھانا چاہیے۔"

طارق بن زیاد کی اس گفتگو پر طریف بن مالک نے اپنے آپ کو سنبھالا پھر اس نے بولتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے امیر! مجھے آپ جیسے ساتھی، آپ جیسے بھائی پر فخر ہے۔ اس موقع پر میں آپ سے یہ کہنا پسند کروں گا کہ الویرا کی لوسیہ نام کی اس راہبہ کو اغوا کرنے والے ہسپانیہ کے مارتن سے انتقام ضرور لیا جانا چاہیے اور اس کے لئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ میں خود ہسپانیہ کی طرف جاؤں گا اور اس مارتن کو تلاش کر کے نہ صرف یہ کہ اسے اس کے گناہ کی سزا دوں گا بلکہ لوسیہ کو بھی اس سے حاصل کر کے اسے واپس اپنی بستی الویرا کی طرف لانے کی کوشش کروں گا۔"

Marfat.com

طریف بن مالک کے اس جواب پر طارق بن زیاد نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ ''اے ابن مالک! تمہارے اس جواب سے قسم خداوند کی مجھے بے حد خوشی اور اطمینان ہوا ہے۔ میری طرف سے تمہیں ہسپانیہ جا کر مارتن سے انتقام لینے اور لوسیہ کو واپس لانے کی اجازت ہے۔''

طارق بن زیاد کے اس فیصلے پر طریف بن مالک نے ان دونوں پادریوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اے بزرگ پادریو! تم آج کی رات طنجہ شہر کے اندر آرام کرو، کل صبح ہی صبح اپنی بستی کی طرف روانہ ہو جاؤ اور وہاں سے تم ایک یا دو ایسے اشخاص کو یہیں میری طرف طنجہ شہر روانہ کر دو جو ہسپانیہ کے مارتن نام کے اس جوان کو جانتے اور پہچانتے ہوں تاکہ ان کے ساتھ میں ہسپانیہ کی طرف روانہ ہوں اور مارتن نام کے اس جوان سے نہ صرف یہ کہ انتقام لے سکوں بلکہ لوسیہ کو بھی اس سے حاصل کر کے واپس لانے میں کامیاب ہو سکوں۔''

طرف بن مالک کی اس گفتگو پر پادری افطیس نے بولتے ہوئے کہا۔ ''اے ابن مالک! تمہاری تجویز درست اور عمدہ ہے۔ میں اور میرا ساتھی آج کی رات یہاں قیام کر کے اور کل واپس الویرا کی طرف روانہ ہو جائیں گے اور وہاں سے دو ایسے نوجوانوں کو روانہ کر دیں گے جو مارتن نام کے اس جوان کو جانتے اور پہچانتے ہوں گے تاکہ ان کے ساتھ تم ہسپانیہ کی طرف روانہ ہو اور مارتن سے انتقام لے سکو۔''

اس گفتگو کے اختتام پر طارق بن زیاد نے اپنے قریب بیٹھے جوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''ان دونوں بزرگ پادریوں کو مہمان خانے کی طرف لے جا کر ان کے کھانے اور آرام کا بندوبست کرو اور کل صبح ہی صبح یہاں سے ان کی روانگی اور کوچ اور ان کے زاد راہ کا بھی انتظام کرنا۔''

اس کے ساتھ ہی وہ نوجوان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ان دونوں پادریوں کے جانے کے بعد ایک عرب جوان بیت العدل میں داخل ہوا۔ اس کو دیکھتے ہوئے طارق بن زیاد نے بڑی شفقت سے اور اپنے پہلو میں ایک نشست پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ ''اے المغیث، میرے بھائی! آؤ، یہاں میرے پاس آ کر بیٹھو۔''

مغیث نام کا وہ جوان آگے بڑھ کر طارق بن زیاد کے پہلو میں بیٹھ گیا تھا پھر قبل اس کے کہ طارق بن زیاد، طریف بن مالک یا وہاں نئے داخل ہونے والے عرب جوان مغیث میں سے کوئی گفتگو کی ابتداء کرتا، ایک جوان بھاگتا بھاگتا بیت العدل میں داخل ہوا

Marfat.com

اور طارق بن زیاد کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"اے امیر! ہمارے افریقی مرکز قیروان سے دو قاصد ابھی ابھی یہاں پہنچے ہیں انہیں امیر موسیٰ بن نصیر نے آپ کی طرف روانہ کیا ہے اور ان قاصدوں کے پاس کوئی اہم ترین پیغام ہے۔"

اس جوان سے یہ پیغام سننے کے بعد طارق بن زیاد نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "ان دونوں قاصدوں کو جو میرے آقا موسیٰ بن نصیر کی طرف سے آئے ہیں، فوراً اندر لے آؤ۔"

اس کے ساتھ ہی وہ جوان بھاگتا ہوا باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دو جوانوں کو اپنے ساتھ اندر لے کر آیا اور طارق بن زیاد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "یہ دونو جوان امیر موسیٰ بن نصیر کی طرف سے آپ کے نام کوئی پیغام لے کر آئے ہیں۔"

ان دونوں جوانوں نے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کو سلام کہا پھر ان دونوں میں سے ایک کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ طارق بن زیاد نے ان دونوں کو مخاطب کرنے میں پہل کرتے ہوئے کہا۔ "تم دونوں میرے آقا موسیٰ بن نصیر کی طرف سے کیا پیغام لے کر آئے ہو۔"

ان دونوں قاصدوں میں سے ایک نے طارق بن زیاد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "ہم آقا موسیٰ بن نصیر کی طرف سے یہ پیغام لے کر آئے ہیں کہ آپ اور طریف بن مالک دونوں اپنے لشکر کے ساتھ ہمارا پیغام سننے کے بعد طنجہ شہر سے اس شاہراہ کی طرف روانہ ہوں جو طنجہ سے نکل کر سبتہ کی طرف جاتی ہے۔ آقا موسیٰ بن نصیر بھی طنجہ شہر سے بیس میل کے فاصلے پر اس شاہراہ پر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر کے آپ کا انتظار کریں گے اور پھر آپ اور آقا موسیٰ بن نصیر کا یہ متحدہ لشکر افریقہ کی سرزمین میں رومنوں کے آخری شہر سبتہ پر حملہ آور ہوگا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ قاصد خاموش ہوا تب طارق بن زیاد نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے پھر پوچھا۔ "کیا تمہارے پاس آقا موسیٰ بن نصیر کی طرف سے کوئی تحریری پیغام بھی ہے۔"

اس قاصد نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے لوہے کے خول سے دوہرا کیا ہوا کاغذ طارق بن زیاد کی طرف تھما دیا۔ طارق بن زیاد نے اس خط کو کھولا اور اس کی تحریر کو پڑھنے لگا تھا۔ طارق بن زیاد کے دائیں بائیں بیٹھے طریف بن مالک اور مغیث بھی اس خط

Marfat.com

پڑھ رہے تھے لکھا تھا۔

"طارق میرے عزیز! جس وقت تم میرا یہ خط پڑھ رہے ہو گے اس وقت تک میں قیروان شہر سے اس شاہراہ کی طرف روانہ ہو چکا ہوں گا جو تمہارے طنجہ شہر سے رومنوں کے ساحلی شہر سبتہ کی طرف جاتی ہے۔ طنجہ سے تقریباً بیس میل کے فاصلے پر میں اس شاہراہ کے کنارے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر کے میں تمہارا انتظار کروں گا۔ میرا خط ملتے ہی تم مغیث کو طنجہ شہر کا حاکم مقرر کر کے اور طریف بن مالک کو اپنے لشکر کے ساتھ لے کر طنجہ سے سبتہ کی طرف کوچ کرو۔ اس شہر پر حملہ آور ہونے کی وجہ میں اس وقت بیان کروں گا جب تم اپنے لشکر کے ساتھ سبتہ کی طرف جانے والی شاہراہ پر مجھ سے آملو گے۔ یہ شہر چھوڑتے وقت مغیث کو تنبیہہ کرنا کہ تمہاری اور طریف بن مالک کی غیر موجودگی میں طنجہ شہر کی حفاظت اور دفاع کی طرف چوکس اور ہوشیار رہے۔ میں تمہیں خدا حافظ کہتا ہوں۔ میرے عزیز! میری تمہاری ملاقات سبتہ کی طرف جانے والی شاہراہ پر ہو گی۔"

موسیٰ بن نصری کا خط پڑھنے کے بعد طارق بن زیاد تھوڑی دیر تک سوچوں میں الجھا رہا پھر اس نے طریف بن مالک اور مغیث کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "اے میرے عزیزو! کیا تم نے میرے آقا موسیٰ بن نصیر کا یہ خط پڑھ لیا ہے۔"

اس کے جواب میں طرف بن مالک نے بولتے ہوئے کہا۔ "اے ابن زیاد! میں اور مغیث نے اس خط کو پڑھ لیا ہے اور اس خط کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے ہم مستعد اور تیار ہیں۔"

امیر طارق بن زیاد اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پہلے اس نے مغیث کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "سنو مغیث میرے بھائی! میں اور طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ صبح کو امیر موسیٰ بن نصیر کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ ہم دونوں کے بعد تم طنجہ شہر کے حاکم ہو گے لہٰذا اس کی حفاظت اور اس کے دفاع کے لئے تم ہماری غیر موجودگی میں مستعد اور ہوشیار رہنا۔ طریف بن مالک کے جاننے والے دو پادری بھی مہمان خانے میں ٹھہرے ہوئے ہیں، ان دونوں کا بھی خیال رکھنا اور کل صبح یہاں سے ان کے کوچ کا بھی انتظام

Marfat.com

کرنا۔"

اس کے بعد طارق بن زیاد نے موسیٰ بن نصیر کی طرف سے آنے والے دونوں قاصدوں کو بھی مہمان خانے کی طرف بھیج دیا تھا۔ اس کے بعد وہ سب بیت العدل سے نکل گئے تھے اور دوسرے روز طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ طنجہ شہر سے سبتہ کی طرف کوچ کر گئے۔

طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ طنجہ شہر سے شمال کی طرف بیس میل کے فاصلے پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ شاہراہ کے کنارے موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے ساتھ وہاں خیمہ زن تھا اور شاہراہ کے دائیں کنارے اس نے وہاں خیموں کا ایک شہر آباد کر رکھا تھا وہاں پہنچ کر طارق بن زیاد نے اس لشکر کے پہلو میں اپنے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیا۔ اتنے میں اس لشکر سے موسیٰ بن نصیر اور اس کا لڑکا عبدالعزیز نکلے۔ دونوں نے شاہراہ پر آ کر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کا استقبال کیا پھر موسیٰ بن نصیر ان دونوں کو اپنے خیمے کی طرف لے جا رہا تھا۔ موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد، طریف بن مالک اور عبدالعزیز جب اس خیمے میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ گئے تب موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"میرے بچو! تم جانتے ہو شمالی افریقہ کے وسیع حصوں پر ہم نے قبضہ کر لیا ہے۔ یہاں ان سرزمینوں کے اندر قسطنطنیہ کی رومن حکومت کے دو بڑے شہر اور مرکز تھے۔ ایک قرطاجنہ اور دوسرا سبتہ۔ قرطاجنہ پر تو ہم نے قبضہ کر لیا ہے اور وہ ہماری عمل داری میں شامل ہے۔ اب سبتہ شہر باقی رہ گیا ہے جو بحیرہ زقاق کے کنارے واقع ہے۔ اس شہر کے حاکم کا نام کاؤنٹ جولین ہے اس جولین کی حیثیت رومنوں کے ایک صوبیدار اور والی کی سی ہے۔ حقیقت میں یہ قسطنطنیہ کے رومن حکمرانوں کا ہی ماتحت ہے لیکن چونکہ رومن قسطنطنیہ شہر سے اٹھ کر نہ ہی سبتہ شہر کی حفاظت کر سکتے ہیں اور نہ ہی بوقت ضرورت کاؤنٹ جولین کی مدد کو پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے کاؤنٹ جولین اور اس کے علاقے کو قسطنطنیہ کے رومنوں نے سپین کی حکومت کے ماتحت کر رکھا ہے۔ اب سپین کی حکومت کو ہی یہ کاؤنٹ جولین جواب دہ ہے اور اب سپین کی حکومت ہی ہمارے خلاف کاؤنٹ جولین کو مدد اور تعاون فراہم کر رہی ہے۔

اس پر مزید یہ کہ سبتہ کا موجودہ حکمران کاؤنٹ جولین ہسپانیہ کے بادشاہ غیطشہ کا

Marfat.com

داماد بھی ہے۔ سبتہ شہر اپنی مضبوطی اور استحکام کے لحاظ سے ایک خاص حیثیت رکھتا ہے اس لئے کہ اس کو تین اطراف سے سمندر نے گھیر رکھا ہے اور ساحل کے ساتھ ساتھ سمندری چٹانیں بھی اس کی حفاظت کرتی ہیں جب کہ صرف ایک سمت خشکی سے اس پر حملہ آور ہوا جا سکتا ہے۔ شمالی افریقہ کی فتح کے بعد سبتہ شہر کا بدستور بزنطینی سلطنت کے قبضے میں رہنا ہمارے لئے مسائل کھڑے کر سکتا ہے۔ اس کے غیر معمولی فوجی استحکام، مضبوطی اور طاقتور بحری بیڑے کے باعث افریقہ کے ان علاقوں کے لئے جنہیں ہم فتح کر چکے ہیں ایک مستقل خطرہ ثابت ہو سکتا ہے اور مستقبل میں ہمارے لئے یہ بھی خطرہ ہے کہ قسطنطنیہ کی بزنطینی سلطنت اس کاؤنٹ جولین کی مدد سے ہسپانیہ کی سلطنت کو اپنے ساتھ ملا کر ہمارے افریقی مقبوضات پر حملہ آور ہو جائے اگر ایسا ہوا تو ہمارے لئے کئی ایک مسائل اور دشواریاں کھڑی ہو سکتی ہیں لہٰذا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ سبتہ پر حملہ آور ہو کر اسے فتح کر کے اپنی عمل داری میں شامل کر لیا جائے۔ یہ میرا ذاتی خیال ہے اب تم دونوں بولو اس معاملے میں کیا کہتے ہو۔"

طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے پہلے باہم تھوڑی دیر تک کوئی مشورہ کیا پھر طارق بن زیاد نے موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے اور طریف کے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "اے امیر! آپ کا فیصلہ درست ہے۔ میں اور طرف بن مالک اس سے اتفاق کرتے ہیں۔ سمندر کے کنارے آباد یہ سبتہ شہر ناقابل تسخیر خیال کیا جاتا ہے۔ ماضی میں بہت سے حکمرانوں نے اسے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کی کوشش کی لیکن کسی کو بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ مجھے امید ہے کہ ہم اس شہر کو اپنے سامنے مفتوح کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس موقع پر اے امیر! میں آپ سے یہ کہنا پسند کروں گا کہ ان سرزمینوں کے اندر ہمیں کوئی بحری بیڑہ بھی تیار کرنا چاہیے اس لئے کہ قسطنطنیہ کی بزنطینی سلطنت یا ہسپانیہ کی حکومت اس سبتہ شہر کے لئے ہمارے خلاف کسی بحری جنگ کی ابتدا کر سکتی ہے تو ہم سمندر میں بھی ان قوتوں کو بھرپور طریقے سے جواب دے کر پسپا کر سکیں۔"

طارق بن زیاد کا جواب سن کر موسیٰ بن نصیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اے بن زیاد! تمہارا خیال بہت عمدہ اور تمہارا مشورہ انتہائی مناسب ہے۔ میں خود ارادہ رکھتا ہوں کہ ان سرزمینوں کے اندر ہمارا اپنا کوئی بحری بیڑہ ہونا چاہیے اور اس بحری بیڑے کو ہم قرطاجنہ کی قدیم بندرگاہ پر پاٹیونش کی خلیج میں رکھ سکتے ہیں اور بہتر طور پر ہم وہاں کی

Marfat.com

حفاظت کر سکتے ہیں۔ بہرحال یہ اب بعد کا معاملہ ہے تم دونوں اپنے لشکر کے ساتھ تھوڑی دیر آرام کر لو اس کے بعد یہاں سے سبتہ کی طرف کوچ ہو گا۔"

اس کے ساتھ ہی طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ اپنے لشکر کی طرف چلے گئے تھے۔ ان ویرانوں کے اندر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے لشکر نے کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر آرام کیا پھر موسیٰ بن نصیر کی سرکردگی میں وہ متحدہ لشکر ان ویرانیوں سے ساحلی شہر سبتہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

دوسرے روز صبح ہی صبح یہ متحدہ لشکر بحرہ زقاق کے کنارے سبتہ شہر کے سامنے نمودار ہوا۔ موسیٰ بن نصیر نے شہر سے تھوڑے فاصلے پر اپنے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیا۔ لشکر کا پڑاؤ کرتے ہوئے اس نے احتیاط برتی تھی کہ اگر سبتہ شہر کی فصیل کے اوپر سے تیر اندازی کی جائے تو دشمن کے وہ تیر اس کے پڑاؤ پر نہ برس سکیں۔ شہر کے سامنے دور دور تک موسیٰ بن نصیر نے اپنے لشکر کو پھیلا دیا تھا پھر شہر کے مشرقی اور جنوبی حصے سے موسیٰ بن نصیر نے بڑے بڑے اور بلند درختوں کو کٹوایا اور درختوں کے ان بڑے بڑے تنوں کے سامنے لوہے کے بڑے بڑے سینگوں والے مینڈھے کے سر نصب کروا دیئے تھے۔ لمبے لمبے تنوں کے ساتھ لگے ہوئے لوہے کے ان مضبوط اور بڑے بڑے سروں کو فصیل کے ساتھ ٹکرا کر موسیٰ سبتہ کی فصیل کو اپنے سامنے پاش پاش کر کے رکھ دینا چاہتا تھا۔ اپنے لشکر کے ساتھ موسیٰ بن نصیر دو روز تک جنگی تیاریوں میں مصروف رہا۔ تیسرے روز جب اس نے شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنی صفوں کو درست اور لشکر کو تیار کیا تو شہر کے شرقی اور جنوبی دروازوں پر صلح کے بڑے بڑے سفید پرچم لہرائے جانے لگے تھے۔

صلح کے یہ پرچم لہرائے جانے کے باعث موسیٰ بن نصیر نے اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے سے روک دیا تھا اور وہ اپنے لشکر کے سامنے طارق بن زیاد، طریف بن مالک اور اپنے بیٹے عبدالعزیز کے ساتھ کھڑا ہو کر سبتہ شہر کی طرف سے کسی مزید ردعمل کا انتظار کرنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر بعد سبتہ شہر کا مشرقی دروازہ کھلا اور اس دروازے سے تین سوار نمودار ہوئے۔ ان تین سواروں میں سے ایک اپنے گھوڑے پر آگے آگے تھا جب کہ دو اس کے پیچھے سفید پرچم بلند کیے ہوئے تھے۔ ان تینوں میں سے آگے والا اپنے چہرے سے کوئی پادری لگتا تھا اور اس نے اپنے گلے میں ایک بہت بڑی سنہری صلیب بھی ڈال رکھی تھی۔ موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد، طریف بن مالک اور عبدالعزیز کے پاس آ کر وہ تینوں سوار رک گئے اور ان میں سے جو پادری تھا اس نے ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے

Marfat.com

کہا۔

”میں سبتہ شہر کا اسقف طولوس ہوں۔ میں سبتہ شہر کے حاکم کاؤنٹ جولین کی طرف سے آیا ہوں اور میں مسلمانوں کے جرنیل موسیٰ بن نصیر سے ملنا چاہتا ہوں۔“

سبتہ کے اس طولوس کے اس انکشاف پر موسیٰ بن نصیر دیر تک اس کو اور اس کے دونوں ساتھیوں کو دیکھتا رہا پھر اس نے نرم اور شفقت آمیز لہجے میں اس پادری کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

”میں موسیٰ بن نصیر ہوں ...... کہو، تم اپنے حاکم کاؤنٹ جولین سے کیا پیغام لے کر آئے ہو۔“

موسیٰ بن نصیر کا یہ جواب سن کر سبتہ شہر کا اسقف طولوس فوراً اپنے گھوڑ سے اتر کھڑا ہوا۔ اس کے دونوں ساتھیوں نے بھی نیچے اتر کر سفید علم زمین میں گاڑھ دیئے تھے پھر ان تینوں نے باری باری موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد، طریف بن مالک اور عبدالعزیز کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

”اے مسلمانوں کے عظیم جرنیل! ہم جانتے ہیں کہ آپ شمالی افریقہ کو اپنے سامنے زیر زبر کر کے رکھ چکے ہیں۔ آپ نے افریقہ کے اندر برنطینوں کے سب سے بڑے مرکز قرطاجنہ کو بھی فتح کر لیا ہے لہٰذا سبتہ شہر آپ کی عسکری طاقت اور قوت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ماضی میں جو سبتہ کا لشکر مسلمانوں کے ساتھ جنگوں اور لڑائیوں میں مصروف رہا ہے تو ایسا سب کچھ سپین اور رومن لشکروں اور بحری بیڑوں کی مدد سے کیا جاتا رہا ہے۔ اب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان سرزمینوں کے اندر بستہ شہر کا لشکر آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا لہٰذا سبتہ کا حاکم کاؤنٹ جولین آپ سے صلح کی شرائط کا خواہاں ہے۔“

اسقف طولوس کا یہ جواب سن کر موسیٰ بن نصیر تھوڑی دیر تک اسے غور سے دیکھتا رہا اس کے بعد اس نے کسی قدر استفہامیہ انداز میں اس کو مخاطب کر کے پوچھا۔ ”اگر تمہارا کاؤنٹ جولین ہمارے ساتھ صلح ہی چاہتا ہے تو وہ ہمارے ساتھ صلح کی شرائط طے کرنے کے لئے خود ہماری طرف کیوں نہیں آیا ...... اس نے تمہیں اور تمہارے ان دو ساتھیوں کو کیوں بھیج دیا ہے ......؟“

اس سوال پر طولوس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”اے مسلمانوں کے عظیم سپہ سالار! کاؤنٹ جولین نے ایسا ایک احتیاط اور بچاؤ اور دوراندیشی کے تحت کیا ہے۔ اسے یہ اندیشہ اور خوف تھا کہ اگر وہ خود صلح کی گزارش کرنے آپ کے پاس آتا تو کہیں ایسا نہ ہو

Marfat.com

کہ مسلمان اسے گرفتار کر کے اپنے پاس رکھ لیں پھر سبتہ والوں سے ساز باز کر کے اور حیلے بہانوں سے کام لے کر وہ سبتہ شہر کو نقصان اور گزند ہی نہ پہنچائیں۔''

اسقف طولوس کے اس جواب پر موسیٰ بن نصیر نے کسی قدر ناراضگی اور برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''اے محترم! طولوس! میری قوم نے کبھی ایسا بھیانک اور کریہہ کھیل نہیں کھیلا اور نہ ہی اس قسم کے واقعات میری قوم کی تاریخ میں پائے جاتے ہیں۔ سبتہ کا حاکم کاؤنٹ جولین اگر ہمارے ساتھ جنگ نہیں چاہتا اور شرائط سے صلح کا خواہاں اور متمنی ہے تو اسے خود ہمارے پاس حاضر ہونا چاہیے اور ہمارے ساتھ بات چیت کر کے صلح کی شرائط طے کرنی چاہئیں ...... اگر وہ صلح کا خواہاں ہے تو ہم اس پر جنگ مسلط نہیں کریں گے، ہم بھی اس کے ساتھ صلح کی شرائط طے کرنے پر رضامند ہوں گے۔ لہٰذا تم سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین کو بلا کر لاؤ تاکہ وہ خود ہمارے ساتھ یہ شرائط طے کرے۔''

موسیٰ بن نصیر کے اس جواب پر اسقف طولوس حرکت میں آیا اور اپنے دونوں ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''میں یہیں رکتا ہوں تم دونوں واپس جاؤ اور کاؤنٹ جولین کو اپنے ساتھ لے کر آؤ ...... اسے یہ بھی یقین دہانی کراؤ کہ اسے مسلمانوں کی طرف سے کسی قسم کا خدشہ اور خطرہ نہیں ہے۔ لہٰذا وہ بے دھڑک ہو کر شہر سے باہر نکلے اور مسلمانوں کے ساتھ صلح کی شرائط طے کرے ...... اسے یہ بھی یقین دلاؤ کہ ماضی میں اس کی جنگیں جو مسلمانوں کے ساتھ ہوئی تھیں اس سے متعلق اس سے کوئی بازپرس نہ کی جائے گی۔''

اسقف طولوس کا یہ حکم پا کر وہ دونوں محافظ واپس چلے گئے تھے۔ اس موقع پر موسیٰ بن نصیر نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''عبدالعزیز میرے بیٹے! یہاں لشکر کے سامنے ایک خیمہ نصب کراؤ جس میں بیٹھ کر ہم اس طولوس اور سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین کے ساتھ صلح کی شرائط طے کر سکیں۔''

موسیٰ کا بیٹا عبدالعزیز فوراً حرکت آیا، چند لشکریوں کو اس نے اپنے ساتھ لیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اپنے لشکر کے سامنے خیمہ نصب کر کے اس کے اندر نشستوں کا انتظام کر دیا تھا۔ جب خیمہ نصب ہو چکا تو موسیٰ بن نصیر نے طولوس کی طرف دیکھتے اور مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے محترم طولوس! اس خیمہ میں بیٹھ کر تمہارے حاکم کاؤنٹ جولین کا انتظار کرتے ہیں۔''

اس کے ساتھ ہی موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد، طریف بن مالک اور عبدالعزیز اس

Marfat.com

طولوس کو لے کر لشکر کے سامنے نصب ہونے والے اس خیمہ کے اندر بیٹھ کر سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد سبتہ شہر کے مشرقی دروازے سے پھر تین سوار نمودار ہوئے۔ دو تو وہی محافظ تھے جو اسقف طولوس کو وہاں چھوڑ کر گئے تھے اور وہ اب بھی اپنے ہاتھوں میں سفید علم بلند کیے ہوئے تھے اور ان کے آگے آگے سبتہ شہر کا حاکم کاؤنٹ جولین اپنے سفید گھوڑے پر سوار موسیٰ بن نصیر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کاؤنٹ جولین اپنے دونوں محافظوں کے ساتھ جب خیمہ سے باہر آ کر اپنے گھوڑے سے اترا تو موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے خیمہ سے باہر اس سے پرجوش مصافحہ کیا پھر وہ تینوں اسے خیمے کے اندر لے گئے تھے۔ جب کہ اس کے دونوں محافظ خیمے کے باہر اپنے گھوڑوں کے پاس کھڑے رہے تھے۔

جب کاؤنٹ جولین خیمے کے اندر آ کر بیٹھ گیا تب موسیٰ بن نصیر نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”اے جولین! اس بار کس چیز نے تمہیں ہمارے ساتھ صلح کرنے پر مجبور اور آمادہ کر دیا جب کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم ماضی میں سپین کے حکمرانوں اور رومن بحری بیڑے کے بل بوتے پر مسلمانوں کے ساتھ برسرپیکار رہے ہو۔ اس بار میں خود اپنے لشکر کی کمان کرتا ہوا تمہارے شہر کی طرف آیا تھا اور میرا ارادہ تھا کہ جب تک سبتہ شہر کو فتح نہ کر لوں گا اس وقت تک یہاں سے ہٹوں گا نہیں اور اے جولین! تو دیکھتا ہے کہ میں نے تیرے اطراف کے علاقے کے بڑے بڑے درخت کٹوا کر ان درختوں کے تنوں کے سامنے لوہے کے بڑے بڑے مینڈھے کے سر نصب کروا دیئے ہیں اور اگر تو صلح کی شرائط طے کرنے میرے پاس نہ آتا تو میں لوہے کے ان مینڈھے کے سروں کو تیرے شہر کی فصیل کے ساتھ ٹکرا ٹکرا کر شہر کی فصیل کو پاش پاش کر دیتا اور اس کے بعد شہر ہمارے لئے فتح کرنا کوئی مشکل اور دشوار نہ ہوتا۔“

سبتہ شہر کے حاکم کاؤنٹ جولین نے موسیٰ بن نصیر کی اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”اے مسلمانوں کے عظیم جرنیل! اس میں کوئی شک نہیں کہ ماضی میں مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار رہا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری حماقت اور ناعاقبت اندیشی تھی۔ میں دیکھتا ہوں کہ افریقہ کے اکثر صوبوں پر مسلمان قبضہ کر چکے ہیں اور اب بحر زقاق کے کنارے یہ سبتہ نام شہر ہی ایسا ہے جو فتح کرنا باقی رہتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی فتح مسلمانوں کے لئے کوئی مشکل اور دشوار کام نہیں لہٰذا مسلمانوں کے ساتھ صلح اور آشتی

Marfat.com

ہی میرے لئے بہتر اور سودمند ہے۔ اے موسیٰ بن نصیر! آپ جو بھی شرائط طے کریں گے میرے لئے وہ قابل قبول ہوں گی۔ میں آپ کو خراج تک ادا کرنے کے لئے تیار ہوں اور آپ جس قدر خراج کی رقم طے کریں گے وہ میں آپ کو سالانہ ادا کرتا رہوں گا۔"

کاؤنٹ جولین کی اس پیش کش پر اسی خیمے میں صلح کی شرائط طے کی گئیں اور خراج کی رقم بھی مقرر کر دی گئی پھر موسیٰ بن نصیر کے حکم پر خیمے کے اندر ہی کھانا لایا گیا پھر سب مل کر کھانا کھانے لگے تھے۔

موسیٰ بن نصیر کھانے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ایک لشکری خیمے کے اندر آیا اور موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "یا امیر! بربروں کی جنوبی سرزمین سے ہمارے دو مخبر آئے ہیں وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ شاید آپ کے لئے کوئی اہم خبر ہے۔"

امیر موسیٰ بن نصیر نے اس لشکری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "ان دونوں مخبروں کو خیمے کے اندر بھیجو...... اب سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین کے ساتھ ہماری شرائط طے ہو چکی ہیں اب ان باتوں کی طرف سے اس سے کوئی رازداری اور پردہ نہیں ہے۔"

وہ لشکری فوراً باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد دو جوان خیمے میں داخل ہوئے۔ موسیٰ بن نصیر نے غور سے ان کی طرف دیکھا۔ شاید وہ ان کو پہچان چکا تھا پھر اس نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ "تم جنوب کی سرزمینوں سے ہمارے لئے کیا خبر لے کر آئے ہو۔"

ان دونوں مخبروں میں سے ایک نے موسیٰ بن نصیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے امیر! وحشی بربروں کا ایک بہت بڑا لشکر بقدورہ کے پاس جمع ہوا ہے اور وہ ہمارے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ ہے۔ جس قدر لشکر کے ساتھ آپ اس سبتہ شہر کے باہر خیمہ زن ہیں، ان بربروں کا لشکر جو پوری طرح مسلح اور تیار ہے اس کی تعداد آپ کے اس لشکر سے کسی بھی صورت دس گنا زیادہ سے کم نہ ہو گی۔"

اس قاصد کے اس انکشاف پر موسیٰ بن نصیر نے تمام شجاعت اور جرأت مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "اگر وہ ہمارے لشکر سے بیس گناہ لشکر بھی لے آئیں تب بھی ہم انہیں اپنے رب کی حمایت اور مدد سے ان صحراؤں کے اندر ایسا سبق سکھائیں گے کہ ان کی آنے والی نسلیں بھی یاد رکھیں گی کہ ان صحراؤں کے اندر کسی قوم نے ان کے منہ پر طمانچہ مارتے ہوئے ایک درد آمیز اور عبرت انگیز شکست سے دوچار کیا تھا۔" موسیٰ بن

Marfat.com

نصیر تھوڑی دیر رکا پھر ان دونوں قاصدوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”اب تم دونوں جاؤ اور جا کر آرام کرو۔ میں بہت جلد اپنے لشکر کے ساتھ قدورہ کی طرف کوچ کروں گا اور ان وحشی بربروں کو اپنے علاقوں کی طرف پیش قدمی کا موقع نہیں دوں گا۔“

وہ دونوں قاصد موسیٰ بن نصیر کا حکم پا کر خیمے سے باہر نکل گئے تھے جب کہ موسیٰ بن نصیر معمول کے مطابق کاؤنٹ جولین، طارق بن زیاد، طریف بن مالک اور بیٹے عبدالعزیز کے ساتھ گفتگو کرنے لگا تھا۔

تھوڑی دیر تک یوں ہی سب آپس میں گفتگو کرتے رہے۔ یہاں تک کہ دوبارہ ایک لشکری اس خیمے میں داخل ہوا اور اس بار اس نے طریف بن مالک کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”اے امیر! دو بربر جوان جو اپنے نام حیثم اور ریم بتاتے ہیں وہ آپ سے ملنے کے لئے آپ کی بستی الویرا سے آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انہیں پادری افطیس اور زلفاس نے آپ کی طرف روانہ کیا ہے تاکہ وہ آپ کے ساتھ ہسپانیہ کی طرف روانہ ہو سکیں۔“

اس موقع پر طارق بن زیاد نے طریف بن مالک کو کہنی مارتے ہوئے کہا۔ ”جاؤ، خیمے سے باہر جا کر ان جوانوں سے مل لو۔ لشکر کے اندر ان دونوں کے قیام کا انتظام کر کے واپس آؤ پھر امیر موسیٰ بن نصیر سے تمہارے ہسپانیہ کی طرف روانہ ہونے کے متعلق گفتگو کرتے ہیں۔“

طارق بن زیاد کے کہنے پر طریف بن مالک فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ خیمے سے باہر آیا اس نے دیکھا خیمے کے دروازے کے قریب ہی دو جوان کھڑے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی طریف بن مالک مسکراتے ہوئے ان کی طرف بڑھا۔ باری باری وہ ان دونوں سے گلے ملا پھر وہ اسے ٹھہرانے کے لئے انہیں اپنے لشکر کے پڑاؤ کی طرف لے جا رہا تھا۔

طریف بن مالک کے خیمے سے نکلنے کے بعد موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ”اے ابن زیاد! یہ حیثم اور ریم نام کے کون سے جوان ہیں جو طریف بن مالک سے ملنے آئے ہیں اور افطیس اور زلفاس نام کے پادری کون ہیں جنہوں نے ان دونوں جوانوں کو طریف بن مالک کی طرف روانہ کیا ہے اور تمہاری گفتگو سے یہ بھی میں نے اندازہ لگایا ہے کہ طریف بن مالک ہسپانیہ کی طرف روانہ ہونا چاہتا ہے۔ کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ طریف بن مالک کس سلسلے میں ان دونوں جوانوں کے ساتھ ہسپانیہ کی طرف روانہ ہونا چاہتا ہے......؟“

98277

Marfat.com

موسیٰ بن نصیر کے اس استفسار پر طارق بن زیاد نے تفصیل کے ساتھ طریف بن مالک کی آبائی بستی سے لوسیہ نام کی راہبہ کے اغوا، پادری افطیس اور زلفاس کے طنجہ شہر میں وارد ہونے اور ہسپانیہ سے لوسیہ کی بازیابی کی التجا کے متعلق بتا دیا تھا۔ اس گفتگو کے جواب میں موسیٰ بن نصیر کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ طریف بن مالک پھر خیمے میں داخل ہوا اور اپنی نشست پر آ کر بیٹھ گیا تھا۔ موسیٰ بن نصیر نے اس بار براہ راست طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! تمہاری غیر موجودگی میں طارق بن زیاد مجھے پوری تفصیل بتا چکا ہے کہ تمہاری بستی کی ایک راہبہ کس طرح اغوا ہوئی اور تم اسے لانے کے لئے ہسپانیہ کی طرف جانے کا ارادہ کر چکے ہو۔ اے میرے عزیز! تم اس نیک مقصد کے لئے ضرور ہسپانیہ کا رخ کرو لیکن وہاں احتیاط برتنا اس لئے کہ تم میرے ان جرنیلوں میں سے ایک ہو جنہیں میں اپنی جان اور اپنی روح کی طرح عزیز رکھتا ہوں۔ اس موقع پر میں تم سے یہ بھی کہوں گا کہ بقدورہ کے مقام پر جو بربر جمع ہوئے ہیں ان سے جنگ کے بعد ہی تم ہسپانیہ کی طرف روانہ ہونا۔

O

طریف بن مالک نے شکریہ کے انداز میں موسیٰ بن نصیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"یا امیر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ اس قدر فراخدلی سے مجھے ہسپانیہ کی طرف جانے کی اجازت دے رہے ہیں۔ یہ دونوں جوان جو میری بستی سے آئے ہیں میں انہیں لشکر ہی میں ٹھہراؤں گا اور میں بقدورہ کے مقام پر جمع ہونے والے بربروں کے ساتھ جنگ میں حصہ لینے کے بعد ہی ہسپانیہ کی طرف کوچ کروں گا۔"
اس موقع پر سبتہ کے کاؤنٹ جولین بولے اور طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! میں جانتا ہوں کہ آپ موسیٰ بن نصیر کے معزز اور عمدہ ترین جرنیلوں میں سے ایک ہیں۔ یہ جو آپ کو دو جوان ابھی ابھی آپ کی بستی الویرا سے ملنے آئے ہیں، آپ کو انہیں لشکر کے اندر رکھنے کی ضرورت نہیں، آپ انہیں میرے حوالے کر دیں میں اپنے شہر سبتہ میں ان کے قیام و طعام کا بندوبست کروں گا۔ آپ امیر موسیٰ بن نصیر کے ساتھ بقدورہ کی جنگ میں حصہ لینے روانہ ہو جائیں اور جب آپ جنگ سے فارغ ہو جائیں تو آپ سیدھے میری طرف سبتہ آئیں، میں آپ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کے لئے ہسپانیہ کی طرف جانے کے لئے نہ صرف کشتی کا انتظام کروں گا بلکہ اپنے ایک جاننے والے کے نام آپ کو خط بھی لکھ دوں گا۔ وہ ہسپانیہ میں اس شخص کے

Marfat.com

خلاف آپ کی ضرور مدد کرے گا جو الویرا کی راہبہ کو زبردستی اٹھا کر ہسپانیہ لے گیا ہے۔"
اس موقع پر کاؤنٹ جولین تھوڑی دیر رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔
"میں آپ لوگوں پر یہ بھی انکشاف کروں کہ میری ایک ہی بیٹی ہے جس کا نام فلورنڈا ہے اور وہ بھی ان دنوں ہسپانیہ کے مرکزی شہر ٹولیڈو میں قیام پذیر ہے اور وہ بھی کچھ یوں کہ ہسپانیہ کی سرزمین میں یہ رواج ہے کہ سارے بڑے بڑے سردار اور صوبوں کے حکمران اور والی اپنی بیٹیوں کی تربیت شاہی خطوط پر کرنے کے لئے انہیں ہسپانیہ کے مرکزی شہر ٹولیڈو روانہ کرتے ہیں۔ جہاں ان سب لڑکیوں کو شاہی محل کے اندر رکھا جاتا ہے اور وہاں شاہانہ طور طریقے سے ہی ان کی تربیت اور تعلیم کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ میری بیٹی بھی ان دنوں ہسپانیہ کے شاہی محل میں قیام کیے ہوئے ہے۔ گو ہسپانیہ کا موجودہ بادشاہ عطیشہ میری بیٹی کا نانا ہے۔ میری بیٹی پھر بھی شاہی محل میں ان لڑکیوں کے ساتھ رہائش رکھے ہوئے ہے جو مختلف صوبوں سے تربیت حاصل کرنے آتی ہیں۔ اے طریف بن مالک جب یہاں سے ہسپانیہ کی طرف روانہ ہوں گے تو جاتے ہوئے آپ میری بیٹی کے لئے کچھ چیزیں بھی لیتے جائیں اس کے علاوہ ہسپانیہ کے مرکزی شہر ٹولیڈو میں میرا ایک بہترین دوست اور مخلص ساتھی ہے اس کا نام رازرک ہے۔ ٹولیڈو شہر کے وسط میں ایک بہت بڑا میدان ہے جہاں پر تیغ زنی کے مقابلے کرائے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے دور ونزدیک کے سورما قسم کے تیغ زن ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں اور ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ سے انعام واکرام حاصل کرتے ہیں۔ رازرک نام کا میرا یہ دوست نہ صرف عطیشہ کے ہردل عزیز سرداروں میں سے ایک ہے بلکہ موت کے اس میدان میں جس قدر مقابلے کرائے جاتے ہیں وہ رازرک ہی کی نگرانی میں کرائے جاتے ہیں۔ وہ رازرک نام کا یہ سردار نہ صرف اس میدان کا بلکہ ان سارے مقابلوں کا بھی منتظم اعلیٰ ہے۔ اس میدان کو موت کا میدان کہہ کر پکارا جاتا ہے جس کے اندر تیغ زنی کے مقابلے کرائے جاتے ہیں۔ اے طریف بن مالک! جب آپ ہسپانیہ کی طرف روانہ ہوں گے تو میں اپنے دوست رازرک کے نام بھی ایک خط میں لکھ دوں گا اور ہسپانیہ میں آپ کے قیام کے دوران آپ سے پورا تعاون کرے گا اور ہر ممکن مدد آپ کی کرے گا۔"
اس پر موسیٰ بن نصیر نے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! کاؤنٹ جولین ٹھیک کہتا ہے۔ تمہاری بستی سے حیثم اور بریم نام کے جو دو جوان آئے ہیں ان کو کاؤنٹ جولین کے حوالے کر دو وہ سبتہ شہر کے اندر ہی قیام کریں اور جب

Marfat.com

تم بقدورہ کی متوقع جنگ سے فارغ ہو جاؤ گے تو تم بھی وہاں سے سبتہ شہر کا رخ کرنا۔ کاؤنٹ جولین نے اپنی بیٹی فلورنڈا کے لئے جو سامان بھجوانا ہو گا وہ بھی تم اس سے لے لینا۔ وہ تمہیں اس کے علاوہ رازرک کے نام خط بھی لکھ دے گا اور ساتھ ہی تمہیں ہسپانیہ جانے کے لئے کشتی بھی فراہم کر دے گا اور یہ سارے اسباب تمہارے لئے ہسپانیہ کی سرزمین میں لوسیہ کو اٹھا لے جانے والے جوان مارتن کو تلاش کرنے میں آسانی اور سہولت پیدا کر دیں گے۔"

طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے موسیٰ بن نصیر کی تجویز سے اتفاق کیا۔ طریف بن مالک کی بستی الویرا سے آنے والے حیثم اور ریم نام کے نوجوان کو کاؤنٹ جولین کے حوالے کر دیا گیا تھا پھر کاؤنٹ جولین اسقف طولوس اپنے دونوں محافظوں اور الویرا سے آنے والے ان دونوں جوانوں کو لے کر سبتہ شہر کی طرف لے گیا تھا۔ جب کہ موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد، طریف بن مالک نے بھی تھوڑی دیر بعد اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا۔ اب ان کا رخ بقدورہ کی طرف تھا جہاں پر ایک بہت بڑا بربر لشکر ان سے جنگ کرنے کے لئے تیار بیٹھا تھا۔

O

اپنے لشکر کے ساتھ موسیٰ بن نصیر نے برق رفتاری کے ساتھ سفر کیا۔ یہاں تک کہ وہ بقدورہ کے مقام پر بربروں کے لشکر کے سامنے جا کر خیمہ زن ہوا۔ موسیٰ بن نصیر کے وہاں پہنچتے ہی بربر جنگ کی تیاریاں کرنے لگے تھے۔ وہاں خیمہ زن ہونے کے بعد موسیٰ بن نصیر نے تھوڑی دیر کے لئے اپنے لشکر کو آرام کرنے اور ستانے کا موقع فراہم کیا۔ اس نے اندازہ لگایا کہ اس کے مخبروں کی اطلاع کے مطابق بربروں کا لشکر واقعی اس کے لشکر سے دس گنا سے بھی کہیں زیادہ تھا۔ بربر مسلم لشکر کی تھکاوٹ سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے اور وہ مسلمانوں کے وہاں پہنچنے کے تھوڑی ہی دیر بعد جنگ کرنے کے لئے تیار دکھائی دینے لگے تھے۔ موسیٰ بن نصیر نے جب دیکھا کہ دشمن ان کے سامنے جنگ کرنے کے لئے اپنی صفوں کو درست کرنے لگا ہے تو موسیٰ بن نصیر نے بھی اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ موسیٰ بن نصیر نے اپنے پاس رکھا اور اپنے بیٹے عبدالعزیز کو اپنا نائب مقرر کیا۔ دوسرا حصہ اپنے میسرہ کے طور پر طارق بن زیاد کی سرکردگی میں دیا اور تیسرا میمنہ کی حیثیت سے طریف بن مالک کی کمان داری میں دیا گیا تھا۔ لشکر کے تینوں حصوں نے اپنے اپنے سالاروں کی سرکردگی میں دشمن کے سامنے صف آراء ہونا شروع کر دیا تھا۔

Marfat.com

اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے کے بعد موسیٰ بن نصیر لشکر کے تین حصوں کے وسط میں آیا پھر اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے اپنے لشکریوں کو بلند آواز میں مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"میری قوم کے فرزندو! یہ بربر جو تعداد میں تم سے زیادہ، تم سے جنگ کرنے تمہارے سامنے کھڑے ہیں، تمہارے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس لئے کہ تم اس قوم کے فرزند ہو جو ایک طرف فارس کی اتنی بڑی سلطنت کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر چکی ہے اور دوسری طرف ناقابل تسخیر رومنوں کو شکست اور ہزیمت کے داغ لگا چکی ہے۔ میرے ساتھیو، میرے بھائیو! میں جانتا ہوں تم دشمن کے حصار ذات کے انگشت دائرے کھولنے کا فن جانتے ہو۔ تم برف سے حدت اور آگ سے ٹھنڈک پیدا کرنے کی قدرت بھی رکھتے ہو۔ ماورائے رنگ و نسل ہو کر اور ماضی و حال کا اتصال بن کر اس مشترکہ دشمن کے سامنے جم جانا، کرنوں کی باگیں تھام کر تپتے دن کی دھرتی کی طرح ان پر حملہ آور ہونا اور تھوہر کی شاخوں کی طرح انہیں کاٹ کر رکھ دینا۔ سنو میرے فرزندو! اپنے دین کے ان دشمنوں کے خلاف دم بہ دم پھیلتی بکھرتی لہروں کی طرح کراں تا کراں اور دم بدم پھیلتے بگولوں کی طرح ان کے خلاف حرکت میں آنا اور ان کی رگ رگ میں ان کے ریشے ریشے میں گرم کھولتے لاوے کی طرح خوف و ہراس بھر کر رکھ دینا۔ اس بے کراں دشت کے اندر اپنے دشمن کے لئے ستم تشنگی اور قضائے دار و گیر بن کر اٹھنا، طوفانی موجوں کی طرح اپنے دشمن پر نزول کر کے اس کی حالت یادوں کے ٹوٹے ہوئے خوابوں جیسی بنا کر رکھ دینا۔ میرے عزیزو! تم سب کے لئے میرا ایک ہی پیغام ہے، اپنے رب کا نام لے کر اپنے دین کے ان دشمنوں کے خلاف اٹھنا اور اس وقت تک رخ نہ موڑنا جب تک تم اپنے ان دشمنوں پر قابو نہ پالو اور انہیں اس میدان جنگ سے شکست کا داغ اٹھا کر بھاگنے پر مجبور نہ کر دو۔

سنو میرے عزیزو! جو قومیں اللہ کی راہ میں مزاحم ہیں جو تم کو خدا کی مرضی کے مطابق چلنے سے روکتی ہیں اور اس کی راہ سے ہٹانے کی کوشش کرتی ہیں جو تمہیں پوری طرح خدا کا بندہ بن کر نہیں رہنے دیتیں اور تمہیں اپنا یا کسی غیر اللہ کا بندہ بن کر رہنے پر مجبور کرتی ہیں، تمہارا فرض ہے کہ ان کے خلاف اپنی تمام امکانی طاقتوں سے کش مکش اور جدوجہد کرو۔ اسی جدوجہد پر تمہاری فلاح اور کامیابی کا اور خدا سے تمہارے تقرب کا انحصار ہے۔
سنو میری قوم کے فرزندو! مومن کو زندگی کے محاذ پر چومکھی لڑائی لڑنی پڑتی ہے، ایک

Marfat.com

طرف ابلیس اور اس کا شیطانی لشکر ہے جس کے خلاف اسے یلغار کرنا پڑتی ہے دوسری طرف خود انسان کا اپنا نفس اور اس کی سرکش خواہشات ہیں جن کے خلاف جہاد کرنا پڑتا ہے۔ تیسری طرف خدا سے پھرے ہوئے انسان ہیں جن کے ساتھ انسان کو ہر قسم کے معاشرتی، تمدنی اور معاشی تعلقات میں بندھا رہنا پڑتا ہے ان کے خلاف بھی سعی اور کوشش کرنی پڑتی ہے۔ چوتھی طرف وہ غلط مذہبی تمدنی اور سیاسی نظام ہیں جو خدا سے بغاوت پر قائم ہوئے ہیں اور بندگی حق کے بجائے بندگی باطل پر انسان کو مجبور کرتے ہیں۔ ان سب کے حربے مختلف ہیں مگر سب کی ایک ہی کوشش ہے کہ آدمی کو خدا کے بجائے اپنا مطیع بنائیں۔ مجاہد کا یہ فرض ہے کہ وہ ان ساری قوتوں کے خلاف جہاد کر کے صرف اپنے رب کا متبع اور فرماں بردار بندہ بن کر رہے۔ سنو میرے بھائیو! اپنے رب کا نام لے کر اپنے دشمن پر حملہ آور ہونا، میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس جنگ میں تمہیں اللہ کی حمایت اور تعاون حاصل ہوگا اور اسی حمایت اور تعاون کے بل بوتے پر ہم اس جنگ میں کامیاب اور فوزمند رہیں گے۔'' اپنی تقریر ختم کر کے موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔

دوسری طرف بربروں نے جنگ کی ابتدا کر دی تھی اور ان کے لشکر کی اگلی صفیں حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھنا شروع ہوگئی تھیں۔ دشمن کی راہ روکنے کے لئے موسیٰ بن نصیر نے سب سے پہلے اپنے حصے کے لشکر کو آگے بڑھایا اور جب بربروں کا لشکر آگے آیا تو موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے ساتھ دشمن پر موج در موج بہتے دریا، ارتقا کی طرح لپکتے قدموں، شعلہ بے دود موت کے جھکڑوں کی یورش اور آندھیوں کے خروش کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ دوسری طرف بربر بھی بے کراں تیز اور کف آلودہ سمندر، خون کے سیلاب رواں خوں خوار درندوں کے غول اور انگنت بہتے دریاؤں کے فتور کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔

پر موسیٰ بن نصیر نے ایسی جواں مردی اور ایسی جرأت رنداں کے ساتھ ان پر حملہ کیا تھا کہ ایک بار اس نے بربروں کی پیش قدمی کو روک دیا تھا اور انہیں اپنی جگہ پر رک کر سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کہ وہ تعداد میں زیادہ ہیں لیکن اس کے باوجود مسلمان ان کے لئے تر نوالہ نہیں ہیں۔ دونوں لشکروں کے آپس میں ٹکراتے ہی دشت میں صداؤں کا تلاطم اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ذرے ذرے پر خوف و ہراس طاری ہو گیا تھا اور ہر شے پر قرب مرگ کا احساس جنم لینے لگا تھا۔ ہر شے برستے لپکتے شعلوں کی زد میں آ گئی تھی۔ صحرا کے مناظر خاک بسر اور دھواں دھواں ہونے لگے تھے۔ آرزو حیات موت کی زد میں آ کر سسکیاں لینے لگی تھی اور صحرا کے اندر چیخیں، چیخوں سے ٹکرا کر ایک شور اور صداؤں کا ایک طوفان برپا کرنے

Marfat.com

تھیں۔

موسیٰ بن نصیر کے حملہ آور ہونے کے بعد طارق بن زیاد نے مڑ کر اپنے لشکر کی طرف دیکھا پھر اس نے اپنی بھاری اور چوڑے پھل کی تلوار فضاء کے اندر بلند کی اور اپنے لشکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "اے میرے صاحب کرام ساتھیو! یہ تمہارے سامنے پھیلے انگنت دشمن اس معرکہ حق و باطل میں تم سے مقابلے کی ٹھان کر سمندر ناپنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان پر خون کی بارش اور نفرتوں کا زہر بن کر چھا جاؤ۔ قسم رب کریم کی اگر تم اپنے روایتی صبر و رضا کے پہلوؤں پر قائم رہتے ہوئے دشمنوں پر حملہ آور ہو تو تمہارے ان حملوں کے سامنے ارض و سما کی سانس تک تھم کر رہ جائے گی۔ اے میرے رفیقو! آؤ، خدا اور ہمارے رسول (ﷺ) سے انکار کرنے والے اور حروف و صوت کی تذلیل کرنے والے ان لوگوں پر لمحوں کے روگ جبر کے دشت اور عزم کی تصویر بن کر حملہ آور ہو جائیں۔"

اس کے ساتھ ہی طارق بن زیاد حرکت میں آیا۔ اپنے لشکر کے ساتھ اس نے زخموں کی تمنا اور درد کی خواہش کرتے ہوئے بربروں کے لشکر پر حملہ کر دیا تھا۔ اس کے حملوں میں صداقت فکر کی رفعت اور احساس کی ندرت تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ دشت بے آب و گیاہ میں دشمنوں کی رگ حیات کاٹ کر انہیں اپنی ہی ذات کے لئے ذلت کا نشان بنا دینے کا عہد کر چکا ہے۔

طارق بن زیاد کے حملہ آور ہو جانے کے بعد طریف بن مالک حرکت میں آیا۔ اس نے بھی طارق بن زیاد کی طرح اپنے لشکر کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی بھاری اور چوڑے پھل والی تلوار فضا میں بلند کرتے ہوئے اپنے حصے کے لشکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے میرے آفتاب حق شناس ساتھیو! اے میرے مہتاب خوش ادا رفیقو! قسم خدائے لازوال کی اگر ہم اس کے ساتھ بندگان باکمال و باہنر بن کر اپنی مقدار سے زیادہ ان دشمنوں پر حملہ آور ہوں تو میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنے سے دس گنا زائد ان دشمنوں کو ان کی ذات کے تاریک کھنڈر اور روح فرسا مناظر میں ڈبو کر رکھ دیں گے۔ اگر ہم پورے خلوص اور اتحاد کے ساتھ صرف اپنے رب کی خوشنودی اور رضامندی کے لئے حملہ آور ہوں تو اس صحرا کے اندر ان دشمنوں کو ہم نوحہ کناں اور ماتم گزار بنا کر رکھ سکتے ہیں۔ میرے رفیقو! میرے ساتھ آؤ، تاکہ دشمن پر حملہ آور ہونے کی ابتدا کریں اور اس پر

Marfat.com

ثابت کریں کہ ان سے مقابلہ کرنے کے لئے ہم زندہ ہیں اور بیدار ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ کسی انجم نظر شعلہ نفس مہتاب روح اور برف خو کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ اپنے جان لیوا اور خوفناک حملوں سے طریف بن مالک نے دشمنوں کو دل کبیدہ، تن دریدہ، سر بریدہ اور خونچکیدہ بنانا شروع کر دیا تھا۔

جنگ کی ہولناکی ہولے ہولے ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لینے لگی تھی۔ خاک وخون کا میدان سخت موسموں کی دوطرفہ یورش جیسے حملوں کے سامنے شعلوں کی طرح تپنے لگا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے میدان جنگ کے اندر خون کے بے شمار لاوے تڑپ کر ابل پڑتے ہوں۔ زندگی کا لہو اپنے نقطہ جوش اپنے عروج تک جا پہنچا تھا۔ ہر طرف ایک المناک سماں تھا۔ آسماں پر کرگس چکر لگانے لگے تھے۔ میدان جنگ کے اندر شور ہی شور، غل ہی غل تھا۔ کافی دیر تک دونوں لشکر ظلمتوں کے اندر بھڑکتے شعلوں اور لہو کی بھٹکتی آگ کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے رہے۔ بربروں کی یہ کوشش تھی کہ چونکہ وہ تعداد میں زیادہ ہیں تو وہ بہت جلد مسلمانوں پر قابو پا کر اپنی فتح کا اعلان کر دیں گے لیکن انہیں مکمل طور پر مایوسی اور ناکامی ہوئی تھی اس لئے کہ سامنے کی طرف سے موسیٰ بن نصیر نے مکمل طور پر انہیں اپنے سامنے روک کر رکھ دیا تھا جب کہ دائیں بائیں سے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے ان پر طوفانی اور جان لیوا حملے کرتے ہوئے لحہ بہ لحہ ان کے لشکریوں کی تعداد کو کم کرنا شروع کر دیا تھا۔

صحرا کے اندر کافی دیر تک یہ ہولناک جنگ جاری رہی۔ یہاں تک کہ بربروں نے دیکھا تھا کہ ان کی اگلی صفوں کو موسیٰ بن نصیر نے مکمل طور پر کاٹ کر ان کی پچھلی صفوں کو بھی الٹنا پلٹنا شروع کر دیا تھا۔ جب کہ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک ان کے دائیں بائیں سے حملہ آور ہوتے ہوئے کسی تیز نوک والے خنجروں کی طرح ان کے لشکر کے اندر دور تک گھستے ہوئے ان پر آفت اور بدبختیوں کا نزول کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس سہ طرفہ حملوں کو بربروں نے روکنے کی انتہائی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے۔ جب کہ لشکر سامنے اور دائیں بائیں سے ان کے اندر گھسنا شروع ہو گیا تھا اور یوں کچھ دیر بعد مسلمانوں نے پرجوش انداز میں اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرتے ہوئے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی اور خوفناکی پیدا کر دی تو بربروں کے قدم اکھڑنا شروع ہو گئے تھے۔ پہلے تینوں طرف کی اگلی صفوں نے ہٹنا شروع کیا اور جب پچھلی صفوں نے یہ دیکھا کہ ان کی اگلی صفیں ناکارہ ہو کر

Marfat.com

اپنی پشت کی طرف پلٹنا شروع ہو گئی ہیں اور ہر کوئی جنگ سے جی چراتے ہوئے اپنی جان بچانے کی فکر میں ہے تو پچھلی صفوں کے اندر بھی ایک کھلبلی اور افراتفری کا عالم برپا ہو گیا تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد بربر لشکر کے اندر ایک طوفان آمیز شور مچ گیا اور بربر میدان جنگ سے منہ موڑ کر جنگل کے اندر خوف کھائے ہوئے جانوروں کی طرح اپنی جانیں بچانے کی خاطر ادھر ادھر بھاگنے لگے تھے۔ بربروں کے جرنیلوں نے پوری کوشش کی کہ اپنے بھاگتے ہوئے لشکر کو ایک دفعہ پھر روک کر مسلمانوں کے سامنے جمنے پر مجبور کر دیں لیکن انہیں مکمل طور پر ناکامی ہوئی تھی۔ اس آخری موقع پر بربروں کے جرنیلوں نے انتہائی دانشمندی اور جنگی مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے جنگ سے پسپا ہونے والے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا اور اپنے لشکر کے ان دو حصوں کے ساتھ وہ بڑی تنظیم اور بڑی دیکھ بھال کے ساتھ پسپا ہونا شروع ہو گئے تھے۔

مسلمان لشکری اس بات کے منتظر تھے کہ ان کے جرنیل انہیں بربروں کا تعاقب کرنے کی اجازت دیں لیکن اس موقع پر موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد یا طریف بن مالک میں سے کوئی بھی حرکت میں نہ آیا اور ان میں سے کسی نے بھی اپنے لشکریوں کو دشمن کا تعاقب کرنے کا حکم نہ دیا پھر لشکر کے یہ تینوں حصے ایک جگہ جمع ہوئے۔ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک دونوں اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے موسیٰ بن نصیر کے پاس آئے پھر طارق بن زیاد نے موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''اے امیر! میدان جنگ میں شکست کھانے کے بعد یہ بربر فرار ہوتے ہوئے بڑی دانشمندی اور سوجھ بوجھ کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ جان بچانے کی خاطر بھاگتے ہوئے انہوں نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہے۔ ایسا کر کے وہ ہم سے اس بات کی امید کر رہے ہیں کہ ہم بھی اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ان کا تعاقب کریں گے اور اگر ہم نے ایسا کیا تو بربر پلٹ کر ہم پر حملہ کریں گے اور ہمیں ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے اس لئے کہ دو حصوں میں تقسیم ہونے کے بعد ہماری قوت بٹ کر رہ جائے گی اور ہم دشمن پر وہ ضرب نہ لگا سکیں گے جو ہم میدان جنگ میں ان پر لگا کر انہیں پسپا ہونے اور شکست قبول کرنے پر مجبور کر چکے ہیں۔''

طارق بن زیاد جب خاموش ہوا تو طریف بن مالک نے فوراً بولتے ہوئے موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے امیر! میں اپنے بھائی، اپنے دوست، اپنے ساتھی اور اپنے عزیز طارق بن زیاد کے اس مشورے اور تجویز پر مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں

Marfat.com

ہمیں کسی بھی صورت اپنے لشکر کو دو حصوں میں بانٹ کر ان بھاگتے ہوئے بربروں کا تعاقب نہیں کرنا چاہیے۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم یقیناً نقصان اٹھائیں گے۔''

طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کی گفتگو سن کر موسیٰ بن نصیر کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے میرے رفیقان کار! میں خود بھی اس صورتحال کا جائزہ لے چکا ہوں۔ میں تم دونوں کا شکر گزار ہوں کہ تم مجھے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے ہو اور تمہارے مشوروں اور تمہاری تجویزوں میں ہمیشہ قوم کی بہتری اور فلاح ہی پنہاں ہوا کرتی ہے۔ سو میرے بچو! میرا فیصلہ یہ ہے کہ ہم تینوں مل کر پہلے دشمن کے ایک حصے کا تعاقب کریں اور اسے ایسا کچلیں کہ دوبارہ اس کو مڑ کر ہم پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہ ہو اور جب تک بربروں کا دوسرا حصہ پہلے حصے کی مدد کو آئے گا اس وقت تک ہم پہلے حصہ کو پوری طرح اپنے سامنے بے بس کر کے رکھ چکے ہوں گے۔ اس کے بعد یہی حالت ہم دوسرے حصے کی بھی کریں گے اور اسے بھی ہم اپنے سامنے مٹی کے برتنوں کی طرح توڑ کر رکھ دیں گے۔ آؤ حرکت میں آئیں اور دشمن کے ایک حصے پر حملہ آور ہوں۔'' اس کے ساتھ ہی موسیٰ بن نصیر نے اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا۔

اسلامی لشکر موسیٰ بن نصیر کے حکم پر حرکت میں آیا اور پھر موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے سطح آب کے نیچے کروٹیں لیتے طوفان، سیلاب کے بے رخ ریلے اور نفرتوں کی جوالہ کی طرح بربروں کے ایک حصے پر حملہ کر دیا تھا۔ مسلمانوں سے شکست کھانے کے بعد بربر پہلے ہی خوفزدہ تھے۔ اب جو اسلامی لشکر نے متحد ہو کر ان پر حملہ کیا تو انہوں نے ان کے سامنے بھاگنا شروع کر دیا۔ اسلامی لشکر نے اس سے پورا فائدہ اٹھایا اور دور تک وہ اپنے سامنے بھاگتے بربروں کا قتل عام کرتے چلے گئے تھے۔ اتنی دیر تک بربروں کا دوسرا حصے پنے حصے کی مدد کو آیا اس وقت موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے اپنے تیز حملوں سے اس حصے کا تقریباً صفایا کر کے رکھ دیا تھا اور پھر اپنے حملہ آور ہونے کی اس رفتار کو قائم رکھتے ہوئے تینوں جرنیلوں نے بربروں کے دوسرے حصے پر بھی حملہ کر دیا تھا اور تھوڑی دیر کی خوفناک جنگ کے بعد دوسرے حصے کی حالت بھی پہلے حصے جیسی کر کے رکھ دی تھی۔ اس طرح بربروں کے اس گراں لشکر سے بہت کم لوگ اپنی جانیں بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہوئے۔ اس کے بعد موسیٰ بن نصیر نے بربروں کے پڑاؤ پر قبضہ کر کے اپنے لشکر کو وہاں رک جانے کا حکم دے دیا تھا۔

Marfat.com

اس فتح کے بعد موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد اور طریف بن مالک دشمن کے پڑاؤ کے پاس خداوند کے حضور شکرانے کے طور پر سجدہ ریز ہو گئے تھے جب کہ سارے مسلمان لشکری بھی اس فتح پر اپنے خداوند کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدے میں گر گئے تھے۔ اس کے بعد بربروں کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا گیا تھا۔ وہاں سے مسلمانوں کو کھانے پینے کی بے شمار اشیاء کے علاوہ ان گنت ہتھیار بھی ہاتھ لگے۔ دشمن کے پڑاؤ سے ہاتھ لگنے والی ان ساری اشیاء کو پڑاؤ سے ہی ملنے والے جانوروں پر لاد دیا گیا تھا پھر ان جانوروں کو آپس میں بانٹ لیا گیا تھا۔ کچھ جانور اور ان پر لدا ہوا مال موسیٰ بن نصیر کے ساتھ افریقی سلطنت کے مرکزی شہر قیروان کی طرف جانا تھا اور سامان سے لدے ہوئے کچھ جانوروں کو طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے ساتھ طنجہ شہر روانہ ہونا تھا۔ جب مال غنیمت کی یہ تقسیم اور کوچ کی ساری تیاری مکمل ہو گئی تو موسیٰ بن نصیر اس جگہ آیا جہاں طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کھڑے ہوئے تھے پھر موسیٰ بن نصیر نے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اے ابن مالک! اب تمہارا کیا ارادہ ہے...... کیا تم پہلے طارق بن زیاد کے ساتھ طنجہ کی طرف جاؤ گے اور وہاں سے پھر تم سبتہ شہر کی طرف روانہ ہو گے یا یہاں سے سیدھا تم سبتہ شہر کی طرف جاؤ گے جہاں پر تمہارے دو ساتھی تمہارے ساتھ ہسپانیہ کی طرف کوچ کرنے کے لئے بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے۔''

طریف بن مالک نے فوراً بولتے ہوئے اور موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''یا امیر! میرا ارادہ ہے کہ میں طنجہ کا رخ نہ کروں بلکہ یہاں سے سیدھا میں سبتہ شہر کی طرف کوچ کر جاؤں۔ وہاں میں سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین سے ہسپانیہ کے سرزمین میں اس کے دوست رازرک کے نام خط لے کر اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہسپانیہ کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔''

طریف بن مالک جب خاموش ہوا تو اس موقع پر طارق بن یاد نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے ابن مالک! اگر تمہارا ارادہ یہیں سے سبتہ شہر کی طرف کوچ کرنے کا ہے تو میری یہ بات ذہن میں رکھنا کہ ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر اپنے آپ کو خطرات میں ڈالنے کی کوشش نہ کرنا۔ سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین کے دوست رازرک کے ساتھ مل کر تم مارتن نام کے اس جوان کو تلاش کرنا جو تمہاری بستی الویرا کی راہبہ کو اٹھا کر لے گیا ہے اور جب تم اس مارتن سے انتقام لے کر لوسیہ کو حاصل کر چکو تو واپس لوٹ آنا۔

Marfat.com

میں بڑی بے چینی سے طنجہ شہر میں تمہارا انتظار کروں گا۔"

جواب میں طریف بن مالک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "آپ لوگ بے فکر رہیں، میں بہت جلد واپس لوٹنے کی کوشش کروں گا۔"

اس کے بعد موسیٰ بن نصیر نے لوٹتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! اگر ایسا ہے تو تم ابھی اور اسی وقت یہاں سے کوچ کر جاؤ۔ لشکر سے تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو لے لو۔ اگر تمہیں نقدی کی ضرورت ہو تو وہ بھی تم طارق بن زیاد سے حاصل کر لو۔"

اس پر طریف بن مالک نے کہا۔ "اے امیر! مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ...... میرے پاس پہلے ہی کافی نقدی ہے۔ اب آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہاں سے سبتہ شہر کی طرف کوچ کروں۔"

اس کے بعد طریف بن مالک نے موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد کے ساتھ پرجوش مصافحہ کیا۔ اپنے گھوڑے پر وہ سوار ہوا پھر وہاں سے وہ سبتہ شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

اس کے بعد موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد بھی حرکت میں آئے۔ موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے ساتھ قیروان کوچ کر گیا تھا جب کہ طارق بن زیاد نے اپنے لشکر کے ساتھ طنجہ شہر کا رخ کیا۔

❋ ...... ❋

Marfat.com

سورج تقدیر انسانی کے قصے کو دہرانے نئی قدروں، نئی داستانوں کو جنم دینے کے لئے مشیت کے ان گنت جلوے بکھیرتا ہوا طلوع ہوا تھا۔ ہر طرف زندگی کا فسوں نکھوں کا کمال اور معطر لمس پھیلنے بکھرنے لگا تھا۔ سورج کی کرن کرن میں چھلکتا رنگ جمال اپنے عروج کی طرف بڑھنے لگا تھا اور لرزاں سائے اپنی جسامت کو طول دینے لگے تھے۔ ایسے میں طریف بن مالک شرقی دروازے سے سبتہ شہر میں داخل ہوا۔ دروازے کے محافظوں کے پاس ہی اس نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اور پھر گھوڑے سے اتر کر اس نے ایک محافظ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

''میں طنجہ شہر کی طرف سے آیا ہوں اور سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین سے ملنا چاہتا ہوں۔ کیا تم میری راہبری اور راہنمائی کرو گے کہ تمہارے کاؤنٹ جولین سے ملنے کے لئے مجھے شہر کے اندرونی حصے میں کس طرف آگے بڑھنا چاہیے۔''

طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر وہ محافظ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اتنی دیر تک شرقی دروازے کے دوسرے محافظ بھی وہاں آ کر جمع ہو گئے تھے پھر اس پہلے محافظ نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اگر میں غلطی پر نہیں تو آپ موسیٰ بن نصیر کے جرنیل اور طنجہ شہر کے رہنے والے طریف بن مالک ہیں۔''

محافظ کے ان الفاظ پر طریف بن مالک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''تمہارا اندازہ درست ہے۔ میں ہی طنجہ کا رہنے والا طریف بن مالک ہوں۔''

اس پر اس محافظ نے خوشی اور اطمینان کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ ''اگر آپ ہی طنجہ کے طریف بن مالک ہیں تو پھر سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین کی طرف سے ہمیں ہی نہیں بلکہ سبتہ شہر کے سارے ہی دروازوں کے محافظوں کو یہ تنبیہہ اور تاکید کر دی گئی ہے کہ جب طنجہ کا رہنے والا طریف بن مالک شہر میں داخل ہو تو اسے بڑی عزت اور احترام کے ساتھ سبتہ کے شاہی مہمان خانے میں ٹھہرایا جائے اور اس کی آمد کی اطلاع

Marfat.com

فوراً کاؤنٹ جولین کو دی جائے۔لہٰذا سبتہ کے معزز مہمان آپ ابھی اور اسی وقت سبتہ کے شاہی مہمان خانے کی طرف چلئے وہاں آپ کے پہلے ہی دو ساتھی جن کے نام حیثم اور ریم ہیں قیام کیے ہوئے ہیں۔آپ کو مہمان خانے میں قیام کرانے کے بعد میں سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور اسے آپ کے آنے کی اطلاع کروں گا۔“

اس کے ساتھ ہی وہ محافظ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور آگے بڑھ کر اس نے طریف بن مالک کے گھوڑے کی باگ پکڑتے ہوئے کہا۔”آپ میرے ساتھ آیئے۔“ طریف بن مالک چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لیا تھا۔

شرقی دروازے کا وہ محافظ طریف بن مالک کو ساتھ لے کر سبتہ کے شاہی مہمان خانے میں داخل ہوا۔طریف بن مالک کے گھوڑے کو اس ن مہمان خانے کے اصطبل میں باندھ کر اس کے سامنے دانہ اور چارہ ڈال دیا تھا۔اس کے بعد وہ طریف کو لے کر مہمان خانے کی عمارت میں داخل ہونا ہی چاہتا تھا کہ عمارت کے اندر سے طریف بن مالک کے ساتھی حیثم اور ریم بھاگتے ہوئے نکلے۔دونوں آتے ہی باری باری طریف بن مالک سے بغل گیر ہو کر ملے تھے پھر علیحدہ ہونے کے بعد حیثم نے بڑی جستجو اور پر امید لہجے میں طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

”اے ابن مالک! کیا تم ہمیں بتاؤ گے کہ بقدورہ کے مقام پر بت پرست بربروں کے ساتھ مسلمانوں کی لڑی جانے والی جنگ کے کیا نتائج نکلے ہیں۔“

طریف بن مالک نے مسکراتے ہوئے اور حیثم کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔”اے میرے دونوں ساتھیو! خوش ہو جاؤ کہ اس جنگ میں خداوند عالم نے ہمیں فتح عطا فرمائی ہے اور اس جنگ میں ہم نے بربروں کے لشکر کو نہ صرف یہ کہ پوری طرح زیر اور مغلوب کر دیا ہے بلکہ ان میں سے کئی ایک کو موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دیا ہے۔ بہت کم بربر اس جنگ میں اپنی جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو سکے ہیں۔اس جنگ کے اختتام پر میں بقدورہ کے مقام سے سیدھا سبتہ کی طرف آ گیا ہوں جب کہ امیر موسیٰ بن نصیر قیروان کی طرف چلے گئے اور طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ طنجہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔“

طریف بن مالک کے ساتھ آنے والا شرقی دروازے کا وہ محافظ تھوڑی دیر کے لئے مہمان خانے کے مطبخ کی طرف گیا پھر وہ دوبارہ طریف بن مالک کے پاس آیا

Marfat.com

اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''اے ابن مالک! میں نے مہمان خانے کے طباخ کو آپ کے لئے کھانا تیار کرنے کے لئے کہہ دیا ہے۔ وہ تھوڑی دیر تک آپ کو کھانا پیش کر دے گا۔ اب آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں کاؤنٹ جولین کو آپ کی آمد کی اطلاع کر کے سبتہ شہر کے شرقی دروازے کی طرف چلا جاؤں۔''

طریف بن مالک نے اس محافظ سے مصافحہ کرتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ محافظ وہاں سے چلا گیا تھا جب کہ حیثم اور ریم طریف بن مالک کو اس مہمان خانے کی عمارت کے اندر لے گئے تھے۔ دونوں طریف کو لے کر ایک کمرے میں داخل ہوئے اور اس کمرے کے وسط میں آ کر ریم نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے ابن مالک! تمہارا قیام اس کمرے میں ہوگا۔ یہ کمرہ سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین نے تمہارے لئے مختص کیا ہے اور اس کمرے کے اندر تمہاری ضرورت کی ہر چیز کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ جب کہ ہمارا قیام تمہارے اس کمرے کے ساتھ والے کمرے میں ہوگا۔ اے ابن مالک! کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ جب تک آپ کا کھانا تیار ہو کر آئے، ہم آپ کے پاس بیٹھیں اور آپ ہمیں بقدورہ کے مقام پر بربروں سے لڑی جانے والی جنگ کی تفصیل بتائیں۔''

طریف بن مالک نے ریم کی اس پیش کش کو قبول کرتے ہوئے اس پر رضامندی کا اظہار کیا پھر وہ تینوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے اس کمرے میں بیٹھ گئے تھے اور طریف بن مالک بقدورہ کے مقام پر بربروں کے خلاف لڑی جانے والی اس جنگ کی تفصیل ان دونوں کو بتا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد مطبخ کا نگران طریف بن مالک کے لئے کھانا لے آیا اور کھانے کے بعد طریف پھر اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ گفتگو کرنے لگا تھا۔ چند ہی ثانیوں بعد سبتہ کا حاکم کاؤنٹ جولین اس کمرے میں داخل ہوا اس کے ساتھ ایک جوان بھی تھا جو کچھ سامان اٹھائے ہوئے تھا۔ طریف بن مالک اپنی جگہ سے اٹھ کر کاؤنٹ جولین سے ملا پھر وہ اس کمرے میں لگی ہوئی نشست پر بیٹھ گئے تھے۔ اس کے بعد کاؤنٹ جولین نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''اے ابن مالک! آپ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کب تک یہاں سے ہسپانیہ کی طرف روانہ ہوں گے۔''

اس پر طریف بن مالک نے بغیر کسی توقف کے کہا۔ ''اگر آپ کسی کشتی کے

Marfat.com

انتظامات آسانی سے کر سکتے ہیں تو میں آج ہی ہسپانیہ کی طرف روانہ ہونا پسند کروں گا۔"

کاؤنٹ جولین نے پھر بولتے ہوئے کہا۔"میری طرف سے تو کشتی اور آپ کی روانگی کے سارے ہی انتظامات مکمل ہیں۔" پھر اس نے اپنے ساتھ آنے والے جوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔"اس کا نام فردیلہ ہے اور یہ ہسپانیہ ہی کا رہنے والا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی کشتی کا مالک اور ملاح ہے اور ہسپانیہ اور سبتہ کے درمیان مال لانے اور لے جانے کا کام سرانجام دیتا ہے۔ آپ جب بھی ہسپانیہ روانہ ہونا چاہیں گے یہ فردیلہ آپ کو لے کر ہسپانیہ کی طرف روانہ ہو جائے گا۔ یہ آپ کے ساتھ اسی مہمان خانے میں قیام کرے گا۔" اس کے بعد کاؤنٹ جولین نے چمڑے کی ایک کافی بڑی خرجین جو فردیلہ اٹھا کر لایا تھا وہ طریف کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔"یہ سامان میری طرف سے فلورنڈا کے لئے ہے جو وہاں شاہی محل میں زیر تربیت ہے۔" اس کے بعد کاؤنٹ جولین نے علیحدہ علیحدہ تہہ کیے ہوئے دو کاغذ بھی طریف بن مالک کو تھماتے ہوئے کہا۔"ان میں سے ایک خط میری بیٹی فلورنڈا کے نام ہے اور دوسرا خط رازرک کے نام ہے جو ہسپانیہ کا نہ صرف یہ کہ صاحب حیثیت سردار ہے بلکہ ہسپانیہ کے مرکزی شہر ٹولیڈو میں جو مقابلے کا میدان ہے جسے موت کا میدان کہہ کر پکارا جاتا ہے اور جہاں تیغ زنی کے مقابلے ہوتے ہیں اس کا بھی نگران یہی رازرک ہے۔ ہسپانیہ کے ساحل پر اترنے کے بعد سب سے پہلے اسی رازرک سے ہی ملنا اور ہر کام میں اور ہر دشواری کے موقع پر یہ تمہاری مدد اور راہنمائی کرے گا اور جب آپ واپس آنا چاہیں گے تو یہ فردیلہ آپ کی مرضی کے مطابق اپنی کشتی یا دوسری کسی کشتی کا انتظام کر کے آپ کو ہسپانیہ سے یہاں سبتہ تک پہنچا دے گا۔"

طریف بن مالک نے کاؤنٹ جولین کی دی ہوئی وہ بڑی خرجین ایک طرف سنبھال کر رکھ دی۔ دونوں خط اس نے اپنے لباس کے اندر محفوظ کر لئے۔ کشتی کے مالک فردیلہ نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔"اے ابن مالک! کیا ایسا ممکن نہیں ہم آج شام تک ہسپانیہ کی طرف کوچ کر جائیں۔"

فردیلہ کی اس پیش کش پر طریف بن مالک نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "میں تم سے اس معاملے میں اتفاق کرتا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ آج شام تک کوچ کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی کاؤنٹ جولین اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور طریف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔"آپ لوگ اب آرام کریں۔ فردیلہ آپ کے ساتھ اسی مہمان

Marfat.com

خانے میں ٹھہرے گا اور جب آپ نے کوچ کرنا ہوا تو آپ اس کے ساتھ ہسپانیہ کی طرف کوچ جائیں۔''

یوں سبتہ کا حکمران کاؤنٹ جولین وہاں سے چلا گیا تھا۔ طریف بن مالک اپنے دو ساتھیوں حیثم اور یریم کے علاوہ کشتی کے مالک فردیلہ کے ساتھ وہاں اس کمرے میں بیٹھ کر گفتگو کرنے لگا تھا اور پھر شام کے قریب وہ سبتہ شہر سے ہسپانیہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

❖

گرمیوں کی چاندنی رات میں سفر کرتے ہوئے طریف بن مالک نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ بحر زقاق کو عبور کیا اور کشتی ہسپانیہ کی بندرگاہ قادس کے سامنے آ کر لنگر انداز ہو گئی تھی۔ اس وقت سورج مشرق سے طلوع ہو رہا تھا۔ چاندنی کہکشاں اور رات کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ شب گزیدہ اور عظمت انسانی کی مظہر صبح شعروں کے کھیت اور آئینوں کے گھر کی طرح نمودار ہو چکی تھی۔ بہاروں کی وادیوں کے اندر گلوں کے کانوں میں شبنم اور شبنم کے کانوں میں سورج کی کرنیں دھیرے دھیرے سرمدی الاپ الاپنے لگی تھیں۔ خاموشیوں کے اندر گونج پیدا کرتے ہوئے چوڑیوں کی جھنک اور پائل کی کھنک کی طرح فضاؤں کو نغمہ زار کرنے لگے تھے۔ رات کی خاموشی چڑھ کر اتر جانے والی ندی کی طرح ختم ہو رہی تھی۔ لوگ اپنے اپنے کاموں کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ سمندر کے کنارے کے ساتھ مچھلیاں پکڑنے والے ملاح کچھ اس انداز میں اپنی مقامی زبان میں گا رہے تھے جیسے پربتوں کے اس پار کوئی چرواہا بنسی کی دھن میں مدھر گیت گاتا ہے۔

ایسے میں کشتی جب قادس شہر کی بندرگاہ پر رکی تو کشتی کے مالک فردیلہ نے سب سے پہلے کشتی میں کام کرنے والے اپنے آدمیوں کی مدد سے لکڑی کے موٹے موٹے چند تختے نکالے پھر ان تختوں کا ایک سرا زمین اور دوسرا کشتی پر رکھ دیا گیا اور ان تختیوں کی مدد سے طریف بن مالک، حیثم اور یریم کے گھوڑے کشتی سے خشکی کو اتار لئے گئے تھے۔ اتنی دیر تک طریف بن مالک، حیثم اور یریم بھی اپنا اپنا سامان سمیٹ کر کشتی سے اتر گئے پھر کشتی کا مالک فردیلہ طریف بن مالک کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے اس نے کہا۔

''میرے یہ آدمی کشتی کو سنبھال لیں گے آپ میرے ساتھ آئیں میں آپ کو اپنا گھر دکھا دوں تاکہ جب آپ نے واپس جانا ہو یا کسی اور موقع پر آپ کو کشتی کی یا میری ضرورت پڑے تو آپ میرے گھر آ کر مجھ سے مل سکیں۔ میرا گھر یہاں سے بالکل قریب

Marfat.com

وہ سامنے ساحل کے ساتھ ہی ہے۔ پہلے آپ تینوں وہاں صبح کا کھانا کھائیں، اگر آپ آرام کرنا چاہیں تو وہاں آرام کرنے کے بعد پھر ٹولیڈو شہر کی طرف روانہ ہو جائیں۔“

طریف بن مالک نے فردیلہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر اس نے اپنے آدمیوں کو کشتی سنبھالنے کے لئے کہا اور خود وہ طریف بن مالک، ھیثم اور ریم کو اپنے ساتھ لے کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

ساحل کے قریب ہی بنے ہوئے چند مکانوں میں سے ایک مکان کے سامنے فردیلہ رک گیا اور طریف بن مالک کی طرف اس نے دیکھتے ہوئے کہا۔ ”یہ میرا گھر ہے۔“ پھر فردیلہ نے گھر سے باہر ٹھکے ہوئے لکڑی کے کھونٹوں کے ساتھ ان کے تینوں گھوڑوں کو باندھ دیا۔ اپنے گھر میں داخل ہونے کے بعد اس نے اپنے دیوان خانے کے اندر بٹھایا اور خود وہ گھر کے اندرونی حصے کی طرف چلا گیا تھا۔

طریف بن مالک، ھیثم اور ریم کافی دیر تک اس دیوان خانے میں بیٹھ کر باتیں کرتے رہے پھر اس کے بعد فردیلہ ان کے لئے کھانا لے آیا۔ ان تینوں اور خود فردیلہ نے بھی ان کے ساتھ مل کر کھانا کھایا اور جب فردیلہ کھانے کے خالی برتن اندر رکھ کر پھر ان کے پاس آیا تو طریف بن مالک اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور فردیلہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

”اے فردیلہ میرے عزیز! تیرا بے حد شکریہ کہ تو نے نہ صرف یہ کہ ہمیں سبتہ سے یہاں ہسپانیہ کی بندرگاہ قادس تک پہنچا دیا بلکہ ہمیں صبح کا کھانا پیش کر کے ہماری مہمانداری بھی کی۔ اس کے لئے ہم تمہارا جس قدر بھی شکریہ ادا کریں وہ کم ہے۔ اب تم ہم تینوں کو یہاں سے کوچ کرنے کی اجازت دو تا کہ ہم ٹولیڈو شہر کی طرف روانہ ہوں۔“

فردیلہ نے طریف بن مالک کی اس گفتگو سے اتفاق کیا۔ ان تینوں کو لے کر وہ اپنے گھر سے باہر آیا پھر وہ تینوں گھر سے باہر بندھے ہوئے گھوڑوں پر سوار ہو کر قادس شہر سے ہسپانیہ کے مرکزی شہر ٹولیڈو کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

❖

دوپہر کے قریب ایک روز طریف بن مالک اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہسپانیہ کے مرکزی شہر ٹولیڈو میں داخل ہوا۔ انہوں نے اپنے گھوڑوں کو ایک جگہ روکا اور اپنے قریب سے گزرتے ہوئے ایک جوان کو مخاطب کرتے ہوئے طریف بن مالک نے پوچھا۔ ”اے میرے عزیز! ہم تینوں اس شہر میں اجنبی ہیں، ہم ابھی ابھی یہاں وارد ہوئے

Marfat.com

ہیں اور قادس شہر سے آئے ہیں۔ ہم ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ کے اس سردار سے ملنا چاہتے ہیں جس کا نام رازرک ہے اور جو تیغ زنی کے مقابلے کے اس میدان کے انتظام اور انصرام کا ذمہ دار ہے جسے موت کا میدان کہہ کر پکارا جاتا ہے۔"

طریف بن مالک کی اس گفتگو پر اس نوجوان نے خوش طبعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "تم تینوں میرے ساتھ آؤ میں اس وقت اسی طرف جا رہا ہوں، اس طرف رازرک کی حویلی ہے۔"

اس نوجوان کی گفتگو سن کر طریف بن مالک بھی خوش ہوا اور اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اسے کھینچ کر اپنے گھوڑے پر پیچھے بٹھا لیا اور پھر وہ اس نوجوان کی راہنمائی میں شہر کی شمالی سمت بڑھنے لگے تھے۔

ایک کافی بڑی بلند اور خوبصورت حویلی کے سامنے اس جوان نے طریف بن مالک کو رکنے کے لئے کہا۔ امیر طریف نے اپنے گھوڑے کو روک دیا پھر وہ چاروں گھوڑوں سے اتر گئے اور ٹولیڈو کے اس نوجوان نے مخاطب کرتے ہوئے اپنے سامنے بڑی حویلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہی رازرک کی حولی ہے جس سے تم تینوں ملنا چاہتے ہو۔"

طریف بن مالک نے اس نوجوان سے پرجوش مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "اے عزیز! تیرا شکریہ کہ تو نے یہاں تک ہماری راہنمائی کی۔" اس کے ساتھ ہی وہ نوجوان وہاں سے چلا گیا تھا جب کہ طریف بن مالک نے آگے بڑھ کر حویلی کے دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص نے حویلی کا دروازہ کھولا جو اپنے چہرے اور لباس سے اس حویلی کا کوئی ملازم معلوم ہوتا تھا۔ اسے دیکھتے ہی طریف بن مالک نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "ہم تینوں اس شہر میں اجنبی ہیں۔ ٹولیڈو کے سردار رازرک سے ملنا چاہتے ہیں۔ ہمیں سبتہ کے حکمران کاؤنٹ جولین نے اس کی طرف روانہ کیا ہے اور ہمارے پاس کاؤنٹ جولین کا رازرک کے نام دیا ہوا ایک خط بھی ہے۔"

اس پر اس ملازم نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "تم تھوڑی دیر یہیں رکو میرے آقا اس وقت حویلی کے اندر ہی ہیں میں انہیں تمہارے آنے کی اطلاع کرتا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی وہ ملازم پلٹا اور حویلی کے اندرونی حصے کی طرف چلا گیا تھا۔

طریف بن مالک، حیثم اور ریم کو تھوڑی ہی دیر تک وہاں پر کھڑے ہو کر انتظار کرنا

Marfat.com

پڑا تھا اس لئے کہ چند ہی ساعتوں بعد اس حویلی کے دروازے پر ایک خوب قد آور جسیم اور درمیانی سی عمر کا ایک شخص نمودار ہوا تھا۔ اس نے ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''میرا نام رازرک ہے اور میں ہی عطیشہ کا وہ سردار ہوں جس سے تم ملنا چاہتے ہو۔ کہو تم کس سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتے ہو اور سبتہ کے کاؤنٹ جولین کی طرف سے کیا پیغام لے کر آئے ہو......؟''

اس پر طریف بن مالک آگے بڑھا اور رازرک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے عطیشہ کے سردار میرا نام طریف بن مالک اور میرے ساتھیوں کے نام حیثم اور ریم ہیں۔ اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک نے اپنے لباس کے اندر سے کاؤنٹ جولین کا خط نکال کر رازرک کے حوالے کر دیا تھا۔ رازرک نے اس خط کی تہوں کو کھولا پھر بڑے انہماک اور غور سے پڑھنے لگا تھا۔

وہ خط پڑھنے کے بعد رازرک تھوڑی دیر تک بڑے غور سے طریف بن مالک کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے خط تہہ کر کے سنبھال لیا اور طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے ابن مالک! اس خط میں سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین نے تمہاری بہترین تعریف کی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ تم مسلمانوں کے جرنیل موسیٰ بن نصیر کے عمدہ اور بہترین جرنیل میں سے ایک ہو۔ خط میں اس نے تم سے محبت اور شفقت کا بھی اظہار کیا ہے اور مجھے یہ بھی تاکید کی ہے کہ افریقہ کی سرزمین سے اغوا کی جانے والی راہبہ لوسیہ کو تلاش کرنے میں، میں تمہاری مدد کروں۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس لوسیہ نام کی راہبہ کو ہسپانیہ کا ایک شخص مارتن اٹھا کر لے آیا ہے لہٰذا اے ابن مالک! میری بات غور سے سنو۔ اگر تم میرا کہا مانو تو تم نہ صرف یہ کہ ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر ایک ناقابل بیان عروج و بلندی اور ایک بہترین اور باعزت مقام حاصل کر سکتے ہو۔ بشرطیکہ تم ایک عمدہ تیغ زن ہو۔''

رازرک کی اس گفتگو کے جواب میں طریف بن مالک کے بجائے اس کے دونوں ساتھیوں میں سے حیثم نے بولتے ہوئے اور رازرک کو جواب دیتے ہوئے کہا۔ ''اے ہسپانیہ کے سردار جہاں تک تیغ زنی میں مہارت اور تجربہ کا سوال اور تعلق ہے تو میں تم پر یہ انکشاف کرتا ہوں کہ ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر بہت کم جوان ایسے ہوں گے جو طریف بن مالک کی تلوار کی تیزی اور اس کے حملوں کی برق رفتاری کا مقابلہ کر سکیں۔ اے رازرک! میں طریف بن مالک ہی کی بستی کا رہنے والا ہوں اور اسے اس وقت سے جانتا

Marfat.com

ہوں جب یہ چھوٹا تھا۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تیغ زنی کے مقابلے میں تم طریف بن مالک کا جو بھی معیار قائم کرو گے اور جو بھی اس سے توقع اور امید رکھو گے یہ ہر صورت میں اس پر پورا اترے گا۔" جیثم کا یہ جواب سن کر رازرک خوش ہوا اور پھر طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے ابن مالک! مجھے غور سے سنو۔ ہسپانیہ کے اس مرکزی شہر کے وسط میں ایک میدان ہے جو کافی کھلا اور وسیع ہے۔ اس میدان کے اندر بڑے بڑے ماہر اور جلاد قسم کے تیغ زنوں کے مقابلے ہوتے ہیں۔ اسی بنا پر اس میدان کو موت کا میدان کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس میدان میں کئی بار ایسا ہوا کہ کچھ تیغ زن مقابلے کے دوران آنے والے زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسے۔ لہٰذا یہ میدان موت کے میدان کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اے ابن مالک! اس میدان کے اطراف میں دو منزلہ رہائش گاہیں بنی ہوئی ہیں۔ ان رہائش گاہوں کے اندر اس میدان کا انتظام و انصرام کرنے والے کارکنوں کے علاوہ تیغ زن بھی ان رہائش گاہوں کے اندر ہی رہتے ہیں جو اس شہر سے باہر کے رہنے والے ہیں اور اس میدان میں ہونے والے مقابلوں میں اکثریت کے ساتھ حصہ لیتے رہتے ہیں۔ ان رہائش گاہوں میں سے میں تمہارے لئے دو رہائش گاہوں کا بندوبست کرتا ہوں۔ ایک رہائش گاہ میں اے طریف بن مالک تم قیام کر لینا اور دوسری میں تمہارے یہ دونوں ساتھی جن کا نام تم نے جیثم اور بریم بتائے ہیں، یہ قیام کریں گے۔ اس کے علاوہ اس میدان میں جو ہر ماہ مقابلے ہوتے ہیں تو ان میں تم بھی حصہ لینا۔ یاد رکھو! اگر ان مقابلوں کے دوران تم اس میدان اور اس مقابلے کے مانے ہوئے تیغ زن کو اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ہسپانیہ کے اندر تمہیں اس قدر عزت نصیب ہو گی کہ جس مقصد اور جس کام کے لئے تم ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوئے ہو اسے تم آسانی کے ساتھ انجام دے سکو گے۔

اے ابن مالک! اگر تم ان مقابلوں میں حصہ لینے سے پہلے اور ہسپانیہ کی سرزمین میں کوئی اعلیٰ مقام حاصل کرنے سے قبل افریقہ کی سرزمین سے اغوا ہونے والی لوسیہ نام کی راہبہ کو تلاش کرتے ہو اور اسے پا لینے کے بعد اگر تم اسے اغوا کرنے والے مارتن اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہو تو اس سرزمین میں تم دشواریوں اور مشکلات میں مبتلا ہو سکتے ہو۔ اس لئے کہ تم میری مدد اور اعانت سے ایسا کرنے میں اگر کامیاب بھی ہو جاؤ تو کچھ ایسے لوگ بھی اٹھ کھڑے ہو سکتے ہیں جو تمہارے اور میرے خلاف ہسپانیہ کے بادشاہ

Marfat.com

عطیشہ سے شکایت کر سکتے ہیں اور اگر ایسا ہو گیا تو نہ صرف یہ کہ مجھے ہسپانیہ کا بادشاہ اپنی موجودہ حیثیت سے محروم کر دے گا بلکہ تمہیں اور تمہارے ان دونوں ساتھیوں کو بھی زندان میں ڈال دے گا اور پھر کوئی بھی تمہیں عمر بھر ان زندان سے نکالنے والا نہ ہو گا۔ لہٰذا میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ پہلے تم تیغ زنی کے ان مقابلوں میں حصہ لو۔ اگر ان مقابلوں میں تم کامیابی حاصل کرتے ہو تو پھر تمہیں اس سرزمین میں ایسا مقام حاصل ہو گا کہ تم مارتن اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ دیگر افراد کو موت کے گھاٹ اتار دو تو ہسپانیہ کا بادشہ عطیشہ تم سے کوئی بازپرس نہ کرے گا۔ اس لئے کہ عطیشہ ان جوانوں سے اپنے بیٹے اور بچوں کی طرح محبت کرتا ہے جو موت کے اس میدان کے مقابلوں میں حصہ لیتے ہیں اور جو جوان اکثر یہ مقابلے جیت جاتے ہیں انہیں تو عطیشہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز اور پسندیدہ رکھتا ہے۔ لہٰذا میں تمہیں مشورہ دوں گا اور خلوص نیت کے ساتھ مشورہ دوں گا کہ تم پہلے ان مقابلوں میں حصہ لو اور چند کامیابیاں حاصل کرو اور اس کے بعد ہسپانیہ کی سرزمین میں جو تم چاہو کر سکتے ہو، کوئی تمہیں پوچھنے والا نہ ہو گا، کوئی تم سے بازپرس کرنے والا نہ ہو گا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد رازرک تھوڑی دیر کے لئے رکا۔ چند ساعتوں تک وہ غور سے طریف بن مالک کی طرف دیکھتا رہا اس کے بعد ایک بار پھر اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ ”اے ابن مالک! کہو میری اس گفتگو کے جواب میں تم کیا کہتے ہو۔“

اس پر طریف بن مالک نے چھاتی نکالتے ہوئے کہا۔ ”اے رازرک! جس مقصد کے لئے میں ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوا ہوں اس مقصد کو میں ان مقابلوں میں حصہ لینے کے بعد بہتر طور پر پا سکتا ہوں یا سرانجام دے سکتا ہوں تو سن رکھو، میں موت کے میدان میں ان مقابلوں میں ضرور حصہ لوں گا اور تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں یہاں پر بہترین کارکردگی اور عمدہ تیغ زنی کا مظاہرہ کروں گا۔“

طریف بن مالک کا یہ جواب سن کر رازرک بے حد خوش ہوا اور آگے بڑھ کر اس نے طریف بن مالک کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ ”اے طریف بن مالک! تو نے بالکل میری خواہش اور میری امیدوں کے مطابق ارادہ اور عزم ظاہر کیا ہے۔ اب تم تینوں میرے ساتھ آؤ۔ میں موت کے اس میدان کے اطراف میں بنی ہوئی رہائش گاہوں میں سے تم تینوں کی رہائش گاہوں کا انتظام کرتا ہوں۔“

Marfat.com

یوں رازرک تینوں کے آگے آگے چل دیا جب کہ وہ تینوں اپنے اپنے گھوڑوں کی باگیں تھامے اس کے پیچھے ہو لئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد رازرک ان تینوں کو لے کر ٹولیڈو شہر کے وسط میں اس میدان کے پاس آیا جس کے اندر تیغ زنی کے مقابلے ہوتے تھے۔ طریف بن مالک نے دیکھا وہ ایک وسیع و عریض میدان تھا جس کے اطراف میں ایک گول دائرہ کی شکل میں رہائش گاہیں بنی ہوئی تھیں۔ رازرک کے وہاں پہنچنے کے بعد اس میدان کے کچھ کارکن جو انہیں رہائش گاہوں میں رہتے تھے وہ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے۔ رازرک نے ایک بار ان کا جائزہ لیا اور ان میں سے ایک کو اس نے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس میدان میں دو ایسی رہائش گاہوں کی نشاندہی کرو جو کسی عمدہ ترین تیغ زن کے رہنے کے قابل ہوں۔" اس پر اس مخاطب نے کہا۔

"آپ میرے ساتھ آیئے میں آپ کو ایسی رہائش گاہیں دکھاتا ہوں جس کی آپ نے خواہش ظاہر کی ہے۔" رازرک نے طریف بن مالک، حیثم اور بریم کو بھی اپنے ساتھ آنے کے لئے کہا پھر وہ چاروں میدان کے اس کارکن کے ساتھ ہو لئے تھے۔ تھوڑا سا آگے جا کر وہ کارکن ایک رہائش گاہ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ چابیوں کا ایک گچھا نکال کر اس نے باہر لگا ہوا قفل کھولا اور دروازے کے دونوں پٹ وا کرنے کے بعد اس نے رازرک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ذرا اس رہائش گاہ کا جائزہ لیں۔"

اس موقع پر رازرک نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! میرے ساتھ آؤ اور اس رہائش گاہ کا جائزہ لو۔" طریف بن مالک نے اپنے گھوڑے کو باہر ہی کھڑا رہنے دیا اور رازرک کے ساتھ وہ اس رہائش گاہ میں داخل ہوا۔ ان دونوں نے دیکھا دروازے میں داخل ہونے کے بعد خاصا بڑا صحن تھا جس کے ایک طرف دو گھوڑے باندھنے کی جگہ تھی اور اس جگہ کے اوپر مضبوط اور پائیدار چھپر بنا دیا گیا تھا۔ جب کہ صحن کی دوسری سمت طہارت خانے کے علاوہ چھوٹا سا ایک مطبخ بھی تھا جس کے اندر پتھروں کا ایک چولہا بنا ہوا تھا اور کھانا پکانے کی ضروری اشیاء بھی وہاں رکھی ہوئی تھیں۔ مطبخ اور طہارت خانے کے اندر لکڑی کے بڑے بڑے ڈول رکھے ہوئے تھے جو شاید پانی کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ صحن میں گھوڑے باندھنے کی جگہ، مطبخ اور طہارت خانے کا جائزہ لینے کے بعد وہ دونوں صحن عبور کرنے کے بعد سامنے والے کمرے میں داخل ہوئے۔ وہ ایک ہی کمرے پر مشتمل رہائش گاہ تھی۔ کمرہ خاصا بڑا تھا۔ اس کے اندر

Marfat.com

چار چار پائیاں بآسانی لگائی جا سکتی تھیں لیکن وہاں صرف دو ہی چار پائیاں رکھی ہوئی تھیں جن کے اوپر بستر نہ لگے ہوئے تھے۔ کمرے کے جس طرف دو چار پائیاں رکھی ہوئی تھیں اس طرف کی مخالف سمت کمرے کے اندر آتش دان بھی بنا ہوا تھا۔ اس آتش دان کے پاس بیٹھنے کے لئے لکڑی اور چمڑے کی گدی دار نشستوں کا بھی انتظام تھا۔ طریف بن مالک کو وہ کمرے دکھانے کے بعد رازرک نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے ابن مالک! یہ کمرہ تم اکیلے کی رہائش گاہ ہوگا۔ اب تم میرے ساتھ آؤ تاکہ میں ساتھ والی رہائش گاہ کا قفل کھلواؤں اور وہ رہائش گاہ تمہارے دونوں ساتھیوں کے مصرف میں آئے گی۔" اس کے ساتھ ہی رازرک طریف بن مالک کو لے کر رہائش گاہ سے باہر نکلنے لگا تھا۔

باہر آکر رازرک نے میدان کے کارکن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "یہ ساتھ والی رہائش گاہ کا بھی قفل کھولو۔" وہ کارکن فوراً حرکت میں آیا۔ اس رہائش گاہ کا بھی قفل کھول کر دروازہ وا کر کے ایک طرف کھڑا ہو گیا تھا۔ رازک نے طریف بن مالک کے دونوں ساتھیوں حیثم اور ریم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "وہ پہلی رہائش گاہ جس میں، میں طریف بن مالک کو لے کر داخل ہوا تھا اس میں طریف بن مالک اکیلا رہے گا اور یہ رہائش گاہ جس کا دروازہ اب کھولا گیا ہے اس میں تم دونوں قیام کرو گے۔ اب تم دونوں میرے ساتھ آؤ اور اپنی اس رہائش گاہ کا جائزہ لے لو۔" رازرک کے کہنے پر حیثم اور ریم اس کے ساتھ ہو لئے تھے جب کہ طریف بن مالک بھی رازرک کے ساتھ اس رہائش گاہ میں داخل ہوا تھا۔

وہ رہائش گاہ بھی پہلی ہی رہائش گاہ جیسی تھی اور اس کے اندر حیثم اور ریم دونوں کو گھمانے کے بعد رازرک پھر باہر آیا اور اس کارکن کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "ان دو رہائش گاہوں کے لئے بستر، گھوڑوں کے چارے، آتش دان اور مطبخ کے لئے ایندھن، ضروریات کے برتن اور مطبخ اور طہارت خانے کے لئے وافر پانی کا انتظام کرو۔" اس کے بعد رازرک نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! ان رہائش گاہوں کے اندر خوراک کے دو طرح کے انتظام ہیں۔ ایک طریقہ کار یہ ہے کہ کھانے کی اشیاء ہر رہائش گاہ میں مہیا کر دی جاتی ہیں اور لوگ خود پکا کر کھاتے پیتے ہیں اور دوسرا طریقہ کار یہ ہے کہ اس میدان کے کارکن کھانا خود تیار کرتے ہیں اور پھر لوگوں میں کھانے کے موقع پر بانٹ دیتے ہیں۔ اے ابن مالک! تم کون سا طریقہ پسند کرو

Marfat.com

گے۔"

طریف بن مالک نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ "اے رازرک! ہمیں کھانے کی اشیاء مہیا کر دی جائیں، ہم اپنے لئے کھانا خود تیار کر لیں گے۔"

اس پر رازرک نے پھر اس کارکن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "تم جاؤ اور ان دونوں رہائش گاہوں کے لئے سارے انتظام کرو۔" جب وہ کارکن وہاں سے چلا گیا تو رازرک نے پھر طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اب تم تینوں اپنی اپنی رہائش گاہوں میں آرام کرو۔ دیکھو، شام ہونے والی ہے۔ یہاں اب سرما کا موسم شروع ہو چکا ہے اور شام کے وقت سردی کافی بڑھ جاتی ہے۔ ابھی تھوڑی دیر میں جو کارکن یہاں سے گیا ہے تمہارے لئے ساری چیزوں کا انتظام کر دیتا ہے۔ میں اب جاتا ہوں تم تینوں کے پاس آتا جاتا رہوں گا اور ہاں میری یہ بات بھی یاد رکھو، اس میدان کے اندر جو ہر ماہ جو مقابلے شروع ہوتے ہیں ان مقابلوں میں ابھی دس دن باقی ہیں اور ان دس دنوں کے اندر تم اس مقابلے کے لئے بہترین تیاریاں کر سکتے ہو۔ اب میں جاتا ہوں تم تینوں آرام کرو۔"

اس کے ساتھ ہی رازرک نے ان تینوں کے ساتھ باری باری مصافحہ کیا پھر وہ وہاں سے چلا گیا۔

❖

رازرک کے وہاں سے چلے جانے کے بعد طریف بن مالک نے اپنے دونوں ساتھیوں حیثم اور ریم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "تم دونوں اپنے گھوڑوں کو اپنی رہائش گاہوں میں باندھو اور ان کی زینیں اور زین سے بندھا ہوا سامان اتار کر کمرے میں رکھو اور پھر میری طرف آؤ۔ اتنی دیر تک میں بھی اپنے گھوڑے کو اندر باندھتا ہوں پھر یہ میرے والی رہائش گاہ میں ہی تینوں مل کر بیٹھتے ہیں۔"

طریف بن مالک کے کہنے پر حیثم اور ریم دونوں اپنے گھوڑوں کو پکڑ کر اپنی رہائش گاہ کے اندر لے جانے لگے تھے۔ یکایک وہ اپنی جگہ پر رک گئے اس لئے کہ انہوں نے دیکھا موت کے اس میدان کے کچھ کارکن ہاتھ سے کھینچے جانے والے کچھ ٹھیلوں کو کھینچتے ہوئے ان کے قریب آ رکے تھے۔ وہ ٹھیلے تعداد میں تین تھے اور ان کے اندر لکڑی کے بڑے بڑے ڈولوں کے اندر پانی بھرا ہوا تھا۔ پھر ان میں سے ایک نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"آپ تینوں ساتھی تھوڑی دیر تک اپنی اپنی رہائش گاہ کے باہر ہی رکیں اور اپنے

Marfat.com

گھوڑوں کو بھی باہر ہی رہنے دیں اتنی دیر تک ہم آپ کی ان دونوں رہائش گاہوں کو اچھی طرح دھو کر صاف کر دیتے ہیں۔ طہارت خانوں اور مطبخوں کے اندر بھی تازے پانی کے ڈول رکھتے ہیں۔ اس کے بعد آپ لوگ اپنی اپنی رہائش گاہ میں داخل ہو جانا۔'' طریف بن مالک نے ان کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ سارے کارکن حرکت میں آئے۔ ٹھیلے پر لدے ہوئے لکڑی کے وہ ڈول اتار کر اندر لے جانے لگے۔ پہلے سب نے مل کر دونوں رہائش گاہوں کو پانی سے اچھی طرح دھو کر صاف کیا اس کے بعد انہوں نے دونوں طہارت خانوں اور مطبخ کے اندر تازہ پانی کے ڈول رکھ کر انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تھا۔ اتنی دیر تک کچھ اور کارکن بھی وہاں آ گئے تھے۔ دونوں رہائش گاہوں میں رکھی ہوئی چاروں چارپائیوں پر انہوں نے صاف ستھرے بستر لگا دیئے اس کے علاوہ دونوں مطبخوں کے اندر انہوں نے ضرورت کے برتنوں کے علاوہ مطبخ اور آتش دان کے لئے لکڑیوں کے ڈھیر لگا دیئے تھے اور مزید یہ کہ دونوں مطبخوں کے اندر آگ روشن کرنے کے لئے چکماک اور روئی بھی مہیا کر دی تھی۔ اس کے بعد تیسری قسم کے کارکن آئے اور انہوں نے دونوں رہائش گاہوں کے صحن میں گھوڑوں کو باندھنے کے لئے جو جگہیں بنی ہوئی تھیں وہاں پر خشک چارے اور دانے کے بڑے بڑے ڈول رکھنے کے علاوہ وہاں پر گھوڑوں کے پینے کے لئے پانی کی چھوٹی چھوٹی ناندیں بھی رکھوا دی تھیں۔ سارے انتظامات مکمل ہونے کے بعد طریف بن مالک اپنی رہائش گاہ میں داخل ہوا۔

طریف بن مالک نے پہلے پانی کی ناند سے اپنے گھوڑے کو پانی پلایا پھر گھوڑے کی زین سے باندھا ہوا اپنا بستر اور ضروری سامان اتار کر اپنے کمرے کے اندر لے گیا اور ایک مسہری پر وہ سارا سامان رکھ دیا۔ اس لئے کہ کمرے کا فرش ابھی تک دھونے کی وجہ سے گیلا پڑا ہوا تھا۔ اس کے بعد اس نے گھوڑے کے منہ سے دھانا اتار کر اس کے سامنے چھوٹی سی ناند کے اندر خشک چارے کے اندر دانہ ملا کر رکھ دیا تھا جسے گھوڑا بڑی تیزی سے کھانے لگا تھا۔ یہی انتظام حیشم اور ریم نے بھی اپنی رہائش گاہ میں کیا تھا۔ انہوں نے بھی گھوڑوں کی پیٹھ سے زین اور دوسرا ضروری سامان اٹھا کر اندر رکھ دیا تھا۔ گھوڑوں کو پانی پلانے کے بعد ان کے سامنے چارا ڈال دیا تھا اور اس کے بعد وہ اپنی اس رہائش گاہ کو تالا لگا کر طریف بن مالک کے پاس آ گئے تھے۔

طریف بن مالک کے پاس آ کر حیشم نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے ابن مالک! یہ لوگ ہمارے باورچی خانے کے اندر تازہ سبزیاں اور دالوں کے علاوہ کچھ مچھلی کا

Marfat.com

گوشت بھی چھوڑ گئے ہیں۔ وہ گوشت میں یہیں اٹھا لایا ہوں۔“

اس پر طریف بن مالک نے بولتے ہوئے کہا۔ ”میرے والے مطبخ میں بھی وہ ایسی ہی کچھ چیزیں رکھ گئے ہیں لہٰذا ساری چیزیں اب ہم اکٹھے اپنے استعمال میں لائیں گے۔“ اس پر حیشم نے پھر بولتے ہوئے کہا۔

”میں کھانے کا عمدہ انتظام کر سکتا ہوں لہٰذا میں اس مطبخ میں گوشت کے دونوں حصوں کو ملا کر پکاتا ہوں اور اس کے بعد میں روٹیاں تیار کرتا ہوں۔ اتنی دیر تک ریم اس رہائش گاہ کے آتش دان میں آگ جلاتا ہے تاکہ کھانا تیار ہونے کے بعد آتش دان کے پاس ہی بیٹھ کر ہم کھانا کھا سکیں۔ جب تک ہمارا یہاں قیام ہے کھانے کا انتظام میرے ذمے ہوا کرے گا جب کہ آتش دانوں میں آگ روشن کرنا ریم کے فرائض میں شامل ہو گا۔“ اس کے ساتھ ہی حیشم مطبخ میں گھس کر اپنے کام میں لگ گیا جب کہ ریم کمرے میں داخل ہوا اور آتش دان کے اندر آگ روشن کرنے لگا تھا۔

حیشم مطبخ کے اندر جلدی جلدی کھانا تیار کرنے لگا تھا جب کہ ریم نے آتش دان کے اندر آگ روشن کر دی تھی اور وہ لکڑی اور چمڑے کی بنی ہوئی نشستوں پر طریف بن مالک اور ریم بیٹھ کر اپنے آپ کو گرم کرنے لگے تھے۔ کچھ دیر میں جب کھانا تیار ہو گیا تو حیشم اور ریم دونوں نے مل کر کھانے کے برتن لگا دیئے۔ تینوں نے پہلے مل کر کھانا کھایا پھر حیشم اور ریم دونوں نے مل کر کھانے کے برتن صاف کر کے مطبخ میں رکھ دیئے۔ کچھ دیر تک وہ تینوں آتش دان کے پاس بیٹھ کر آپس میں باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد حیشم اور ریم اٹھ کر اپنی رہائش گاہ کی طرف چلے گئے تھے۔

جب کہ طریف بن مالک نے اٹھ کر پہلے گھوڑے کے سامنے رکھی ہوئی ناند کے اندر ہاتھ مارتے ہوئے اوپر کا چارہ نیچے اور نیچے کا چارہ اوپر کیا پھر اپنی رہائش گاہ کو اندر سے اس نے کنڈی لگا لی تھی۔ اس کے بعد وہ کمرے کے اندر آیا۔ اپنا بستر اور ضروری سامان جو اس نے گھوڑے کی پیٹھ سے اتار کر ایک بستر پر رکھ دیا تھا وہ اٹھا کر اس نے فرش پر ڈال دیا تھا اس لئے کہ کمرے کے اندر آتش دان میں آگ روشن ہونے کے باعث فرش اب سوکھ چکا تھا۔ اس کے بعد ایک بستر میں گھسنے کے بعد اوپر لحاف اوڑھ کر سونے کی کوشش کر رہا تھا۔

❋ ...... ❋

Marfat.com

یوں ہسپانیہ کے مرکزی شہر ٹولیڈو میں موت کے اس میدان کی رہائش گاہوں میں رہتے ہوئے دن گزرتے رہے۔ ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ کا سردار رازرک تقریباً ہر روز طریف بن مالک سے ملنے کے لئے آتا۔ جس روز موت کے اس میدان میں تیغ زنی کے مقابلے ہونے تھے اس روز صبح ہی صبح رازرک طریف بن مالک کی رہائش گاہ میں داخل ہوا۔ اس وقت تک طریف بن مالک فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد صبح کے کھانے سے بھی فارغ ہو چکا تھا۔ رازرک نے طریف بن مالک کے ساتھ آتش دان کے سامنے رکھی ہوئی لکڑی اور چمڑے کی بنی ہوئی نشستوں پر بیٹھے ہوئے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے ابن مالک! وہ دن آ پہنچا ہے جس کا مجھے شدت سے انتظار تھا۔ آج مہینے کا وہ دن ہے کہ آج موت کے اس میدان میں تیغ زنی کے مقابلے ہونے ہیں۔ تھوڑی دیر تک ٹولیڈو اور اس کے آس پاس کے شہروں اور قصبوں کے لوگ موت کے اس میدان میں جمع ہونا شروع ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اس میدان میں ہسپانیہ کا بادشاہ عطیشہ، اس کے بیٹے، اس کی بیوی اور اس کی بیٹی بھی اس میدان کے اندر آن بیٹھیں گے اور عطیشہ مقابلہ شروع کرنے کا حکم دے گا۔ اس کے بعد اس میدان کے اندر موت کا کھیل اور خون کی ہولی کھیلی جائے گی۔ تیغ زنی کے ایسے دل ہلا دینے والے اور رونگٹے کھڑے کر دینے والے مقابلے ہوں گے کہ دیکھنے والے دنگ رہ جائیں گے۔ اے ابن مالک! اب تم بھی اپنی تیاری کرو۔ تھوڑی دیر تک تم بھی میرے ساتھ اس میدان میں اترو گے اور یہاں کے بہترین تیغ زنوں کے ساتھ مقابلہ کر کے اپنے تجربے اور اپنی تیغ زنی کا مظاہرہ کرو گے۔"

رازرک کی یہ گفتگو سن کر طریف بن مالک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پہلے اس نے اپنا موٹا جنگی لباس پہنا اس کے بعد اس نے اپنے جسم پر چمکتی ہوئی کڑیوں کی زرہ پہنی، بازوؤں پر فولادی جوشن کس لئے، اپنی تلوار اور خنجر کی چرمی پیٹی کمر سے باندھی۔ اس

Marfat.com

کے بعد اس نے اپنی ڈھال اور خود سنبھالتے ہوئے رازرک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔
”اے رازرک! میں اب تمہارے ساتھ موت کے اس میدان میں جانے کے لئے تیار ہوں۔“

رازرک اٹھ کر طریف بن مالک کے قریب آیا اور اس کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ ”اے ابن مالک! جو کوئی بھی نیا تیغ زن اس میدان میں اترتا ہے تو اس کا مقابلہ کرنے کا طریقہ کار عموماً یہ ہوتا ہے کہ جو سب سے نیچے درجے کے تیغ زن ہوتے ہیں ان سے اس کا مقابلہ شروع کرایا جاتا ہے اور اگر وہ جیتا ہے تو اسے آہستہ آہستہ اونچے اونچے تیغ زنوں سے مقابلہ کرنے کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں لیکن اے طریف بن مالک! میں تمہارے ساتھ ایسا معاملہ نہ ہونے دوں گا۔ میں ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ کے سامنے تمہاری بے حد تعریف کروں گا۔ اس طرح میں اس کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کروں گا کہ اس میدان میں جو تیغ زن آج تک مقابلہ کرتے رہے ہیں ان میں جو پہلے اور دوسرے نمبر پر آنے والے ہیں صرف ان دو کے ساتھ ہی تمہارے مقابلے ہوں۔ اگر تم ان دونوں کو باری باری اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر سن رکھو ہسپانیہ کے اندر تم سے بڑھ کر کسی اور کی قدر دانی اور عزت افزائی نہ ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ہسپانیہ کا بادشاہ عطیشہ نہ صرف یہ کہ تمہیں مال و دولت سے نواز کر رکھ دے گا بلکہ تمہاری حیثیت اس کے بہترین اور ہردلعزیز سرداروں جیسی ہو کر رہ جائے گی۔“ یہاں تک کہنے کے بعد رازرک تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

”اے ابن مالک! میں تم پر یہ ایک اور انکشاف کروں اور وہ یہ کہ تیغ زنی کے ان مقابلوں میں ہمیشہ اول آنے والا ایک انتہائی خوبصورت اور قد آور ہسپانوی جوان ہے۔ اس کا نام رومیر ہے۔ ہسپانیہ کا بادشاہ عطیشہ اس رومیر کی بے حد عزت افزائی کرتا ہے اور اس رومیر کو بادشاہ نے اپنی بیٹی کا تیغ زنی کی تربیت کے لئے استاد اور اتالیق مقرر کر رکھا ہے اور سوائے ابن مالک! ہسانیہ کے بادشاہ عطشہ کی ایک بیٹی ہے جس کا نام اقلیما ہے۔ یہ ابھی نوعمر ہے اور اس جیسی خوبصورت اور حسین لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ یہ اقلیما، رومیر سے محبت کرتی ہے جب کہ میں بھی اس اقلیما کو پسند کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس سے شادی کروں لیکن اقلیما مجھے ناپسند کرتی ہے اور مجھ سے ہمیشہ نفرت کا اظہار کرتی چلی آئی ہے لیکن میں نے بھی عہد کر رکھا ہے کہ ہر صورت میں اس اقلیما کو حاصل کر

Marfat.com

کے رہوں گا۔ اس اقلیما کو رومیر پر بڑا فخر اور گھمنڈ ہے کہ وہ ہسپانیہ کا اول نمبر کا تیغ زن ہے۔ اے ابن مالک! اگر تم آج اس کے مقابلے میں رومیر کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر دو تو پھر اس اقلیما کا سارا گھمنڈ، سارا فخر ٹوٹ کر رہ جائے گا اور میرا خیال ہے کہ اسے رومیر سے پہلے والی محبت اور چاہت نہ رہے گی اس طرح شاید میں اقلیما کو حاصل کرنے کا کوئی طریقہ اور حیلہ نکال سکوں۔"

رازرک جب خاموش ہوا تب طریف بن مالک نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے رازرک! تمہاری باتوں سے مجھے یاد آیا۔ میرے پاس کاؤنٹ جولین کی بیٹی فلورنڈا کے نام اس کے باپ کے خط کے علاوہ اس کے لئے کچھ سامان بھی ہے۔ اب تم یہ بتاؤ کہ یہ خط اور سامان میں کیسے اور کس جگہ اس کے حوالے کروں۔"

اس پر رازرک نے اور زیادہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "یہ سامان اس کے حوالے کرنا کون سا مشکل کام ہے۔ کاؤنٹ جولین کی بیٹی شاہی رسم و رواج کی تربیت کے لئے شاہی محل میں ہی رہ رہی ہے اور آج تیغ زنی کے مقابلے دیکھنے کے لئے وہ بھی میدان میں آئے گی۔ لہٰذا تم اس کا سامان اور اس کے نام اس کے باپ کا خط اپنے ساتھ لے چلو اور یہ دونوں چیزیں ہم موت کے اس میدان میں ہی اس کے حوالے کر دیں گے اور وہاں اے ابن مالک! میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ یہ کاؤنٹ جولین کی بیٹی فلورنڈا ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ کی نواسی بھی ہے کیونکہ عطیشہ کی بڑی بیٹی کاؤنٹ جولین کی بیوی ہے۔ عطیشہ کی دو بیویاں تھیں ایک مر چکی ہے اس سے صرف دو بیٹے شانجہ اور جیوس ہیں۔ دوسری بیوی ابھی زندہ ہے اس کا نام الیانہ ہے۔ اس بیوی سے عطیشہ کے ایک بیٹا اور دو لڑکیاں ہیں۔ بیٹے کا نام یوراکہ ہے اور دونوں بیٹیوں میں سے ایک تو اقلیما ہے جسے میں پسند کرتا ہوں اور دوسری بیٹی وہ ہے جس کی شادی سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین سے ہو چکی ہے جس کی بیٹی فلورنڈا کے لئے تم سامان اور خط لے کر آئے ہو۔"

ذرا رک کر رازرک نے پھر کہنا شروع کیا۔ "سنو ابن مالک! گو اقلیما فلورنڈا کی خالہ ہے لیکن فلورنڈا بھانجی ہونے کے باوجود اپنی خالہ اقلیما سے عمر میں بڑی ہے۔ دونوں ہی غیر معمولی طور پر ہم شکل ہونے کے ساتھ ساتھ انتہا درجے کی خوبصورت بھی ہیں۔ اس وقت ہسپانیہ کے اندر دو ہی لڑکیاں ہیں جنہیں میں پسند کرتا ہوں اور جن سے میں نے شادی کرنے کا عہد کر رکھا ہے۔ ایک یہ اقلیما ہے اور دوسری کا نام لونا ہے جو ہسپانیہ کے ایک رئیس اور سردار کی بیٹی ہے اور جو مجھے پسند بھی کرتی ہے۔ اس کے باپ سے بھی میری

Marfat.com

بات ہو چکی ہے اور عنقریب اس لونا کی شادی مجھ سے ہو جائے گی لیکن یہ جو اقلیما ہے یہ مجھ سے انتہا درجے کی نفرت کرتی ہے اور میں عزم کر چکا ہوں کہ ایک نہ ایک روز اسے اپنے سامنے ضرور جھکا کر رہوں گا اور اے ابن مالک! میں تم پر یہ بھی انکشاف کر دوں کہ ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ کے وہ بیٹے جن کے نام شانجہ اور جیوس ہیں اور جن کی ماں مر چکی ہے وہ بھی ان دنوں عطیشہ کے خلاف ہو چکے ہیں اس لئے کہ وہ عمر میں بڑے ہیں جبکہ عطیشہ نے ان دونوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے چھوٹے بیٹے اور اقلیما کے بڑے بھائی یوراکہ کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا ہے۔ یہ شانجہ اور جیوس بھی میرے گہرے دوست اور وفادار ہیں۔ یہ دونوں چاہتے ہیں کہ ولی عہدی کا مرتبہ حاصل کرنے میں، میں عطیشہ کے خلاف ان کی مدد کروں۔ پر میں ابھی تک ان کی ان خواہشوں کا ساتھ نہیں دے رہا۔ پر اے ابن مالک! تو چھوڑو ان باتوں کو جو سامان تم نے عطیشہ کی نواسی اور کاؤنٹ جولین کی بیٹی کے حوالے کرنا ہے وہ لے لو تاکہ ہم موت کے میدان کی طرف چلیں۔"

طریف بن مالک نے فوراً وہ خط اور سامان لے لیا جو اس نے فلورنڈا کے حوالے کرنا تھا پھر دونوں اس رہائش گاہ سے باہر نکلے۔ طریف بن مالک نے اپنی رہائش گاہ کو باہر سے قفل لگا دیا۔ اس کے بعد انہوں نے حیثم اور ریم کو بھی اپنے ساتھ لیا اور موت کے میدان میں داخل ہونے کے لئے دائیں طرف مڑنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد طریف بن مالک اور رازرک، حیثم اور ریم کے ساتھ موت کے میدان میں داخل ہوئے۔ طریف بن مالک نے دیکھا کہ گولائی میں وہ ایک وسیع اور بہت بڑا میدان تھا جس کے چاروں طرف پتھر کی سیڑھیاں لوگوں کے بیٹھنے کے لئے بنائی گئی تھیں۔ میدان کے شمالی طرف پتھروں سے بنائی ہوئی ایک بلند شہ نشین تھی۔ اس شہ نشین کو لکڑی کے خوبصورت تختوں سے ڈھانپنے کے بعد اس کے اوپر نرم اور دبیز رنگ کے قالین ڈال دیئے گئے تھے اور اس شہ نشین پر ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ اور اس کے اہل خانہ کے بیٹھنے کا بہترین اور عمدہ انتظام کیا گیا تھا۔ رازرک اور طریف بن مالک بھی حیثم اور ریم کے ساتھ اس شہ نشین کے قریب ہی جا کر بیٹھ گئے۔ لوگ بڑی تیزی کے ساتھ میدان کے چاروں دروازوں سے میدان کے اندر داخل ہونا شروع ہو گئے تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ وسیع و عریض میدان کھچا کھچ بھر گیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ہسپانیہ کا بادشاہ عطیشہ بھی اپنے اہل خانہ کے ساتھ میدان میں داخل ہوا اور شہ نشین پر بیٹھ گیا۔ اس موقع پر رازرک نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

Marfat.com

"اے ابن مالک! وسط میں جو ادھیڑ عمر کا شخص بیٹھا ہوا ہے وہ ہسپانیہ کا بادشاہ عطیشہ ہے۔ اس کے دائیں طرف اس کا بیٹا اور ولید عہد یوراکہ ہے۔ اس یوراکہ کے ساتھ عطیشہ کی بیوی اور یوراکہ کی ماں الیانہ ہے۔ الیانہ کے پہلو میں حسین اقلیما ہے اور اقلیما کے ساتھ کاؤنٹ جولین کی بیٹی اور اقلیما کی بھانجی فلورنڈا بیٹھی ہوئی ہے جب کہ عطیشہ کے بائیں طرف اس کے دونوں بیٹے بیٹھے ہوئے ہیں جن کے نام شانجہ اور جیوس ہیں جن کی ماں مر چکی ہے اور جن دونوں کو نظر انداز کر کے اس عطیشہ نے اپنے چھوٹے بیٹے یوراکہ کو ولی عہد مقرر کر دیا ہے۔"

طریف بن مالک نے دیکھا ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ کی نوعمر اور نوخیز بیٹی اقلیما صبح کی جل پریوں جیسی حسین، غزل کے روپ جیسی خوب صورت، گل ہٹی کے لوچ جیسی شکیلہ، شاعر کی سوچ جیسی جمیلہ، موسم بہار کی لذتوں جیسی نہال، مسرتوں کے سرور جیسی مطمئن، خوشبو کے سفر جیسی دلنشین، تاروں کی قندیل کی طرح پرکشش، نقاب زرفشاں کی مانند خوشگوار، خوشیوں کے مہکتے پھولوں جیسی دلنواز اور محبت کے گیت اور فطرت کے حسن جیسی خوش اندام تھی اور اقلیما کے ساتھ بیٹھی ہوئی عمر میں اس سے بڑی اس کی بھانجی اور سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین کی بیٹی فلورنڈا بھی نہ صرف یہ کہ شکل میں حیرت انگیز طور پر اقلیما سے ملتی جلتی تھی بلکہ وہ اپنے حسن اور اپنی خوبصورتی اور دلنوازی میں بھی اقلیما ہی کی طرح تھی۔

اس موقع پر رازرک اپنی جگہ سے اٹھ کر اس شہ نشین کے سامنے آیا جس پر ہسپانیہ کا بادشاہ عطیشہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا پھر رازک نے مؤدب ہو کر اور اپنی گردن کو خم کرتے ہوئے عطیشہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے بادشاہ! آج کے اس مقابلے میں، میں میدان کے اندر ایک نیا خونخوار جوان اور تیغ زن لایا ہوں اور میری خواہش ہے کہ اس نئے تیغ زن کا مقابلہ صرف ان دونوں جوانوں سے کرایا جائے جو ہمیشہ ان مقابلوں میں اول اور دوئم آتے رہے ہیں۔ اس نئے آنے والے تیغ زن کا نام طریف بن مالک ہے۔ یہ بربر ہے اور افریقہ سے یہاں آیا ہے۔ اسے آپ کے داماد اور آپ کی نواسی فلورنڈا کے باپ کاؤنٹ جولین نے بھیجا ہے۔ یہ مسلمان ہے اور افریقہ کے مسلمان حاکم موسیٰ بن نصیر کے بہترین جرنیلوں میں سے ایک ہے۔ یہ طریف بن مالک کاؤنٹ جولین کا ایک خط بھی میرے نام لے کر آیا ہے اور اس خط میں کاؤنٹ جولین نے اس طریف بن مالک کی تیغ زنی اور اس کی بہادری کی بے حد

Marfat.com

تعریف کی ہے۔ اس کے علاوہ افریقہ کا یہ جوان فلورنڈا کے نام ایک خط اور کچھ سامان بھی لے کر آیا ہے۔"

اس انکشاف پر قریب ہی بیٹھی ہوئی بادشاہ کی نواسی فلورنڈا چونکی اور رازرک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "وہ نوجوان کہاں ہے جو افریقہ سے آیا ہے اور جسے میرے باپ نے ہسپانیہ روانہ کیا ہے۔ اسے یہاں بلاؤ تاکہ میں اس سے پوچھوں کہ وہ میرے لئے کیا چیزیں لے کر آیا ہے۔"

اپنی نواسی کی یہ گفتگو سن کر ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے رازرک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "جس جوان کی تم نے میرے سامنے تعریف کی ہے اور جس کا مقابلہ تم اول اور دوئم آنے والے جوانوں سے ہی کرانا چاہتے ہو اور جو کاؤنٹ جولین کی طرف سے میری نواسی فلورنڈا کے لئے کوئی سامان لے کر آیا ہے اسے اپنے ساتھ لے کر آؤ اور میرے سامنے پیش کرو۔"

بادشاہ کے حکم پر رازرک فوراً وہاں سے ہٹ گیا۔ تیز تیز چلتا ہوا وہ وہاں آیا جہاں طریف بن مالک بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ رازرک نے اس کے قریب آ کر جلدی جلدی اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "اے ابن مالک! اٹھ کھڑے ہو۔ تمہیں بادشاہ نے طلب کیا ہے۔ میں نے اس کے سامنے تمہاری تعریف کی تھی اور اس سے التجاء کی تھی کہ تمہارا مقابلہ صرف اس میدان کے اندر اول اور دوئم رہنے والے جوانوں سے ہو۔ میں نے اس پر یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ اس طریف بن مالک کو کاؤنٹ جولین نے میرے نام ایک توصیفی خط دے کر بھیجا ہے اور یہ کہ کاؤنٹ جولین کی بیٹی فلورنڈا کے لئے کچھ سامان بھی لے کر آیا ہے۔ میں نے ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ پر یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ تم بربر ہو اور مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ افریقہ کے مسلمان حاکم موسیٰ بن نصیر کے بہترین جرنیلوں میں سے ایک ہو۔ اب تم اٹھو، جو سامان تم فلورنڈا کے لئے لائے ہو وہ بھی سنبھالو اور میرے ساتھ بادشاہ کے سامنے پیش ہو۔"

اس پر طریف بن مالک فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ چرمی خرجین بھی اس نے اٹھا لی تھی جس میں فلورنڈا کے لئے سامان تھا۔ جسے اس کے باپ کاؤنٹ جولین نے بھیجا تھا۔ جب رازرک کے ساتھ طریف بن مالک ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ کے سامنے آ کھڑا ہوا تو اس موقع پر فلورنڈا نے بولتے ہوئے کہا۔

"میں سبتہ کے حکمران کاؤنٹ جولین کی بیٹی فلورنڈا ہوں۔ میرے باپ کی طرف

Marfat.com

سے تم کیا سامان لے کر آئے ہو۔" اس پر طریف بن مالک نے پہلے چرمی خرجین فلورنڈا کے حوالے کی پھر اپنے لباس کے اندر سے کاؤنٹ جولین کی طرف سے دیا ہوا خط بھی فلورنڈا کو دے دیا تھا۔ فلورنڈا فوراً اپنے باپ کا خط کھول کر پڑھنے لگی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ اقلیما اور اس کی ماں الیانہ بھی فلورنڈا کے نام وہ خط پڑھ رہی تھیں۔ اس موقع پر ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہارا نام طریف بن مالک بتایا گیا ہے۔ رازرک نے تمہاری بہت تعریف کی ہے کہ تم ایک عمدہ اور نایاب قسم کے تیغ زن ہو اور رازرک تمہاری یہ بھی سفارش کرتا ہے کہ تمہارے مقابلے میں صرف اس میدان میں اول اور دوئم رہنے والے جوانوں سے کرائے جائیں لہٰذا اے اجنبی! میں رازرک کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے تمہارے مقابلے صرف اول اور دوئم آنے والے جوانوں سے ہی کرانے کا فیصلہ کرتا ہوں۔ آج کے دن موت کے اس میدان میں اول اور دوئم آنے والے ان جوانوں ہی سے تمہارے دو مقابلے لڑے اہم اور اہمیت کے حامل ہوں گے۔ لہٰذا تم بتاؤ مقابلہ میں اس میدان میں اترنے کے لئے تم اپنی تلوار اور ڈھال استعمال کرو گے یا ہم نئی تلوار اور ڈھال مہیا کریں۔"

طریف بن مالک نے غور سے ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "اے بادشاہ! میں اپنی ہی تلوار اور ڈھال استعمال کروں گا۔"

اس پر عطیشہ نے پھر طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک کیا تم مجھے اپنی تلوار اور ڈھال دکھاؤ گے تاکہ میں اندازہ لگا سکوں کہ تم کس قسم کے ہتھیار استعمال کرنے کی عادی ہو۔"

اس پر طریف بن مالک نے اپنی پشت پر لٹکتی ہوئی اپنی ڈھال اور پھر اپنی تلوار بے نیام کر کے عطیشہ کے سامنے رکھ دی۔ عطیشہ نے تھوڑی دیر تک طریف بن مالک کی تلوار اور ڈھال کا جائزہ لیا پھر اس نے بڑے غور سے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اے ابن مالک! میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تم اپنی تلوار اور ڈھال کے ساتھ موت کے میدان میں مقابلے پر نہ اترو۔ اس میں تمہاری کامیابی کے آثار قطعی مشکل بلکہ ناممکن ہیں۔ اس لئے کہ تمہاری تلوار خم دار اور تمہاری ڈھال گول ہے جبکہ یہاں پر سیدھی تلوار اور چار کونوں والی مستطیل ڈھال استعمال کی جاتی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس سیدھی تلوار

Marfat.com

اور مستطیل ڈھال کے سامنے تمہاری یہ گول ڈھال اور خم دار تلوار مکمل طور پر ناکام ہو کر رہ جائے گی۔ لہٰذا میں تمہیں خلوص کے ساتھ مشورہ دیتا ہوں کہ اپنی اس تلوار اور ڈھال کو یہیں میرے سامنے پڑا رہنے دو اس مقابلے میں حصہ لینے کے لئے ہم تمہیں سیدھی تلوار اور مستطیل ڈھال مہیا کرتے ہیں۔ اس طرح تم ان مقابلوں میں حصہ لینے کے قابل ہو سکو گے۔"

طریف بن مالک نے پہلے اپنی ڈھال اٹھا کر اپنی کمر پر باندھی اس کے بعد اس نے اپنی تلوار اپنے نیام میں ڈالتے ہوئے مؤدب انداز میں عطیشہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے بادشاہ! میں اپنی اسی تلوار اور ڈھال کے ساتھ مقابلہ کروں گا اور میں آپ پر یہ واضح کر دوں کہ ترچھی تلوار سیدھی تلوار کے مقابلے میں زیادہ کامیابی کی امید دلا سکتی ہے۔ سیدھی تلوار چلانا آسان ہے، ترچھی تلوار چلانا مشکل اور ہمت کا کام ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ اس موت کے میدان میں جب میری ترچھی تلوار حرکت میں آئے گی تو اس کی تیز دھار لوہے کو کاٹ کر رکھ دے گی۔ رہی میری یہ گول ڈھال تو یہ دشمن پر ضرب لگانے کے لئے خوب کام آتی ہے۔ لہٰذا اے بادشاہ! میں اپنی اسی ترچھی تلوار اور اسی گول ڈھال کے ساتھ موت کے اس میدان میں مقابلہ کروں گا۔"

اس پر عطیشہ نے توصیفی انداز میں طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! میں تمہاری جرأت مندی، تمہارے ارادے اور تمہارے عزم کی تعریف کرتا ہوں اور سنو موت کے اس میدان میں تمہارا مقابلہ ہسپانیہ کے دو سورماؤں سے ہو گا۔ ان میں سے ایک کا نام رُوجر اور دوسرے کا نام رومیر ہے۔ رُوجر ان مقابلوں کے اندر دوسرے نمبر پر آنے والا جوان ہے۔ اس کے جسم کے اندر برق جیسی پھرتی اور اس کی تلوار کے اندر آگ کے شعلوں جیسی چمک ہے۔ دوسرا نوجوان جس کا نام رومیر ہے وہ ہمیشہ ان مقابلوں میں اول رہا ہے۔ یہ نوجوان انتہائی خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے قد کاٹھ ڈیل ڈول اور اپنی جسمانی ساخت اور شخصیت میں ایک انتہائی خوبصورت جوان ہونے کے علاوہ بلا کا طاقت ور اور ایک بے مثال تیغ زن ہے۔ رُومیر نام کا یہ جوان میری بیٹی اقلیما کا استاد اور اتالیق ہے اور یہ میری بیٹی اقلیما کو تیغ زنی کی تربیت دینے پر مقرر ہے۔ اے ابن مالک! اگر تم رُوجر سے جیت گئے اور رومیر سے ہار گئے تو میں تمہیں مال و اکرام سے مالا مال کر کے تمہیں اپنے لشکر میں ایک سالار کی حیثیت سے شامل ہونے کی پیش کش کروں گا اور اگر تم نے رُوجر کے ساتھ ہمیشہ اول رہنے والے نوجوان رومیر کو بھی

Marfat.com

اپنے سامنے مغلوب کر دیا تو اے ابن مالک میں تمہیں اپنی بیٹی اقلیما کا محافظ مقرر کر دوں گا۔"

ہسپانیہ کا بادشاہ عطیشہ جب خاموش ہوا تو اس کے قریب ہی بیٹھی ہوئی اس کی بیٹی اقلیما نے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے اور اپنے باپ عطیشہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے میرے باپ! یہ بربر جوان میرا کیا محافظ بنے گا میرے لئے تو رومیر ہی کافی ہے وہی میرا استاد، میرا اتالیق اور میرا محافظ ہے اور آپ جانتے ہیں کہ میں رومیر کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا عہد کر چکی ہوں اس لئے وہ میری زندگی بھر کا پاسبان بھی ہے۔ اے میرے باپ! رومیر سے مقابلہ جیتنا تو بہت دور کی بات مجھے تو یہ تک امید نہیں کہ طریف بن مالک نام کا یہ جوان موت کے اس میدان میں دوسرے نمبر پر آنے والے جوان روجر کا بھی تیغ زنی میں مقابلہ کر سکے گا۔ بہر حال میرے باپ آپ ان مقابلوں کی ابتداء کا حکم دیں تاکہ دیکھیں کہ طریف بن مالک نام کا یہ بربر جوان روجر اور رومیر کے سامنے کتنی دیر تک ٹھہر سکتا ہے اور کس طرح یہ ان دونوں کے سامنے اپنے جسم اور جان کو زخم زخم ہونے سے بچا سکتا ہے۔"

حسین اقلیما کی اس گفتگو کے بعد ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ نے اشارے سے رازرک کو اپنے پاس بلایا اور جب رازرک بھاگتا ہوا بادشاہ کے سامنے آ کھڑا ہوا تو عطیشہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے رازرک! یہ مقابلے شروع کرنے کا انتظام کرو۔ سب سے پہلے اس طریف بن مالک کے مقابلے میں روجر کو اتارو۔ اگر یہ روجر سے جیت گیا تو پھر اس کا مقابلہ رومیر کے ساتھ ہوگا۔"

رازرک نے اپنے سر کو خم کر کے بادشاہ کے فیصلے کی توثیق کی پھر اس نے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! تم میرے ساتھ آؤ۔"

طریف بن مالک فوراً رازرک کے ساتھ ہو لیا۔ رازرک اسے پکڑ کر اس جگہ لے گیا جہاں تھوڑی دیر پہلے وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنی دیر تک ایک انتہائی حسین اور جمیل لڑکی اوپر کی سیڑھیوں سے اترتی ہوئی رازرک کے پاس آئی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے رازرک! ان مقابلوں کی ابتدا کب ہوگی۔"

اس حسین لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے رازرک مسکرانے لگا تھا پھر اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! اس لڑکی کا نام لونا ہے۔ یہ وہی ہے جس کا میں تم سے پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں کہ میں اسے پسند کرتا ہوں اور عنقریب ہم

Marfat.com

دونوں شادی کرنے والے ہیں۔" رازرک نے لونا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم جا کر اپنی جگہ پر بیٹھو مقابلے اب تھوڑی دیر تک شروع ہونے والے ہیں۔"

رازرک کا یہ جواب سن کر لونا پھر واپس چلی گئی تھی۔ رازرک نے اپنے قریب ہی کھڑے ہوئے ایک مسلح نوجوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "تم جاؤ اور روجر سے کہو کہ مقابلے کے لئے میدان میں اترے۔ اتنی دیر تک میں طریف بن مالک کو بھی میدان میں اتارنے کا انتظام کرتا ہوں۔"

وہ مسلح جوان وہاں سے بھاگتا ہوا چلا گیا تھا۔ اس کے بعد رازرک نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! اب تم اپنے ہتھیار سنبھالو اور مقابلے کے لئے میدان میں اترو۔"

طریف بن مالک نے فوراً ہی اپنی پشت پر لٹکتا ہوا اپنا خود اپنے سر پر جمایا پیٹھ پر سے اپنی ڈھال اتار کر اس نے تھام لی اور اپنی تلوار بے نیام کرتے ہوئے وہ میدان میں اترا تھا۔ موت کے اس میدان میں تھوڑی دور آگے جانے کے بعد طریف بن مالک نے سجدے کے انداز میں اپنے سر کو ذرا سا خم دیا پھر وہ انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ اپنے رب کے حضور دعا مانگ رہا تھا۔

"اے رب العالمین! اے نور ازل! ہسپانیہ کی اس اجنبی سرزمین کے اندر زندگی کی راہوں میں، میں ایک اکیلا مسافر ہوں مجھے یہاں زیست کے کٹھن مرحلے طے کرنے اور شہر کی رسومات پر پورا اترنے کی کامیابی عطا فرما۔ میرے اللہ! یہ شاداں فضائیں، یہ سازاں وفائیں اور یہ رقص کشاں ہوائیں تیری ہی مشیت کے ان گنت جلوؤں میں سے ہیں۔ مجھے شعور و فکر کی ضو اور عزم و ہمت عطا کر کہ اس میدان کے اندر میں ایک نئے ڈھب کے ساتھ اپنی کامیابی کی عبارت لکھ سکوں۔ اے میرے خداوند اس زندگی کی یہ دو گھڑی کی چاہتیں اور سانس بھر کی راحتیں تیرے ہی فیض کرم سے ہیں تو چاہے تو ریت میں بوئی فصل کو گلزار کر دے چاہے تو گل بہار پر خزاں اور بنجر پن طاری کر کے رکھ دے۔ میرے اللہ موت کے اس میدان میں تو مجھے لمحوں کے تیز دھارے اور وقت کے اڑتے طیور جیسی فوز مندی اور رفعت و بلندی عطا فرما۔ اے کمزوروں کو

Marfat.com

سہارا دینے والے اور عاجزوں کی انکساری کو قبول کرنے والے تو ہی اس کائنات کے اندر حیات کے سوتے جاری کرتا ہے، تو ہی مجھے آشوب تمنا کے ان اندھیروں میں اور گہری رات کی ظلمت جیسی آزمائش میں صبح نو کی بشارت جیسی کامیابی عطا فرما۔ الحمداللہ میں تیری ہی خوشنودی اور رضامندی کا دریوزہ گر ہوں، مقابلے کے اس میدان میں تو ہی مجھے کامیابی اور سرفرازی عطا فرما۔"

اپنی دعا ختم کرنے کے بعد طریف بن مالک پھر آگے بڑھا اور میدان کے وسط میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس سے مقابلہ کرنے والا جوان روجر بھی میدان میں اترا۔ وہ اپنے قد کاٹھ میں خوب دراز اور جسمانی لحاظ میں بھی خوب بھرا ہوا اور توانا تھا۔ طریف بن مالک کے سامنے آ کر اپنی تلوار، اپنی ڈھال کو اپنے سامنے کرتے ہوئے روجر نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تمہارا ہی نام طریف بن مالک ہے......؟"

جواب میں طریف بن مالک نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ "ہاں میرا ہی نام طریف بن مالک ہے۔"

روجر پھر بولا اور کہا "مجھے بتایا گیا ہے کہ تو مسلمان ہے۔ تو افریقہ کے مسلمان موسیٰ بن نصیر کا ایک جرنیل ہے اور یہ کہ تیرا تعلق افریقہ سے ہے اور تو بربر ہے۔"

جواب میں طریف بن مالک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہاں تمہیں یہ اطلاع بھی درست مہیا کی گئی ہیں۔"

روجر پھر بولا اور کہا "تو کیوں اس موت کے میدان میں حصہ لینے کے لئے اتر پڑا ...... ہر کوئی ان مقابلوں میں حصہ نہیں لے سکتا۔ اس لئے کہ یہ مقابلے لہو کی حدت، غموں کی شدت، المناک سموں اور دل دوز سوز کا ایک کھیل ہے۔ یہ رزم گاہ زندگی اور مسلسل جانکنی کا سا ایک کام ہے۔ ابھی وقت ہے کہ اس مقابلے سے دست بردار ہو جاؤ۔ ورنہ یاد رکھو اس مقابلے کے دوران روح کے پیچ و تاب تقدیر کی تشنگی اور سراب آرزو کا شکار ہو کر رہ جاؤ گے۔ لہٰذا قبل اس کے کہ تمہاری زندگی کا طلسم بے ثبات ہو، قبل اس کے کہ اس میدان کے اندر سب لوگوں کے سامنے تم اسیر ننگ و نام بنو میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ اس مقابلے سے دستبردار ہو کر خاموشی کے ساتھ موت کے اس میدان سے باہر نکل جاؤ۔"

روجر کی اس گفتگو پر طریف بن مالک تھوڑی دیر تک اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر

Marfat.com

اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا "میں سمجھتا ہوں کہ تم اپنی انا کے خول کو کچھ زیادہ ہی پھیلا رہے ہو...... اپنے دامن کو سمیٹ کر رکھو، اگر کسی کے پاؤں تلے آیا تو زندگی کے اس میدان میں لڑکھڑاتے ہوئے گر پڑو گے...... اے ہسپانیہ کے خود پسند نوجوان! میں تیرے سامنے کوئی بچہ نہیں ہوں...... میں بھی ایک تیغ زن ہوں اور موت کے اس میدان میں تیرے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے اترا ہوں...... اے ہسپانیہ کے گھمنڈ کرنے والے نوجوان! میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ موت کے اس میدان میں اس بھوکی ننگی حیات کے بازار میں تیری زمین کے اس زرگریزدہ ساج کے اندر تیری حالت میں سلگتی تنہائی، غم آگیں نغمے، دل کی ویران بستی اور حیات کی سونی سونی راہوں جیسی کر کے رکھ دوں گا...... اس مقابلے کے دوران تیری روح کے سارے تاروں کو میں پارہ پارہ کروں گا...... تیرے جسم، تیرے چہرے اور تیرے سارے ولولوں اور عزائم کو خاک آلودہ، افسردہ، غمگین اور بے زار بنا کر رکھ دوں گا۔ لہٰذا آؤ باتیں کم کریں اور ایسے مقابلے کی ابتدا کریں پھر دیکھتے ہیں کون کس کو مغلوب کرتا ہے، کون کس کے ہاتھوں غالب رہتا ہے، کون موت کے اس میدان میں شکست خوردہ ہو کر نمودار ہوتا ہے اور کون فتح مند ہو کر اس میدان سے نکلتا ہے۔"

طریف بن مالک کی گفتگو سننے کے بعد روجر نے طنزیہ انداز میں اسے مخاطب کر کے کہا "میں سمجھتا ہوں کہ تو کچھ زیادہ ہی پھیلنے لگا ہے۔ بہرحال آؤ مقابلے کی ابتداء کرتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کون کس پر غالب رہتا ہے۔ اے افریقہ کی سرزمین سے آنے والے بربر! اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال میں تجھ پر اپنے حملے کی ابتداء کرتا ہوں اور پھر دیکھتا ہوں کہ تو اسے کیسے بچاتا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی روجر بھوکے طوفان، کالی نفرت کے جوالے اور سرخ طوفانوں کی خلش ریزی کی طرح آگے بڑھ کر طریف بن مالک پر حملہ آور ہوا۔ طریف بن مالک نے بڑی آسانی کے ساتھ روجر کے وار کو اپنی ڈھال پر روک دیا تھا۔ پھر اس نے روجر پر جوابی حملہ نہیں کیا تھا بلکہ وہ روجر کو ہی حملہ آور ہونے کا موقع فراہم کرتا رہا۔ دوسری طرف روجر نے جب دیکھا کہ طریف بن مالک اس پر جوابی حملہ نہیں کر رہا اور اس نے اپنے آپ کو صرف وار روکنے تک محدود کر رکھا ہے تو وہ اور زیادہ طمانیت کے ساتھ طریف بن مالک پر حملے کرنے لگا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ طریف بن مالک صرف اس کے وار روکنے تک محدود رہے گا اور جارحیت پر نہ اترے گا لیکن جلد ہی طریف بن مالک نے اس کے

Marfat.com

سارے وہم وگمان اور اس کی ساری امیدوں اور خواہشوں کے پردے چاک کر کے رکھ دیئے تھے اس لئے کہ وہ تھوڑی دیر تک روجر کے حملوں کو بڑی کامیابی کے ساتھ اپنی ڈھال پر روکتا رہا تھا۔ شاید ایسا کر کے وہ روجر پر یہ ثابت کرنا چاہتا تھا اور اسے یہ بتانا چاہتا تھا کہ اس کا وار کیسا ہی خطرناک کیوں نہ ہو وہ بڑی آسانی کے ساتھ اسے اپنی ڈھال پر روک سکتا ہے۔ اس کے بعد طریف بن مالک اپنی حقیقت اور اپنی اصلیت پر اتر آیا اور روجر کے حملوں کو روکنے کے ساتھ ساتھ وہ غم کی طغیانی، درد کے دریا اور آہوں کے تسلسل کی طرح روجر پر انتہائی خوفناک اور انتہائی خطرناک وار کرنے لگا تھا۔

اچانک طریف بن مالک نے اپنے حملوں میں چیختی یادوں کے سیل اور بھیانک انداز میں چڑھ جانے والے دریاؤں جیسی تیزی اور خطرناک صورتحال اختیار کر لی تھی۔ وہ دائیں بائیں سے تلوار اور اپنی ڈھال دونوں کے ساتھ روجر پر حملے کرنے لگا تھا اور روجر وقت تمام اور انتہائی مشکلات کا سامنا کرتا ہوا اپنی تلوار اور ڈھال پر طریف بن مالک کے حملوں کو روکنے لگا تھا۔ اس موقع پر روجر نے اپنے آپ کو صرف دفاع تک محدود کر دیا تھا اور وہ جارحیت کے ساتھ حملہ آور ہونے کے سارے عزائم فراموش کر چکا تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد اس کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی اس لئے کہ طریف بن مالک نے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کر لی تھی اور جب اس نے روجر کو الٹے پاؤں اپنے آگے آگے بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔ میدان میں یونہی روجر کو الٹے پاؤں بھگاتا ہوا طریف اسے اس شہ نشین کے قریب لے آیا جہاں پر ہسپانیہ کا بادشاہ عطیشہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں آ کر طریف بن مالک نے پرجوش انداز میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس روز سے اپنی بھاری بھرکم اور گول ڈھال روجر کے شانے پر ماری کہ روجر درد کی شدت کے باعث چیخ چلا اٹھا تھا اور انتہائی بے بسی کے عالم میں وہ شہ نشین کے قریب زمین پر گر گیا تھا۔ گرے ہوئے روجر پر طریف بن مالک نے اپنی ڈھال سے ایک اور وار کیا اور اس بار اس نے اس کے سر کے پچھلے حصے کو نشانہ بناتے ہوئے ضرب لگائی اور یہ ضرب پڑتے ہی روجر کراہ اٹھا تھا اور زمین پر لیٹ گیا تھا۔ طریف بن مالک کوہساروں پر کھڑے کسی دیودار کے پیڑ کی طرح اس کے پاس کھڑا ہو گیا اور پھر اپنی تلوار کی نوک اس نے اس کی گردن پر رکھتے ہوئے پرہول آواز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے روجر! مقابلہ شروع ہونے سے پہلے تو بڑھ چڑھ کر گفتگو کرتا تھا۔ میں نے

Marfat.com

تجھے اس وقت بھی کہا تھا کہ اپنے دامن کو زیادہ نہ پھیلاؤ کہ کسی کے پاؤں تلے آ کر تم ایسا لڑکھڑاؤ کہ زمین پر گر پڑو۔ روجر! اٹھ اور میرے ساتھ پھر مقابلہ کر اور اگر تجھ میں مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں ہے تو پھر یہیں لیٹے لیٹے اپنی ہار تسلیم کر لے۔"

روجر نے فوراً ہی اپنی تلوار اور ڈھال ایک طرف پھینک دی اور انتہائی مایوسی اور ذلت کے عالم میں اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے افریقہ کی سرزمینوں کی طرف سے آنے والے اجنبی! تیرے حملہ آور ہونے کا انداز نرالہ ہے...... تیری تیغ زنی کی تربیت اور مہارت مجھ سے کہیں زیادہ اور ارفع ہے...... میں اس قابل نہیں ہوں کہ مزید اب تیرا سامنا کر سکوں لہٰذا تیرے مقابلے میں، میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔"

روجر کے ان الفاظ کے ساتھ ہی شہ نشین پر بیٹھے ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ نے رازرک کو اشارے کے ساتھ اپنی طرف بلایا اور رازرک جب عطیشہ کے سامنے آ کھڑا ہوا تب عطیشہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے رازرک! تو واقعی ایک نایاب تیغ زن کو موت کے اس میدان میں لایا ہے۔ سبتہ کے حاکم میرے داماد اور فلورمنڈا کے باپ کاؤنٹ جولین نے اپنے خط میں یونہی اس نوجوان کی تعریف نہیں کی تھی۔ اس نے ضرور اسے کہیں تیغ زنی کا مقابلہ کرتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ تب ہی اس نے اس نوجوان کی تعریف کی اور اے رازرک! تو دیکھتا ہے کہ موت کے اس میدان میں دوئم آنے والے روجر کو اس طریف بن مالک نے لمحوں کے اندر اپنے سامنے زیر کر کے رکھ دیا ہے اور اے رازرک! یہ بھی سنو میرا دل کہتا ہے کہ یہ طریف بن مالک نام کا نوجوان موت کے اس میدان میں اول آنے والے نوجوان رومیر کو بھی اپنے سامنے مغلوب کر کے رکھ دے گا۔"

اس موقع پر عطیشہ کی بیٹی اقلیما نے اپنے باپ عطیشہ کو مخاطب کرتے ہوئے اور کسی قدر خفگی اور برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "اے میرے باپ! یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ یہ اجنبی بربر موت کے اس میدان میں رومیر کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر دے۔ یہ ناممکن ہے...... میں نہیں مانتی ہوں...... اس نوجوان نے روجر کو اپنے سامنے شکست دے دی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ رومیر ضرور اس جوان کے ساتھ مقابلے میں فتح مند اور کامیاب رہے گا۔"

اقلیما کے خاموش ہونے پر عطیشہ نے پھر رازرک کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے

Marfat.com

رازرک! دیکھو روجر ہار چکا ہے اور اپنی شکست بھی تسلیم کر چکا ہے۔ اسے تم میدان سے باہر چلے جانے کا حکم دو جب کہ طریف بن مالک کو یہاں میرے سامنے لاؤ تاکہ میں اسے اس فتح کی مبارکباد دوں۔"

عطیشہ کے اس حکم پر رازرک فوراً حرکت میں آیا۔ مقابلہ ہار جانے والے روجر کو اس نے میدان سے باہر نکال دیا جب کہ طریف بن مالک کو پکڑ کر وہ آگے لایا اور شہ نشین کے سامنے کھڑا کر دیا۔ س موقع پر ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے افریقہ کی سرزمین کے بے مثال تیغ زن! میں نے تجھ سے جو امیدیں وابستہ کی تھیں انہیں تو نے یقیناً پورا کر کے رکھ دیا ہے۔ موت کے اس میدان میں تو نے کیا خوب روجر پر قابو پایا ہے اور لمحوں کے اندر تو نے اسے اپنے سامنے سمیٹتے ہوئے اس پر کامیابی اور فتح حاصل کی ہے۔ اب تو مجھے یہ بتا کہ موت کے اس میدان میں ہمیشہ اول رہنے والے نوجوان رومیر سے تو کب اور کس وقت مقابلہ کرے گا ...... کیا یہ مقابلہ کرنے کے بعد تجھے آرام کرنے کے لئے کچھ وقت درکار ہے یا تو ابھی مقابلہ کرنا پسند کرے گا۔"

عطیشہ نے اس استفسار پر طریف بن مالک نے اپنی چھاتی تانتے ہوئے کہا "اے بادشاہ! میں آرام اور ستانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ وقت ضائع کیے بغیر رومیر کو میدان میں اتارا جائے تاکہ میں اس سے مقابلہ کروں اور اپنے رب کا نام لے کر اس کی حالت بھی ایسی ہی کروں جیسی میں نے اس روجر کی کی ہے۔"

طریف بن مالک کے اس جواب پر عطیشہ نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا اور پھر اس نے بلند آواز میں رازرک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "رومیر کو ابھی اور اسی وقت مقابلے کے لئے اتارو یہ جوان دوسرا مقابلہ کرنے کے لئے کسی وقفے اور آرام کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔"

عطیشہ کے خاموش ہونے پر اس کی نواسی اور سبتہ کے حکمران کاؤنٹ جولین کی بیٹی فلورنڈا نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے طریف بن مالک! تمہاری طرح میں بھی افریقہ ہی کی رہنے والی ہوں۔ اس لحاظ سے تم میرے ہم وطن ہو اور اس بنا پر میں تمہیں اپنا ہم وطن بھائی کہہ کر پکاروں گی۔ سوائے میرے ہم وطن بھائی! تو نے اس مقابلے میں روجر کو مغلوب کر کے کمال کر دکھایا ہے۔ جس طرح اپنے خط میں میرے باپ نے تمہاری تعریف کی تھی اس کے مطابق مجھے

Marfat.com

امید تھی کہ تم ضرور مقابلے کے اس میدان میں غیر معمولی جرأت اور ذہانت کا مظاہرہ کرو گے۔ لہٰذا اے میرے ہم وطن بھائی! تمہاری اس کامیابی اور تمہاری اس فتح مندی پر میں تمہیں دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں اور تمہاری اس فتح مندی پر میں خوشی اور مسرت کا اظہار بھی کرتی ہوں۔"

فلورنڈا کے ان الفاظ پر اس کی حسین اور اس سے چھوٹی اس کی خالہ اور ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ کی حسین بیٹی اقلیما نے اس کی طرف گھورتے ہوئے خفگی اور غصے کا اظہار کیا تھا۔ لیکن فلورنڈا نے اقلیما کی اس خفگی اور غصے کو کوئی اہمیت نہ دی اور وہ اسی طرح خوش دلی سے مسکراتے ہوئے اور قہقہے لگاتے ہوئے طریف بن مالک کے ساتھ گفتگو کرتی رہی تھی۔ اپنی بیٹی اقلیما کی اس غضبناک اور غصیلی طبیعت کو ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ نے بھی دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا اس نے فوراً دخل اندازی کی اور اس معاملے کو رفع دفع کرانے کے لئے اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے ابن مالک! اب تم پھر ایک بار میدان میں جا کر کھڑے ہو جاؤ اور رومیر کے میدان میں اترنے کا انتظار کرو۔ تمہارے اس مقابلے کو میدان میں بیٹھے ہوئے لوگ پہلے مقابلے سے بھی زیادہ دلچسپی اور شوق سے دیکھیں گے اس لئے کہ رومیر ہسپانیہ کا وہ نوجوان ہے جو موت کے اس میدان میں ہونے والے مقابلوں میں ہمیشہ اول ہی آتا رہا ہے۔"

عطیشہ کے کہنے پر طریف بن مالک ایک بار پھر میدان کے وسط میں جا کر کھڑا ہو گیا تھا اور رومیر کا انتظار کرنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد رومیر میدان میں اترا۔ وہ اپنے سر پر کلغی دار چمکتا ہوا آہنی خود رکھے ہوئے تھا۔ اپنے شانوں پر اس نے پیتل کے خول چڑھا رکھے تھے۔ بازوؤں پر آہنی جوشن تھے۔ بائیں ہاتھ میں مستطیل ڈھال اور دائیں ہاتھ میں لمبی سیدھی تلوار تھی۔ تیز تیز چلتا ہوا وہ طریف بن مالک کے سامنے آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔

"اے افریقہ کے بربر! اپنے سردار رازرک نے مجھے تمہارے متعلق تفصیل سے بتایا ہے کہ تم افریقہ میں مسلمانوں کے حکمران موسیٰ بن نصیر کے ایک نامور جرنیل ہو۔ اس کے علاوہ موت کے اس میدان میں تم نے اپنے سامنے روجر کو مغلوب اور زیر کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ تم کوئی عام اور معمولی تیغ زن نہیں ہو بلکہ ان مہیب اور ہولناک تیغ زنوں میں سے ایک ہو جو اپنے دشمن اور اپنے مقابل کو مغلوب کرنے کا فن جانتے ہیں۔ اے

Marfat.com

ابن مالک! موت کے اس میدان میں ہونے والے مقابلوں میں آج تک میں ہمیشہ غالب اور فتح مند رہا ہوں۔ یوں تمہارے متعلق اس قدر تعارف حاصل ہونے کے بعد میں تم سے تمہارے متعلق مزید کوئی تفصیل جاننے کی کوشش نہ کروں بلکہ میں تم سے یہ کہوں گا کہ آؤ موت کے اس میدان میں مقابلے کی ابتدا کریں اور دیکھیں کہ کون غالب اور کون مغلوب رہتا ہے۔'' اس کے ساتھ ہی رومیر اور طریف بن مالک ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

تھوڑی دیر تک دونوں ایک دوسرے پر ہلکے پھلکے وار کرتے ہوئے ایک دوسرے کو آزماتے رہے پھر آہستہ آہستہ ان کے حملے اپنے عروج اور اپنے فراز کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ یہاں تک کہ دونوں نے ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر حملے کرنے شروع کر دیئے تھے۔ دونوں کی تلواریں اور ڈھالیں بری طرح ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے شور اور چنگھاڑ پیدا کرنے لگی تھیں۔ رومیر نے کئی ایک بار طریف بن مالک کو چکمہ دے کر اپنی ڈھال اس کے سر یا چھاتی پر مارنے کی کوشش کی تھی لیکن طریف بن مالک نے ہر بار اس کی کوششوں کو ناکام بنا کر رکھ دیا تھا۔

دوسری طرف طریف بن مالک کے حملوں میں بھی تیزی اور تندی آ گئی تھی۔ وہ رومیر پر ہولناک حملے اور وار کرنے لگا تھا۔ لحہ بہ لحہ طریف بن مالک کے خطرناک وار رومیر کے لئے ویرانوں کی دلدل جیسی بھیانک کیفیت اور سرابوں کے سلسلوں کی طرح خطرناک اور مہیب صورت اختیار کرنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر تک میدان میں خوب رومیر پر حملے کرنے کے بعد طریف بن مالک نے اسے بھی روجر کی طرح اپنے آگے لگا لیا تھا اور وہ اپنے سامنے الٹے پاؤں بھاگنے اور پیچھے ہٹنے پر مجبور کرتا ہوا اسے بھی روجر کی طرح اس شہ نشین کی طرف لے آیا جس پر ہسپانیہ کا بادشاہ عطیشہ اور اس کے اہل خانہ بیٹھے ہوئے تھے۔ شاید طریف بن مالک عزم کر چکا تھا کہ وہ رومیر کو اس سے محبت کرنے والی اقلیما کے سامنے زیر اور مغلوب کر کے رکھ دے گا۔

شہ نشین کے قریب آ کر رومیر نے جب دیکھا کہ ہسپانیہ کا بادشاہ عطیشہ اور اس کی بیٹی اقلیما اور دیگر اہل خانہ اسے طریف بن مالک کے سامنے پسپا ہوتے ہوئے بڑے غور اور فکرمندی کے ساتھ دیکھ رہے ہیں تو اس موقع پر رومیر نے اپنے آپ کو سنبھالا، اپنی ساری ہی توانائیوں کو جمع کرتے ہوئے اس نے اجالوں کا رنگ اختیار کیا اور طریف بن مالک پر وہ الاؤ میں بھڑکتے انگاروں کے شور اور بے پناہ طوفانوں کی روانی کی مانند حملہ

Marfat.com

آور ہونے لگا تھا لیکن رومیر کو اداسی ہوئی کیونکہ اس نے دیکھا اس کے ساتھ ساتھ طریف بن مالک نے بھی اپنے حملوں میں خوفناک اور بھیانک تیزی اور روانی پیدا کر لی تھی۔

اس موقع پر ہسپانیہ کا بادشاہ عطیشہ بھی بڑے انہاک سے اس مقابلے کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ طریف بن مالک جانے کن منزلوں کی طلب میں ریت اڑاتی لو کی طرح رومیر پر حملہ آور ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے پر حوصلوں کے عزائم اور استقلال کے جذبے تھے اور اس کے انداز سے ایسا لگتا تھا جیسے وہ رومیر کی ذات کی وحدت کو ان گنت اکائیوں میں بانٹ دینے کا عزم کر چکا ہو۔ دوسری طرف عطیشہ نے یہ بھی دیکھا کہ طریف بن مالک کے تیز اور خوفناک حملوں کے سامنے رومیر کی حالت کچھ اس طرح ہو رہی تھی جیسے اس کی جبیں غبار آلود، اس کا ذہن ریزہ ریزہ اور اس کا دامن ہستی خاک آلود ہوتا جا رہا ہو۔ اس کی حالت سے یوں لگ رہا تھا جیسے تھوڑی دیر تک اس کے ہونٹ مقفل اس کی زبان پتھر اور اس کا جسم سنگ ہو کر رہ جائے گا۔ ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ کے خیالات کا تانا بانا اچانک بکھر کر رہ گیا تھا اس لئے کہ اس موقع پر طریف بن مالک نے ایک زور دار تکبیر بلند کی تھی اور پھر اس نے یکبارگی اپنی تلوار اور ڈھال کے ساتھ رومیر پر کچھ اس انداز میں حملہ کیا تھا کہ رومیر کی تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گری تھی۔ اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک نے اپنی ترچھی اور چوڑے پھل والی تلوار کی نوک رومیر کی گردن پر رکھ دی تھی۔

شہ نشین اور اس کے آس پاس اب خاموشی سکوت اور اداسی طاری ہو چکی تھی۔ ہارنے کے بعد طریف بن مالک کے سامنے کھڑے رومیر کی حالت اس سے کچھ ایسی ہو گئی تھی جیسے اس کی روح پر خاک شکست کی خراشیں اور ہونٹوں پر جلا کر رکھ دینے والی آہیں ڈھل گئی ہوں۔ اس کا ویران سا چہرہ سنگ لحد کا سا سماں پیش کر رہا تھا۔ وہ تپتے صحرا میں اکیلے ببول اور منجدھار سے ناواقف مانجھی کی طرح افسردہ کھڑا ہوا تھا۔ اس کی نظروں میں زوال اور اذیت شامل تھی۔ اس کے چہرے پر دکھ اور غم فروزاں تھا اور مجموعی طور پر اس کی حالت سے ایسا لگتا تھا جیسے وہ ماضی کی وادیوں میں خود کو پکارنے نکل گیا ہو۔

دوسری طرف رومیر سے محبت کرنے والی اقلیما کی حالت میں سراب آثار مناظر گھواروں اذیت، سرما کی اداس رات گہن لگے یا بادلوں کی تہوں میں بھٹکتے ہوئے چاند جیسی ہو گئی تھی۔ ایسا لگتا تھا رومیر کی شکست اور طریف بن مالک کی فتح مندی پر اس کی خوشی کے سارے بت ٹوٹ پھوٹ گئے ہوں۔ اس کے یاقوتی ہونٹوں کی جاذبیت ویران

Marfat.com

تھی۔ اس کے چہرے کا دمکتا رنگ ماند اس کی غزل ستارہ اور جھلمل آنکھیں اداس اور اس کا کچنار کلی جیسا بدن کسمساہٹ کا شکار تھا۔

ایسے میں موت کے اس میدان کا ناظم رازرک بھاگا ہوا اس طرف آیا۔ وہ قریب آ کر طریف بن مالک سے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ نے رازرک کو اشارے سے اپنی طرف بلایا لہٰذا طریف بن مالک سے کچھ کہنے کے بجائے رازرک تقریباً بھاگتا ہوا ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا اور پھر بادشاہ کا حکم سننے کے لئے اس نے اپنا سر کسی قدر خم کر دیا تھا۔ پھر عطیشہ نے رازرک کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"سنو رازرک! رومیر سے کہو کہ وہ اب جا کر آرام کرے مجھے اس کے ہارنے اور اس میدان کے اندر شکست و ذلت اٹھانے کا افسوس اور صدمہ ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ مجھے اس انکشاف اور اس امر کی بے انتہائی خوشی اور مسرت بھی ہے کہ موت کے اس میدان میں پہلی بار داخل ہونے والا طریف بن مالک نام کا یہ اجنبی جوان فتح مند اور کامیاب رہا ہے۔ اے رازرک! تو نے دیکھا اس جوان نے کس قدر چابک دستی اور کس قدر تجربے اور ذہانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے روجر اور رومیر دونوں کو لمحوں کے اندر اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر کے رکھ دیا ہے۔ طریف بن مالک کے اس جوان کو پکڑ کر میرے سامنے لاؤ اس کی فتح مندی کے موقع پر میں اس سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

عطیشہ کا یہ حکم پا کر رازرک وہاں سے ہٹا، دوبارہ وہ اس جگہ آیا جہاں پر ابھی تک طریف بن مالک، رومیر کی گردن پر اپنی ترچھی تلوار کی نوک رکھے کھڑا تھا۔ قریب آ کر رازرک نے طریف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے ہسپانیہ میں داخل ہونے والے شیر دل بربر! موت کے اس میدان میں تم روجر اور رومیر دونوں سے یہ مقابلہ جیت چکے ہو اب تم اپنی تلوار کی نوک رومیر کی گردن سے ہٹا دو اور ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ کے سامنے جا کھڑے ہو کہ اس نے تمہیں طلب کیا ہے۔"

رازرک کے کہنے پر طریف بن مالک نے اپنی تلوار نیام میں کر لی اور شہ نشین کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد رازرک نے رومیر کی طرف دیکھتے ہوئے ہمدردانہ انداز میں کہا۔ "اے رومیر! تم بھی اب جاؤ یہ مقابلہ تم ہار چکے ہو۔ تمہارے لئے عطیشہ کی طرف سے یہ حکم ملا ہے کہ تم جا کر آرام کرو۔" رومیر نے فوراً اپنی تلوار اور ڈھال

Marfat.com

سنبھالی اور میدان سے بھاگ نکل گیا تھا جب کہ خود رازرک بھی شہ نشین کی طرف بڑھ گیا تھا۔

طریف بن مالک آہستہ آہستہ چلتا ہوا ہسپانیہ کے بادشاہ غطیشہ کے عین سامنے شہ نشین کے قریب جا کھڑا ہوا تھا۔ قبل اس کے غطیشہ اس کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ کہتا اتنی دیر تک رازرک بھی وہاں پہنچ گیا اور وہ بھی طریف بن مالک کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تھا۔ ہسپانیہ کا بادشاہ غطیشہ تھوڑی دیر تک بڑے غور، بڑے انہماک، نرمی اور ہمدردی میں طریف بن مالک کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''اے ابن مالک! موت کے اس میدان میں تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم جرأتوں کا ایک جوش اور طوفانوں کا تلاطم برپا کر دینے والے جوان ہو۔ تم نے اپنے دونوں مدمقابلوں کے قدم قدم پر اندیشے اور نفس نفس میں شکستگی کی آنچ بھر کے رکھ دی تھی۔ کیا خوب تم ان پر سیاہ کارشب کے باب، خونی طوفان اور حکایت ذلت وغم بن کر ان پر حملہ آور ہوئے اور اس میدان میں ان کی رگ شہرت کو کاٹ کر تو نے میدان میں فیصلہ اپنے حق میں لکھ دیا ہے۔ اے نوجوان! میں نہیں جانتا تو ہسپانیہ کی سرزمین میں کب تک قیام کرے گا لیکن تو جب تک بھی اس سرزمین میں رہے تیری حیثیت میری نگاہوں میں ایک صاحب حیثیت اور ایک معزز سردار کی سی رہے گی۔''

اس کے بعد غطیشہ نے نقدی کی ایک تھیلی طریف بن مالک کو تھماتے ہوئے کہا۔

''یہ نقدی اس میدان میں تمہاری فتح مندی اور تمہاری کامیابی کا انعام ہے اور سنو ابن مالک! آج سے میں تمہیں اپنی بیٹی اقلیما کا محافظ مقرر کرتا ہوں اور اس کام کے لئے تمہیں پیشگی ادائیگی بھی کرتا ہوں۔'' اس کے ساتھ ہی غطیشہ نے ایک اور نقدی کی تھیلی طریف بن مالک کو تھماتے ہوئے کہا۔ ''یہ اقلیما کے محافظ مقرر کیے جانے پر تمہارے لئے پیشگی معاوضہ ہے۔ سنو ابن مالک! میری بیٹی اقلیما کی طبیعت اور مزاج کچھ چڑچڑا ہے۔ اگر یہ کبھی کوئی بات تمہارے مزاج اور تمہاری پسند کے خلاف کہہ دے تو تم نہ برا ماننا اور نہ ہی اس کے خلاف کوئی کارروائی کرنا۔''

ہسپانیہ کم بادشاہ جب خاموش ہوا تب اس کی بیٹی اقلیما فوراً بولی اور اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''سنو ابن مالک! گو میں اپنے لئے کسی محافظ کی ضرورت محسوس نہیں کرتی لیکن میرے باپ چونکہ تمہیں میرا محافظ مقرر کر کے تمہیں اس کے لئے پیشگی معاوضہ بھی ادا کر چکے ہیں لہٰذا میں تمہیں اپنے ایک محافظ کی حیثیت

Marfat.com

سے تسلیم کرتی ہوں لیکن محافظ کی حیثیت سے تمہاری ضرورت اس وقت محسوس کی جایا کرے گی جب میں نے کہیں اپنے اس مرکزی شہر ٹولیڈو سے باہر جانا ہو۔ اس وقت سفر میں ایک محافظ کی حیثیت سے تم میرے ساتھ رہو گے۔ ورنہ اس شہر کے اندر کہیں جانے کے لئے میں تمہاری ضرورت محسوس نہیں کرتی۔ ایک محافظ کی حیثیت سے تمہیں میرے قریب شاہی محل میں رہنا چاہیے لیکن تم ٹولیڈو کے شاہی محل میں نہیں رہو گے جہاں تمہاری موجودہ رہائش ہے وہیں پر تم رہو گے اور جب تمہاری ضرورت محسوس کی جایا کرے گی تمہیں وہاں سے بلایا جائے گا۔

اے ابن مالک! دو باتیں اپنے ذہن میں جما کر رکھنا تا کہ تم میری طرف سے محتاط رہو اور کسی خوش فہمی اور غلط فہمی کا شکار نہ ہو جاؤ۔ پہلی بات یہ کہ تم مسلمان ہو اور میں مسلمانوں کو سخت ناپسند کرتی ہوں اور ان سے اس درجہ کی نفرت کرتی ہوں کہ اگر ایک طرف ہسپانیہ کا کتا اور دوسری طرف کوئی بربر ہو تو میں اس بربر پر ہسپانیہ کے کتے کو ترجیح دوں گی۔ لہٰذا میرے ساتھ میرے محافظ کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے یہ دونوں باتیں اپنے ذہن میں جما کر رکھنا اور اس موقع پر میں وسیع القلبی کا اظہار کرتے ہوئے تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ میں اس رومیر کو پسند کرتی ہوں جسے ابھی تم نے مقابلے میں شکست دی ہے۔ میں عنقریب رومیر سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں لہٰذا تم نے جو اس میدان میں رومیر کو شکست دی ہے اور اسے نیچا دکھایا ہے تو رومیر کے خلاف تمہاری اس فتح اور کامیابی کو بھی میں نے ناپسند کیا ہے۔"

حسین اقلیما کی گفتگو سن کر اس کے باپ اور ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ کے چہرے پر ناپسندیدگی اور ناگواری کے جذبات نمودار ہوئے تھے۔ پھر شاید اس نے اقلیما کی پیدا کردہ تلخی کو زائل کرنے کے لئے اپنے چہرے پر زبردستی مسکراہٹ بکھیری اور طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی بشاشت میں کہنا شروع کیا۔ "اے ابن مالک! رازرک نے جہاں تمہاری رہائش کا بندوبست کیا ہے تم وہیں پر رہنا شروع کر دو اور اقلیما کے محافظ کی حیثیت سے جب تمہاری ضرورت محسوس کی جائے گی تو تمہیں وہاں سے بلا لیا جائے گا اور اس کام کے عوض تمہارا معاوضہ رازرک کی وساطت سے تمہیں ملتا رہے گا۔"

اس کے ساتھ ہی ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ نے ہاتھ کے اشارے سے قریب ہی کھڑے رازرک کو اپنے پاس بلایا اور جب رازرک بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا تو عطیشہ نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "سنو رازرک! میں بے حد مطمئن اور خوش ہوں کہ

Marfat.com

ابن مالک جسے تم لے کر اس میدان میں آئے ہو اس نے روجر اور رومیر کے خلاف تیغ زنی کا مقابلہ جیت لیا ہے اب تم اس طریف بن مالک کو ادھر لے جاؤ جہاں تم نے اس کی رہائش کا بندوبست کیا ہے۔" اس کے ساتھ ہی ہسپانیہ کا بادشاہ غطیشہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر اس کے سارے اہل خانہ بھی وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور قریب ہی کھڑی ہوئی بگھی میں بیٹھ کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد رازرک نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے ابن مالک! موت کے اس میدان میں روجر اور رومیر سے مقابلہ جیت کر تم نے اہل ہسپانیہ کو حیرت میں ڈال کر رکھ دیا ہے۔ رومیر اور روجر دونوں ہی ایک دوسرے کے بعد تیغ زنی میں ناقابل تسخیر سمجھے جاتے تھے۔ تم نے دونوں پر ایسی ہولناک ضربیں لگائیں کہ دونوں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر دیا ہے۔ اے ابن مالک! اب تم مطمئن ہو کر ان لوگوں کے خلاف حرکت میں آسکتے ہو جو بربروں کی سرزمین سے ایک راہبہ کو اٹھا کر لے آئے ہیں اور سنو ابن مالک! ان لوگوں کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے اور اس راہبہ کو ان سے حاصل کرنے کے سلسلے میں اگر تم میری ضرورت محسوس کرو تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں اور ایسا ہے کہ اس کام کے لئے میں تمہارے ساتھ کچھ مسلح جوان بھی روانہ کر سکتا ہوں جو ان لوگوں کے خلاف حرکت میں آ کر راہبہ کی بازیابی کے لئے تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔"

طریف بن مالک نے فوراً رازرک کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جواب دیا۔ "اول میں اکیلا ہی ان لوگوں سے بات کروں گا اور اگر ان لوگوں نے معاملہ بڑھانے یا ہمارے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی تو میں ضرور تم سے مدد اور حمایت کی درخواست کروں گا۔"

طریف بن مالک کا یہ جواب سن کر رازرک خوش ہوا پھر اس نے طریف بن مالک کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! اب تم اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو۔ میں اپنی منگیتر لونا کو لے کر اب اس کے ہاں جاؤں گا۔" اس کے ساتھ ہی رازرک وہاں سے ہٹ کر دوسری سمت چلا گیا تھا۔

......

Marfat.com

موت کے اس میدان سے باہر نکلنے کے لئے طریف بن مالک اس شہ نشین سے ہٹ کر تھوڑا سا ہی آگے بڑھا تھا کہ اچانک ایک سمت سے نکل کر ایک نوخیز راہبہ اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔ وہ سر سے لے کر پاؤں تک چاندنی کی طرح چمکتے ہوئے اور دودھ جیسے بے داغ لباس میں ملبوس تھی۔ طریف بن مالک کے قریب آ کر اس نوخیز راہبہ نے گلاب کا ایک تروتازہ پھول جس کے ساتھ اس کی کوئی بالشت بھر ٹہنی بھی تھی وہ پھول اس نوخیز راہبہ نے طریف بن مالک کو پیش کرتے ہوئے کہا۔

''میں موت کے اس میدان میں آپ کی کامیابی پر آپ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ کاش میں اس شہر کی حکمران یا کوئی ملکہ ہوتی تو یہ مقابلے جیتنے پر میں آپ کو مالا مال کر کے رکھ دیتی۔ پر میں ایک معمولی راہبہ ہوں۔ اس پھول کے علاوہ مبارکباد دیتے ہوئے میں تو آپ کو کچھ نہیں پیش کر سکتی۔'' اس کے ساتھ ہی اس نوخیز راہبہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا لمبے ڈنٹھل والا گلاب کا وہ پھول طریف بن مالک کی طرف بڑھا دیا تھا۔

طریف بن مالک نے اس سے وہ پھول لیتے ہوئے کہا۔ ''اے راہبہ! میں تیرے جذبات اور خیالات کی قدر کرتا ہوں مجھے تمہاری گفتگو سن کر خوشی ہوئی ہے کہ اس ٹولیڈو شہر کے اندر تمہارے جیسی مخلص اور پرخلوص لڑکیاں بھی رہتی ہیں۔''

طریف بن مالک کی گفتگو سن کر اس راہبہ کے چہرے پر دلفریب اور زہد شکن مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ طریف بن مالک نے پہلی بار غور سے اس کی طرف دیکھا اس نے اندازہ لگایا کہ وہ نوخیز ساحرہ اپنے حسن و جمال میں لالہ زاروں کا رنگ، کوہساروں کا روپ اور ماہ پاروں کا حسن رکھتی تھی۔ وہ ابھی نوخیز اور نوعمر تھی اس لئے کہ اس کے چہرے اور جسمانی ساخت سے شباب کی اولین کیفیت اور لڑکپن کی مہک جھلک رہی تھی۔ طریف بن مالک نے یہ بھی دیکھا کہ اس کے اعضاء کا جمال پیمانوں کے عکس سیمگوں، اس بھرے خوابوں اور آئینہ خانہ تصور کی طرح تھا۔ اس کے چہرے کا حسن چودھویں رات کے جوان

Marfat.com

مہتاب جگمگاتے تبسم اور جنت کی رعنائیوں جیسا تھا۔ اس کی تابندہ نیلی آنکھوں کے اندر روح کی آسودگی اور نیند کی شبنم جیسی نزول کی کیفیت تھی جب کہ اس کے تھرتھراتے لبوں کے سکوت کے اندر ان گنت طربزار اور بے شمار بے تعبیر خواب رقص کناں تھے۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد وہ نوخیز اور حسین اور نوعمر راہبہ پھر طریف بن مالک کو مخاطب کر کے بولی۔ ''میرا نام ایلسا ہے اور جیسا کہ میرے لباس سے ظاہر ہے کہ میں ایک راہبہ ہوں کیا میں آپ سے پوچھ سکتی ہوں کہ آپ کا پورا نام کیا ہے...... آپ کہاں سے آئے ہیں اور اس شہر میں آپ کی رہائش کہاں ہے...... مجھے یوں لگتا ہے کہ اس شہر میں آپ اجنبی ہیں اس لئے کہ اگر آپ یہیں کے رہنے والے ہوتے تو اس سے پہلے بھی آپ موت کے اس میدان کے مقابلوں میں حصہ لیتے۔''

حسین ایلسا کے اس استفسار پر طریف بن مالک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''اے راہبہ! میرا نام طریف بن مالک ہے...... میں بربر ہوں اور افریقہ کی ایک بستی الویرا کا رہنے والا ہوں...... میں چند دن پہلے ہی اس سرزمین میں وارد ہوا ہوں اور ٹولیڈو شہر میں میری رہائش موت کے اس میدان سے باہر بنے ہوئے کمروں میں سے ایک کمرے میں ہے۔ میں افریقہ کے صحراؤں سے اس سرزمین میں کیوں داخل ہوا ہوں، یہ ایک لمبی اور طویل کہانی ہے جو میں تمہیں یہاں کھڑا ہوا کر بتانا اچھا نہیں سمجھتا۔''

ایلسا نے طریف بن مالک کی گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ ''میں آپ کے متعلق مزید تفصیل جاننا پسند کروں گی کیا ایسا ممکن نہیں کہ میں آپ کے ساتھ اس کمرے میں چلوں جہاں آپ کی رہائش ہے اور آپ مجھے تفصیل سے بتائیں کہ آپ افریقہ کے دشت زاروں سے کیوں اس سرزمین میں داخل ہوئے ہیں۔''

ایلسا کی اس گفتگو کے جواب میں طریف بن مالک نے بڑی عاجزی اور انکساری سے کہا اے راہبہ میں تو ایک معمولی بربر ہوں...... ان سرزمینوں کے اندر میری کوئی اہمیت نہیں ہے۔ پھر تم کیوں میرے متعلق تفصیل جاننا پسند کرتی ہو۔''

اس پر ایلسا نے غور سے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا فیصلہ دینے کے انداز میں کہا۔ ''اے ابن مالک! انسانوں کی قدر تو ان کے اوصاف سے ہوتی ہے۔ بس اسی بناء پر میں آپ کے متعلق تفصیل جاننا چاہتی ہوں۔''

طریف بن مالک نے کہا ''اے راہبہ! اگر ایسا ہے تو پھر میرے ساتھ آؤ۔'' ایلسا خاموشی سے طریف بن مالک کے ساتھ ہو لی تھی۔

Marfat.com

طریف بن مالک نے اپنی رہائش گاہ کا قفل کھولا پھر وہ ایلسا نام کی اس راہبہ کو لے کر اندر داخل ہوا اور اپنے کمرے میں اس راہبہ کو اپنے سامنے بٹھاتے ہوئے بڑی نرمی سے پوچھا۔ "اے راہبہ! اب تم کہو تم مجھ سے کیا کہنا چاہتی ہو...... مجھ سے میرے متعلق کیسی تفصیل حاصل کرنا چاہتی ہو......؟"

کسی توقف کے بغیر طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے ایلسا نے پوچھا۔ "اے طریف بن مالک! میں پہلے آپ کو اپنے متعلق بتاتی ہوں اس کے بعد میں آپ سے تفصیل جاننا چاہوں گی۔ جیسا کہ میں آپ سے پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ میرا نام ایلسا ہے۔ میں ہسپانیہ کی جنوبی بندرگاہ قادس کی رہنے والی ہوں۔ میں ابھی چھوٹی ہی تھی کہ میرے ماں باپ مر گئے۔ میرا کوئی بہن بھائی نہ تھا لہٰذا مجھے میری تربیت کے لئے میرے چچا کے حوالے کر دیا گیا جو قادس شہر کے ایک کلیسا میں پادری تھا۔ اسی کلیسا کے اندر میں نے پرورش پائی۔ یہاں تک کہ وہ وقت آیا کہ میرا چچا بھی فوت ہو گیا۔ لہٰذا کلیسا والوں نے مجھے راہبہ بنا لیا اور اب میں راہبانیت ہی کی تربیت کرنے کے لئے قادس سے یہاں ہسپانیہ کے مرکزی شہر ٹولیڈو میں آئی ہوں۔ یہاں شہر کے شمال میں ہسپانیہ کا ایک مرکزی کلیسا ہے۔ اسی کلیسا کے اندر میں زیر تربیت ہوں۔ چند دن تک میری یہ تربیت مکمل ہونے والی ہے۔ اس کے بعد پھر قادس شہر کے اسی کلیسا کی طرف لوٹا دی جاؤں گی جہاں پہلی بار مجھے راہبہ بنایا گیا تھا اور میں اپنی بقیہ زندگی اسی کلیسا میں ایک راہبہ کی حیثیت سے گزار دوں گی۔

قادس کی اس بندرگاہ میں اکثر بربر ملاح مچھلی بیچنے کے لئے آتے رہتے ہیں۔ ان بربر ملاحوں کے اندر مسلمان بھی ہوتے ہیں اور مسیحی بھی۔ میں اور میرا چچا ان بربر ملاحوں سے بڑی تفصیلات حاصل کیا کرتے تھے جن سے ہمیں یہ اندازہ ہوا کرتا تھا کہ بربر یوں ہی بیکار کسی سمت کا رخ نہیں کرتے اور وہ اگر کہیں جاتے ہیں تو ضرور کسی مقصد اور کسی وجہ کے تحت جاتے ہیں۔ اپنے اسی تجربے کی بنا پر میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ کس مقصد کے تحت اس سرزمین میں داخل ہوئے ہیں...... آپ میری باتوں کا کوئی غلط مطلب نہ سمجھئے گا چونکہ میں اور میرا چچا قادس کی بندرگاہ پر اپنا زیادہ وقت بربروں کے اندر ہی گزارا کرتے تھے لہٰذا ان بربروں سے مجھے ایک طرح سے ہمدردی اور اُنس ہے جس کی بنا پر میں آپ سے تفصیل جاننا چاہ رہی ہوں۔

ایلسا کے اس استفسار کے جواب میں طریف بن مالک تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا

Marfat.com

پھر اس نے ایلسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ”اے راہبہ! کچھ عرصہ قبل ہسپانیہ سے کچھ خاندان ہجرت کر کے افریقہ میں میری بستی الویرا میں جا کر آباد ہو گئے تھے بعد میں ان خاندانوں میں سے کچھ نے اسلام قبول کر لیا اور باقی اپنے قدیم مذہب عیسائیت پر ہی قائم رہے۔ الویرا نام کی اس بستی میں ان عیسائیوں نے اپنے لئے ایک کلیسا بھی تعمیر کر لیا تھا۔ ان ہجرت کرنے والے عیسائیوں میں ایک بے حد خوب صورت لڑکی بھی تھی جس کا نام لوسیہ تھا۔ یہ لوسیہ وہاں تعمیر ہونے والے کلیسا کے اندر ایک راہبہ ہو گئی تھی۔ بدقسمتی سے ان خاندانوں کے رشتہ داروں میں سے یہاں ٹولیڈو شہر میں ایک ایسا نوجوان تھا جو اس لڑکی سے محبت کرتا تھا اور اسے اپنانا چاہتا تھا لیکن لڑکی اس کو پسند نہ کرتی تھی اور نہ ہی اس کے ساتھ رفاقت کا رشتہ قائم کرنا چاہتی تھی لہٰذا اس نے کلیسا کے اندر راہبانیت اختیار کر لی لیکن وہ جوان جو اس کو چاہتا تھا اور جس کا نام مارتن ہے وہ چین سے نہ بیٹھا وہ ایک کشتی لے کر افریقہ کے ساحل پر گیا، کلیسا سے اس لوسیہ کو اس نے اس وقت اٹھا لیا جب وہ اکیلی تھی اور اسے کشتی میں بٹھا کر ہسپانیہ کے شہر ٹولیڈو لے آیا۔ بس میں مارتن نام کے اس جوان سے لوسیہ نام کی اس راہبہ کو ہی واپس لینے آیا ہوں۔

افریقہ کے ساحلی شہر طنجہ کا عیسائی حکمران کاؤنٹ جولین بھی میرا جاننے والا ہے۔ اس نے موت کے اس میدان کا انتظام سنبھالنے والے سردار رازرک کے نام مجھے ایک خط لکھ کر دیا تھا چونکہ رازرک کاؤنٹ جولین کا بہترین دوست ہے اور ایک خط اس کاؤنٹ جولین نے مجھے اپنی بیٹی فلورنڈا کے نام بھی دیا تھا جو اس وقت شاہی محل میں زیر تربیت ہے میں فلورنڈا کو وہ خط دے چکا ہوں اور جب رازرک کو میں نے کاؤنٹ جولین کا خط دیا تو رازرک نے مجھے یہ مشورہ دیا کہ پہلے میں موت کے اس میدان میں تیغ زنی کے مقابلے میں حصہ لے کر کوئی نام پیدا کروں۔ اس کا خیال تھا کہ میں اس میدان کے اندر مقابلہ جیت جاؤں تو پھر میں بڑی بے فکری کے ساتھ مارتن نام کے اس جوان کے خلاف حرکت میں آ سکتا ہوں جو الویرا کی راہبہ لوسیہ کو اٹھا لایا ہے۔ رازرک کا یہ خیال تھا کہ میں یہ مقابلے جیتنے کے بعد اگر مارتن کے ساتھ کوئی زیادتی بھی کرتا ہوں تو کوئی اس کی شکایت آ کر ہسپانیہ کے حکمرانوں سے کرتا ہے تو یہ مقابلے جیتنے کے بعد جب میں نام پیدا کر لوں گا تو ہسپانیہ کے حکمران میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے بلکہ وہ مارتن کو مجبور کریں گے کہ جو کچھ میں چاہتا ہوں وہ ایسا ہی کرے۔

تو اے راہبہ میں نے صرف لوسیہ نام کی اس راہبہ کو مارتن سے حاصل کرنے کے

Marfat.com

لئے موت کے اس میدان میں تیغ زنی کے ان مقابلوں میں حصہ لیا ورنہ ان مقابلوں میں حصہ لینا میرا کوئی مقصد اور کوئی ارادہ نہ تھا۔ اب جب کہ میں ان مقابلوں میں جیت اور کامیابی حاصل کر چکا ہوں تو رازرک کے مشورے کے مطابق میں اس مارتن کے خلاف حرکت میں آؤں گا جو زبردستی لوسیا کو اٹھا لایا ہے۔ میں اس سے لوسیا کو حاصل کر کے واپس افریقہ روانہ ہو جاؤں گا اور اگر اس مارتن نام کے جوان نے لوسیہ کو بے آبرو یا داغ دار کر دیا ہوا تو پھر میں مارتن کو بھی لوسیہ کے ساتھ اٹھا کر افریقہ لے جاؤں گا اور اسے الویرا کے کلیسا والوں کے حوالے کر دوں گا پھر جو وہ چاہیں اس مارتن کے ساتھ سلوک کریں۔ تو اے راہبہ یہ ہے وہ مقصد اور کام جس کے تحت میں افریقہ سے ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوا ہوں۔"

طریف بن مالک کی گفتگو سن کر ایلسا کی آنکھوں میں ہمدردی اور دردمندی کی چمک پیدا ہو گئی تھی پھر اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے آپ سے پہلے نہ کہا تھا کہ بربر کسی مقصد کے بغیر کہیں نہیں جاتے۔ اسی مقصد کے تحت میں نے آپ سے تفصیل جاننا چاہی تھی اور جو تفصیل آپ نے بتائی ہے اسے سن کر مجھے بے انتہائی خوشی اور اطمینان ہوا ہے کہ آپ نے صرف ایک نصرانی نوجوان سے ایک راہبہ کو حاصل کرنے کے لئے افریقہ سے ہسپانیہ تک کا سفر کیا ہے۔ ایسے جوان جو اس طرح کے نیک مقاصد لے کر اٹھتے ہیں اے ابن مالک! میں ایسے جوانوں کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز خیال کرتی ہوں۔ کیا میں آپ سے یہ بھی پوچھ سکتی ہوں کہ آیا آپ پیدائشی مسلمان ہیں یا آپ اس سے پہلے عیسائیت یا بت پرست تھے......؟"

طریف بن مالک نے کہا "الحمد اللہ میں تو پیدائشی مسلمان ہوں لیکن میرے قدیم آباؤ اجداد پہلے بت پرست تھے لیکن بعد میں ان کے اندر عیسائیوں کی طرف سے تبلیغی جماعتیں جاتی رہیں جن کی بنا پر میرے آباؤ اجداد نے عیسائیت قبول کر لی تھی۔ میرا باپ بھی شروع میں عیسائی تھا بعد میں اس نے اسلام قبول کر لیا۔ لہٰذا میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے پیدائشی طور پر ہی اسلام نصیب ہوا۔ اے راہبہ! مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ تم عیسائی ہو کر ایک مسلمان کی باتوں میں دلچسپی لے رہی ہو جب کہ میں نے اندازہ لگایا ہے کہ ہسپانیہ کے لوگ مسلمانوں سے انتہا درجہ کی نفرت کرتے ہیں۔"

ایلسا نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ "نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ...... یہاں کے لوگ مسلمانوں سے نفرت نہیں کرتے۔"

Marfat.com

طریف بن مالک نے طنزیہ مسکراہٹ میں کہا "اے راہبہ! میں تمہیں اس کا ثبوت دیتا ہوں اور وہ یوں کہ جب میں نے موت کے اس میدان میں رومیر اور روجر دونوں سے مقابلہ جیتا تو رازرک مجھے پکڑ کر ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ کے پاس لے گیا تو عطیشہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ وہ مجھے اپنی بیٹی اقلیما کا محافظ مقرر کرتا ہے اور اس کے لئے اس نے مجھے اجرت کے طور پر ایک رقم بھی دے دی جب عطیشہ نے میرے متعلق یہ فیصلہ کیا تو اس فیصلے کے بعد اُس کی بیٹی اقلیما نے اس کی موجودگی میں بولتے ہوئے کہا مجھے کسی بربر محافظ کی ضرورت نہیں ہے تاہم اگر میرا باپ تمہیں میرا محافظ کر چکا ہے تو تم اس وقت میرے ساتھ رہا کرو جب بھی میں نے ہسپانیہ کے مرکزی شہر ٹولیڈو سے باہر نکلنا ہو۔ اس نے یہ بھی کہا کہ میں محافظ کی حیثیت سے شاہی محل میں نہیں رہوں گا بلکہ اسی کمرے میں قیام کروں گا جو موت کے میدان کے قریب مجھے مہیا کیا گیا ہے اور سب سے بدترین اور نفرت انگیز جذبات اقلیما نے اپنے اہل خانہ، اپنے باپ اور ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ اور میری موجودگی میں کہے وہ یہ کہ اقلیما نے بلند آواز میں صرف مجھے سنانے کی خاطر کہا کہ مجھے مسلمانوں سے انتہا درجہ کی نفرت ہے اور بربروں سے مجھے اس سے بھی زیادہ نفرت ہے اور یہ کہ اگر میرے سامنے ایک طرف کوئی بربر کھڑا ہو اور دوسری طرف ہسپانیہ کا کتا تو میں اس بربر کی نسبت ہسپانیہ کے کتے سے زیادہ محبت کروں گی۔ تو اے راہبہ! یہ ہیں وہ خیالات جو ہسپانیہ کے رہنے والوں کے مسلمانوں سے متعلق ہیں۔"

طریف بن مالک کے یہ الفاظ سن کر ایلسا کے چہرے پر مردنی اور پریشانی چھا گئی تھی۔ تھوڑی دیر کے لئے اس کی گردن جھک گئی پھر اس نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالا اور دوبارہ اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "اے ابن مالک! ہسپانیہ کے سارے لوگ ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ کی سرکش اور غیر شائستہ بیٹی اقلیما جیسے تو نہیں ہیں۔ میرے اور میرے مرنیوالے چچا کے تعلقات ہمیشہ ان مسلمان بربر ملاحوں کے ساتھ اچھے بلکہ شفیقانہ رہے ہیں جو مچھلیاں بیچنے کے لئے ہسپانیہ کی جنوبی بندرگاہ قادس میں وارد ہوا کرتے تھے۔ اے ابن مالک! میرے چچا جو پادری تھے ہمیشہ ان مسلمانوں سے تین سوال کیا کرتے تھے لیکن وہ مسلمان ان سوالوں کا جواب نہ دیا کرتے تھے۔ میں یہ نہیں جانتی کہ وہ ان سوالوں کا جواب نہ جانتے تھے یا جانتے تھے پر کہتے ہوئے کتراتے تھے کہ کہیں ہسپانیہ کی سرزمین میں وہ کسی الجھن میں نہ دھر لئے جائیں۔ لہٰذا وہ ہمیشہ ان سوالوں کا جواب دیتے ہوئے ٹال مٹول کر جایا کرتے تھے۔ اے ابن مالک!

Marfat.com

کیا وہ سوال میں اپنے قلبی سکون کے لئے آپ سے پوچھ سکتی ہوں......؟"

طریف بن مالک نے غور سے ایلسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "پہلے وہ سوال کہو، اگر مجھے ان سوالوں کے جواب آتے ہوئے تو میں ضرور تم سے بلا جھجک کہہ دوں گا اور اے راہبہ! یہاں میں تم سے یہ بھی کہوں گا چونکہ میرے آباؤ اجداد نصرانی تھے لہٰذا میں نصرانیت سے متعلق بھی ماہرانہ علوم رکھتا ہوں۔ لہٰذا تم اپنے سوالات کہو، مجھے ان سے متعلق کچھ آتا ہوا تو بغیر کسی توقف و خدشے کے تمہارے سامنے سچائی اور حقیقت سے کہہ دوں گا۔"

ایلسا نے پھر بولتے ہوئے کہا۔ "میرا پہلا سوال یہ ہے کہ تم مسلمانوں کا عیسیٰؑ ابن مریم سے متعلق کیا عقیدہ ہے۔ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ عیسیٰؑ ابن مریم کی ماں مریم بنت عمران سے متعلق تم لوگوں کا عقیدہ کیا ہے اور میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ تمہاری کتاب قرآن مقدس میں عیسائیوں کو نصرانی کہہ کر کیوں مخاطب کیا گیا ہے۔"

ایلسا کے ان سوالوں پر طریف بن مالک تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے بولتے ہوئے کہا۔ "اے راہبہ! جہاں تک تمہارے دو پہلے سوالوں کا تعلق ہے اس سے متعلق شاید تم لوگوں کا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عقیدہ یہ ہے کہ وہ ابن اللہ تھے جب کہ عیسیٰؑ ابن مریم بنت عمران کے متعلق تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ نعوذ باللہ ام اللہ تھیں۔ کیا میں نے سچ کہا ہے؟"

اس پر ایلسا نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ "ہاں عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم اور ان کی ماں سے متعلق ہمارے یہی عقائد ہیں لیکن میں اب آپ کی زبان سے ان دونوں ہستیوں سے متعلق مسلمانوں کے عقائد سننا چاہتی ہوں۔"

طریف بن مالک جواب میں کہہ رہا تھا۔ "اے راہبہ! جہاں تک تمہارے سوال کا تعلق ہے تو میں یہ کہوں گا کہ عیسیٰؑ ابن مریم اس کے علاوہ کچھ نہ تھے کہ وہ صرف اللہ کے بندے اور نبی تھے۔ جہاں تک عیسائیوں کا انہیں ابن اللہ ماننے کا تعلق ہے تو اس کے لئے میں گزارش کروں گا کہ عیسیٰؑ ابن مریم کے بعد سینٹ پال وہ شخص تھا جس نے اعلان کیا کہ واقعہ رفع کے وقت اسی فعل رفع کے ذریعے عیسیٰؑ ابن مریم پورے اختیارات کے ساتھ ابنیت کے مرتبہ پر اعلانیہ فائز کیے گئے۔ پر اللہ کا مطلب یقینی طور پر ذاتی ابنیت کی طرف ایک اشارہ اپنے اندر رکھتا ہے جسے پال نے دوسری جگہ یسوع کو خدا کا اپنا بیٹا کہہ کر صاف کر دیا ہے۔ اس امر کا فیصلہ اب نہیں کیا جا سکتا کہ آیا وہ ابتدائی عیسائیوں کا گروہ تھا یا پال جس نے مسیح کے لئے خداوند کا خطاب اصل مذہبی معنی میں استعمال کیا۔

Marfat.com

شاید یہ فعل مقدم الذکر گروہ ہی کا ہو لیکن بلاشبہ وہ پال ہی تھا جس نے اس خطاب کو پورے معنی میں بولنا شروع کیا۔ پھر اپنے مدعا کو اس طرح اور بھی زیادہ واضح کیا کہ خداوند یسوع کی طرف سے بہت سے وہ تصورات اور اصطلاحی الفاظ منتقل کر دیئے جو قدیم کتب مقدسہ میں صرف خداوند کی ذات سے منسوب تھے اس کے ساتھ ہی اس نے مسیح کو خدا کی دانش اور عظمت کے مساوی قرار دیا اور اسے مطلق معنی میں خدا کا بیٹا ٹھہرایا۔ تاہم متعدد حیثیات اور پہلوؤں سے مسیح کو خدا کے برابر کر دینے کے باوجود پال ان کو قطعی طور پر اللہ کہنے سے باز رہا۔

اے راہبہ میں یہاں یہ بھی کہتا چلوں کہ عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث یونانیوں کا ایک فکری ڈھانچہ ہے اور یہودی تعلیمات اس میں ڈھالی گئی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ ہمارے لئے ایک عجیب قسم کا مرتب ہے۔ مذہبی خیالات بائبل اور ڈھلے ہوئے ایک اجنبی فلسفے کی صورت میں ہیں اور یہ باپ بیٹا اور روح القدس کی اصطلاحیں یہودی ذرائع کی بہم پہنچائی ہوئی ہیں۔ آخری اصطلاح اگرچہ خود یسوع نے شاذ و نادر ہی بھی استعمال کی تھی اور پال نے بھی جو اس کو استعمال کیا اس کا مفہوم بالکل غیر واضح تھا تاہم یہودی لٹریچر میں یہ لفظ شخصیت اختیار کرنے کے قریب پہنچ چکا تھا پس اس عقیدے کا مواد جو یہودی ہے اگرچہ اس مرکب میں شامل ہونے سے پہلے وہ یونانی اثرات سے مغلوب ہو چکا تھا اور مسئلہ خالص یونانی ہے۔ اصل سوال جس پر یہ عقیدہ بنا وہ نہ کوئی اخلاقی سوال تھا نہ مذہبی۔ دراصل وہ ایک فلسفیانہ سوال تھا یعنی یہ کہ ان تینوں اقانیم یعنی باپ بیٹے اور روح کے درمیان تعلق کی حقیقت کیا ہے۔ کلیسا نے اس کا جواب دیا وہ اس عقیدے میں درج ہے جو عیسائی دنیا میں نیقیا کی کونسل نے مقرر کیا تھا۔

اے راہبہ تیسری صدی عیسوی کے خاتمہ سے پہلے مسیح کو عام طور پر اللہ کا نبی اور رسول ہی مانا جاتا تھا یا اللہ کے کلام کا جسدی ظہر مان لیا گیا تھا تاہم بکثرت عیسائی ایسے تھے جو مسیح کی الوہیت کے قطعی قائل نہ تھے۔ چوتھی صدی میں اس مسئلہ پر کئی بحثیں چھڑی ہوئی تھیں جن سے کلیسا کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔ آخرکار تین سو پچیس عیسوی میں نیقیا کے مقام پر عیسائیوں کی ایک کونسل ہوئی جس نے الوہیت مسیح کو باضابطہ سرکاری طور پر اصل مسیحی عقیدہ قرار دیا اور مخصوص الفاظ میں اسے مرتب کر دیا۔ اگرچہ اس کے بعد بھی کچھ عرصہ تک جھگڑا چلتا رہا لیکن آخرکار فتح نیقیا کی کونسل ہی کے فیصلے کی ہوئی جسے مشرق اور مغرب میں اس حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا کہ صحیح عقیدہ عیسائیوں کا ایمان اسی پر ہونا

Marfat.com

چاہیے۔ بیٹے کی الوہیت کے ساتھ روح کی الوہیت بھی تسلیم کی گئی اور اسے اصطباغ کے کلمہ اور رائج الوقت شعار میں باپ اور بیٹے کے ساتھ جگہ دی گئی اور اس طرح نیقیا میں مسیح کا جو تصور قائم کیا گیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث اصل مسیح کی ذات میں مجسم ہوئی۔ ایک دوسرا مسئلہ پیدا ہوا جس پر چوتھی صدی میں اور اس کے بعد بھی مدتوں تک بحث اور مناظروں کا سلسلہ جاری رہا۔ مسئلہ یہ تھا کہ مسیح کی شخصیت بھی الوہیت اور انسانیت کے درمیان کیا تعلق ہے۔ پس ۴۵۱ عیسوی میں کالیسڈن کے مقام پر عیسائی پادریوں کی ایک مجلس ہوئی جس نے یہ تصفیہ کیا کہ مسیح کی ذات میں دو مکمل طبیعتیں جمع تھیں۔ ایک الٰہی طبیعت، دوسری انسانی طبیعت اور دونوں مجتمع ہو جانے کے بعد اپنی جداگانہ خصوصیت بلا کسی تغیر اور تبدل کے برقرار رکھے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد عیسائی علماء کی ایک تیسری کونسل چھ سو اسی عیسوی میں بمقام قسطنطنیہ شہر میں منعقد ہوئی اس پر اتنا اضافہ اور کیا گیا کہ یہ دونوں طبیعتیں اپنی الگ الگ مشیت بھی رکھتی ہیں۔ یعنی مسیح بیک وقت دو مختلف مشیتوں کے حامل ہیں۔ اسی دوران میں مغربی کلیسا نے گناہ اور فضل کے مسئلہ پر بھی خاص توجہ کی اور یہ سوال مدتوں زیر بحث رہا کہ نجات کے معاملہ میں خدا کا کیا کام ہے اور بندے کا کام کیا ہے۔ آخر پانچ سو انتیس (۵۲۹) عیسوی میں ایک اور کونسل منعقد ہوئی جس نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ ہبوط آدمؑ کی وجہ سے ہر انسان اس حالت میں مبتلا ہے کہ وہ نجات کی طرف کوئی قدم نہیں بڑھا سکتا۔ جب تک وہ اس فضل خداوندی سے جو اس کے اصطباغ میں کیا جاتا ہے نئی زندگی نہ حاصل کر لے اور یہ نئی زندگی شروع کرنے کے بعد بھی اسے حالت خیر میں استمرار نصیب نہیں ہو سکتا جب تک وہ فضل خداوندی دائم اس کا مددگار نہ رہے اور فضل خداوندی کی یہ دائمی کیفیت اسے صرف کلیسا ہی کے توسط سے حاصل رہ سکتی ہے۔

اے راہبہ! مسیحی علماء کے ان بیانات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ابتدا میں جس چیز نے مسیحوں کو گمراہ کیا وہ عقیدہ اور محبت کا غلو تھا۔ اسی غلو کی بنا پر مسیح علیہ السلام کے لئے خداوند اور ابن اللہ کے الفاظ استعمال کیے گئے، خدائی صفات ان کی طرف منسوب کی گئیں اور کفارہ کا عقیدہ ایجاد کیا گیا حالانکہ مسیح کی تعلیمات میں اس باتوں کے لئے قطعاً کوئی گنجائش موجود نہ تھی۔

پھر جب فلسفہ کی ہوا مسیحوں کو لگی تب بجائے اس کے کہ یہ لوگ گمراہی کو سمجھ کر اس سے بچنے کی کوشش اور سعی کرتے انہیں اپنے گزشتہ پیشواؤں کی غلطیوں کو نبھانے کے لئے

Marfat.com

ان کی توجیہات شروع کر دیں اور مسیح کی اصل تعلیمات کی طرف رجوع کیے بغیر محض منطق اور فلسفہ کی مدد سے عقیدہ پر عقیدہ ایجاد کرتے چلے گئے یہی وہ گمراہی اور ذلالت ہے جس پر ہماری کتاب یعنی قرآن مجید مسیحوں کو متنبہ فرماتا ہے کہ مسیح نعوذ باللہ ابن اللہ نہیں بلکہ صرف اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

اے راہبہ جو کچھ میں نے کہا یہ تمہارے پہلے سوال کا جواب ہے۔ تمہارا دوسرا سوال مریم بنت عمران یعنی عیسیٰؑ کی والدہ محترمہ سے متعلق ہے تو اس سے متعلق میں یہ گزارش کروں کہ مریم بنت عمران ہماری نگاہ میں صرف ایک نیک خاتون اور مسیح کی والدہ محترمہ ہیں جب کہ نصرانیوں نے اللہ کے ساتھ مسیح اور روح القدس ہی کو خدا بنانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مسیح کی والدہ ماجدہ یعنی حضرت مریم کو بھی ایک مستقل معبود بنا ڈالا۔ مریم کی الوہیت اور قدسیت کے متعلق کوئی اشارہ بھی بائبل میں موجود نہیں ہے۔ مسیح کے بعد ابتدائی تین سو برس تک عیسائی دنیا اس تخیل سے بالکل نا آشنا تھی۔

ہاں تیسری صدی عیسوی کے آخری دور میں سکندریہ شہر کے بعض علمائے دین نے پہلی مرتبہ مریم کے لئے ام اللہ اور مادرِ خدا کے الفاظ استعمال کیے اس کے بعد آہستہ آہستہ الوہیت مریم کا عقیدہ اور مریم پرستی کا طریقہ عیسائیوں میں پھیلنا شروع ہوا۔

لیکن اول اول کلیسا اسے تسلیم کرنے کے لئے بالکل تیار نہ تھا بلکہ مریم پرستوں کو فاسد العقیدہ قرار دیا جاتا رہا تھا۔ پھر جب نسطوریس کے اس عقیدے پر کہ مسیح کی واحد ذات میں دو مستقل جداگانہ خصوصیت جمع تھیں۔ مسیح دنیا میں بحث و جدال کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا اس کا تصفیہ کرنے کے لئے چار سو اکتیس عیسوی میں افسوس شہر میں ایک کونسل منعقد ہوئی اور اس کونسل میں پہلی مرتبہ کلیسا کی سرکاری زبان میں مریم کے لئے نعوذ باللہ مادر خدا کا لقب استعمال کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مریم پرستی کا مرض جو اب کلیسا کے باہر پھیل رہا تھا وہ اس کے بعد کلیسا کے اندر بھی تیزی کے ساتھ پھیلنے لگا۔ حتیٰ کہ ہماری مقدس کتاب یعنی قرآن مجید کے نزول کے زمانہ تک پہنچتے پہنچتے مریم اتنی بڑی دیوی بن گئی کہ باپ بیٹا اور روح القدس اس کے سامنے ہیچ ہو گئے۔ اس کے مجسمے جگہ جگہ کلیساؤں میں رکھے ہوئے تھے، ان کے آگے عبادات کے جملہ مراسم ادا کیے جاتے تھے، اسی سے دعائیں مانگی جاتی تھیں، وہی فریاد رس حاجت روا مشکل کشا اور بے کسوں کی شبستان سمجھی جاتی تھی۔

حد یہ کہ ایک مسیح بندے کے لئے ایک سب سے بڑا ذریعہ اعتماد اگر کوئی تھا تو وہ یہ

Marfat.com

تھا کہ مادر خدا کی سرپرستی و حمایت حاصل ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قیصر جسٹینس اپنے ایک قانون کی تمہید میں مریم کو اپنی سلطنت کا حامی اور ناصر قرار دیتا ہے۔ اس کا مشہور جرنیل نرسیس میدان جنگ میں مریم سے ہدایت اور راہنمائی حاصل کرتا ہے۔ حضور (ﷺ) کے ہم عصر یونانی بادشاہ ہرکولیس نے اپنے جھنڈے پر مادر خدا کی تصویر بنا رکھی تھی۔ اے راہبہ! یہ ہے وہ حقیقت جس طرح نصرانی دنیا گمراہ ہوئی اور کس طرح انہوں نے ایک نیک اور پاک خاتون کو بلا وجہ مادر خدا بنا کر رکھ دیا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد طریف بن مالک تھوڑی دیر کے لئے چپ رہا پھر اس کے بعد اس نے چند ساعتوں کے لئے ایلسا کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے راہبہ! تمہارا تیسرا سوال یہ ہے کہ ہماری مقدس کتاب قرآن میں عیسائیوں کو نصرانی کہہ کر کیوں مخاطب کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہی وہ بہترین نام ہے جو عیسائیوں کو زیب دیتا ہے اور اس کا جواب خود ہماری کتاب مقدس کے اندر بھی دیا گیا ہے۔ اے راہبہ! نام کے سلسلے میں میں تمہیں پوری تاریخ بھی بتا سکتا ہوں کہ کس طرح عیسیٰؑ کے ماننے والوں کو بلا وجہ اور بغیر کسی بنیاد پر مختلف ناموں سے پکارا گیا۔ سنو راہبہ! عیسیٰؑ نے اپنے پیروکاروں کا نام بھی عیسائی یا مسیحی نہیں رکھا تھا کیونکہ وہ اپنے نام سے کسی نئے مذہب کی بنیاد ڈالنے نہیں آئے تھے۔ ان کی دعوت اسی دین کو تازہ کرنے کی طرف تھی جو کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان سے پہلے اور بعد کے انبیاء لے کر آئے تھے۔ اس لئے انہوں نے عام بنی اسرائیل اور پیروان شریعت موسوی سے الگ نہ کوئی جماعت بنائی اور نہ ہی اس کا کوئی مستقل نام رکھا۔ ان کے ابتدائی پیرو بھی نہ خود اپنے آپ کو اسرائیلی ملت سے الگ سمجھتے تھے اور نہ ایک مستقل گروہ بن کر رہے اور نہ انہوں نے اپنے لئے کوئی امتیازی نشان اور نام قرار دیا۔ وہ عام یہودیوں کے ساتھ بیت المقدس ہی کے ہیکل میں عبادت کرنے کے لئے جاتے تھے اور اپنے آپ کو موسوی شریعت پر عمل کرنے کا پابند سمجھتے تھے۔

آگے چل کر یہودیوں اور عیسائیوں میں جدائی کا عمل دونوں جانب سے شروع ہوا ایک طرف سے عیسیٰ علیہ السلام کے پیروؤں میں سے پولوس یعنی سینٹ پال نے شریعت کی پابندی ختم کر کے یہ اعلان کر دیا کہ بس مسیح پر ایمان لے آنا ہی نجات کے لئے کافی ہے اور دوسری طرف یہودی علماء نے پیروان مسیح کو ایک گمراہ فرقہ قرار دے کر عام یہودیوں سے کاٹ کر علیحدہ کر دیا لیکن اس جدائی کے باوجود ابتدا میں اس نئے فرقے کا کوئی خاص نام نہ تھا۔ خود پیروان مسیح کبھی اپنے لئے شاگرد کا لفظ استعمال کرتے تھے اور

Marfat.com

کبھی اپنے لئے رفقاء کا ذکر بھائی یعنی اخوان کے نام سے کیا کرتے تھے۔ بخلاف اس کے یہودی ان لوگوں کو کبھی عیسیٰؑ کے مقام پیدائش کے سلسلے میں گلیلی اور کبھی ناصریوں کا مذہبی فرقہ کہہ کر پکارنے لگے تھے اور یہ نام دھرنے کی کوشش انہوں نے از راہ طنز و تشنیع اس بنا پر کی تھی کہ عیسیٰؑ کا وطن ناصرہ تھا اور فلسطین کے ضلع گلیلی میں واقع تھا لیکن یہ طنزیہ الفاظ اس حد تک رائج نہ ہو سکے کہ پیروان مسیح کے لئے نام کی حیثیت اختیار کر جاتے۔

عیسائیوں کا موجودہ نام مسیحی پہلی بار تینتالیس یا چوالیس عیسوی میں انطاکیہ کے مشرک باشندوں نے رکھا تھا۔ جب کہ خود سینٹ پال اور برنباس نے وہاں جا کر اپنے مذہب کی تبلیغ عام شروع کی۔ یہ نام بھی دراصل طنز و تمسخر کے طور پر مخالفین کی طرف سے رکھا گیا تھا اور پیروان مسیح خود اسے اپنے نام کے طور پر قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے لیکن جب ان کے دشمنوں نے ان کو اسی نام سے پکارنا شروع کر دیا تو ان کے راہبروں نے کہا کہ اگر تمہیں مسیح کی طرف نسبت دے کر مسیحی کہا جاتا ہے تو تمہیں اس پر شرمانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس طرح رفتہ رفتہ لوگ خود بھی اپنے آپ کو اسی نام سے منسوب کرنے لگے جس سے ان کے دشمنوں نے طنزاً انہیں منسوب کیا تھا۔ یہاں تک کہ آخر کار ان کے اندر سے یہ احساس ہی ختم ہو گیا کہ یہ دراصل برا لقب تھا جو انہیں دیا گیا تھا اور اے راہبہ! تو دیکھتی ہے کہ عیسائی دنیا انطاکیہ کے لوگوں کے دیئے جانے والے اس بڑے لقب پر فخر کرتی ہے اور اپنے لئے اسی نام کو تمہاری قوم کے لوگ پکارتے اور لکھتے ہیں۔

اور سنو راہبہ! ہماری کتاب مقدس میں اسی لئے مسیح کے ماننے والوں کو مسیحی یا عیسائی کے نام سے یاد نہیں کیا ہے بلکہ انہیں یاد دلایا ہے کہ تم دراصل ان لوگوں کے نام لیوا ہو جنہیں عیسیٰؑ ابن مریمؑ نے پکارا تھا کہ من انصاری الی اللہ یعنی کون ہے جو اللہ کی راہ میں میری مدد کرے گا اور جواب میں انہوں نے کہا تھا کہ نحن انصار اللہ یعنی ہم اللہ کی راہ میں آپ کے مددگار ہیں۔ اس لئے اے راہبہ عیسائی بنیادی طور پر مسیحی یا عیسائی نہیں ہیں بلکہ نصاریٰ ہیں کیونکہ یہ نام ان کے لئے عزت اور فخر کا باعث ہے کیونکہ اس نام میں نہ صرف یہ کہ عیسیٰؑ ابن مریم کی پکار شامل ہے بلکہ اس نام میں ان حواریوں کی پکار بھی شامل ہے جو پہلے عیسیٰؑ پر ایمان لائے تھے۔ سو اے راہبہ! قرآن مقدس میں عیسائیوں کو جو مسیحی یا عیسائی کے بجائے نصاریٰ کہہ کر پکارا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید دنیا میں اس سے بہتر ان کے لئے کوئی نام نہیں ہے جو انہیں قرآن مقدس نے دیا ہے۔ اس لئے عیسائی بنیادی طور پر مسیحی نہیں بلکہ نصاریٰ ہیں لیکن آج عیسائیوں کی تبلیغی جماعتیں محترم اور

Marfat.com

باعزت نام لینے پر قرآن مجید کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے الٹا شکایت کر رہے ہیں کہ قرآن نے ان کو مسیحی کہنے کے بجائے نصاریٰ کے نام سے کیوں موسوم کیا۔ حالانکہ یہی نام حقیقت میں ان کی پہچان اور تکریم ہے تو اے راہبہ! جو تین سوال تم نے پوچھے تھے ان کا جواب میں نے اپنی استطاعت اور اپنے علم کے مطابق دے دیا۔ اب مزید پوچھو تم مجھ سے کیا پوچھنا، کیا جاننا چاہتی ہو۔"

طریف بن مالک کے خاموش ہو جانے کے بعد ایلسا تھوڑی دیر کے لئے گردن جھکا کر کچھ سوچتی رہی۔ طریف بن مالک کی گفتگو نے اس کے اوپر کچھ ایسا اثر کر دیا تھا جیسے اس کے ذہن کی شاہراہ پر حیات نو کی تمنائیں دھول اڑاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوں یا گمراہی کے دیئے کے اندر وہ تضاد حیات کے عجیب انداز کا شکار ہو کر رہ گئی ہو، ایسا لگتا تھا جیسے اس کے دیدہ دل کو کسی چلچلاتی دھوپ نے جھلسانا شروع کر دیا ہو اور اس کی آنکھوں کے اندر ان گنت رازوں کی شدت زور مارنے لگی ہو۔ تھوڑی دیر تک حسین ایلسا کی حالت سونے پڑے ہوئے شہر، اندھیروں کا مسکن بنے ہوئے قریے اور قیامت فشاں بستیوں جیسی سلگتی رہی پھر اس نے کسی قدر اپنے آپ کو سنبھالا اور طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے خستہ اور زخم خوردہ آواز میں کہنا شروع کیا۔

"اے ابن مالک! آپ کی گفتگو سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ آپ اپنے اور عیسائیت دونوں ادیان کا بہترین اور مکمل علم رکھتے ہیں۔ میں نے جو آپ سے سوال پوچھے تھے اس کا آپ نے کماحقہ اور سچائی کے ساتھ جواب دیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے بڑھ کر اس سے بہتر سچائی پر مبنی کوئی جواب ہو ہی نہیں سکتا۔ اے ابن مالک! آپ کی گفتگو آپ کے جوابات نے میرے ذہن پر جو عیسائیت کا خول چڑھا تھا اس پر عجیب طرح سے ضربیں لگائی ہیں اور مجھے اب یہ احساس ہوا ہے کہ ہمارے دینیات کے ماہروں، پادریوں اور راہبوں نے خدا فروشی اور دنیا پرستی پر عمل کرتے ہوئے بدعتوں اور تحریفوں کو اپناتے ہوئے حلت و حرمت ختم کرتے ہوئے جواز اور عدم جواز کی پابندیاں ترک کر کے، امر تکوینی کی اطاعت سے گریز کرتے ہوئے صرف قیاسی فلسفوں کی بھول بھلیوں کی بنیاد پر اپنے لئے فکر و عمل کی راہیں ہموار کر لی ہیں جو غلط بینی اور غلط کاری کی نشاندہی کرتی ہیں۔ ہم عیسیٰؑ ابن مریم کے معجزات دیکھ کر ان کے ایسے گرویدہ پرستار اور احسان مند شکرگزار اور نیاز مند ہو گئے کہ انہیں خدا کا بیٹا سمجھنا شروع کر دیا حالانکہ جو معجزات انہوں نے دکھائے تھے وہ ان کا کوئی ذاتی کمال نہ تھا بلکہ یہ سب کچھ انہوں نے اپنے رب کی رضامندی اور

Marfat.com

اس کے حکم سے ظاہر کیا تھا۔

اس لحاظ سے قدر شناسی اور احسان شناسی کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ تعریف صاحب کمال کی نہیں بلکہ خالق کمال کی کرنی چاہیے۔ میں سمجھتی ہوں کہ عیسیٰؑ ابن مریم کے معاملے میں ہم لوگوں نے حدود کو تجاوز کرتے ہوئے اور ان کی تعریف میں غلو سے کام لیتے ہوئے ان کے اصل مقام اور مرتبے کو فراموش کر چکے ہیں۔ اے ابن مالک! اگر آپ اجازت دیں تو جب تک آپ یہاں ہیں میں آپ سے ملتی رہوں اور آپ کے دین اور اپنے دین سے متعلق معلومات آپ سے حاصل کرتی رہوں۔"

طریف بن مالک کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "اے راہبہ! تم جب چاہو میری اس رہائش گاہ میں بلا کسی اجازت آ سکتی ہو۔ تمہارے لئے کوئی رکاوٹ، کوئی ممانعت نہیں ہے۔"

ایلسا تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد پھر طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ "اے ابن مالک! مجھے بے حد صدمہ اور افسوس ہوا ہے کہ ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ کی بیٹی اقلیما نے اپنی گفتگو میں آپ کی دل شکنی کی ہے۔ ایک بار میں بھی اس سے مل چکی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں اس کی طبیعت اور اس کا مزاج ہی کچھ ایسا بدنما اور چڑچڑا ہے۔ میرے خیال میں ورنہ وہ لڑکی نیت کی بری نہیں ہے۔"

طریف بن مالک نے فوراً ایلسا سے پوچھا۔ "اے راہبہ! تم اقلیما سے کس سلسلے میں مل چکی ہو۔"

اس پر ایلسا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "اے ابن مالک! میں آپ سے پہلے کہہ چکی ہوں کہ میں قادس شہر کے ایک کلیسا کے اندر ایک راہبہ ہوں۔ اس کلیسا کا جو اسقف یعنی بڑا پادری ہے اس کا نام ستیوس ہے اور وہ اقلیما کی ماں الیانہ کے رشتہ داروں میں سے ہے۔ میں جب قادس شہر سے ہسپانیہ کے مرکزی شہر ٹولیڈو کی طرف راہبہ کی تربیت کے لئے آئی تھی تو اس اسقف ستیوس نے مجھے کچھ چیزیں الیانہ اور اس کی بیٹی اقلیما کو دینے کے لئے دی تھیں جو میں ان کے حوالے کرنے کے لئے ہی محل میں گئی۔ وہاں میری ان دونوں ماں بیٹی سے گفتگو ہوئی اور اس گفتگو سے میں نے اندازہ لگایا کہ ماں کا مزاج اور اس کی طبیعت بہت اچھی اور شائستہ ہے لیکن اقلیما ایک حد تک مجھے ہٹ دھرم، ضدی اور چڑچڑی مزاج کی لگی۔ بہرحال اے ابن مالک! تم اس کے رویہ کو بھول جاؤ اس کے الفاظ پر مٹی ڈالو اور فراموش کر دو کہ اقلیما کے ساتھ تمہاری کوئی اس نوع کی گفتگو بھی

Marfat.com

ہوئی ہے۔"

تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد ایلسا پھر طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ "اے ابن مالک! آپ بھی یہ خیال کرتے ہوں گے کہ میں ایک اجنبی راہبہ اس قدر آپ سے کیوں بلا جھجک اور فراخدلی کے ساتھ گفتگو کر رہی ہوں۔ آپ میرے اس رویہ کا برانہ مانیئے اس لئے کہ میرے اندر ایک شائستگی، ایک پیاس تھی جس پر قابو پانے کے لئے میں کسی ایسے مسلمان کی تلاش میں تھی جو میرے ذہن اور میرے دل میں اٹھتے ہوئے سوالوں کا جواب دے سکے۔ اے ابن مالک! ابھی میرے پاس اپنے اور آپ کے دین کے متعلق اور بھی سوال ہیں جو آپ سے میں پوچھنا چاہتی ہوں۔ لیکن یہ سوال میں آپ سے اپنی اگلی ملاقاتوں میں کروں گی۔ اے ابن مالک! دراصل بات یہ ہے کہ قادس شہر میں رہتے ہوئے میری عجیب سی حالت ہو جایا کرتی تھی۔ قادس شہر کا یہ کلیسا سمندر کے کنارے اس جگہ واقع ہے جہاں پر ملاح اپنی کشتیاں کھڑی کرتے ہیں۔ افریقہ سے جب مسلمان ملاح اس ساحل پر آیا کرتے تھے اور ساحل کی ننگی ریت پر ہی کھڑے ہو کر اور سجدہ کر کے وہ اپنے رب کی خوشنودی کے لئے نماز ادا کیا کرتے تھے تو وہ مجھے بڑے بھلے اور پرکشش اور درویشانہ رویہ اختیار کیے ہوئے لگتے تھے۔

اے ابن مالک! میں کلیسا کے نواح میں درختوں کے اندر چھپ چھپ کر اور ساحلی چٹانوں کے پیچھے بیٹھ بیٹھ کر انہیں بڑی حسرت اور شوق سے دیکھا کرتی تھی اور میرے دل اور میرے ذہن میں یہ شوق اور ولولے اٹھتے تھے کہ کاش میں بھی ان درویشوں کے ساتھ ساحل کی ٹھنڈی اور ننگی ریت پر اپنے رب کے حضور سجدہ ادا کروں اور اس کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے دعا مانگوں۔ ان کا طریقہ عبادت مجھے ایسا پسند تھا اور وہ ایسا دن میں پانچ بار کرتے تھے۔ گویا انہیں دن میں پانچ بار اپنے رب، اپنے خالق اور خداوند سے شرف ملاقات حاصل ہوتا تھا۔ پس اسی جذبے اور اسی شوق میں، میں انہیں چھپ چھپ کر عبادت کرتے ہوئے دیکھتی رہی تھی اور اسی جذبے کے تحت میرے دل میں مسلمانوں سے متعلق تفصیل حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔"

اس کے ساتھ ہی ایلسا کھڑی ہو گئی اور طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ "اے ابن مالک! اے میرے بھائی! میں جانتی ہوں میں نے پہلے ہی آپ کا بہت سا وقت لے لیا ہے۔ آپ سے مزید تفصیل اور راہنمائی حاصل کرنے کے لئے میں پھر آپ سے ملنے کے لئے آؤں گی۔ ہاں اس موقع پر میں آپ سے یہ گزارش بھی کروں

Marfat.com

گی کہ میں تو چند روز تک شاید قادس شہر کی طرف چلی جاؤں گی لیکن جب کبھی بھی آپ کا قادس شہر آنا ہوا یا یہاں سے واپس افریقہ چلے جانے کے بعد آپ دوبارہ کبھی ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوں تو آپ قادس شہر میں اس کلیسا کی طرف ضرور آئیں۔ مجھے آپ سے مل کر بے حد خوشی اور سکون حاصل ہوگا۔ اب مجھے اجازت دیں میں جاتی ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگی تھی۔ طریف بن مالک خاموشی سے اس کے ساتھ ہولیا۔ وہ بیرونی دروازے تک اسے چھوڑنے آیا اور جب ایلسا چلی گئی تو وہ دوبارہ اپنی نشست پر آکر بیٹھ گیا تھا۔ اس راہبہ کے جانے کی تھوڑی ہی دیر بعد طریف بن مالک کے کمرے میں اس کے دونوں ساتھی حیثم اور یریم داخل ہوئے۔ دونوں طریف بن مالک کے سامنے بیٹھ گئے پھر حیثم نے طریف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے ابن مالک! پہلے تو ہم آپ کو موت کے اس میدان میں کامیابی اور فتح مندی پر مبارکباد دیتے ہیں۔ ہم دونوں بھاگ کر موت کے اس میدان میں ہی آپ کے پاس آنا چاہتے تھے لیکن آپ وہاں زیادہ تر ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ اور اس کے اہل خانہ ہی کے ساتھ مصروف رہے۔ لہٰذا ہم دونوں آپ سے وہاں نہ مل سکے یہاں آنے کے بعد ہم آپ کے پاس فوراً آنا چاہتے تھے لیکن اس وقت آپ کے پاس یہ ابھی ابھی جانے والی راہبہ بیٹھی ہوئی تھی، اے ابن مالک! یہ راہبہ آپ کے پاس کس سلسلے میں آئی تھی۔"

طریف بن مالک نے جواب میں مسکراتے ہوئے کہا۔ "ایک تو اس نے مجھے میری کامیابی پر مبارکباد دی دوسری اس نے میرے اور اپنے دین سے متعلق چند سوالات کیے جن کا میں نے اسے اپنی استطاعت اور اپنے علم کے مطابق ان کا جواب دے دیا۔ اے میرے رفیقو! یہ راہبہ مجھے کچھ عیسائیت سے دلبرداشتہ اور روح گرداں سی لگتی ہے۔ یہ قادس شہر کی رہنے والی ہے اور یہاں ایک کلیسا کے اندر راہبہ کی تربیت کے لئے آئی ہوئی ہے اور چند دن تک واپس قادس شہر کی طرف چلی جائے گی۔ وہاں قادس شہر میں جو مسلمان ماہی گیر اپنی کشتیاں ساحل پر لگاتے ہیں اور ساحل پر ہی کھڑے ہوکر عبادت کرتے ہیں یہ اکثر ان کو دیکھتی رہی ہے اور یوں یہ ہمارے طریقہ عبادت اور ہماری نماز سے بے حد متاثر اور پرشوق لگتی ہے۔ نصرانیوں نے جو خداوند کے مقابلہ میں عیسیٰؑ ابن مریم کو ابن اللہ اور ان کی ماں کو مادر اللہ بنا رکھا ہے تو یہ راہبہ مجھے ان باتوں سے بھی سرگرداں اور متنفر لگتی ہے۔ ایسی لڑکی پر اگر تھوڑی سی کوشش کی جائے تو یہ اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو سکتی

Marfat.com

ہے۔"

اس پر ریم نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ تو اے ابن مالک! پھر دیر کا ہے کی اگر ہم اس راہبہ کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کر سکیں تو یہ نہ صرف اس کی ذات پر احسان ہو گا بلکہ ہمارے لئے بھی کار ثواب ہو گا۔"

اس پر طریف بن مالک نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ "میں دیکھوں گا کہ ہمیں اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے۔ پر اس وقت آؤ اپنے اصل موضوع پر گفتگو کریں۔ اے میرے دونوں ساتھیو! تم جانتے ہو کہ افریقہ سے ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہونے کا اصل مقدص یہ ہے کہ مارتن سے نپٹ کر اور اس سے لوسیا کو حاصل کر کے واپس افریقہ جائیں اور یہ جو میں نے کل مقابلہ میں حصہ لیا ہے تو یہ میرا مدعا اور میرا مقصد نہیں تھا تاہم تم یہ بھی جانتے ہو کہ عیسائی دنیا میں کئی شہروں کے اندر ایسے موت کے میدان بنے ہوئے ہیں۔ مثلاً ایسا ہی مقابلوں کے لئے موت کا میدان ایک قسطنطنیہ اور ایک انطاکیہ شہر میں بھی ہے۔ اس میدان میں اترنے کا مقصد اپنے آپ کو نمایاں کرنا نہ تھا بلکہ ایسا میں نے رازرک کے مشورے پر کیا ہے۔ کیونکہ اس کا کہنا تھا کہ اگر میں ان مقابلوں میں حصہ لے کر جیت جاتا ہوں تو پھر اس سرزمین کے اندر اگر مجھ سے کوئی بھی غلطی یا کوتاہی ہو جاتی ہے تو اس کے لئے مجھ سے کوئی باز پرس نہ کی جائے گی۔

لہٰذا اے میرے ساتھیو! موت کے اس میدان میں یہ مقابلہ جیتنے کے بعد مجھے اب امید ہے کہ ہم تینوں مارتن کے خلاف زیادہ آسانی اور سہولت کے ساتھ حرکت میں آ سکیں گے۔ اب تم دونوں مجھے یہ بتاؤ کہ مارتن کہاں رہتا ہے اور تم کب تک میرے ساتھ اس کے گھر کی طرف جا سکتے ہو۔"

طریف بن مالک کے اس استفسار پر حیثم نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ "یہ مارتن تو اسی شہر ٹولیڈو میں رہتا ہے اور ہم ابھی اور اسی وقت آپ کے ساتھ اس کے گھر جانے کے لئے تیار ہیں۔"

حیثم کے اس انکشاف پر طریف بن مالک نے ایک بار باری باری غور سے حیثم اور ریم کی طرف دیکھا اور پھر اس نے کچھ سوچا اور آخر اس نے فیصلہ کن انداز میں بولتے ہوئے کہا۔ "میرے دونوں ساتھیو! اگر یہ مارتن اسی شہر میں رہتا ہے تو پھر ہمیں اس سے نپٹنے کے لئے دیر نہیں لگانی چاہیے۔ تم دونوں اٹھو، اپنے گھوڑے تیار کر کے باہر لاؤ پھر اتنی دیر تک میں بھی اپنا گھوڑا تیار کرتا ہوں اور پھر مارتن کے گھر کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔"

Marfat.com

اس کے ساتھ ہی حیثم اور ریم اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چلے گئے۔ طریف بن مالک بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنے گھوڑے پر اس نے زین ڈالی، اسے دھانہ چڑھایا، زین کے ساتھ اس نے اپنی خرجین باندھ لی۔ اس کے بعد اس نے اپنے گھوڑے کو باہر نکالنے کے بعد اپنے اس مکان کو باہر سے قفل لگا دیا تھا۔ تھوڑی دیر تک حیثم اور ریم بھی اپنے گھوڑوں کی باگیں تھامے باہر نکلے پھر انہوں نے بھی اپنے مکان کو باہر سے تالا لگایا اور پھر یوں وہ تینوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ٹولیڈو شہر کے شمالی حصے کی طرف روانہ ہو گئے۔

ٹولیڈو شہر کے شمالی حصے میں ایک جگہ حیثم اور ریم دونوں نے اپنے گھوڑوں کو روک لیا اور ان کی دیکھا دیکھی طریف بن مالک نے بھی اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اسے روک دیا تھا پھر حیثم نے اپنے سامنے ایک مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے ابن مالک! وہ جو سامنے مکان ہے یہ مکان اسی مارتن کا ہے جو لوسیہ کو افریقہ کی سرزمین سے اغوا کر کے یہاں لے آیا ہے۔ یہ لوگ چونکہ مجھے اور ریم دونوں کو جاننے والے ہیں لہٰذا آپ خود آگے بڑھ کر اس مکان کے دروازے پر دستک دیں اور مارتن سے متعلق دریافت کریں۔ میں اور ریم دونوں پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو جاتے ہیں تاکہ کسی پر ہماری نگاہ نہ پڑے اور کوئی ہمیں پہچان نہ پائے۔"

طریف بن مالک کے انداز سے ایسا لگتا تھا جیسے حیثم کی اس گفتگو کو پسند کیا ہو کیونکہ حیثم کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے اثبات میں اپنی گردن ہلا دی تھی پھر وہ اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگا کر آگے بڑھانے ہی لگا تھا کہ ادھیڑ سی عمر کا ایک شخص ان کے قریب آیا اور طریف بن مالک کے گھوڑے کی باگ پکڑتے ہوئے اس نے بڑی اپنائیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو تم تینوں افریقہ کی سرزمین سے یہاں آئے ہو اور تمہارا اصل مدعا اور اصل مقصد یہ ہے کہ لوسیہ کو حاصل کیا جائے جسے بدبخت مارتن اٹھا کر یہاں لے آیا ہے۔ سنو میرا نام سولادو ہے اور میں تم لوگوں کا دشمن نہیں دوست ہوں۔"

ادھیڑ عمر کا وہ شخص جس نے اپنا نام سولادو بتایا تھا تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے دوبارہ کہہ رہا تھا۔ "اے ابن مالک! میں تمہیں موت کے میدان میں آج مقابلہ کرتے ہوئے دیکھ چکا ہوں۔ وہ مقابلہ جیت کر تم نے

Marfat.com

ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر اپنے لئے ایک مقام پیدا کر لیا ہے۔ اب تم جہاں اور جس جگہ بھی جاؤ گے لوگ تمہیں عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھیں گے اور تم کھل کر مارتن کے خلاف حرکت میں آسکو گے۔ سنو یہ جو تمہارے ساتھ تمہارے دو ساتھی ہیں انہیں میں اچھی طرح سے جانتا ہوں ان کے نام حیثم اور ریم ہیں اور یہ دونوں میری ذات سے بھی خوب واقف اور آگاہ ہیں۔ میں تم لوگوں سے صرف یہ کہنے کے لئے تمہارے پاس آیا ہوں کہ مارتن اس وقت یہاں نہیں ہے۔ وہ لوسیہ کو افریقہ کی سرزمین سے ضرور یہاں اٹھا کر لایا تھا لیکن یہاں اس نے چند دن قیام کیا۔ اس دوران اس نے ہر طرح سے کوشش کی کہ لوسیا کو اپنے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ کرے لیکن وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوا اس لئے کہ لوسیا نے نہ صرف یہ کہ اس کے ساتھ شادی کرنے سے قطعی انکار کر دیا بلکہ اس نے اپنی اسی راہبانہ حیثیت کو ترک کرنے سے بھی صاف انکار کر دیا تھا۔ مارتن ابھی تک اسی جدوجہد میں تھا کہ لوسیہ کو کسی طرح اپنے ساتھ شادی پر آمادہ کر لے کہ اسی دوران اسے خبر ہوگئی کہ تم تینوں لوسیہ کو لینے اس سرزمین میں داخل ہو چکے ہو۔ پہلے اس کا ارادہ تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے تم تینوں پر حملہ آور ہوگا اور تم تینوں کا خاتمہ کر دینے کے بعد کسی نہ کسی طرح لوسیہ کو اپنے پاس رکھنے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن اے ابن مالک! جب تو نے آج موت کے میدان میں تیغ زنی کے مقابلوں میں حصہ لیا اور وہاں تم نے دونوں مقابلے جیت لئے تو پھر تمہاری طرف سے مارتن خدشوں اور خطرات میں گھر کر رہ گیا۔ اس لئے کہ جو شخص موت کے اس میدان میں جیتتا ہے ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر اس کی بے حد عزت کی جاتی ہے اور ہر جگہ اس کو احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ لہٰذا مارتن کو یقین ہو گیا تھا کہ اگر اب اس نے تم پر ہاتھ ڈالا تو نہ صرف یہ کہ ہسانیہ کے لوگ بلکہ ہسپانیہ کی حکومت بھی کسی صورت مارتن کو معاف نہ کرے گی۔ اسی بنا پر مارتن تھوڑی دیر قبل لوسیہ کو یہاں سے لے کر طلیرہ کی طرف بھاگ گیا ہے تاکہ نہ وہ تمہارا سامنا کرے اور نہ لوسیہ اس کے ہاتھ سے جاتی رہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سولادو خاموش ہو گیا تھا کیونکہ حیثم اور ریم نے بھی اس کو پہچان لیا تھا۔ اسی لئے وہ دونوں اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر اس کے قریب آئے پھر وہ نیچے اترے اور باری باری وہ دونوں سولادو سے بغل گیر ہوئے پھر حیثم نے سولادو کو رازدارانہ انداز میں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے سولادو! تو جانتا ہے کہ مارتن ہمارے ہاں سے لوسیہ کو بھگا لایا ہے اور ہم اپنے اس امیر طریف بن مالک کی سرپرستی میں لوسیہ ہی کو لینے

Marfat.com

کے لئے ہسانیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ میں اور یریم دونوں پس پردہ ہی رہ کر اس کام کو انجام دینا چاہتے تھے اس لئے کہ ہمارے تو سب یہاں جاننے والے ہیں لیکن اب اے سولادو جبکہ تم نے ہمیں دیکھ ہی لیا ہے تو بتاؤ کہ اس وقت مارتن کہاں ہے اور لوسیہ کو اس نے کہاں چھپا رکھا ہے۔"

سولادو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں نے تمہارے اس امیر طریف بن مالک کو سب کچھ بتا دیا ہے۔ مارتن کا پہلے ارادہ تھا کہ وہ تم تینوں پر حملہ آور ہو کر تم تینوں کا خاتمہ کرا کر لوسیہ پر ہمیشہ کے لئے قبضہ کر لے لیکن آج جب اس ابن مالک نے موت کے اس میدان میں مقابلہ جیت لیا تو مارتن اس کی طرف سے فکرمند ہو گیا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ مقابلہ جیتنے کے بعد طریف بن مالک ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر بڑی ہردلعزیزی، عزت و احترام حاصل کر لے گا۔ اس کی بنا پر وہ لوسیہ کو واپس لینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس وجہ سے لوسیہ کو لے کر مارتن طلیرہ کی طرف بھاگ گیا ہے اور اے حیثم اور یریم میرے بھائیو! اگر تم طریف بن مالک کے ساتھ کوشش کرو تو تم مارتن کو راستے میں ہی پکڑ سکتے ہو۔ اس کے ہمراہ اس کا کوئی ساتھی نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہی لوسیہ کو یہاں سے ایک بگھی میں لے کر گیا ہے۔ طلیرہ یہاں سے تقریباً بیس میل کے فاصلے پر ہے اور اگر تم تینوں کوشش کرو تو عشاء کے قریب تم مارتن کو طلیرہ کی طرف جاتے ہوئے راستے ہی میں پکڑ سکتے ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم وقت ضائع نہ کرو اس لئے کہ سورج اب غروب ہونے والا ہے۔ تم تینوں فوراً مارتن کے تعاقب میں لگ جاؤ۔

قبل اس کے حیثم اور یریم میں سے کوئی سولادو کو اس کی گفتگو کا کوئی جواب دیتا طریف بن مالک نے سولادو کو مخاطب کرنے میں پہل کی اور اس سے کہا۔ "اے سولادو! تیرا شکریہ کہ تو نے مارتن سے متعلق نہ صرف یہ کہ ہمیں معلومات فراہم کی ہیں بلکہ اس پر قابو پانے کے لئے عمدہ مشورہ بھی دیا ہے۔ اب ہمیں امید ہے کہ لوسیہ کے ساتھ مارتن ہم سے بھاگ کر بچ نہ سکے گا۔"

اس کے بعد طریف بن مالک نے اپنے دونوں ساتھیوں حیثم اور یریم دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے میرے رفیقو! دیکھو سورج اب جھک کر غروب ہو گیا ہے اور فضاؤں کے اندر تاریکیاں پھیلنے لگی ہیں۔ ہمیں فوراً مارتن کے تعاقب میں نکل کھڑا ہونا چاہیے۔ اگر اس نے کہیں اپنی منزل پر پہنچ کر ٹھکانہ کر لیا تو پھر اس پر قابو پانے کے لئے ہمارے لئے کئی ایک دشواریاں اور مشکلات اٹھ کھڑی ہوں گی۔ لہٰذا آؤ یہاں سے کوچ

Marfat.com

کریں اور طلبیرہ کی طرف جاتے ہوئے مارتن کو راستے میں ہی جالیں۔"

حیثم اور ریم دونوں نے طریف بن مالک کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر وہ تینوں اپنے گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے وہاں سے ہٹ گئے تھے جس وقت وہ شہر سے نکلے تھے اس وقت تک سورج غروب ہو چکا تھا اور فضاؤں کے اندر تاریکیاں بکھر چکی تھیں۔ فضاؤں کے اندر چھاتی رات اور اس کے پھیلتے اندھیروں کی پرواہ کیے بغیر وہ تینوں اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر اس شاہراہ پر سرپٹ دوڑا رہے تھے جو دریائے تاجہ کے کنارے کنارے ٹولیڈو سے طلبیرہ کی طرف جاتی تھی۔

دل پر ایک عذاب سے منزلوں کی ایک جستجو اور تلاش میں رات دکھ کے بڑے سمندر کی طرح پھیلتی اور بھاگتی جا رہی تھی۔ ہنستے بستے مہکتے شہر بکھر جانے والی روشنی کے دکھ میں کم مائیگی کے احساس کی طرح بے کلی ویرانی اور وحشت کا شکار ہو کر رہ گئے تھے۔ گہرے سیاہ اندھیروں کے اندر احساس کے پیمانے ختم ہونے لگے تھے۔ وقت کی بوڑھی آنکھیں خاموشی سے یہ سارا منظر دیکھتی چلی جا رہی تھیں جیسے یہ سب کچھ اس کی مرضی اور عادت کے مطابق ظہور پذیر ہو رہا ہو۔ اداس رات کے طاقچوں کے اندر اڑتی نیندیں ہر شے پر سکوت اور خاموشی طاری کرنے لگی تھیں۔ ستارے اور چاند آسمان پر نمودار ہو گئے تھے اور فروغ سحر تک کے لئے وہ اپنی کرنوں سے فضاؤں کے اندر اندھیروں کے خار چننے اور روشنی کے گیت بننے لگے تھے۔ طریف بن مالک، حیثم اور ریم بڑی تیزی کے ساتھ دریائے تاجہ کے گیلے سرد ساحل کے ساتھ ساتھ اپنے گھوڑوں کو مارتے بھگاتے جا رہے تھے۔

دریائے تاجہ کے کنارے کنارے کوئی بارہ میل تک طلبیرہ کی طرف جانے کے بعد اچانک طریف بن مالک نے دریا کے کنارے کنارے جانے والی شاہراہ پر ایک ہیولہ سا دکھا اس لمحہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ اس لئے کہ اس کو یقین ہو گیا تھا کہ دریا کے کنارے کنارے اپنے سامنے جو ہیولہ اسے دکھائی دیا ہے وہ ضرور اس بگھی کا ہیولہ ہے جس میں مارتن لوسیہ کو بٹھا کر طلبیرہ کی طرف بھاگا تھا۔ اپنے گھوڑے کو اسی طرح بھگاتے ہوئے طریف بن مالک نے اپنے دونوں ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے دھیمی اور مدھم آواز میں کہا۔

"اے حیثم اور ریم میرے دونوں رفیقو! سنو اپنے سامنے ذرا غور سے دیکھو تمہیں ایک ہیولہ دکھائی دے گا اور میرا دل یہ کہتا ہے کہ یہ ہیولہ مارتن کی بگھی کا ہے۔ اگر ایسا ہے

Marfat.com

تو گویا رات کی تاریکی میں ہم مارتن کو پکڑ لینے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔"

اس موقع پر ریم نے بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔"اے ابن مالک! تمہارا اندازہ درست ہے یہ ہمارے سامنے دکھائی دینے والا اور لحہ بہ لحہ نمایاں ہونے والا ہیولہ یقیناً مارتن کی بگھی ہے اور اب یہ شخص نہ ہی لوسیہ کو ہم سے چھپا سکے گا اور نہ ہی ہم سے بچ کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو سکے گا۔"

طریف بن مالک یا حیشم کسی نے بھی ریم کی اس بات کا جواب نہ دیا اور وہ تینوں اپنے گھوڑے اسی طرح دریائے تاجہ کے کنارے بھگاتے رہے یہاں تک کہ وہ بگھی کے قریب پہنچ گئے پھر طریف بن مالک نے حیشم اور ریم دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "تم بگھی سے آگے نکل کر بگھی کے گھوڑوں کو پکڑ کر روک دو پھر دیکھتے ہیں کہ مارتن کیسے ردعمل کا اظہار کرتا ہے۔"

حیشم اور ریم دونوں نے طریف بن مالک کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اپنے گھوڑوں کو اور زیادہ تیزی سے بھگایا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بگھی کے دونوں گھوڑوں کو روک کر بگھی کو ایک جگہ کھڑا کر دیا تھا جب کہ خود طریف بن مالک بگھی کے پچھلے حصے میں ہی رک کر مارتن کی طرف سے کسی ردعمل کا انتظار کرنے لگا تھا۔

❖

حیشم اور ریم دونوں مارتن کو پہچان گئے تھے۔ وہ خود بگھی کے گھوڑوں کو ہانک رہا تھا اور جب ان دونوں نے بگھی کو روک دیا تو مارتن نے ہاتھ میں پکڑا ہوا چرمی چابک ایک طرف رکھ دیا۔ ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی تلوار نکالی اور ڈھال سنبھالتے ہوئے اس نے حیشم اور ریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سنو حیشم اور ریم! میں تم دونوں کو پہچان چکا ہوں۔ مجھے پہلے ہی امید تھی کہ تم ضرور لوسیہ کو لینے کے لئے میرے تعاقب میں نکلو گے۔ کیا تم دنوں ہی لوسیہ کو لینے کے لئے میرے پیچھے آئے ہو......؟"

اس پر حیشم نے کچھ سوچا پھر اس نے مارتن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔"اے مارتن! سنو اس وقت تو صرف میں اور ریم ہی تمہارے سامنے ہیں اور میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ رات کی تاریکی میں تم سے نپٹ کر ہم لوسیہ کو ضرور واپس لے جانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

حیشم کے اس جواب پر مارتن کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور اپنی جگہ پر کھڑا

Marfat.com

ہو کر اس نے کہا۔ ”اگر میرے تعاقب میں صرف تم دونوں ہی آئے ہو اور رات کی اس تاریکی میں تمہارا تیسرا ساتھی جس کا نام طریف بن مالک ہے تمہارے ساتھ نہیں ہے تو پھر تم سن رکھو! میں اس بگھی کو تم دونوں کی لاشوں کے اوپر سے گزار کر لوسیہ کو لے کر طلیرہ شہر کی طرف لے جانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ میری چمکتی، بھاری اور خون کے رنگ بکھیرنے والی تلوار جب تم دونوں پر برسے گی تو تم دونوں کو اپنے چاروں طرف موت کے علاوہ کچھ دکھائی نہ دے گا۔“

مارتن تھوڑی دیر رکا، ایک چشم برق ان دونوں پر ڈالتے ہوئے پھر کہا۔ ”تم دونوں کی بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ تم مجھے اور لوسیہ کو ہمارے حال پر چھوڑ کر یہیں سے واپس ٹولیڈو شہر کی طرف چلے جاؤ اور وہاں سے اپنے تیسرے ساتھی طریف بن مالک کو لے کر افریقہ روانہ ہو جاؤ اور اگر تم نے میرا کہا نہ مانا تو یاد رکھو! تم دونوں کے لئے اس گہری تاریک رات میں، میں سفاک لمحوں کا طوفان بن جاؤں گا اور تمہاری رگ رگ، تمہارے ریشے ریشے میں موت اور مرگ کا پیغام ڈھال کر رکھ دوں گا۔“

حیثم اور ریم میں سے کوئی مارتن کی اس گفتگو کا جواب دینے ہی والا تھا کہ طریف بن مالک اپنے گھوڑے کو ہانکتے ہوئے بگھی کی سیدھ میں لایا پھر اس نے اپنی بھاری آواز میں کھولتے لہجہ میں مارتن کو مخاطب کرتے ہوئے اور چونکا دینے والے انداز میں کہا۔

”اے مارتن! رات کی اس تاریکی میں جو گفتگو ابھی ابھی تم نے میرے دونوں ساتھیوں حیثم اور ریم کے ساتھ کی ہے یہ گفتگو بچوں کے ڈرانے کے کام تو آسکتی ہے لیکن ایسی گفتگو ہم تینوں پر کوئی اثر نہیں چھوڑ سکتی۔ سنو مارتن! میری طرف غور سے دیکھو، میں طریف بن مالک ہوں اور میں اپنے ان دونوں ساتھیوں کے ساتھ تم سے لوسیہ کو حاصل کرنے کے لئے افریقہ سے ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوا ہوں اور اے مارتن، تم جانتے ہو میں تمہارے مرکزی شہر ٹولیڈو کے موت کے میدان کے اندر تیغ زنی کا مقابلہ بھی جیت چکا ہوں اور پھر تم میری ذات اور میری شخصیت سے پوری طرح واقف اور آگاہ بھی ہو چکے ہو گے۔ میں تمہارے ساتھ ابھی شرافت کے ساتھ گفتگو کر رہا ہوں اور اگر تم نے ہماری شرافت کا جواب شرافت کے ساتھ نہ دیا تو پھر سن رکھو میرے تمہارے ایک لمحہ کا تعارف بھی تمہارے لئے موت اور مرگ کا پیغام بن کر رہ جائے گا۔

اے مارتن! میں تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہسپانیہ کی سرزمین میں تم سے، تمہاری ذات ہی کا تاوان وصول کرنے کا عہد لے کر داخل ہوا تھا۔ قبل اس کے کہ میں خانہ بدوش

Marfat.com

ہواؤں کی طرح تم پر حملہ آور ہو کر تمہارے اعضاء شل، تمہارے اوسان خطا کر کے رکھ دوں۔ اے مارتن! زندگی چاہتے ہو، خوائے نخوائے رات کی اس تاریکی میں تم اپنی تلوار اور ڈھال پھینک کر بگھی سے نیچے اتر آؤ۔ ورنہ میں اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر آگے بڑھاؤں گا اور پھر جب میری تلوار تم پر برسے گی، تمہیں اس شب میں چاروں طرف زندگی پر پھیلتی ہوئی موت ہی موت دکھائی دے گی۔ قبل اس کے کہ میں تمہارے لئے اجنبی بن کر اپنی تلوار سونت لوں، قبل اس کے کہ بگھی کے اندر تمہارے خلاف ایک سحر، ایک طلسم برپا کر دینے والے المناک لمحوں کی طرح اٹھ کھڑا ہوں۔ اے مارتن! میں تمہیں آخری بار تنبیہہ کرتا ہوں کہ اپنی تلوار اور اپنی ڈھال پھینک کر بگھی سے نیچے اتر آؤ۔''

طریف بن مالک کی اس دھمکی کا مارتن پر خاطر خواہ اثر ہوا تھا۔ اس کے جسم پر لرزہ رعشہ طاری ہو گیا تھا پھر ایک آخری نگاہ طریف بن مالک پر ڈالتے ہوئے اپنی تلوار اور ڈھال بگھی کے اندر پھینک دی پھر وہ بگھی سے نیچے کود گیا تھا۔

اس موقع پر طریف بن مالک نے اپنی بلند آواز میں حیثم اور ریم کو مخاطب کر کے کہا۔ ''اے حیثم اور ریم میرے دونوں ساتھیو! اپنے گھوڑوں سے نیچے اترو اور اس مارتن کی دونوں ٹانگیں اور دونوں ہاتھ اس کی پشت پر رسیوں سے باندھ کر بگھی کے اندرونی حصے کا جائزہ لو کہ اس کے اندر کون کون ہے۔''

طریف بن مالک کے کہنے پر حیثم، ریم فوراً دونوں حرکت میں آئے۔ وہ فوراً اپنے گھوڑوں سے کود گئے، اپنے گھوڑوں کی خرجینوں سے انہوں نے رسیاں نکالیں، مارتن کو زمین پر بٹھا کر اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر خوب جکڑ کر کس دیئے تھے۔ اس کے بعد طریف بن مالک بھی اپنے گھوڑے سے نیچے کود گیا اور اس نے دوبارہ حیثم اور ریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں بگھی کے پردے ہٹاؤ میں دیکھوں کہ اندر کون ہے۔'' حیثم اور ریم دونوں نے آگے بڑھ کر بگھی کے پردے ہٹائے تو انہوں نے چاند اور ستاروں کی روشنی میں دیکھا، بگھی کے اندر اکیلی لوسیہ ایک نشست پر پڑی ہوئی تھی اور مارتن نے اسے بگھی کے اندر رسیوں سے جکڑ کر پوری طرح بے بس کر رکھا تھا۔ طریف بن مالک نے پھر بولتے ہوئے کہا۔ ''کیا تم اس لڑکی کو پہچانتے ہو کہ یہ کون ہے......؟''

اس پر حیثم نے بولتے ہوئے کہا۔ ''اے امیر! ہم جانتے ہیں یہ لوسیہ ہی ہے اور ہماری خوش قسمتی ہے ہم مارتن سے اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔''

Marfat.com

اس پر طریف بن مالک نے خوش کن انداز میں کہا۔ ''اگر یہ لوسیہ ہے تو پھر آگے بڑھ کر رسیاں کھول کر اسے آزاد کر دو۔'' حیشم اور ریم دونوں آگے بڑھے، انہوں نے رسیوں کو کھول دیا جن کے اندر لوسیہ کو جکڑا گیا تھا۔ جب لوسیہ آزاد ہوئی تو وہ بگھی سے نیچے اتری پھر اس نے بڑے حوصلوں اور بڑے اطمینان کے ساتھ طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں حیشم اور ریم کو تو پہچان چکی ہوں کہ یہ دونوں میرے خوب جاننے والے ہیں لیکن میں آپ کو نہیں جان سکی کہ آپ کون ہیں اور کیوں میری مدد کے لئے آئے ہیں......؟''

لوسیہ کے اس استفسار پر طریف بن مالک نے بڑی نرمی اور بڑی محبت سے کہا۔

''سنو میری بہن! میرا نام طریف بن مالک ہے۔ میں الویرا نام کی بستی کا رہنے والا ہوں لیکن میں بچپن سے ہی اپنے باپ کے ساتھ اسلامی لشکر میں شامل ہو گیا تھا۔ اب میں حیشم اور ریم کے ساتھ اس مارتن سے صرف تمہیں حاصل کرنے کے لئے ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوا ہوں۔''

طریف بن مالک کے جواب پر لوسیہ نے گلوگیر سی آواز میں مخاطب کر کے کہا۔ ''میں تم تینوں کی شکر گزار ہوں کہ تم تینوں مسلمان ہو کر میری مدد کے لئے یوں افریقہ سے ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوئے ہو۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جو میں تمہارے سامنے پیش کر کے تم تینوں کا شکریہ ادا کر سکوں۔''

اس پر طرف بن مالک نے پھر لوسیہ کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''اے میری بہن! ہمارا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم ہماری بستی، ہمارے صحرا کی بیٹی ہو۔ ضرورت کے وقت تمہاری مدد کرنا اور تمہارے کام آنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ لہٰذا مارتن کے خلاف تمہاری مدد کر کے ہم نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا، اپنا فرض ادا کیا ہے۔ اب تم بگھی میں بیٹھ جاؤ اب ہم یہاں سے واپس ٹولیڈو شہر کی طرف جائیں گے۔''

طریف بن مالک کے کہنے پر لوسیہ فوراً دوبارہ بگھی میں بیٹھ گئی پھر طریف بن مالک نے حیشم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''سنو حیشم! پہلے مارتن کو اٹھا کر بگھی کے اگلے حصے میں رکھو پھر تم اپنے گھوڑے کو بگھی کے ساتھ باندھ دو اور بگھی کو ہانک کر ٹولیڈو شہر کی طرف لے چلو۔''

حیشم فوراً حرکت میں آیا۔ پہلے اس نے مارتن کو اٹھا کر بگھی کے اگلے حصے میں رکھ

Marfat.com

دیا پھر وہ اپنے گھوڑے کو بگھی کے ساتھ باندھنے لگا تھا۔ اس موقع پر طریف بن مالک نے پھر اسے مخاطب کر کے کہا۔

''میری ایک اور بات سنو حیثم کہ بگھی کو تم اس رفتار سے ٹولیڈو شہر کی طرف لے جانا کہ ہم اس وقت شہر کے سامنے نمودار ہوں جب رات ختم ہو چکی اور سورج طلوع ہو رہا ہو اور بگھی کو شہر میں داخل ہونے سے پہلے شہر سے باہر جو ہسپانیہ کا سب سے بڑا کلیسا ہے وہاں لے کر جانا۔ میں وہاں کلیسا کے اسقف سے اس حادثہ سے متعلق گفتگو کرنا چاہوں گا۔''

طریف بن مالک کی ہدایت پر حیثم نے اپنے سر کو اثبات میں ہلا دیا تھا پھر وہ بگھی میں سوار ہوا اور اسے موڑتے ہوئے اسے دریائے تاجہ کے کنارے کنارے بگھی کے گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے واپس ٹولیڈو شہر کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا جب کہ طریف بن مالک اور ریم دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار بگھی کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔

✿......✿

Marfat.com

خلوص و مہر و محبت بکھیرتی ہوئی رات دریائے تاجہ کے کنارے ہوا کی جھولتی لہروں کی طرح اپنے انتہائے خیال کو بھاگتی ہوئی جا رہی تھی۔ ہر شے وصال لمحوں اور گہری سوچوں میں کھوئی ہوئی تھی۔ یوں دریائے تاجہ کے کنارے کنارے سفر کرتے ہوئے آہستہ آہستہ رینگتی اور ختم ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ مشرق سے سورج طلوع ہوا اور کائنات کی نگاہوں کے اندر صبح کا عروج نمایاں اور پرانی یادوں کی گرد مدہم ہونے لگی تھی۔ خوابوں کے معبد ویران اور دکھوں کے اندھے کنویں روشن ہونا شروع ہو گئے تھے۔ کائنات کے اندر دھوپ چھاؤں کا کھیل شروع ہو گیا تھا اور روشنی کی کرنیں دیواروں اور چھتوں سے اتر کر دھرتی کے کونے کونے میں پھیلنا شروع ہو گئی تھیں۔ ایسے میں دریائے تاجہ کے کنارے کنارے بگھی کو ہانکتے ہوئے حیثم نے بگھی کے گھوڑوں کو ٹولیڈو شہر کے شمال میں عین دریائے تاجہ کے کنارے ان کے سب سے بڑے کلیسا کے سامنے گھوڑوں کو روک دیا تھا پھر وہ بگھی سے نیچے اترا اس وقت تک طریف بن مالک اور ریم بھی اپنے گھوڑوں سے اتر چکے تھے۔ پھر حیثم، طریف بن مالک کی طرف آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ ''اے ابن ملاک! بگھی تو میں نے ہسپانیہ کے سب سے بڑے کلیسا کے سامنے روک دی ہے اب مجھے مزید کیا کرنا چاہیے۔''

حیثم کے اس استفسار پر طریف بن مالک کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ وہ رک گیا کیونکہ کلیسا کے اندر سے وہی راہبہ اسے باہر آتی دکھائی دے رہی تھی جس کا نام ایلسا تھا۔ وہی ایلسا جس نے روجر اور رومیر سے مقابلہ جیتنے کے بعد طریف بن مالک کو مبارکباد دیتے ہوئے ایک پھول پیش کیا تھا۔ وہی ایلسا جو طریف بن مالک کے کمرے میں گئی تھی اور اس سے افریقہ سے ہسپانیہ کی طرف آنے کی تفصیل پوچھتی رہی تھی۔ بہرحال ایلسا کو دیکھتے ہوئے طریف بن مالک خاموش ہو گیا تھا۔

دوسری طرف حیثم اور ریم بھی دونوں بڑے غور اور انہماک سے اپنی

Marfat.com

طرف آتی ہوئی ایلسا کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جب ایلسا نزدیک آئی تو ان دونوں نے اندازہ لگایا، طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے ایلسا کے گلاب چہرے پر غزلوں کا بھرپور روپ تھا۔ اس کا شہاب جبیں پر جمال سحر اس کی حسین گہری نیلی آنکھوں کے اندر زندگی کی مرغوب جھلک اور خیالات کی لہروں کی زیبائی تھی۔ اس کے شراب ناب سے بھرپور سرخ ہونٹوں پر اس سمے شبنم کے اترتے قطروں کا سا سماں تھا۔ اس سمے ایلسا نام کی وہ راہب ایک خمار، اک لذت، اک طرب اور ہزاروں کیف و سرور کی طرح طریف بن مالک کے سامنے آئی اور پھر اس نے شبنم کے اترتے قطروں کی طرح پرکشش اور پگھلی برف جیسے نرم انداز میں طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"یہ جو آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ صبح ہی صبح اس کلیسا میں آئے ہیں تو کیا یہاں آپ کو کوئی کام ہے۔" طرف بن مالک نے غور سے ایلسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اے راہبہ! تیرا شکریہ کہ تو نے ہماری یوں اپنائیت کے ساتھ پذیرائی کی۔ دراصل میں اس کلیسا کے اسقف سے ملنا چاہتا ہوں۔" طریف بن مالک کے اس جواب پر حسین ایلسا نے اپنی نظر نظر میں وفد کے آنگن اور اپنے بھولے بھالے چہرے پر جمال رتوں کی کیفیت ٹھہراتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ اس کلیسا کے اسقف سے ملنے آئے ہیں تو پھر یوں آپ باہر کیوں کھڑے ہو گئے ہیں اور کیا اس موقع پر میں آپ سے یہ بھی پوچھ سکتی ہوں کہ یہ بگھی کس کی ہے اور اس کے اندر کون سوار ہے؟"

اس پر طریف بن مالک نے پھر کہا۔ "اے راہبہ! میں مارتن نام کے جس جوان کی تلاش میں آیا تھا اسے میں نے پکڑ لیا ہے اور اس سے میں نے لوسیہ کو بھی حاصل کر لیا ہے۔ یہ شخص ٹولیڈو شہر سے بھاگ رہا تھا پر میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کا تعاقب کر کے اسے جا لیا اب اس وقت بگھی کے اندر لوسیہ کے علاوہ مارتن بھی ہے اور اسے میں نے رسیوں سے جکڑ رکھا ہے۔ اسی سلسلے میں، میں اس کلیسا کے اسقف سے ملنا چاہتا ہوں۔"

ایلسا نے بڑی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "آپ لوگ بگھی کو کلیسا کے صحن کے اندر لے آئیں۔ میں آپ کو اس کلیسا کے اسقف سے ملاتی ہوں جس کا نام علیان ہے۔"

ایلسا کے کہنے پر بگھی کو کلیسا کے صحن میں لا کر ایک طرف کھڑا کر دیا گیا تھا

Marfat.com

پھر ایلسا نے طریف بن مالک کو مخاطب کر کے کہا۔ ''آپ تھوڑی دیر یہیں رکیں میں آپ کی آمد کے سلسلے میں اسقف علیان کے ساتھ بات کرتی ہوں۔'' اس کے ساتھ ہی ایلسا وہاں سے ہٹی اور قریب ہی وہ سامنے والے ایک کمرے میں داخل ہو گئی تھی۔

جب طریف بن مالک، حیثم اور یریم کو وہاں کھڑے کچھ دیر ہو گئی اور ایلسا لوٹ کر نہ آئی تو اس موقع پر حیثم نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے ابن مالک! ہم نے اس راہبہ پر بھروسہ تو کر لیا ہے پھر یہ مجھے کچھ مشکوک اور خطرناک لگتی ہے۔ اس سے پہلے یہ ایک بار آپ کے کمرے میں بھی آ چکی ہے۔ اس وقت بھی اس کے بارے میں میرے دل میں شکوک اور شبہات اٹھے تھے پر میں مصلحت کو دیکھتے ہوئے آپ کے سامنے اپنے شکوک کا اظہار نہ کر سکا تھا۔ اے ابن مالک! یہ راہبہ مجھے کچھ جاسوس لگتی ہے اور مجھے خدشہ ہے یہ ہمارے خلاف کسی اور کے لئے جاسوسی کا کام انجام دے رہی ہے۔ اس موقع پر میں آپ سے یہ بھی کہوں گا کہ ہمیں اس راہبہ پر کچھ زیادہ بھروسہ نہ کرنا چاہیے بلکہ اس کی طرف سے ہمیں چوکس اور محتاط ہی رہنا چاہیے۔''

حیثم کی اس گفتگو کے جواب میں طریف بن مالک کچھ کہنا چاہتا تھا پر اسی لحہ حسین ایلسا اسی کمرے سے نمودار ہوئی جس میں وہ داخل ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ڈھلتی عمر کا ایک شخص بھی تھا جو اپنے لباس اور حلیئے سے پادری لگتا ہے۔ اس پادری کے ساتھ حسین ایلسا مسکراتی ہوئی طریف بن مالک کے قریب آئی پھر بڑی خوشی میں طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے ابن مالک! یہ میرے ساتھ اس کلیسا کے اسقف علیان ہیں۔ میں نے تمہارے متعلق انہیں تفصیل سے بتا دیا ہے۔ تمہارے حالات سن کر یہ اس قدر متاثر ہوئے ہیں کہ تمہارے استقبال اور تمہاری پذیرائی کے لئے اپنے کمرے سے اٹھ کر باہر آئے ہیں۔ ورنہ آپ جانیئے کہ اسقف علیان اپنے کمرے سے باہر نکل کر یوں کسی کا استقبال نہیں کرتے۔''

جب راہبہ خاموش ہوئی تو تب اسقف علیان حرکت میں آیا۔ پہلے اس نے آگے بڑھ کر طریف بن مالک اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ پر جوش مصافحہ کیا پھر اس نے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''اے ابن مالک! ایلسا نام کی راہبہ مجھے تمہارے متعلق تفصیل سے بتا چکی ہے کہ کس طرح مارتن نام کے ایک نوجوان نے افریقہ کی سرزمین سے لوسیہ نام کی ایک راہبہ کو اغوا کیا تھا اور اسی راہبہ کی بازیابی کے لئے تم اس ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوئے ہو۔ اے ابن مالک! اس سے قبل میں

Marfat.com

تمہیں موت کے میدان میں تیغ زنی کا مقابلہ کرتے ہوئے دیکھ چکا ہوں۔ تم انتہائی قابل تعریف ہو کہ تم نے ایک ہی وقت میں روجر اور رومیر جیسے تیغ زنوں کو اپنے سامنے سرنگوں ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ اے ابن مالک! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم اپنے ان دونوں ساتھیوں کے علاوہ مارتن اور لوسیہ کو لے کر میرے کمرے میں آؤ، وہاں بیٹھ کر میں تمہارے ساتھ تفصیل کے ساتھ بات کرنا پسند کروں گا۔"

اس گفتگو کے دوران لوسیہ بگھی سے باہر آ گئی تھی۔ پھر ابن مالک نے لوسیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسقف علیان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہی وہ لوسیہ نام کی راہبہ ہے جسے حاصل کرنے کے لئے میں افریقہ سے ہسپانیہ کی طرف آیا ہوں۔"

اسقف علیان نے آگے بڑھ کر شفقت سے لوسیہ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ طریف بن مالک نے حیثم اور ریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم دونوں اس مارتن کو بگھی سے نکال کر میرے ساتھ لاؤ۔" پھر وہ سب اسقف علیان کے ساتھ ہو لئے تھے اور اس کے کمرے میں جا بیٹھے تھے۔

اسقف علیان نے طریف بن مالک کو اپنے سامنے بٹھایا تھا جب کہ دائیں طرف حیثم، ریم اور مارتن بیٹھ گئے تھے اور بائیں طرف ایلسا اور لوسیہ بیٹھ گئی تھیں پھر علیان نے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "اے ابن مالک! قبل اس کے میں اپنی طرف سے گفتگو کا آغاز کروں پہلے تم مجھ سے یہ کہو کہ تم یہاں کس سلسلے میں مجھ سے ملنے کے لئے آئے ہو۔"

اس پر طریف بن مالک بولا اور کہا۔ "اے بزرگ علیان! آپ جانتے ہیں میں کس سلسلے میں سرزمین میں داخل ہوا تھا۔ اب جب کہ میں نے لوسیہ کو حاصل کر لیا ہے اور مارتن بھی میرے قبضے میں ہے میں چاہتا تو مارتن کو قتل کر سکتا تھا پر میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں اسے سنبھلنے کی مہلت دینا چاہتا ہوں۔ آپ کے پاس آنے کا مقصد اور مدعا یہ ہے کہ شاید میں چند روز تک افریقہ کی طرف روانہ ہو سکوں کیونکہ اس سلسلے میں مجھے موت کے میدان کے ناظم رازرک سے بھی بات کرنی ہے کیونکہ اس نے میری بہترین پذیرائی کی ہے اور ہسپانیہ کی سرزمین سے رخصت ہونے سے قبل میں اس سے مل کر اس سے اجازت لینا چاہتا ہوں اور اس کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اس نے یہاں اس سرزمین میں ہمارے ساتھ کس قدر تعاون کیا۔ آپ کے پاس آنے کا مقصد یہ ہے کہ جب تک میں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہسپانیہ کی سرزمین سے کوچ نہیں کرتا ہوں اس وقت تک

Marfat.com

لوسیہ نام کی یہ راہبہ آپ کے اس کلیسا کے اندر ہی قیام کر لے کیونکہ ہم تینوں ساتھیوں نے ان کمروں کے اندر قیام کر رکھا ہے جو موت کے میدان کے اطراف میں بنے ہوئے ہیں اور وہاں ہم لوسیا کو اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتے لہٰذا میری آپ سے پہلی گزارش تو یہ ہے جب تک ہم ہسپانیہ سے کوچ نہیں کرتے اس وقت لوسیہ نام کی اس راہبہ کو کلیسا میں رہنے کی اجازت دے دی جائے۔"

طریف بن مالک کی اس گفتگو کے جواب میں علیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تم اس سلسلے میں کسی پریشانی اور فکرمندی کا اظہار نہ کرو۔ جب تک تم ہسپانیہ کی سرزمین سے افریقہ کی طرف روانہ نہیں ہوتے اس وقت تک یہ لوسیہ میری بیٹی کی حیثیت سے اس کلیسا کے اندر قیام کرے گی اور اس کا رتبہ اور اس کی عزت، اس کا مرتبہ اس کلیسا کے اندر دوسری راہباؤں جیسا ہی ہو گا۔ اب تم بولو مزید تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

اس پر طریف بن مالک پھر یہ کہہ رہا تھا۔ "اے بزرگ علیان! مجھے اس مارتن سے بھی خطرہ اور خدشہ ہے کہ یہ کہیں اپنے ساتھیوں اور جاننے والوں کو اپنے ساتھ ملا کر ہمارے خلاف یا اس لوسیہ کے خلاف پھر حرکت میں نہ آ جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر یہ ہمارے خلاف کوئی کارروائی کرے اور ہم اپنے دفاع میں اٹھ کھڑے ہوں اور یہ ہمارے ہاتھوں مارا جائے تو میں چاہتا ہوں ایسے حالات میں آپ ہمارا ساتھ دیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ہمارے ہاتھوں سے مارا جاتا ہے تو یہ معاملہ کسی بھی مذہبی عدالت میں ہی پیش کیا جائے گا اور یہاں کی ساری مذہبی عدالتیں آپ کے تحت ہی کام کرتی ہیں لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ یہ سارا معاملہ پہلے سے آپ کے ذہن میں رہے۔ اگر ایسا کوئی حادثہ یا المیہ پیش آتا ہے تو آپ کو حقیقت حال سے آگاہی ہونی چاہیے۔"

طریف بن مالک کی اس گفتگو پر اس اسقف علیان نے تھوڑی دیر سر جھکا کر کچھ سوچا پھر اس نے اپنے قریب رکھی لکڑی کی چھوٹی سی ایک ہتھوڑی اٹھائی اور اپنے دائیں پہلو میں لٹکتے ہوئے ایک تشت پر اس لکڑی کی ہتھوڑی کو اس نے دے مارا تھا۔ کمرے کے اندر ایک گہری گونج بلند ہوئی تھی اس کے ساتھ ہی ایک نوعمر پادری اس کمرے میں داخل ہوا۔ اسقف علیان نے اپنے اس پادری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اس وقت جس قدر کارکن کلیسا کے اندر موجود ہیں انہیں میرے کمرے کے سامنے جمع کر دو۔"

وہ نوجوان بھاگتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر آیا اور اپنے سر کو جھکاتے ہوئے علیان سے کہا۔ "اے مقدس باپ! سارے کارکن آپ کا حکم سننے کے لئے آپ

Marfat.com

کے کمرے کے باہر جمع ہیں۔"

علیان نے سر کے اشارہ سے اس کو جانے کو کہا پھر اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "اے ابن مالک! اس مارتن کی رسیاں کھول دو۔ پھر تم دیکھو تمہاری گفتگو کے جواب میں کس عمل کا اظہار کرتا ہوں۔" طریف بن مالک نے فوراً اٹھ کر مارتن کی رسیاں کھول دیں پھر علیان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا، انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "تم سب لوگ میرے ساتھ آؤ۔ مارتن! تم بھی میرے کمرے سے باہر آؤ۔" جب سارے لوگ علیان کے کمرے سے باہر آئے انہوں نے دیکھا کمرے سے باہر سارے کلیسا کے پادری اور راہبائیں بڑی تنظیم کے ساتھ صفیں باندھے کھڑے تھے۔

علیان نے بلند آواز میں ان پادریوں اور راہباؤں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"میرے عزیز پادریو اور راہباؤ! میری بات غور سے سنو، میرے دائیں پہلو میں جو جوان کھڑا ہے اس کا نام طریف بن مالک ہے اور میرے بائیں طریف جو جوان کھڑا ہے اس کا نام مارتن ہے۔ یہ افریقہ کی سرزمین سے یہ میرے پیچھے کھڑی لڑکی کو اغوا کر کے لے آیا تھا۔ اس لڑکی کا نام لوسیہ ہے یہ وہاں راہبہ ہے، یہ نوجوان جس کا نام میں نے طریف بن مالک بتایا ہے یہ لوسیہ کی تلاش میں اور اسے حاصل کرنے کے لئے ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوا تھا کہ یہ وہی نوجوان ہے جسے تم کل موت کے میدان میں مقابلہ کرتے ہوئے اور فتح مندی حاصل کرتے ہوئے دیکھ چکے ہو۔

اس جوان نے اس مارتن سے لوسیہ کو تو حاصل کرلیا ہے۔ یہ اس کی بڑی جواں مردی اور انسانیت ہے۔ اب یہ اپنے لئے اور لوسیہ کے لئے اس مارتن نام کے جوان سے خطرہ محسوس کرتا ہے لہٰذا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اگر کسی موقع پر یہ مارتن اس لوسیہ یا اس طریف بن مالک کے خلاف حرکت میں آتا ہے تو تمہیں اجازت ہے کہ تم اس مارتن کی گردن کاٹ دینا۔ اس کے لئے جو بھی حالات پیش آئیں گے ان کا میں ذمہ دار ہوں گا۔ اب تم سب جاؤ اور اپنے اپنے کام میں لگ جاؤ۔"

اس کے ساتھ ہی سارے پادری اور راہبائیں اپنے سر کو سرنگوں کرتے ہوئے چلے گئے تھے۔ اسقف علیان ان سب کو اپنے کمرے میں لے کر آیا۔ سب پہلے کی طرح اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے سب سے پہلے علیان نے مارتن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اے مارتن! اب تم یہاں سے اپنے گھر جا سکتے ہو اور یہ بات اپنے ذہن میں رکھنا۔ اگر تم نے کسی وقت بھی لوسیہ یا طریف بن مالک کے خلاف حرکت میں آنے کی

Marfat.com

کوشش کی تو وہ دن تمہاری زندگی کا آخری دن ہوگا۔" مارتن اپنے سر کو جھکائے شرم سار سا ہو کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد علیان نے پھر طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "اے ابن مالک! تم اس کے علاوہ بھی کیا میری طرف سے کوئی یقین دہانی چاہتے ہو۔"

اس پر طریف بن مالک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اے بزرگ علیان! اب مزید میں آپ کی طرف سے کچھ نہیں چاہتا۔ یقیناً آپ نے مجھے اپنے رویہ سے خوش اور مطمئن کر دیا ہے۔"

طریف بن مالک کا یہ جواب سننے کے بعد اسقف علیان کسی قدر سنجیدہ ہو گیا اور دوبارہ اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے ابن مالک! جس کام کے سلسلے میں تم میرے پاس آئے تھے وہ تو طے ہوا۔ اب میں تم پر ایک مزید انکشاف کرتا ہوں اور وہ یہ کہ شاید تم جلد اپنے دوست رازرک سے نہ مل سکو۔ اس لئے کہ ہسپانیہ کے اندر ایک خونی انقلاب آ چکا ہے اور یہ انقلاب گزشتہ رات کو ہی نمودار ہوا ہے اور ہسپانیہ کے اندر رات ہی رات حکومت تبدیل ہو کر رہ گئی ہے۔"

اسقف علیان کے انکشاف پر طریف بن مالک نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "اے بزرگ علیان! میں سمجھا نہیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں......؟"

علیان نے طریف بن مالک کو سمجھانے کے انداز میں پھر کہنا شروع کیا۔ "اے ابن مالک! ہسپانیہ کے اندر بغاوت رونما ہو گئی ہے اور یہ سارا کام گزشتہ رات نمودار ہوا۔ ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ اور اس کے بیٹے یوراکہ کو جو ولی عہد بھی مقرر کیا جا چکا تھا دونوں کو قتل کیا جا چکا ہے۔ ہسپانیہ میں جہاں کل تک عطیشہ بادشاہ تھا وہاں آج موت کے میدان کا ناظم اور عطیشہ کا سردار رازرک ہسپانیہ کا بادشاہ بن گیا ہے۔ ابھی تک جو خبریں سننے میں آئی ہیں ان کے مطابق رازرک اندر ہی اندر عطیشہ کے خلاف کام کر رہا تھا۔ اس نے عطیشہ کے دونوں بڑے بیٹوں شانجہ اور جیوس کو بھی اپنے ساتھ ملا رکھا تھا۔ یہ شانجہ اور جیوس بھی اپنے باپ کے خلاف اور اس کے رویہ سے ناراض اور نالاں تھے۔ اس لئے کہ عطیشہ نے ان دونوں کو نظر انداز کر کے اپنے چھوٹے بیٹے یوراکہ کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا تھا جب کہ یوراکہ عطیشہ کی چھوٹی بیوی، شانجہ اور جیوس عطیشہ کی بڑی بیوی کے بطن سے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی اطلاعات سننے میں آئی ہیں عطیشہ کی بیوی اور اس کی بیٹی اقلیما کہیں روپوش ہو چکی ہیں تاہم رازرک اور اس کے کارکن بڑی سرگرمی کے ساتھ ان دونوں

Marfat.com

ماں بیٹی کو تلاش کرنے میں مصروف ہیں۔

سنو ابن مالک! اب ہسپانیہ کا بادشاہ عطیشہ نہیں رازرک ہے اور میں تمہیں مزید بتاؤں کہ گزشتہ رات عطیشہ کو قتل کرنے اور حکومت کا تختہ الٹنے کے بعد رازرک نے ایک لڑکی سے شادی بھی کر لی ہے جس کا نام لونہ ہے۔ اس لڑکی سے ایک عرصہ ہوا رازرک محبت کرتا چلا آرہا تھا۔ اب رازرک ہسپانیہ کا بادشاہ اور لونہ رازرک کی بیوی اور محبوبہ کی حیثیت سے ہسپانیہ کی ملکہ بن گئی ہے۔"

اسقف علیان کی یہ گفتگو سن کر طریف بن مالک کچھ پریشان سا ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے اسقف علیان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے بزرگ علیان! اب ہمارا مزید ہسپانیہ کی سرزمین میں ٹھہرنا خلاف مصلحت ہی نہیں بلکہ خطرناک بھی ہے۔ اب آپ کو لوسیہ کے سلسلے میں کوئی زحمت اٹھانا پڑے گی۔ بزرگ علیان! میں نے اپنا ارادہ بدل لیا ہے۔ میں اب لوسیہ کو یہاں آپ کے کلیسا میں نہ ٹھہراؤں گا بلکہ ہم تینوں ساتھی لوسیہ کو لے کر ابھی اور اسی وقت افریقہ کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔"

طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر اسقف علیان نے بڑی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! اگر تم کسی کی طرف سے اپنے ساتھیوں اور اسی لوسیہ کے لئے کوئی خطرہ محسوس کرتے ہو تو تم اس کلیسا میں قیام کر سکتے ہو یہاں تمہیں کسی قسم کا کوئی خطرہ اور خدشہ نہیں۔ جب تک تم چاہو یہاں قیام کرو پھر جب چاہو اپنی مرضی کے مطابق یہاں سے افریقہ کی طرف کوچ کر جاؤ۔"

طریف بن مالک اسقف علیان کی اس گفتگو کا کوئی جواب دینے ہی والا تھا کہ اس کمرے کے دروازے پر دس مسلح جوان نمودار ہوئے اور طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے ان میں سے ایک بولا۔ "اے ابن مالک! ہم گزشتہ رات سے آپ کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ آپ کو ہسپانیہ کے بادشاہ رازرک نے طلب کیا ہے۔ رات کے وقت ہم پہلے آپ کی رہائش گاہ کی طرف گئے لیکن وہاں پر قفل لگا ہوا تھا۔ اس کے بعد ہم نے اس معاملہ کی اطلاع جب رازرک کو دی تو اس نے ہمیں حکم دیا کہ طریف بن مالک کو مارتن کے محلے میں دیکھا جائے کیونکہ وہ لوسیہ نام کی ایک راہبہ کو افریقہ سے اٹھا لایا تھا اور طریف بن مالک اس کی تلاش میں سرگرداں ہے ہم جب مارتن کے محلے میں گئے تو وہاں سے ہمیں خبر ملی کہ مارتن تو لوسیہ کو لے کر طلیرہ کی طرف بھاگ گیا ہے یوں ہمیں تلاش

Marfat.com

کرتے کرتے صبح ہوگئی۔ تھوڑی دیر قبل ہماری نگاہ مارتن پر پڑ گئی تھی ہم نے اسے پکڑ لیا اور اس سے استفسار کیا تو اس سے پتہ چلا کہ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کلیسا کے اندر ہیں چونکہ ہمیں رازرک نے حکم دیا تھا کہ مارتن جہاں کہیں بھی نظر آئے اس کی گردن کاٹ دی جائے۔ لہٰذا اے ابن مالک! ہم نے مارتن کو قتل کر دیا ہے اور آپ ہمارے ساتھ چلیں کیونکہ ہسپانیہ کے بادشہ رازرک نے آپ کو طلب کیا ہے۔"

اس مسلح جوان کی گفتگو سن کر طریف بن مالک نے اپنے دونوں ساتھیوں حیشم اور ریم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے میرے دونوں رفیقو! تم ابھی اور اسی وقت لوسیہ کو لے کر قادس شہر کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ وہاں تم اسی ملاح سے ملو جو ہمیں افریقہ لے کر آیا تھا اور اس کی کشتی میں بیٹھ کر لوسیہ کے ساتھ اپنی بستی الویرہ کی طرف کوچ کر جانا جب کہ میں اب مسلح جوانوں کے ساتھ رازرک کی طرف جاتا ہوں اور سنو تم میری طرف سے فکرمند نہ ہونا میں بھی بہت جلد رازرک سے اجازت لے کر افریقہ کی طرف لوٹ آؤں گا اور سنو تم تینوں اس کلیسا سے میری موجودگی میں کوچ کرو تا کہ مجھے اطمینان ہو کہ تم یہاں سے روانہ ہو چکے ہو۔"

طریف بن مالک کے کہنے پر حیشم اور ریم اور لوسیہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ لوسیہ کو بگھی میں بٹھا دیا گیا، حیشم بگھی کے گھوڑوں کو ہانکنے لگا جب کہ ایک محافظ کی حیثیت سے ریم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا تھا۔ اس طرح وہ تینوں اس کلیسا سے قادس شہر کی طرف روانہ ہو گئے تھے جب کہ خود طریف بن مالک رازرک کی طرف جانے کے لئے ان پانچوں مسلح جوانوں کے ساتھ ہو لیا تھا۔

ان پانچوں مسلح جوانوں کے ساتھ طریف بن مالک ہسانیہ کے شاہی محل میں ایک ایسے کمرے میں داخل ہوا جس کے اندر رازرک، اس کی بیوی لونا اور ہسپانیہ کے سابق بادشاہ کے بیٹے شانجہ اور جیوس بیٹھے ہوئے تھے۔ رازرک کے پہلو میں چونکہ اس کی بیوی لونا بیٹھی ہوئی تھی لہٰذا رازرک نے اپنے سامنے ایک نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے طریف بن مالک کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے ابن مالک! یہاں بیٹھو، سپین کا بادشاہ اب عطیشہ نہیں بلکہ تمہارا دوست زازرک ہے۔ میں نے تمہیں یہاں ایک کام کے سلسلے میں طلب کیا ہے۔"

رازرک کے خاموش ہونے پر طریف بن مالک نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ "اے ہسانیہ کے نئے بادشاہ میں آپ کو آپ کی اس نئی سربلندی اور نئے انقلاب پر مبارک باد دیتا

Marfat.com

ہوں۔ مجھے ٹولیڈو شہر کے شمالی کلیسا کے اسقف علیان سے پتہ چل گیا تھا کہ ہسپانیہ کے اندر ایک تبدیلی رونما ہو چکی ہے اور یہ کہ عطیشہ اور اسکا بیٹا یوراکہ مارے جا چکے ہیں اور اب آپ ہی ہسپانیہ کے بادشاہ ہیں سو میں آپ کو اس بار پھر ہسپانیہ کے بادشاہ ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔"

طریف بن مالک کے یہ الفاظ سن کر رازرک کے چہرے پر گہری خوشیاں بکھر گئی تھیں۔ اس نے مدھم مدھم اور دھیمی سی آواز میں طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔"اے ابن مالک! قسم یسوع مسیح کی مجھے تم سے ایسے الفاظ کی امید اور توقع تھی۔ ہسپانیہ کے سابق بادشاہ عطیشہ نے ناانصافی اور جانبداری کا مظاہرہ کیا تھا۔ ولی عہد کا اصل حق دار شانجہ اور جیوس کے ساتھ گزشتہ کئی ماہ سے کام کر رہا تھا۔ اب گزشتہ رات ہمیں اپنے کام کی تکمیل کا موقع مل گیا تو ہم نے عطیشہ اور اس کے بیٹے یوراکہ کا کام تمام کر کے ہسپانیہ کے اندر ایک انقلاب برپا کر دیا۔ اس کے نتیجے میں تم دیکھتے ہو کہ عطیشہ کی جگہ اب میں ہسپانیہ کا بادشاہ ہوں اور ہاں اے ابن مالک! تم جانتے ہو کہ میں عطیشہ کی بیٹی اقلیما سے بے پناہ محبت کرتا ہوں لیکن جواب میں اقلیما موت کے میدان میں تمہارے ساتھ مقابلہ میں حصہ لینے والے رومیر کو پسند کرتی تھی۔ اس انقلاب کے بعد اقلیما اور اس کی ماں الیانہ کا کچھ پتہ نہیں چلا کہ وہ دونوں کہاں اور کدھر غائب ہو گئی ہیں۔ محل کا کونہ کونہ ان کی تلاش میں چھان مارا گیا ہے لیکن ان کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ تاہم میں نے ٹولیڈو شہر کے سارے ہی دروازوں کے محافظوں کو تاکید کر دی ہے کہ اقلیما اور اس کی ماں پر کڑی نگاہ رکھی جائے اور جب وہ ٹولیڈو شہر سے باہر نکل کر کہیں جانا چاہیں تو انہیں گرفتار کر کے فوراً میرے سامنے پیش کیا جائے۔

اور اے ابن مالک! میں نے کچھ آدمیوں کو اقلیما اور اس کی ماں کو تلاش کرنے پر مقرر کر دیا ہے۔ یہ لوگ ٹولیڈو شہر کے اطراف کے علاوہ ہسپانیہ کی سرزمین کا چپہ چپہ چھان ماریں گے اور امید ہے کہ ایک نہ ایک روز وہ اقلیما اور اس کی ماں کو ضرور گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کریں گے۔ اے ابن مالک! میں نے تمہیں اس لئے یہاں طلب کیا ہے کہ تم فی الحال ہسپانیہ سے واپس افریقہ جانے کا ارادہ ملتوی کر دو۔ تم اپنے ساتھیوں اور راہبہ لوسیہ کو بے شک افریقہ کی طرف روانہ کر سکتے ہو لیکن تم کچھ عرصہ کے لئے ہسپانیہ کی سرزمین میں ہی قیام کرو مجھے یہاں کئی مواقع پر تمہاری ضرورت پیش آئے گی۔"

رازرک تھوڑی دیر کے لئے رکا اس نے اپنے دائیں ہاتھ پڑی ہوئی نلکی کی

Marfat.com

تھیلیوں میں سے ایک تھیلی اٹھا کر طریف بن مالک کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! نقدی کی یہ تھیلی سنبھال کر رکھ اور میرے ایک مخلص کارکن کی حیثیت سے تم بھی اقلیما اور اس کی ماں الیانہ کی تلاش میں شامل ہو جاؤ اور سنو ابن مالک! رومیر بھی کہیں غائب ہو چکا ہے۔ میرے خیال میں اسی رومیر نے ہی اقلیما اور اس کی ماں کو کہیں چھپا رکھا ہے۔ اگر ایسا ہے تو رومیر بھی میرے انتقام اور غضب سے نہ بچ سکے گا۔ اے ابن مالک! تم آج کی رات اپنے کمرے میں آرام اور قیام کرو اور پھر کل صبح تم بھی اقلیما اور اس کی ماں کو تلاش کرنے میں شامل ہو جاؤ۔ تمہارا اس تلاش میں شامل ہونا بے حد ضروری ہے اس لئے کہ اگر اقلیما اور اس کی ماں کے ساتھ رومیر ہے تو رومیر کا مقابلہ تم ہی آسانی اور سہولت کے ساتھ کرتے ہوئے اس پر قابو پا کر اقلیما اور اس کی ماں کو گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کر سکتے ہو۔"

رازرک جب خاموش ہوا تو طریف بن مالک نے بڑی نرمی اور عقیدت مندی میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے بادشاہ! میں اپنے دونوں ساتھیوں حیشم اور ریم کو پہلے ہی راہبہ لوسیہ کے ساتھ افریقہ روانہ کر چکا ہوں۔ جہاں تک میری ذات کا سوال ہے تو اے بادشاہ آپ بے فکر اور مطمئن رہیں میں اس وقت تک ہسپانیہ کی سرزمین چھوڑ کر افریقہ کی طرف روانہ نہ ہوں گا جب تک آپ مجھے ایسا کرنے کی اجازت نہ دیں گے۔ رہی بات اقلیما اور اس کی ماں کو تلاش کرنے کی تو میں اس تلاش میں پوری طرح آپ کے ساتھ ہوں۔ میں آج کی رات اپنے کمرے میں آرام کروں گا اور کل صبح میں بھی اقلیما اور اس کی ماں کی تلاش میں نکل کھڑا ہوں گا۔"

طریف بن مالک کا جواب سن کر رازرک نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! تم نے ایسی گفتگو کر کے قسم یسوع مسیح کی میرا دل خوش کر کے رکھ دیا ہے اور ہاں سنو! آج ہی میں مختلف شہروں کی طرف مناد اور قاصد بھی بھجوا رہا ہوں جو ہر شہر میں یہ منادی کروا دیں گے کہ جو بھی شخص اقلیما اور اس کی ماں کو زندہ پکڑ کر میرے حضور پیش کرے گا اسے انعام کے طور پر ایک بھاری رقم ادا کی جائے گی اور سنو ابن ملاک! میں ہر صورت میں اقلیما کو گرفتار کر کے اس سے شادی کرنے کا عزم کر چکا ہوں اس لئے کہ اقلیما وہ ہستی ہے جس سے میں برسوں سے پیار کرتا چلا آ رہا ہوں۔ اے ابن مالک! اب تم جاؤ آج کی رات تم اپنے کمرے میں آرام کرو کل سے اپنے کام کی ابتدا کر دو۔"

Marfat.com

اس کے ساتھ طریف بن مالک اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ ٹولیڈو کے شاہی محل کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

سرما کی طویل اور چاند رات صبح کی سرحد کی طرف بھاگتی جا رہی تھی۔ ہر شے پر خود فریبی کا نشہ انا کا جادو روح میں اتر گیا تھا۔ آئینوں کو بے عکس کر دینے والے ہیولے ساکت اور ساعت کے دریچے چپ اور خاموش تھے۔ اندھیرے اور روشنی کی ستیزہ کاری کے باعث دامان شب کے اندر خواب کے نشے میں مست کسی مسافر کی طرح نقش بکھرتے عکس سمٹتے جا رہے تھے۔ اپنے کمرے میں طریف بن مالک نیند اور بیداری کی سی حالت میں تھا کہ اس کے کمرے کے بیرونی دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ طریف بن مالک چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ کمرے کے اندر ننھی سی مشعل کی روشنی میں پہلے اس نے اپنے کمرے کا جائزہ لیا پھر قریب پڑا ہوا اپنا آہنی خود اٹھا کر اپنے سر پر جمالیا تھا۔ اس کے بعد اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال کر وہ کمرے سے نکل کر صحن میں آیا پھر اس نے اپنا کان بیرونی دروازے کے ساتھ لگا کر کچھ سننے کی کوشش کی۔ اسے کوئی آواز تو سنائی نہ دی تاہم اس نے اپنی تیز اور بیدار حسیات سے یہ اندازہ لگایا تھا کہ اس کے کمرے کے باہر کوئی شخص کھڑا دروازہ کھلنے کا منتظر ہے۔

طریف بن مالک دروازہ کھولنے کے بجائے دروازے کے قریب ہی کھڑا ہو گیا تھا اور اگلی دستک کا انتظار کرنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر پھر ہلکی سی دستک ہوئی اس بار طریف بن مالک آگے بڑھا، اپنا منہ اور دروازے کے قریب لے گیا پھر اس نے رازدارانہ آواز میں پوچھا ”کون ہے......؟“

باہر سے خوشبو کی طرح بکھرتی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ ”دروازہ کھولئے طریف بن مالک!“ رات کی خاموشی کے اندر سنائی دینے والی اس نسوانی آواز کے اندر جذبات کی صداقت، احساس کی لطافت اور اپنائیت کے رشتوں میں ڈوبی اکھڑتے سانسوں کی علامت تھی۔ اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر طریف بن مالک نے کچھ سوچا اس کے بعد اپنا منہ دروازے کے قریب لے گیا اور انتہائی مدھم آواز میں بولتے ہوئے کہا۔

”میں یوں دروازہ نہیں کھولوں گا جب تک تم یہ نہ بتاؤ گی کہ تم کون ہو اور رات کے اس وقت مجھ سے کیا چاہتی ہو؟“

جواب میں پھر کپکپاتی آواز سنائی دی ”اے ابن مالک! دروازہ کھولئے میں راہبہ

Marfat.com

ایلسا ہوں اور رات کے اس وقت ایک انتہائی اہم موضوع پر میں آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔" طریف بن مالک اب راہبہ ایلسا کی آواز پہچان چکا تھا لہٰذا اس نے دروازہ کھول دیا، جوں ہی دروازہ کھلا اور راہبہ ایلسا آندھی وطوفان کی طرح اندر داخل ہوئی اور پھر اس نے خود ہی اندر سے دروازہ بند کر کے زنجیر لگا دی تھی۔ اس کے بعد اس نے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! آپ میرے ساتھ ذرا اپنے کمرے کے اندر آیئے، میرے پاس وقت بہت کم ہے جب کہ میں آپ سے بہت کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ میں آپ کے لئے اجنبی ہوں، لہٰذا آپ میری طرف سے طرح طرح کی بدگمانیوں، بداعتمادیوں میں مبتلا ہوں گے لیکن میں آپ کو یقین دلاتی ہوں جو کچھ میں کہنا چاہتی ہوں اسے صرف آپ ہی سرانجام دے سکتے ہیں اور اس میں بہت لوگوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔"

طریف بن مالک چپ چاپ ایلسا کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا اس نے اسے اپنے سامنے بٹھا کر اس سے پوچھا۔ "اے راہبہ! کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔"

اس پر ایلسا نے بولتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! آپ جانتے ہیں کہ ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر ایک انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ سابق بادشاہ عطیشہ اور اس کے بیٹے کو قتل کیا جا چکا ہے۔ عطیشہ کی بیوی الیانہ اور اس کی بیٹی اقلیما روپوش ہیں اور میں ان دونوں کے سلسلے میں آپ سے بات اور گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔"

ایلسا کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے طریف بن مالک نے بڑی نرمی سے کہا۔ "کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔"

ایلسا نے غور سے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں جو کچھ کہنا چاہتی ہوں اس سے پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ جو دن کے وقت رازرک نے آپ کو طلب کیا تھا تو اس نے آپ سے کیا کہا......؟"

طریف بن مالک نے سچائی سے کام لیتے ہوئے کہا۔ "اے ایلسا اس نے مجھے اس لئے بلایا تھا کہ میں اس کی خاطر اقلیما اور اس کی ماں کو تلاش کرنے میں لگ جاؤں اس لئے کہ اس نے اپنے بہت سے ساتھیوں کو ان دونوں ماں بیٹی کی تلاش میں لگا دیا ہے اور وہ یہ چاہتا ہے کہ اس تلاش میں، میں بھی شامل ہو جاؤں۔ رازرک کو یہ شک ہے کہ اقلیما اور اس کی ماں دونوں کو رومیر نام کا جوان کہیں لے گیا ہے جس کا موت کے میدان میں میرے ساتھ مقابلہ ہوا تھا۔ رازرک کیونکہ اقلیما کو پسند کرتا ہے اس لئے اس نے اس کی

Marfat.com

تلاش میں کارکنوں کو لگا دیا ہے اس کے علاوہ اس نے آج ہی اپنے قاصد مختلف شہروں کو روانہ کر دیئے ہیں جو ہر شہر میں منادی کریں گے کہ جو شخص بھی اقلیما اور اس کی ماں کو پکڑ کر رازرک کے سامنے پیش کرے گا اسے انعام کے طور پر بھاری رقم ادا کی جائے گی۔ اس لئے رازرک ہر حالت میں اقلیما کو پکڑ کر اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔"

طریف بن مالک کی گفتگو سننے کے بعد ایلسا نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچا پھر وہ کہہ رہی تھی۔ اے ابن مالک! میں بھی اقلیما اور اس کی ماں ہی سے متعلق کچھ گفتگو کرنے آئی ہوں ...... میں چاہتی ہوں آپ ان دونوں کی مدد کریں اور انہیں رازرک کے بے رحم ہاتھوں سے بچائیں اور پھر اے ابن مالک! جس روز موت کے میدان میں آپ نے تیغ زنی کے مقابلے جیتے تھے اس روز ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ نے آپ کو اپنی بیٹی اقلیما کا محافظ مقرر کیا تھا اور اس کے لئے آپ کو پیشگی میں نقدی کی بھی ایک تھیلی دی تھی۔ لہٰذا ان حالات میں اقلیما کے ایک محافظ کی حیثیت سے آپ کا فرض بنتا ہے کہ آپ اقلیما اور اس کی ماں کی حفاظت کریں۔"

ایلسا کے یہ الفاظ سن کر طریف بن مالک نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے ایلسا! جو کچھ تم کہنا چاہتی ہو وہ کھل کر کہو۔"

جواب میں ایلسا بولی اور کہا "کھل کر بات کرنے سے پہلے آپ میرے ساتھ وعدہ کیجئے کہ اقلیما اور اس کی ماں کو پکڑ کر رازرک کے بے رحم ہاتھوں میں نہ دیں گے بلکہ ان کی حفاظت کریں گے اور ان دونوں ماں بیٹی کو وہاں پہنچا دیں گے جہاں وہ جانا چاہتی ہیں۔"

طریف بن مالک نے جواب میں کچھ دیر خاموش رہ کر سوچا پھر وہ کہہ رہا تھا۔ "اے راہبہ! ہسپانیہ کے سابق بادشاہ عطیشہ نے واقعی مجھے اپنی بیٹی اقلیما کا محافظ مقرر کیا تھا۔ تم جو کچھ کہنا چاہتی ہو وہ بلا جھجک کہو، میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر اقلیما اور اس کی ماں مجھے مل گئیں تو میں کسی بھی صورت انہیں رازرک کے ہاتھ نہ لگنے دوں گا بلکہ ان کی حفاظت کروں گا اور انہیں جہاں وہ جانا چاہتی ہیں حفاظت کے ساتھ پہنچا کر دم لوں گا۔ اب کہو تم اس سلسلے میں کیا کہنا چاہتی ہو۔"

ایلسا نے جواب میں تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچ و بچار سے کام لیا۔ چند ساعتوں کے لئے اس نے طریف بن مالک کے چہرے کی طرف بڑے غور سے دیکھا پھر اس کی آواز کمرے میں کچھ ایسی شرینی اور ایسی لطافت کے ساتھ بلند ہوئی جیسے اوتار حیات قطرہ شبنم کے ساتھ محو تکلم ہو گئے ہوں۔ وہ طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے

Marfat.com

کہہ رہی تھی۔" اے ابن مالک! گزشتہ رات جب راڈرک ہسپانیہ کے اندر انقلاب لایا، اس نے ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ اور اس کے بیٹے یورا کہ کو قتل کر دیا تو کچھ خیر خواہوں نے اس خونی واقعہ کی اطلاع اقلیما اور اس کی ماں کو کر دی تھی لہٰذا وہ رات کی تاریکی میں ٹولیڈو شہر سے نکلنے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ بدقسمتی سے ان دنوں اقلیما سخت بخار میں مبتلا تھی اور وہ بڑی مشکل کے ساتھ شہر سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوئی تھی۔ دونوں ماں بیٹی نے شہر سے باہر نکل کر ایک بستی کے اندر پناہ لی تھی اور رومیر جس کو اقلیما پسند کرتی ہے وہ بھی ان دونوں ماں بیٹی کے ساتھ تھا اور بستی کے جس مکان میں پناہ لی ہے اس مکان کے مالک رومیر کے عزیز اور اس کے چاہنے والوں میں سے تھے۔

اے ابن مالک! میں تمہیں پہلے بتا چکی ہوں کہ قادس شہر کا وہ کلیسا جس کے اندر میں کام کرتی ہوں اور جہاں سے تربیت حاصل کرنے کے لئے میں اس ٹولیڈو شہر میں وارد ہوئی ہوں اس کلیسا کا اسقف یعنی بڑا پادری جس کا نام ستیوس ہے، وہ اقلیما کی ماں الیانہ کے عزیز اور رشتہ داروں میں سے ہے۔ یہ دونوں ماں بیٹی اس کے پاس جا کر پناہ لینا چاہتی ہیں۔ میں پہلے آپ کو بتا چکی ہوں کہ اقلیما سخت بخار میں مبتلا تھی۔ دونوں ماں بیٹی نے رومیر کے ساتھ جس بستی کے اندر پناہ لی تھی وہ ٹولیڈو شہر کے قریب ہی ہے۔ اقلیما چونکہ اپنی بیماری کے باعث سفر کرنے کے قابل نہ تھی اور اس بستی کو جلد از جلد چھوڑ بھی دینا چاہتی تھی۔ لہٰذا رومیر، اقلیما کو اس بستی میں اپنے عزیزوں کے ہاں چھوڑ کر اقلیما کی ماں کو لے کر قادس شہر کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔

اے ابن مالک! اب تمہارا کام یہ ہوگا کہ تم چند روز کا وقفہ ڈال کر اقلیما کو اس بستی سے نکال کر دریائے تاجہ کے کنارے کنارے مشرق کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ کاستیلا کے مقام پر جہاں پر دریائے تاجہ کے اندر اس کا ایک معاون دریا گرتا ہے وہاں پر رومیر تمہارے انتظار میں ہوگا۔ وہاں پر تم اقلیما کو رومیر کے حوالے کر دینا اس کے بعد تمہارا کام ختم ہو جائے گا۔ اب بولو اے ابن مالک! کیا تم یہ کام کرنے کے لئے تیار ہو۔"

طریف بن مالک نے مسکراتے ہوئے اور فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "اے راہبہ! میں اس کام کے لئے تو تیار ہوں پر پہلے تم میرے سکون قلب کے لئے میرے چند سوالوں کا جواب دو۔"

ایلسا نے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ "کہئے، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

طریف بن مالک بولا اور پوچھا "اے راہبہ! پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ تمہیں ان ساری

Marfat.com

باتوں کی کیسے خبر ہوئی۔"

ایلسا کہنے لگی۔"جیسا کہ میں آپ کو پہلے بتا چکی ہوں کہ قادس شہر کے جس کلیسا میں، میں کام کرتی ہوں کہ اس بڑا پادری ستیوس اقلیما کی ماں کا رشتہ دار ہے اور اس نے میرے ہاتھ ان لوگوں کے لئے کچھ چیزیں بھی روانہ کی تھیں۔ لہٰذا اقلیما کی ماں اور خود اقلیما دونوں جانتی ہیں میرا اس کلیسا سے تعلق ہے اور یہ کہ میں ان کے رشتے دار ستیوس کے ساتھ کام کرتی ہوں۔ لہٰذا ٹولیڈو شہر کے اندر صرف مجھے ہی قابل بھروسہ سمجھتے ہوئے اپنی ایک قابل اعتماد اور مخلص لونڈی کو میری طرف روانہ کیا جس نے آج یہ سارے حالات کی مجھے خبر دی اور ہاں اے ابن مالک! تم سے یہ بھی کہہ دوں کہ رومیر چونکہ اقلیما کی ماں کو لے کر روانہ ہو چکا ہے لہٰذا وہ اقلیما کی ماں کو قادس شہر کے اس کلیسا میں چھوڑ کر واپس آئے گا اور پھر کاستیلا کے مقام پر دریائے تاجہ کے معاون دریا کے سنگم پر وہ اقلیما کو بھی تجھ سے لے لے گا۔ دونوں ماں بیٹی تمہارے اور رومیر کے تعاون سے راذرک کے خونی ہاتھوں سے بچ کر قادس شہر کے کلیسا میں پرامن زندگی بسر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔"

طریف بن مالک نے پھر راہبہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔"اے راہبہ! تم مجھے یہ بھی بتاؤ کہ یہ تم مجھ پر جو بھروسہ کر رہی ہو یہ چاہتی ہو کہ میں اقلیما کو اس بستی سے نکال کر کاستیلا تک دونوں دریاؤں کے سنگم پر پہنچا دوں تو یہ تمہارا اپنا خیال ہے یا ایسا کرنے کے لئے تمہیں کسی اور نے مشورہ دیا ہے۔"

ایلسا نے جھٹ بولتے ہوئے کہا"اے ابن مالک! نہ میرا اپنا خیال ہے نہ یہ میری ذاتی خواہش ہے بلکہ ایسا کرنے کے لئے اقلیما کی ماں نے کہا تھا۔ اقلیما کی ماں نے اس بستی سے روانہ ہوتے وقت اپنی لونڈی کے ہاتھوں میرے نام جو پیام پہنچایا تھا اس میں اس نے سختی کے ساتھ یہ نصیحت کی تھی کہ اقلیما کاستیلا کی طرف صرف طریف بن مالک کے ساتھ سفر کرے اور اس کا یہ بھی حکم تھا کہ اگر طریف بن مالک اقلیما کو وہاں تک پہنچانے پر رضامند نہ ہو تو پھر اقلیما کو اسی بستی کے اندر پڑا رہنے دیں تاوقت کہ حالات دوسرا رخ اختیار کریں اور اقلیما کو وہاں سے نکالا جا سکے اور وہاں اقلیما کی ماں الیانہ نے یہ بھی کہلا بھیجا تھا، اس سلسلے میں طریف بن مالک سے کھل کر بات کی جائے۔ اس کا خیال تھا کہ اس معاملے میں طریف بن مالک دھوکہ دہی سے کام نہیں لے گا۔

اس لونڈی کے ہاتھ اقلیما کی ماں الیانہ نے ان خیالات کا اظہار بھی کیا تھا کہ موت

Marfat.com

کے میدان میں مقابلے کے دوران وہ طریف بن مالک کا بڑے غور اور انہماک سے جائزہ لے چکی ہے جس کی بنا پر وہ پرامید ہے کہ طریف بن مالک کسی بھی صورت میں ماں بیٹی کو دھوکہ نہ دے گا۔“

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے طریف بن مالک نے پھر ایلسا سے پوچھا۔”اے راہبہ! تمہارے خیال میں مجھے کب تک اقلیما کو اس بستی سے لے کر کاستیلا کی طرف روانہ ہونا چاہیے اور یہ کہ اس بستی کے اندر اقلیما کو کہاں اور کس جگہ تلاش کروں گا۔“

طریف بن مالک کے پوچھنے پر ایلسا نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔”اے ابن مالک! تم چند روز تک انتظار کرو، اقلیما اور اس کی ماں الیانہ کی قابل اعتبار لونڈی اب تک اسی شہر ٹولیڈو کے اندر ہی ہے وہ برابر اقلیما کے ساتھ رابطہ قائم رکھے گی اور جب اقلیما کا بخار ٹوٹ جائے گا اور وہ مکمل طور پر صحت مند ہونے کے بعد سفر کے قابل ہو جائے گی تو اے ابن مالک، اس کے بعد ایک روز صبح ہی صبح ایک مے فروش آپ کے اس کمرے کی طرف آئے گا۔ اس مے فروش کا نام فندیان ہے۔ فندیان نام کا یہ مے فروش بھی اقلیما اور اس کے خاندان کا مخلص اور جاں نثار ہے۔ پس یہی مے فروش آپ کو اس بستی کی طرف لے جائے گا جس میں اقلیما ٹھہری ہوئی ہے، وہی آپ کو اقلیما سے ملائے گا اور وہی آپ اور اقلیما کے کوچ کے سارے انتظامات کو آخری شکل دے گا۔ اے ابن مالک! اب آپ کہئے آپ مزید مجھ سے کیا جاننا چاہتے ہیں۔“

اس پر طریف بن مالک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔”اے راہبہ! جو کچھ میں پوچھنا چاہتا تھا وہ تو میں پوچھ چکا ہوں۔ اب میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم مطمئن رہو۔ جب وہ مے فروش مجھ سے رابطہ قائم کرے گا تو میں اقلیما کو اس کی ماں الیانہ کی خواہش کے مطابق ضرور کاستیلا تک پہنچا کر رومیر کے حوالے کر دوں گا۔“

اس کے ساتھ ہی ایلسا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔”اے ابن مالک! میں آپ کی بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں کہ آپ نے یہ کام کرنے کی حامی بھر لی ہے اور ہاں میں آپ سے یہ بھی کہوں کہ شاید میری اور آپ کی یہ آخری ملاقات ہو گی اس لئے کہ میں بھی کل واپس قادس شہر کی طرف روانہ ہو چکی ہوں گی۔ اس لئے کہ اول تو میری تربیت مکمل ہو چکی ہے دوسری یہ کہ جو راہبائیں باہر سے تربیت کے لئے آئی تھیں انہوں نے ابھی چند ہفتے تک مزید یہاں قیام کرنا تھا لیکن یہ جو حکومت کے اندر انقلاب آیا ہے اس کے باعث کلیسا کے بڑے پادری نے حکم

Marfat.com

دے دیا ہے کہ جو راہبائیں باہر سے آئی ہیں وہ واپس اپنے اپنے کلیسا کی طرف لوٹ جائیں۔ لہٰذا ابن مالک! کل میں یہاں ٹولیڈو سے قادس کی طرف کوچ کر جاؤں گی۔ اس موقع پر آپ سے یہ بھی گزارش کروں گی کہ میں آپ کے اخلاق اور آپ کی باتوں سے بے حد متاثر ہوئی ہوں اور ہاں اگر آپ کا کبھی قادس شہر کی طرف آنا ہوا تو آپ مجھ سے ملنے قادس شہر کے اس کلیسا میں ضرور آئیں۔ میں آپ کا انتظار کروں گی۔"

ایلسا کے خاموش ہونے پر طریف بن مالک نے فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ "اے راہبہ! یہ جو تم رات کے اس وقت لوٹ رہی ہو اور تمہیں شہر سے باہر نکل کر اس کلیسا کی طرف جانا ہے تو کیا ایسے موقعہ پر رات کے اس وقت تم پر کوئی شک اور شبہ تو ظاہر نہ کرے گا۔"

جواب میں ایلسا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! جو آپ نے میرے متعلق اس قدر ہمدردی اور فکرمندی کا اظہار کیا ہے، میں آپ کی ممنون ہوں پر میں آپ سے یہ کہوں کہ آج رات ٹولیڈو شہر کے ایک کلیسا کے اندر ایک دعائیہ اجتماع تھا جس میں سارے پادری اور ساری راہبائیں جمع ہو چکی ہیں۔ دعائیہ اجتماع کا یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ میں پہلے ہی اس دعائیہ تقریب سے نکل کر آپ کی طرف آ گئی ہوں اور اب میں واپس اسی کلیسا کی طرف جاؤں گی جس میں کہ دعائیہ تقریب جاری ہے اور وہ ابھی تک تقریب ختم نہیں ہوئی ہو گی لہٰذا میں اپنے پادری اور راہباؤں سے جا ملوں گی اور ان کے ساتھ ہی میں اپنے کلیسا کی طرف روانہ ہو جاؤں گی۔"

ایلسا کا جواب سن کر طریف بن مالک مطمئن ہو گیا تھا پھر وہ دونوں صحن میں آئے، دروازے کے قریب آ کر راہبہ نے ہاتھ فضا میں لہرا کر طریف بن مالک کو الوداع کہا پھر وہ باہر نکل گئی تھی۔ طریف بن مالک دروازے پر کھڑا ہوا اسے دیکھتا رہا۔ جب وہ اندھیرے کی چادر میں روپوش ہو گئی تو طریف بن مالک نے اپنی رہائش گاہ کا بیرونی دروازہ بند کر کے اندر سے زنجیر لگا لی پھر وہ اپنے کمرے میں جا کر لیٹ گیا اور تھوڑی ہی دیر بعد گہری نیند سو رہا تھا۔

❖

طریف بن مالک اور ایلسا کی اس ملاقات پر کوئی آٹھ دس دن گزر چکے تھے۔ ایک روز جبکہ دوپہر ڈھل چکی تھی۔ طریف بن مالک قیلولہ کرنے کے بعد سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا اس لئے کہ اس کی رہائش گاہ کے بیرونی

Marfat.com

دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے دروازہ کھولا اور دیکھا کہ دروازے پر ایک ڈھلتی ہوئی عمر کا شخص ایک خوب توانا اور قد آور اونٹ کی نکیل پکڑے کھڑا تھا اور اس اونٹ پر شراب کے چوبیس مٹکے لدے ہوئے تھے۔ اس شخص کو دیکھتے ہوئے طریف بن مالک کے لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ جواب میں وہ شخص بھی مسکرایا اور پھر اس نے بڑی رازداری سے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”اگر میں غلطی پر نہیں تو آپ ہی طریف بن مالک ہیں۔“

طریف بن مالک نے اپنی مسکراہٹ کو ضبط کر کے کہا ”ہاں اے شترسوار! تیرا اندازہ درست ہے اور اگر میں غلطی پر نہیں تو تم فندیان ہو اور مے فروشی کا کام کرتے ہو۔“

جواب میں اس شترسوار نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔ ”آپ کا اندازہ سو فیصد درست ہے۔ یقیناً راہبہ ایلسا نے میرے متعلق معلومات درست فراہم کی ہیں۔ اب بتایئے آپ کا کیا خیال ہے۔“

طریف بن مالک اس مے فروش کے اور زیادہ قریب ہو گیا اور اس سے مخاطب کرتے ہوئے بڑی رازداری سے کہا۔ ”جس شخص کو ٹولیڈو شہر کی ایک بیرونی بستی سے لے کر میں نے کاستیلا کی طرف روانہ ہونا ہے کیا وہ اب صحت مند ہے اور کوچ کے لئے تیار ہے۔“

جواب میں وہ مے فروش مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا ”اے ابن مالک! وہ حسین مسافر جس نے آپ کے ساتھ اس بستی سے کاستیلا کی طرف کوچ کرنا ہے وہ اب مکمل طور پر صحت مند ہے۔ وہ بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہی ہے تاکہ وہ آپ کے ہمراہ قادس شہر کی طرف کوچ کر جائے۔“

اس پر طریف بن مالک نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ ”اے فندیان! تم تھوڑی دیر یہیں باہر ہی رکو میں اپنا لباس تبدیل کر کے اپنا ضرورت کا سامان خرجین میں ڈالتا ہوں اس کے علاوہ گھوڑے پر زین ڈال کر تمہارے ساتھ ہو لیتا ہوں۔“ اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک اپنی رہائش گاہ میں داخل ہوا۔ اپنا لباس تبدیل کر کے اس نے اپنا جنگی لباس پہن لیا، ایک خرجین کے اندر اپنے کپڑے اور ضروریات کا سامان بھی رکھ لیا پھر اس نے اپنے گھوڑے پر زین ڈالنے کے بعد دہانہ چڑھایا، چرمی خرجین گھوڑے کی زین کے ساتھ باندھی، دوسری طرف اس نے زین کے ساتھ اپنا بستر باندھ لیا تھا۔ اس کے بعد وہ

Marfat.com

گھوڑے کی باگ پکڑ کر باہر نکلا، اپنی رہائش گاہ کو باہر سے قفل لگایا اور فندیان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "آؤ اب یہاں سے کوچ کریں۔"

فندیان نے اونٹ کی گردن پر رسی مار کر پہلے اسے بٹھایا، اونٹ پر سوار ہوا پھر وہ دوبارہ اس کی گردن پر رسی مار کر اسے اٹھا دیا۔ اتنی دیر تک طریف بن مالک بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو چکا تھا۔ اس کے بعد وہ دونوں وہاں سے روانہ ہو گئے تھے۔

❖

شام ہو گئی تھی، ہواؤں کے اندر شفق کے رنگ اور خوشبوئیں بکھر گئی تھیں۔ ذہن میں اڑتے خوابوں کی طرح پرندے فضاؤں کے اندر پرواز کرتے اور اپنے زخم دل کے گیت گاتے اپنے اپنے آشیانوں کو لوٹ رہے تھے۔ چھتوں، دیواروں، درختوں اور کوہساروں پر دھوپ چھاؤں کا کھیل ختم ہو چکا تھا۔ رات کی تاریکیاں دست طلب میں بے شجر بھٹکتے مسافر کی طرح کائنات کے دل پر سایہ کرنے لگی تھیں۔ رات کی آمد آمد گھروں کے آنگنوں کو اجاڑنے اور لوگوں کی آنکھوں میں خواب سجانے لگی تھیں۔ ایسے میں طریف بن مالک اور وہ مے فروش جس کا نام فندیان تھا ہسپانیہ کے مرکزی شہر ٹولیڈو سے باہر ایک بستی میں داخل ہوئے۔ بستی کے بیرونی حصہ میں ہی ایک بڑی حویلی کے سامنے مے فروش نے اپنے اونٹ کو روک لیا اور طریف بن مالک کو بھی اس نے رکنے کا اشارہ کر دیا تھا پھر وہ مے فروش اونٹ کے کجاوے سے لٹکتا ہوا نیچے اترا اور آگے بڑھ کر اس نے اس حویلی کے دروازے پر دستک دی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ایک شخص نے حویلی کا دروازہ کھولا۔ مے فروش فندیان نے اس شخص کے ساتھ بڑی رازداری کے ساتھ کھسر پھسر میں گفتگو کی اس کے جواب میں دروازہ کھولنے والے نے پیچھے ہٹتے ہوئے دائیں طرف حویلی کے دیوان خانے کا دروازہ کھول دیا۔ اس پر فندیان نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "آپ دیوان خانے میں بیٹھیں میں تھوڑی دیر کے بعد آپ کے پاس حاضر ہوتا ہوں۔"

طریف بن مالک اس دیوان خانے میں جب داخل ہوا تو دروازہ کھولنے والے نے دوبارہ دیوان خانے کا بیرونی دروازہ بند کر دیا تھا اور اس دیوان خانے سے باہر نکل گیا۔ طریف بن مالک نے دیکھا دیوان خانے کی دیوار سے لٹکتی ہوئی وہاں ایک چھوٹی سی مشعل جل رہی تھی جس کی روشنی میں اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ وہ کمرا آسائش کی حد تک آراستہ کیا ہوا تھا اور اس کمرے کا جائزہ لینے کے بعد طریف بن مالک ایک نشست پر

Marfat.com

بیٹھ گیا جب کہ دوسری طرف فندیان نام کا بردہ فروش اپنے اونٹ اور گھوڑے کو حویلی کے اندر لے گیا تھا اور جس شخص نے حویلی کا دروازہ کھولا تھا اس نے پھر پہلے کی طرح حویلی کا دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا۔

اس دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے طریف بن مالک کو تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ فندیان وہاں داخل ہوا اور طریف بن مالک کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا "اے ابن مالک! اقلیما کو آپ کی آمد کی اطلاع کی جا چکی ہے وہ اپنی تیاریاں مکمل کر رہی ہے جب کہ میں اس کے گھوڑے پر زین بھی ڈال آیا ہوں اور اس کے گھوڑے سے لٹکتی ہوئی چرمی خرجین کے اندر اس حویلی کے مالک کے تعاون سے ضروریات کی چیزیں بھی ڈال آیا ہوں۔ ان چیزوں میں بہت سی کھانے پینے کی اشیاء ہیں۔ اے ابن مالک! تم میرے ساتھ مل کر یہاں کھانا کھاؤ، اس کے بعد تم اقلیما کو یہاں سے لے کر کوچ کر جانا۔"

بردہ فروش فندیان کی اس گفتگو کے جواب میں طریف بن مالک کچھ کہنا چاہتا تھا کہ حویلی کا ایک ملازم ایک بڑے طشت میں کھانا لے آیا لہٰذا بڑی خاموشی سے دونوں مل کر کھانا کھانے لگے۔

طریف بن مالک اور فندیان جب کھانا کھا کر فارغ ہو گئے تو جو ملازم ان کے لئے کھانا لایا تھا خالی برتن بھی اٹھا کر لے گیا۔ دونوں کچھ دیر تک اس کمرے میں بیٹھ کر باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ کمرے میں اقلیما داخل ہوئی۔ کمرے کی دیوار سے لٹکی مشعل کی روشنی میں طریف بن مالک نے دیکھا، اقلیما کی حالت عجیب ہو رہی تھی یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی پرانے درد و سوز اور غم میں مبتلا ہو کر رہ گئی ہو شاید ہسپانیہ کے اندر رونما ہونیوالے انقلاب کے پردرد اثرات نے اس کے انا پرست اور منور چہرے پر یادوں کے زنگ کی طرح گہرا اثر کیا تھا۔ اس کے چاند چہرے پر پھولوں جیسے گالوں اور حسین و بے مثال بدن پر احساس کا کرب، روح کا طوفان، اور دکھ کے مراحل دیکھے جا سکتے تھے۔

اس کی حالت سے ایسا لگتا تھا جیسے اس کے دھڑکتے جاگتے جذبوں کی ضو اس کی حسین آنکھوں کا تجسس تنہائی کی دھوپ اور قربتوں میں قیامت خیز دوریوں کا شکار ہو کر رہ گیا ہو۔ اس کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ پیار کی راہ میں درد کی دوری اور مسافرت کی راتوں سے دوچار ہو گئی ہے۔ طریف بن مالک کے سامنے اقلیما کسی ستون کی طرح خاموش کھڑی تھی۔ اس موقع پر طریف بن مالک کے دل میں اس کے لئے ترنم آمیز جذبے اٹھ کھڑے ہوئے تھے کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ اقلیما کی کیفیت میں کرب کا ایک طویل سلسلہ

Marfat.com

تھا جو اس بات کا مظہر تھا کہ وہ شاہی ایوانوں میں زندگی بسر کرنے والی نوخیز لڑکی زندہ رہنے کی تمنا میں بڑی مشکل کے ساتھ اپنی زیست کے لمحوں کو منتشر اور اپنے اعصاب کو بکھرنے سے بچا سکی ہو وہ اقلیما جس کے سنورنے سے آئینے سنورتے تھے، جس کے خدوخال حسن اور خوبصورتی کو بھی شرما دیتے تھے، وہ شکست و ریخت کے طویل سلسلے جیسی اداس اور کف خیال کی یادوں میں آبلوں جیسی افسردہ اور بیزار بیزار سی تھی۔

تھوڑی دیر تک اقلیما خاموشی کے ساتھ طریف بن ملک کے سامنے کھڑی رہی پھر وہ حرکت میں آئی اور طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا "اے ابن مالک! گو مجھے آپ کی ذات سے کسی خوش کن جذبے کی توقع کی امید نہ تھی تاہم میں آپ کی شکرگزار اور ممنون ہوں کہ راہبہ ایلسا کے کہنے پر آپ میری مدد اور میری حمایت کے لئے آمادہ اور تیار ہو گئے ہیں۔ اگر آپ مجھے باحفاظت دریائے تاجہ اور اس کے معاون دریا کے سنگم کے پاس کاستیلا کے مقام پر رومیر تک پہنچا دیں تو میں آپ کا یہ احسان زندگی بھر فراموش نہ کرسکوں گی۔ اے ابن مالک! میں جانتی ہوں کہ جس روز آپ نے روجر اور رومیر کے خلاف موت کے میدان میں تیغ زنی کا مقابلہ جیتا تھا اس روز میں نے آپ کے ساتھ نہ صرف یہ زیادتی کی تھی بلکہ میں نے اپنے سارے اہل خانہ کے سامنے بدتمیزی کا مظاہرہ بھی کیا۔ میں اس کے لئے بھی آپ سے معذرت خواہ ہوں۔"

طریف بن مالک نے کسی قدر بے توجہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "اے خاتون! میں اس سرزمین میں تمہاری خوشنودی یا نفرت کے حصول کے لئے داخل نہ ہوا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ گزرے ہوئے دنوں میں تم نے میرے لئے کیا کچھ کہا۔ اگر تم نے کچھ کہا بھی تو بھی میں مکمل طور پر فراموش کر چکا ہوں۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ جس مقصد کے تحت ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوا تھا اس مقصد کو مکمل کر چکا ہوں۔ اے خاتون اب میں تمہیں کاستیلا کے مقام پر رومیر کے حوالے کرنے کی ذمہ داری قبول کر چکا ہوں۔ لہٰذا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس ذمہ داری کو بھی پوری طرح نبھاؤں گا۔ لہٰذا تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم کب تک یہاں سے کوچ کرنے کے لئے تیار ہوسکتی ہو۔"

اقلیما نے پہلی بار اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالتے ہوئے اور ہمدردی کے بھرپور جذبات میں طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! آپ نے مجھے خاتون کہہ کر مخاطب کیا ہے...... میرا نام اقلیما ہے اور آپ مجھے میرے نام سے مخاطب کرسکتے ہیں۔"

Marfat.com

طریف بن مالک نے پھر اجنبیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ ''اے خاتون! میں اور تم ایک دوسرے کے لئے اجنبی اور بیگانے ہیں۔ ہمارا آپس میں کوئی تعلق، کوئی واسطہ، کوئی رابطہ، کوئی رشتہ و مناسبت اور میلان نہیں ہے۔ لہٰذا میں اس اجنبی حالت میں تمہیں تمہارے نام کے بجائے خاتون ہی کہہ کر مخاطب کروں گا۔ میں ایک بار پھر کہوں گا کہ تم دیگر باتوں کو چھوڑو اور مجھے یہ بتاؤ کہ تم کب تک یہاں سے کوچ کر سکتی ہو۔''

اقلیما نے اس بار کسی قدر افسردہ لہجہ میں کہا ''میں ابھی اور اسی وقت کوچ کرنے کے لئے تیار ہوں اور میرا گھوڑا بھی کوچ کے لئے تیار کر دیا گیا ہے۔''

اقلیما کا یہ جواب سن کر طریف بن مالک فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بے فروش فندیان کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا ''اے فندیان اب مجھے اجازت ہے کہ میں اس خاتون کے ساتھ یہاں سے کاستیلا کی طرف کوچ کر جاؤں؟''

جواب میں فندیان اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے دونوں ہاتھ طریف بن مالک کے کندھوں پر رکھتے ہوئے اور اس نے بڑی عقیدت مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ''اے ابن مالک! تم اب اقلیما کو لے کر یہاں سے کوچ کر جاؤ اور سنو اس بستی سے نکل کر دریائے تاجہ کے کنارے کنارے مشرق کی طرف بڑھنا، بیس میل آگے جانے کے بعد چھوٹی چھوٹی چوٹیوں پر مشتمل کوہستانی سلسلہ شروع ہوتا ہے جہاں پر دریائے تاجہ کا ایک معاون دریا اس میں ملتا ہے وہیں پر کاستیلا نام کی ایک بستی بھی ہے اسی سنگم کے قریب تمہیں رومیر ملے گا اور تم اقلیما کو اس کے حوالے کر دینا۔''

طریف بن مالک نے فوراً فندیان کی بات کاٹتے ہوئے کہا ''اے فندیان! تم فکرمند نہ ہو میں تمہاری گفتگو سمجھ چکا ہوں تم مجھے یہاں سے کوچ کرنے دو۔''

اس کے ساتھ ہی فندیان، طریف بن مالک اور اقلیما کو لے کر حویلی کے اصطبل کی طرف لے کر آیا۔ دونوں کے گھوڑے کھول کر اس نے ان کے حوالے کیے پھر وہ ان دونوں کے ساتھ حویلی کے باہر آیا اس کے دیکھتے ہی دیکھتے طریف بن مالک اور اقلیما گھوڑوں پر سوار ہو کر وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

جب تک اقلیما اور طریف بن مالک فندیان کو دکھائی دیتے رہے وہ اسی حویلی کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھتا رہا جب اندھیرے میں اس کی نگاہوں سے روپوش ہو گئے تو وہ حویلی کے اندر چلا گیا تھا۔

❖

Marfat.com

طریف بن مالک اور اقلیما رات بھر دریائے تاجہ کے کنارے کنارے مشرق کی طرف سفر کرتے رہے یہاں تک کہ جب پو پھوٹی اور مشرق سے صبح کے آثار دکھائی دینے لگے تو وہ دونوں اس وقت تک کاستیلا نام کی بستی کے قریب اس جگہ پہنچ گئے تھے جہاں دریائے تاجہ اور اس کا ایک معاون دریا آپس میں ملتے تھے۔ فضاؤں کے اندر ابھی ہلکی ہلکی تاریکی تھی یہ دونوں دریاؤں کے سنگم کے پاس ہی اپنے گھوڑوں سے اتر کھڑے ہوئے اور پھر دریا کنارے کی طرف ایک چٹان کی اوٹ میں ہو کر وہ وہاں پر رومیر کا انتظار کرنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جب سورج مشرق کی طرف سے طلوع ہو رہا تھا اور فضاؤں کے اندر ہلکی ہلکی دھوپ پھیلنا شروع ہوئی تو چٹانوں کے اندر سے اپنے گھوڑے پر سوار رومیر ان دونوں کی طرف آتا دکھائی دیا۔

اقلیما کے قریب آ کر رومیر اپنے گھوڑے سے اترا اور پھر بڑے محبت آمیز انداز میں اس نے آگے بڑھ کر اقلیما کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے چاہتوں بھری آواز میں اس نے کہا ''اے اقلیما! مجھے امید تھی کہ ایک نہ ایک روز دریا تاجہ اور اس کے معاون دریا کے اس سنگم پر میری اور تمہاری ملاقات ضرور ہو گی۔ تمہارا ٹولیڈو شہر سے نکل کر اس سنگم تک پہنچ جانا اس بات کی علامت ہے کہ اب میں تمہیں سلامتی کے ساتھ قادس شہر پہنچانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔''

رومیر جب خاموش ہوا تب طریف بن مالک نے اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ''اے خاتون! میں نے تمہیں ٹولیڈو سے دونوں دریاؤں کے سنگم تک پہنچانے کا عہد کیا تھا اور تو دیکھتی ہے کہ میں نے عہد پورا کر دیا ہے کیا میں اب واپس یہاں سے ٹولیڈو شہر کی طرف روانہ ہو سکتا ہوں۔''

حسین اقلیما، طریف بن مالک کو کوئی جواب دینا ہی چاہتی تھی کہ اچانک رومیر نے اپنی تلوار سونت لی اور طریف بن مالک پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ اس نے چاہا تھا کہ اپنی تلوار مار کر طریف بن مالک کے شانے کو کاٹ کر رکھ دے، یہ حملہ ایسا اچانک اور فی الفور تھا کہ طریف بن مالک نہ ہی سنبھل سکا اور نہ ہی اپنی ڈھال یا تلوار مار کر وہ رومیر کے حملہ کا دفاع کر سکا تھا تاہم اپنی زندگی بچانے کے لئے اس نے بروقت ایک قدم اٹھایا اور فوراً اپنے سر سے اپنا آہنی خود اتار کر رومیر کی گرتی ہوئی تلوار کو اس پر روک لیا تھا پھر وہ بڑی تیزی سے پیچھے ہٹا، خود دوبارہ اس نے اپنے سر پر رکھا پھر تلوار اور ڈھال سنبھال کر وہ مستعد ہو گیا تھا۔ اسی وقت اقلیما بھی حرکت میں آئی، اس نے بے حد غصے اور غضبناکی کا

Marfat.com

اظہار کرتے ہوئے رومیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ”اے رومیر! یہ کیا حماقت اور بزدلی ہے کہ تم اس ابن مالک پر حملہ آور ہو گئے جب کہ تم دیکھتے ہو کہ اب یہ ہمارا محسن ہے کہ اس نے مجھے ایک انتہائی شریف آدمی کی طرح بحفاظت یہاں دریاؤں کے اس سنگم تک پہنچایا ہے۔“

رومیر نے کمال ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اقلیما کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”اے اقلیما! اب ابن مالک یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتا۔ ان ویرانوں کے اندر میں ضرور اسے قتل کر کے رہوں گا اور اس کا قتل مجھ پر دو لحاظ سے فرض ہو چکا ہے اول اس لحاظ سے کہ اس نے موت کے میدان میں صرف روجر ہی کو نہیں بلکہ مجھے بھی شکست دے کر اپنے سامنے نیچا اور مغلوب دکھایا اور دوئم یہ کہ اسے اب خبر ہے کہ میں تمہیں یہاں سے لے کر قادس شہر کی طرف جاؤں گا۔ جب یہ یہاں سے واپس جانے کے بعد ٹولیڈو شہر میں رہے گا تو یہ کسی بھی وقت رازرک کے سامنے اس بات کا انکشاف کر سکتا ہے کہ اقلیما اور اس کی ماں اور میں قادس شہر کے کلیسا میں رہتے ہیں۔ جب اس نے ایسا کر دیا تو رازرک ہم تینوں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دے گا۔ لہٰذا میں اسے کیوں ٹولیڈو شہر واپس جانے دوں گا۔ میں ان ویرانوں کے اندر ہی اس کا سر قلم کر دوں گا۔“

جواب میں اقلیما نے پھر غصے اور نفرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ”اے رومیر! تم احمق اور بے وقوف ہو یہ شخص کیوں رازرک کے سامنے ہمارے راز کا انکشاف کرے گا۔ اگر اس نے ایسا کرنا ہوتا تو یہ مجھے یہاں تک کیوں لے آتا ...... یہ بے چارہ ٹولیڈو شہر میں ہی رازرک کو بتا دیتا کہ اقلیما فلاں بستی میں قیام کیے ہوئے ہے، وہیں یہ مجھے رازرک کے حوالے کر سکتا تھا لہٰذا یہ طریف بن مالک ہمارے لئے قابل اعتماد اور بھروسے کا ایک ساتھی اور رفیق ہے ...... تم اس کے سامنے اپنی تلوار کو اپنی نیام میں کر لو اور اس کا شکریہ ادا کرو کہ اس نے مجھے یہاں تک پہنچایا اور یہ کہ سفر کے دوران میرے ساتھ کمال نرمی، کمال عزت اور شرافت کے ساتھ پیش آیا۔“

رومیر نے پھر اپنی ضد کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ”اے اقلیما! تم کچھ بھی کہو، کچھ بھی کرو میں اس طریف بن مالک کو یہاں سے بچ کر نہ جانے دوں گا۔“ پھر رومیر اقلیما کی طرف سے مڑا اور طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا ”اپنے ابن مالک! اب تو بچ کر یہاں سے بھاگ نہ سکے گا میں موت کو تیرا جزو جان بناؤں گا اور کرچیوں کی صدا کی طرح دریاؤں کے اس سنگم کے کنارے تمہیں بکھیر کر رکھ دوں گا۔ یہاں ان

Marfat.com

ویرانوں کے اندر تیرے نفس کی توہین کروں گا، تجھے تیری زیست کا بوجھ اور ذات کا عذاب بنا دوں گا۔ اے ابن مالک! میں جب تم پر حملہ آور ہوں گا تو تیری سانس سلگ اٹھے گی اور تیرا دل دھواں بن کر اڑنے لگے گا۔ ان ویرانوں کے اندر اے ابن مالک! میں تجھے ہجر کے لمحوں اور کاسہ دریوزہ گر کی طرح اداس اور کشت روح سینہ ویران اور درد کی لو جیسا ملول بنا کر رکھ دوں گا۔ سو دیکھ ان دیولاخوں کے اندر میں تم پر حملہ آور ہوتا ہوں اور تجھے تیری زندگی کے خاتمے سے ہمکنار کرتا ہوں۔"

جواب میں طریف بن مالک نے اپنی ڈھال اپنے سامنے کرتے اور تلوار بھی لہراتے ہوئے ایک عزم اور انوکھی سی جرأت مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "اے رومیر! کسی غلط فہمی، کسی دھوکے میں مبتلا نہ رہنا، اب بھی وقت ہے اپنی تلوار نیام میں کر لو اور اقلیما کو یہاں سے لے کر قادس شہر کی طرف کوچ کر جاؤ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں تم دونوں اور اقلیما کی ماں سے متعلق رازرک سے کچھ نہ کہوں گا ...... تم مجھ پر بھروسہ کرو میں تمہارا کوئی بھی راز رازرک پر ظاہر نہ کروں گا اور تم پرامن طور پر قادس شہر میں زندگی بسر کر سکو گے۔"

جواب میں رومیر نے چلاتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! میں تو کسی صورت میں تم پر نہ اعتماد کروں گا نہ ہی تمہیں یہاں سے واپس جانے دوں گا بلکہ ان ویرانوں کو میں تمہاری مرگ، تمہاری موت کا میدان بنا کر رکھوں گا۔"

رومیر کا جواب سن کر طریف بن مالک کے چہرے پر غضب اور غصے کے آثار پھیل گئے تھے پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں رومیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "اے رومیر! اگر تم اس حد تک ہی ہٹ دھرم، بے وفا اور نمک حرام ہو چکے ہو تو پھر آؤ مجھ پر حملہ آور ہو پھر دیکھنا میں کیسے تمہارے بدن کو زخم زخم، تمہارے جسم کو لخت لخت کرتا ہوں، کیسے تمہاری سانسوں میں جلن اور تمہاری روح کے اندر دکھ اور کرب بھر کے رکھتا ہوں۔ اے رومیر! میں جب شور سلاسل اور لحہ کرب کی طرح تم پر حملہ آور ہوں گا تو تیرے جسم کی نہ صرف شادابی جاتی رہے گی بلکہ تو اپنے جسم کی رگوں میں وصال کی تلخی دوڑتے اور رقص کرتے محسوس کرے گا۔ اے نمک حرام رومیر! آگے بڑھ، مجھ پر حملہ آور ہو اور دیکھ دریاؤں کے اس سنگم پر کس طرح میں اقلیما کی موجودگی میں تیرا حرص، کینہ، بغض، نفرت، خود پرستی اور بے حسی تیرے ہی خون میں ڈبوتا ہوں۔" طریف بن مالک کے اس چیلنج پر رومیر نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً آگے بڑھ کر طریف بن مالک پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

Marfat.com

رومیر نے آگے بڑھ کر پوری قوت اور پوری جانفشانی سے طریف بن مالک پر ایک وار کیا تھا جسے اس نے بڑی آسانی کے ساتھ اپنی ڈھال پر روک لیا تھا پھر جواب میں طریف بن مالک بھی بڑے غضب ناک انداز میں رومیر پر حملہ آور ہو چکا تھا۔ تھوڑی دیر تک دونوں خوب جم کر دونوں دریاؤں کے اس سنگم کے پاس ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہوتے رہے جب کہ اقلیما سراسیمہ و حیران آرزوؤں کی تشنگی کے ساتھ ایک سہمے ہوئے پنچھی کی طرح کلبلاتی روح لئے ایک طرف ہٹ کر خاموشی میں مگن بے بسی کے ساتھ ان دونوں کو ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد طریف بن مالک کے مقابلے میں رومیر کے اندر تھکاوٹ کے آثار نمودار ہونے لگے تھے جہاں طریف بن مالک کے حملوں کے اندر لحہ بہ لحہ تیزی اور خونفا کی اترتی چلی آ رہی تھی۔ وہاں رومیر کے حملوں کے اندر آہستگی اور تھکاوٹ کے آثار نمودار ہوتے جا رہے تھے یوں لگ رہا تھا جیسے رومیر حملوں کے سامنے کرب کی رُت، زخم دل اور سوز نفس کا شکار ہوا جا رہا ہو۔ جب کہ اس کے مقابلے میں طریف بن مالک کی حالت ابھی تک تازہ دم تھی اور وہ رقص مستانہ کی طرح اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کرتا جا رہا تھا ایسا لگ رہا تھا اس مقابلے نے اس کے خون کی شریانوں میں نشتر اتار دیئے ہوں۔ وہ باد خلش بخش کی طرح ہر شے پر حاوی ہو جانے کا عزم کر چکا ہو۔ اس موقع پر اچانک طریف بن مالک کی تلوار برق کے انداز میں رومیر کے شانے پر زخم لگائی ہوئی نکل گئی تھی۔ شانے پر آنے والے اس زخم کی وجہ سے جوں ہی رومیر اپنے ڈھال والا ہاتھ اپنے شانے کے زخم کی طرف لے گیا اسی لحہ طریف بن مالک نے ڈھال اُس کی تلوار پر دے ماری اور پھر اس کے ساتھ ہی اس کی چمکتی ہوئی بھاری پھل کی تلوار بھی رومیر پر گری تھی، اس کی گردن کاٹتی ہوئی چلی گئی تھی۔ دریائے تاجہ اور ان قریبی چٹانوں کے درمیان پڑنے والی ریت پر رومیر کا دھڑ دو حصوں میں کٹ کر گر گیا تھا اور اس کا خون اس کے جسم سے نکل کر ریت میں جذب ہونے لگا تھا۔

رومیر کی لاش کو خون میں لت پت ریت پر پڑے دیکھ کر اقلیما کا نکہت بدوش بدن اور گل تر سا مرمریں جسم کلیسا کے اندر رکھے کسی دیئے کی طرح جھلملانے لگا تھا۔ اس کی پھٹی پھٹی نگاہوں میں دور تک ویرانیاں ہی ویرانیاں تھیں اور اس کے چہرے پر خوف اور وحشت خوب عیاں ہو کر رہ گئی تھی تھوڑی دیر تک وہ رومیر کی لاش کو بڑے غور سے دیکھتی رہی پھر اس کی نگاہیں جھک گئیں۔ طریف بن مالک نے اپنی جگہ کھڑے ہی کھڑے اقلیما

Marfat.com

کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے خاتون! مجھے افسوس ہے کہ تمہیں چاہنے والا اور تمہارا پسندیدہ رومیر میرے ہاتھوں اپنی ہٹ دھرمی اور حماقت کی وجہ سے مارا گیا...... میں تمہیں اس کے حوالے کر کے یہاں سے لوٹ جانا چاہتا تھا پر یہ خود ہی میری زندگی کے درپے ہو گیا...... میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان جوانوں میں سے ہے جو انسانی خون سے چراغ روشن کرنے پر فخر محسوس کرتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان احمق انسانوں میں سے ہے جو اپنی زندگی کو زندگی بھر دربدر کرنے کا عزم کرتے ہیں...... برسوں کی ہمسائی کو منقطع کرنے، سکون کی گلیاں خون آلود بنانے اور زندگی کے صحرا سے اس کے پیار کے لمحات چھیننے پر فخر محسوس کرتے ہیں...... بہرحال اے خاتون! میں نے اس رومیر کو قتل کر دیا ہے جس سے تم محبت کرتی تھی اس نے میرے لہو میں اپنی تلوار ڈبو کر خوشی کا رقص کرنے کا ارادہ کیا تھا جب کہ میں نے موت کی لہریں اس کی رگوں میں دوڑا کر رکھ دی ہیں۔

اے خاتون! میں نے اس کی زندگی کے اس طلسم ہست و بود کا خاتمہ کر دیا ہے...... میں نہیں جانتا کہ تو میرے متعلق کیا خیال کرتی ہے پر میں اس موقع پر یہ ضرور کہوں گا کہ اس دنیا کی زندگی ایک خواب سے کوئی مختلف نہیں ہے۔ زندگی اور خواب میں صرف نام ہی کا فرق ہے۔ ایک طویل ہے اور دوسری مختصر۔"

طریف بن مالک خاموش ہوا تو اقلیما نے اپنی جھکی جھکی نگاہیں اٹھائی، طریف بن مالک نے دیکھا اس کی آنکھوں کے اندر ظلمت و تنویر کی ستیزہ کاری کا ایک سلسلہ تھا۔ اس کے چہرے پر سراب زندگی اور سفر بدوشی کی سی کیفیت تھی پھر اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے ابن مالک! میں تسلیم کرتی ہوں کہ رومیر خود اپنی مانگی ہوئی موت کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہو کر اس دنیا سے کوچ کر گیا ہے۔ میں نے اسے بہتیرا منع کیا لیکن یہ اپنی حماقت اور ہٹ دھرمی کے باعث آپ سے مقابلہ کر بیٹھا۔ جب کہ یہ جانتا تھا کہ اس سے قبل موت کے میدان میں آپ اسے زیر اور مغلوب کر چکے ہیں۔ بہرحال اس کے مرنے سے مجھے بہت بڑے نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا یہ کہ اب قادس کی بجائے مجھے واپس اسی بستی کا رخ کرنا پڑے گا جہاں سے آپ کے ساتھ میں نے کوچ کیا تھا لگتا ہے کہ میری قسمت میں قادس اپنی ماں کے پاس پہنچنا نہیں لکھا اور اگر میں واپس اسی بستی میں گئی تو میں سمجھتی ہوں ایک نہ ایک روز رازرک کو خبر ہو جائے گی کہ میں نے اس بستی کے اندر قیام

Marfat.com

...رکھا ہے پھر وہ مجھے اپنا اسیر بنا کر اپنے پاس لے جائے گا اور میری زندگی کو جہنم بنا کر ...دے گا۔ بہرحل میری تقدیر، میری قسمت، جو لکھا ہے وہ مجھے بھگتنا ہی ہوگا۔"

طریف بن مالک نے دریا کنارے کی خشک ریت پر اپنی تلوار رگڑ کر پہلے اسے ...ف کیا پھر اپنی تلوار کو نیام میں ڈالتے ڈھال کو پشت پر باندھنے کے بعد طریف بن ...ک نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تھا "اے خاتون! کیا تم اپنی خوشی سے اس ...تی کی طرف جانا چاہتی ہو کہ جہاں گزشتہ رات تم نے میرے ساتھ اس طرف آنے کے ...ے کوچ کیا تھا۔"

اس پر اقلیما نے جھٹ بولتے ہوئے کہا۔ "میری خوشی، میری تمنا، میری آرزو تو اسی ...ں ہے کہ میں کسی نہ کسی طرح قادس شہر اپنی ماں کے پاس پہنچ جاؤں وہیں رہ کر میں اپنی ...گی کے بقایا دن پر امن اور سکون کے ساتھ گزار سکتی ہوں ...... اگر میں واپس اسی بستی کی ...ٹ گئی جہاں سے میں نے کوچ کیا ہے تو وہاں میں چند دن سے زائد زندہ نہ رہ سکوں ... اور رازرک کے ہاتھوں چڑھ جاؤں گی۔"

اس پر طریف بن مالک پھر بولا اور اقلیما کو مخاطب کر کے کہنے لگا "اے خاتون! ...تم میرے ہمراہ اور میرے ساتھ سفر کرنے پر آمادہ ہو تو پھر میں تمہیں قادس شہر میں ...ہاری ماں کے پاس پہنچا سکتا ہوں۔"

اقلیما نے بغیر کسی توقف کے بولتے ہوئے کہا "میں آپ کے ساتھ سفر کرنے میں ...وں آمادہ نہ ہوں گی ...... جب میں آپ کے ساتھ اس بستی سے یہاں تک رات کی ...ریکی میں سفر کر چکی ہوں تو میں کیوں کر قادس شہر تک آپ کے ساتھ سفر نہیں کر سکتی ....ں آپ کی شرافت اور اخلاق سے پہلے ہی متاثر ہوں...... میں آپ کے ساتھ قادس شہر ...ک بخوشی سفر کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

اقلیما کی گفتگو سن کر طریف بن مالک نے فیصلہ کن انداز میں کہا "اے خاتون! اگر ...ا ہے تو پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ تا کہ یہاں سے کوچ کیا جائے۔"

اقلیما فوراً حرکت میں آئی، رومیر کی تلوار، ڈھال اور اس کا آہنی خود، تیروں سے ...ا ترکش اور کمان پر اس نے قبضہ کر لیا تھا پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئی تھی۔ اس کے ...طریف بن مالک نے رومیر کی لاش کو اٹھا کر دریائے تاجہ میں پھینک دیا تھا پھر وہ خود ...ا اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور وہاں سے وہ دونوں کوچ کر گئے تھے۔

❖

Marfat.com

طریف بن مالک اور اقلیما نے اپنے گھوڑوں پر بڑی برق رفتاری سے سفر کیا۔ کچھ دیر تک وہ دریائے تاجہ کے معاون دریا کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے رہے۔ طریف بن مالک کیونکہ ان سرزمینوں سے اجنبی تھا لہٰذا سفر کرنے کے ساتھ ساتھ وہ آگے بڑھنے کے لئے اقلیما سے راہنمائی حاصل کرتا رہا۔ دریائے تاجہ کے اس معاون کے ساتھ ساتھ کچھ دیر تک آگے بڑھنے کے بعد اقلیما کی ہدایت کے مطابق طریف بن مالک نے اپنا رخ بدل لیا تھا اور اب وہ دونوں جنوب مشرق کی طرف رخ موڑتے ہوئے آگے بڑھنے لگے تھے۔ راستے میں دوپہر کے قریب رک کر انہوں نے ایک جگہ اپنے زادراہ میں سے کھانا کھایا اور پھر دوبارہ سفر شروع کر دیا تھا۔ شام کے تھوڑی دیر پہلے وہ وادی شقرہ کے کوہستانی سلسلہ میں داخل ہو گئے تھے۔ اس دوران تک اچانک آسمان کی نیلی محرابوں کے اس پار سے سیل حرص و ہوس کی طرح بادل نمودار ہو کر سارے آسمان پر پھیلنا شروع ہو گئے تھے۔ پرندوں سے بھرا بے کراں آسمان خالی ہو گیا تھا۔ صدیوں پرانی زمین کسی انقلاب کی منظر دکھائی دینے لگی تھی۔ آسمان پر پھیلتے ہوئے بادل اور زیادہ گہرے ہو کر زمین کی طرف جھکنے لگے تھے اور پھر وہ جہنم کی سرگوشیاں کی سی گڑگڑاہٹ پیدا کرنے لگے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے تیز بارش یا برف باری ہونے والی ہو۔ ایسے میں طریف بن مالک اور اقلیما وادی شقرہ کے اس کوہستانی سلسلے میں آگے بڑھ رہے تھے کہ ناگہاں سامنے کی طرف سے پانچ سوار نمودار ہوئے۔

جب وہ طریف بن مالک اور اقلیما کے پاس آئے تو اقلیما کو دیکھ کر ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی پھر ان میں سے کسی ایک ساتھی نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا۔ "میرے رفیقو! اس جوان کے ساتھ جو لڑکی ہے اسے غور سے دیکھو یہ ہسپانیہ کے سابق بادشاہ عطیشہ کی بیٹی اقلیما ہے جس کی گرفتاری کے متعلق ہسپانیہ کے موجودہ بادشاہ رازرک نے ایک بھاری انعام مقرر کر رکھا ہے...... آؤ اسے پکڑ کر رازرک کے پاس لے چلیں اور اس سے وہ انعام حاصل کریں جس کا اس نے اعلان کر رکھا ہے۔"

قبل اس کے دوسروں میں سے کوئی اپنے پہلے ساتھی کی اس گفتگو پر جواب دیتا طریف بن مالک کسی طوفان کی طرح حرکت میں آیا، اپنی تلوار ڈھال سنبھال کر اس نے بپھری آندھی کی طرح ان پر حملہ کر دیا تھا اور لمحوں کے اندر اس نے ان میں سے تین کی گردنیں کاٹ کر رکھ دی تھیں۔ طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے اقلیما بھی حرکت میں آئی، اس نے بھی رومیر کی تلوار اور ڈھال سنبھال لی اور ان پر حملہ آور ہوئی۔ ا...

Marfat.com

پانچوں میں سے ایک کی وہ بھی گردن کاٹنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ چار کے یوں مر جانے کے بعد ان پانچوں کے آخری ساتھی نے بھی وہاں سے بھاگ جانا چاہا پر طریف بن مالک نے اس کے تعاقب میں گھوڑا لگایا اور اس کی پشت کی طرف سے اس کے شانے پر ایسا زوردار وار کیا کہ طریف بن مالک کی تلوار اس کے جسم کو کاٹتی ہوئی گھوڑے کی زین تک جا پہنچی تھی۔

ان پانچوں کے آخری ساتھی کا بھی خاتمہ کرنے کے بعد طریف بن مالک اس کے کپڑوں سے اپنی تلوار صاف کرنے کے بعد اسے نیام میں کرتا ہوا جب دوبارہ اقلیما کی طرف آیا تو اس کی طرف دیکھتے ہوئے اقلیما کے چہرے پر جھرنے کے دھارے جورات کے جادو کی طرح خوشی اور سکون بکھیر گئے تھے اور وہ لمس کے احساس اور کسی شائستہ حقیقت کی طرح رنگین شکل گلاب ہو کر رہ گئی تھی۔ طریف بن مالک اس کے قریب آیا تب اقلیما نے جرأت اظہار کی انتہائی دلکش ادا میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے ابن مالک! میں آپ کی بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں کہ آپ نے ان پانچوں کے ہاتھوں مجھے نجات دی اور اگر یہ پانچوں مجھے پکڑ کر رازرک کے سامنے پیش کر دیتے تو رازرک نہ صرف یہ کہ مجھے بے آبرو کر دیتا بلکہ مجھے زبردستی شادی پر مجبور بھی کرتا۔ آپ کا یہ احسان میں زندگی بھر فراموش نہ کر سکوں گی۔"

جواب میں طریف بن مالک کہہ رہا تھا۔ "اے خاتون! میں نے تم پر کوئی احسان، تم پر کوئی بوجھ اور بار نہیں ڈالا بلکہ تمہاری حفاظت کرنا میرا فرض ہے اس لئے کہ تم جانتی ہو ٹولیڈو شہر کے موت کے اس میدان کے اندر تمہارے مرنے والے باپ نے مجھے تمہارا محافظ مقرر کیا تھا اور اس کے لئے مجھے نقدی کی ایک تھیلی کی پیشگی ادائیگی بھی کر دی تھی لہٰذا میں تم پر کوئی احسان نہیں کر رہا بلکہ میں اپنا فرض ادا کر رہا ہوں چونکہ ایک محافظ کی حیثیت سے مجھ پر یہ فرض بنتا ہے کہ ہر مشکل وقت میں تمہاری مدد اور تمہاری حفاظت کروں۔"

اقلیما نے پھر اپنے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ دیتے ہوئے کہا "کچھ بھی ہو میں بہرحال آپ کی اس طرف داری سے بے حد ممنون ہوں۔"

اس پر طریف بن مالک نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا "اے خاتون! آؤ پہلے ان پانچوں کی لاشوں کو راستے سے دور ہٹا دیں تاکہ کسی آنے جانے والے کی ان پر نگاہ نہ پڑے پھر وقت ضائع کیے بغیر یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔" اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک اپنے گھوڑے سے کود گیا تھا۔ اس کی دیکھا دیکھی اقلیما بھی اپنے گھوڑے سے کود

Marfat.com

گئی۔ دونں نے مل کر ان کی لاشوں کو گھسیٹتے ہوئے راستے سے دور ہٹا دیا پھر وہ دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

وادی شقرہ کے اس کوہستانی سلسلے کے اندر طریف بن مالک اور اقلیما تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ فضاؤں کے اندر برف باری شروع ہو گئی تھی۔ کھیتوں کا لہلہاتا شباب، فصلوں کا گنگناتا سماں اور ظلمتوں کے اندر بھٹکتے زمین کے نقوش سفید ہونے لگے تھے۔ اس برف باری کے باعث فضاؤں کے اندر مرگ اثر سکوت طاری ہو گیا تھا۔ ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے ہر ذی حیات پر عرصہ سکرات طاری ہو گیا ہو، ہر سمت قبر کی طرح چپ اور اداسی سی پھیل کر رہ گئی تھی۔ ایسے میں اپنے گھوڑے کو ایک جگہ روکتے ہوئے طریف بن مالک نے اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے خاتون! اگر تم مجھ سے اتفاق کرو اور تمہاری رضامندی ہو تو اس برف باری سے بچنے کے لئے ہمیں اس کوہستانی سلسلے کی کسی غار، کسی کھوہ میں پناہ لینی چاہیے۔ تھوڑی دیر تک رات بھی وارد ہونے والی ہے، رات کی تاریکی اور اس برف باری کے اندر اگر بھٹک گئے تو پھر ہمارا زندہ رہنا اگر ممکن نہیں تو مشکل ہو کر رہ جائے گا۔''

اس موقع پر حسین اقلیما نے ہجر آشنا لمحوں اور عجز آشنا پیکر کی طرح بڑے سوز اور بڑی نرمی میں طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اے ابن مالک! میں آپ کے اس مشورے سے پوری طرح اتفاق کرتی ہوں۔ میں خود ہی آپ سے کہنے والی تھی کہ اس برف باری اور تیزی سے اڈتی ہوئی رات سے بچنے کے لئے ہمیں کسی پہاڑی کھوہ یا غار کے اندر پناہ لینی چاہیے اور اے ابن مالک! اگر آپ برا نہ مانیں تو آپ مجھے خاتون کے بجائے اقلیما کہہ کر مخاطب کریں اس لئے کہ میرا نام خاتون نہیں اقلیما ہے اور آپ میرے نام سے خوب واقف بھی ہیں، مجھے حیرت اور تعجب ہوتا ہے، ایک طرف تو آپ اپنے آپ کو میرا محافظ ظاہر کرتے ہیں اور دوسری طرف اس قدر نا آشنائی، اجنبیت برتتے ہیں کہ مجھے میرے نام سے مخاطب کرنا پسند نہیں کرتے بلکہ مجھے خاتون کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں۔''

اقلیما کی اس گفتگو پر طریف بن مالک فوراً سنجیدہ ہو گیا تھا، اپنی گردن کو جھکاتے ہوئے کہا ''اے خاتون! معاف کرنا میں تمہیں تمہارے نام سے مخاطب نہیں کر سکتا اس لئے کہ میری اور تمہاری طبیعت اور فطرت میں ایک بعد ایک دوری، ایک طوالت ہے لہٰذا میں تمہارے اصل نام کے بجائے خاتون ہی کہہ کر مخاطب کروں گا۔''

Marfat.com

طریف بن مالک کی اس گفتگو پر اقلیما کی آنکھوں میں دکھ اور چہرے پر لحہ بہ لحہ گہرا ہوتا ہوا کرب پھیل گیا تھا تاہم اس نے اپنے آپ کو سنبھالا، زبردستی اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیری اور ایک بار پھر اس نے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی خوش طبعی میں کہا۔

''اے ابن مالک! جو آپ کے جی میں آئے کریں، آپ چاہیں تو مجھے اقلیما کہہ کر مخاطب کریں یا چاہے خاتون۔ بہرحال میں آپ کے رویئے اور آپ کے سلوک سے بے حد متاثر اور خوش ہوں اور اب ہمیں وقت ضائع کیے بغیر پناہ کے طور پر کسی پہاڑی کی کھوہ یا غار تلاش کرنی چاہیے۔''

طریف بن مالک نے اقلیما کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر وہ اپنے گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے کوہستانی سلسلہ میں کسی مناسب غار کی تلاش میں سرگرداں ہو گئے تھے۔ کوہستانی سلسلے کے اندر تھوڑا سا آگے بڑھنے کے بعد ایک دم طریف بن مالک نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اور پھر اس نے اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے خاتون! یہ اپنے بائیں طریف دیکھو، ایک بڑی چٹان آگے کی طرف بڑھی ہوئی ہے، اس چٹان کے نیچے ہم خود بھی بیٹھ کر اور گھوڑوں کو باندھ کر اس برف باری سے پناہ حاصل کر سکتے ہیں اور پھر تم اس چٹان کے ارد گرد اور اس کے آس پاس چھوٹے چھوٹے ٹیلے اور پہاڑی سلسلے میں ان کے اوپر بھی نگاہ دوڑاؤ، ان پر خشک گھاس کے انبار لگے ہوئے ہیں اور ادھر اُدھر بہت سی خشک لکڑیاں بھی پھیلی ہوئی ہیں اور اگر یہ خشک لکڑیاں کم ہوتیں تب بھی اس کوہستانی سلسلے کے اوپر خشک درخت دکھائی دے رہے ہیں، میں اپنے کلہاڑے سے کاٹ کر یہاں پر ڈھیر ساری لکڑیاں اور گھاس جمع کر دوں گا جنہیں جلا کر ہم اس برف باری میں آسانی کے ساتھ رات گزار سکیں گے۔ اے خاتون! اب تم کہو میرے اس مشورے کے جواب میں تم کیا کہتی ہو۔''

اقلیما نے فوراً بولتے ہوئے کہا ''اے ابن مالک! میں آپ کی تجویز اور اس مشورے سے پوری طرح اتفاق کرتی ہوں بلکہ میں یہ مشورہ دوں گی کہ ہمیں فوراً اپنے گھوڑوں سے اتر کر اس خشک گھاس اور لکڑیوں کو ایک جگہ جمع کر لینا چاہیے۔''

اس کے ساتھ ہی وہ دونوں اپنے گھوڑوں سے اتر گئے۔ گھوڑوں کو انہوں نے ایک چھجے کی صورت میں آگے بڑھی ہوئی چٹان کے نیچے کھڑا کر دیا جب کہ وہ چھوٹے چھوٹے کوہستانی ٹیلوں کے اوپر چڑھ گئے تھے تاکہ رات بسر کرنے کے لئے گھاس اور لکڑیاں جمع

Marfat.com

کر سکیں۔

لکڑیاں اور گھاس جمع کرتے ہوئے طریف بن مالک کی نگاہ اچانک پہاڑ کے اوپر ایک چھوٹے سے مگر محفوظ غار کی طرف پڑی اور اس نے چلانے کے انداز میں اقلیما کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ''ادھر دیکھو خاتون، اگر ہمارے ساتھ ہمارے گھوڑے نہ ہوتے تو یہ چھوٹا غار ہم دونوں کی پناہ کے لئے بے حد محفوظ اور پرسکون تھا۔''

اقلیما نے بھی قریب آ کر وہ غار دیکھا اور طریف بن مالک کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے اس نے کہا ''آپ کا اندازہ درست ہے ...... یہ غار بڑا محفوظ اور اس وقت برف باری میں پرسکون ثابت ہو سکتا ہے لیکن ہمارے ساتھ ہمارے گھوڑے بھی ہیں، اس غار میں ہم دونوں ہی سما سکتے ہیں۔ ہمارے گھوڑے یہاں نہیں کھڑے ہو سکتے۔ لہٰذا کافی تعداد میں گھاس پھوس اور لکڑیاں جمع کرنے کے بعد آگے بڑھی ہوئی چٹان ہی کی طرف جاتے ہیں۔ گھوڑوں کو اسی چٹان کے نیچے باندھ دیں گے اور خشک گھاس ان کے آگے ڈال دیں گے تاکہ چبا چبا کر پیٹ بھر لیں اور ان لکڑیوں اور گھاس سے وہاں آگ کا الاؤ روشن کر لیں گے اس سے گھوڑے بھی گرم رہیں گے اور ہم بھی برف باری کی مار سے بچ کر رات گزارنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔''

طریف بن مالک نے اقلیما کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں بڑی تیزی سے لکڑیاں اور گھاس چن کر ایک بڑی چٹان کی آڑ میں رکھنے لگے تھے تاکہ وہ لکڑیاں اور گھاس برف باری اور زیادہ بھیگنے نہ پائیں۔ اقلیما کے قریب ہی گھاس اور لکڑیاں اکٹھی کرتے کرتے طریف بن مالک اچانک چونک کر کھڑا ہو گیا۔ وہ اس انداز میں کسی شے کو جاننے اور سننے کی کوشش کرنے لگا تھا جیسے اچانک موت کی آواز سن لی ہو۔ اقلیما نے دیکھا اس لمحے اس کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے اس کی رگوں میں لہو چیخنے لگا ہو یا وہ حیات و موت کا افسانہ دیکھنے لگا ہو اور اس کے سارے خیالات امید سے تشکیک کی طرف بھاگنے لگے تھے۔ اقلیما اس سے طریف بن مالک کی آنکھوں کی وادیوں میں دور دور تک خدشات اور ویرانیاں دیکھ رہی تھی ایسا لگتا تھا طریف بن مالک شبنم کے اس قطرے کی روح کے کرب میں مبتلا ہو کر رہ گیا ہو جیسے آگ پر رکھ دیا گیا ہو۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے اقلیما بھی کسی قدر فکرمند ہو گئی تھی پھر اس نے فوراً اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

''اے ابن مالک! میں بھی دیکھتی ہوں آپ کچھ پریشان اور فکرمند سے دکھائی دے

Marfat.com

رے ہیں کیا اس کوہستانی سلسلے میں آپ کسی خدشے، کسی خطرے کی بو پا رہے ہیں۔"

جواب میں طریف بن مالک نے فوراً اپنی ڈھال سنبھالی اور اپنی تلوار بے نیام کرتے ہوئے کہا۔"اے خاتون! تمہارا اندازہ درست ہے میں اس وقت خطرے کی بو پا رہا ہوں ایسا لگ رہا ہے جیسے بے شمار درندے ہمارے گھوڑوں کی طرف لپک رہے ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک تلوار سنبھالے نیچے وادی کی طرف بھاگنے لگا تھا جہاں پر ان کے گھوڑے بندھے تھے۔ اقلیما بھی اس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ ابھی انہوں نے آدھا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ انہوں نے دیکھا ایک طرف سے دس بارہ خونخوار بھیڑیے نمودار ہوئے اور ان دونوں گھوڑوں کو اپنے سامنے بے بس کر دیا اور انہوں نے لمحوں کے اندر انہیں چیر پھاڑ کر رکھ دیا تھا۔ طریف بن مالک اور اقلیما جوں ہی کوہستانی سلسلے سے وادی میں اترے تو چند بھیڑیے بڑی خونخواری سے ان دونوں کی طرف بھی بھاگ پڑے۔

اس موقع پر طریف بن مالک نے بڑی دور اندیشی اور عقل مندی سے کام لیا اور اس نے دیکھا کہ اقلیما اس وقت نہتی تھی اور اپنی تلوار ڈھال وہ اپنے گھوڑے کی زین کے ساتھ ہی باندھ آئی تھی لہٰذا طریف بن مالک فوراً پلٹا، اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھا کر ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اقلیما کو اٹھا کر اپنے کندھوں پر بٹھا لیا۔ طریف بن مالک کی اچانک اس حرکت سے اقلیما کچھ سمجھ نہ پائی تھی کہ وہ کیا کرنے والا ہے، اس وقت تک بھیڑیے قریب آ گئے تھے، لہٰذا طریف بن مالک سنبھل چکا تھا اس نے اپنی ڈھال آگے کر لی تھی۔ جوں ہی بھیڑیے قریب آئے، انہیں اس نے اپنی ڈھال سے روکتے ہوئے ان پر اپنی تلوار سے بوچھاڑ کر دی تھی اس طرح چند لمحوں کے اندر اس نے پانچ بھیڑیوں کا خاتمہ کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے دونوں گھوڑوں کی طرف بڑھنا شروع کیا تھا۔ جوں جوں وہ قریب گیا توں توں اکا دکا بھیڑیا اس کی طرف دیکھتے ہوئے غراتے اس پر حملہ آور ہوتا رہا۔

طریف بن مالک اپنی تلوار اور ڈھال کو سامنے رکھ کر اپنا دفاع کرتا ہوا اپنی تلوار سے انہیں کاٹتا رہا یہاں تک کہ وہ دس بھیڑیوں کو کاٹنے کے بعد گھوڑوں کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اب بھی دو بھیڑیے گھوڑوں کا گوشت نوچنے میں مصروف تھے۔ طریف بن مالک نے بلا جھجک آگے بڑھ کر ان آخری دو بھیڑیوں پر تلوار برسائی اور ان کا خاتمہ بھی کر دیا لیکن

Marfat.com

اس وقت تک دونوں گھوڑے مر چکے تھے اور ان کے جسموں کا کافی سے زیادہ گوشت بھیڑیے نوچ نوچ کر کھا چکے تھے۔

ان سارے حملہ آور بھیڑیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد طریف بن مالک نے اقلیما کو اپنے شانوں سے نیچے اتار دیا پھر وہ بڑے تاسف اور بڑے افسوس کے انداز میں اپنے ان دونوں گھوڑوں کی طرف دیکھ رہا تھا جنہیں بھیڑیوں نے حملہ آور ہو کر چیر پھاڑ کر رکھ دیا تھا اور ان کے جسم کا تقریباً آدھا گوشت چٹ کر گئے تھے۔ طریف بن مالک کے پہلو میں کھڑی حسین اقلیما بھی بڑے ملول اور فکر مند انداز میں ان دونوں گھوڑوں کی لاشوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ دونوں گھوڑوں کی لاشوں سے نگاہ ہٹا کر طریف بن مالک نے اچانک اقلیما کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے خاتون! میں معذرت خواہ ہوں کہ کوہستانی سلسلے سے نیچے اتر کر میں نے تمہیں اچانک اٹھا کر اپنے کندھے پر بٹھا لیا۔ ایسا کرنا صرف تمہاری ہی بہتری اور بھلائی کے لئے تھا کیونکہ میں تمہیں اپنے شانوں پر بٹھا کر حملہ آور بھیڑیوں سے محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔ مجھے امید ہے کہ تم نے میری اس حرکت کا برا نہ مانا ہوگا اور اگر تمہیں میری یہ حرکت ناگوار گزری ہو تو تب بھی اے خاتون میں تم سے اپنے اس رویے کی معافی مانگتا ہوں حالانکہ میں نے یہ سب کچھ تمہاری حفاظت ہی کی خاطر کیا تھا۔''

اقلیما تھوڑی دیر تک ہمدردی اور دردمندی سے بھرپور جذبوں کے ساتھ طریف بن مالک کی طرف دیکھتی رہی پھر اس نے تشکر آمیز آواز میں طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اے ابن مالک! میں نے ہرگز آپ کی اس حرکت کا برا اور ناگوار نہیں مانا۔ میں جانتی ہوں آپ نے وہ سب کچھ میری حفاظت کے لئے کیا تھا۔ قسم یسوع مسیح کی ان ویرانوں کے اندر اگر میرے ساتھ رومیر ہوتا تو وہ بھی اس طرح میری حفاظت اور مدد نہ کرتا جس طرح آپ نے میری مدد کی ہے۔ اے ابن مالک! پہلی بار آپ نے ان پانچ حملہ آوروں سے مجھے بچا کر میری حفاظت کی اور اب ان حملہ آور بھیڑیوں سے میری حفاظت کر کے آپ نے دوسری بار مجھے نئی زندگی عطا کی ہے۔''

اس پر طریف بن مالک نے فوراً بولتے ہوئے کہا ''اے خاتون! میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا، زندگی اور موت عطا کرنے والا میرا اللہ ہی ہے جو بڑا بے نیاز ہے میں تو اس کا ایک بڑا عاجز اور مجبور بندہ ہوں۔ اگر اس نے تمہاری حفاظت کا کام مجھ سے لیا ہے تو یہ میرے لئے باعث فخر ہے۔''

Marfat.com

طریف بن مالک جب خاموش ہوا تو اقلیما نے ایک بار پھر فکر مندی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''اے ابن مالک! ہمارے دونوں گھوڑوں کو تو بھیڑیوں نے چیر پھاڑ دیا ہے اب ہم کیسے اور کس طرح قادس شہر کی طرف اپنا سفر جاری رکھ سکیں گے۔''

پھر طریف بن مالک نے اسے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔ ''اے خاتون! گھوڑوں کے متعلق سوچنا تو اب بعد کی بات ہے اس لئے کہ ہم نے یہاں سے سفر اب کل صبح کو کرنا ہے اور ان گھوڑوں کے متعلق تو بعد میں سوچا جا سکتا ہے۔ اب ہم اس ابھری ہوئی چٹان کے نیچے پناہ نہیں لیں گے چونکہ یہ کھلی ہے، یہاں پر بھیڑیوں سے خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ یہاں ہم پناہ صرف اپنے گھوڑوں کی خاطر لے رہے تھے اب جب کہ دونوں گھوڑے مارے جا چکے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کوہستانی سلسلے کے اوپر ہم نے جو ایک چھوٹا غار دیکھا تھا ہم اسی غار کے اندر پناہ لیں گے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ برف باری سے ہم محفوظ رہ سکتے ہیں بلکہ برف باری کے بعد اگر تیز ہوائیں چلتی ہیں تو یخ بستہ ہواؤں سے بھی اس غار کے اندر ہم محفوظ رہ سکتے ہیں لہٰذا گھوڑوں کی پیٹھوں کے ساتھ ہمارا جو سامان بندھا ہے آؤ سارے سامان کو اتار کر اوپر لے جائیں پھر اس غار کے ساتھ گھاس اور لکڑیاں جمع کر کے وہاں برف باری سے بچنے کی کوشش کریں۔

طریف بن مالک کی یہ تجویز اقلیما کو بے حد پسند آئی تھی لہٰذا وہ اپنے مرے ہوئے گھوڑے کی پیٹھ سے اپنا اسارا ضروری سامان اتارنے لگی تھی۔ دوسری طرف طریف بن مالک بھی اپنے گھوڑے سے بندھا ہوا بستر چرمی خرجین اور دوسرا سامان اتار رہا تھا۔ دونوں اپنا سارا سامان لے کر پہاڑ کے اوپر چڑھے اور اس سارے سامان کو انہوں نے کوہستانی غار کے منہ کے سامنے رکھ دیا تھا پھر وہ غار کے سامنے ہی گھاس اور لکڑیاں اٹھا اٹھا کر اکٹھا کرنے لگے تھے۔ لکڑیاں کچھ کم پڑ گئیں لہٰذا طریف بن مالک نے اپنا کلہاڑا سنبھالا اور کوہستانی سلسلے کے اوپر جو خشک درخت کھڑے تھے وہ انہیں کاٹنے لگا طریف بن مالک درخت کاٹ کاٹ کر ان کے ٹکڑے کرنے لگا تھا جبکہ لکڑی کے ان ٹکڑوں کو اٹھا اٹھا کر حسین اقلیما غار کے منہ کے سامنے رکھنے لگی تھی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ وہ اس قدر لکڑیاں کاٹ چکے ہیں کہ اگر صبح تک بھی آگ جلتی رہے تو کافی ہوں تب وہ دونوں غار میں آئے، طریف بن مالک نے پہلے غار کا جائزہ لیا پھر وہ اپنا بستر کھولنے لگا تھا۔ فضاؤں کے اندر اب تاریکیاں گہری ہونے لگی تھیں شاید شام ہو رہی تھی۔ غار کے اندر اپنا بستر طریف بن مالک نے بچھا دیا اور اقلیما کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

Marfat.com

"اے خاتون! اب تم اس بستر پر بیٹھ کر آرام اور راحت کرو میں پتھروں کو رگڑ کر آگ پیدا کرتا ہوں اور الاؤ روشن کر کے غار کو گرم رکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔" اقلیما اس بستر پر بیٹھ گئی جب کہ پتھروں کو رگڑ کر طریف بن مالک آگ پیدا کرنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اچانک اقلیما چیخ مارتی ہوئی بستر سے بدک کر اٹھ کھڑی ہوئی اس کی حالت اس ہرنی کی طرح ہو رہی تھی جس کے پیچھے جنگل میں خونخوار درندے لگ گئے ہوں۔

طریف بن مالک نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے پتھر پھینک دیئے اور بڑی فکرمندی سے اس نے اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "اے خاتون! کیا ہے؟"

اس پر اقلیما نے بڑی بدحواسی میں طریف بن مالک کے بالکل قریب ہوتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! اس بستر کے نیچے کوئی چیز ایسے چل رہی ہے جیسے کوئی سانپ ہو......"

اتنی دیر میں طریف بن مال نے جب غور سے بستر کی طرف دیکھا تو بستر کے نیچے واقعی کوئی چیز حرکت کر رہی تھی۔ طریف بن مالک نے فوراً ہی اپنی ڈھال سنبھالی اور اندازہ لگاتے ہوئے دیکھا کہ حرکت کرنے والی چیز کا سر کہاں ہے اور اندازہ لگانے کے بعد اس نے وہاں پر لگاتار ڈھال کی ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں۔ جب ڈھال کی ضربیں کھانے کے بعد اس چیز نے بستر کے نیچے حرکت بند کر دی تب طریف بن مالک نے جب بستر لپیٹ کر علیحدہ کیا تو نیچے ایک سیاہ رنگ کا بے حد زہریلا سانپ مرا پڑا تھا۔ اپنے جوتے کی ایڑ سے اس سانپ کے منہ پر طریف بن مالک نے دو تین اور ضربیں لگائیں پھر تلوار سے اس سانپ کو اس نے کوہستانی سلسلے میں نیچے پھینک دیا تھا۔

اس کے بعد اس نے معذرت طلب انداز میں اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "اے خاتون! مجھے افسوس ہے تمہیں یہ زحمت اٹھانا پڑی ...... دراصل غار کے اندر بستر بچھانے سے قبل میں نے غار کا جائزہ نہیں لیا تھا یہ میری غلطی تھی۔"

اس پر اقلیما نے جھٹ بولتے ہوئے کہا "آپ مجھ سے معذرت کیوں کرتے ہیں ...... بستر بچھاتے وقت کم از کم میرا بھی یہ فرض تھا کہ میں بھی غار کا جائزہ لیتی۔ بہر حال آپ نے جو کچھ کیا ہے میری بہتری کے لئے کیا ہے اور اے ابن مالک! یہ تیسری بار ہے کہ آپ نے میری جان بچائی ہے۔ اب تو میرے پاس الفاظ بھی نہیں رہے کہ میں آپ کا شکریہ ادا کرسکوں۔"

Marfat.com

اس پر طریف بن مالک نے فوراً بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا ''اے خاتون! تم تھوڑی دیر تک یہاں کھڑی رہو میں پہلے آگ روشن کرتا ہوں اور پھر میں آگ کے الاؤ کی روشنی میں اس غار کا جائزہ لوں گا اور اسے ہر طرف سے محفوظ کرنے کے بعد میں اس کے اندر بستر لگاؤں گا۔ دونوں پتھروں کو رگڑتے ہوئے طریف بن مالک نے پہلے آگ پیدا کی۔ سب سے پہلے اس نے گھاس کو آگ لگائی اور جب گھاس جل کر زمین پر تھوڑی سی آگ بن گئی تب اس نے توڑ توڑ کر چھوٹی چھوٹی لکڑیاں اس آگ پر رکھ دی تھیں جب لکڑیاں بھی جل اٹھیں تو اس نے آگ کے اوپر چند بڑی لکڑیاں ڈال دی تھیں۔ اس طرح آگ زیادہ بھڑک اٹھی اور پھر شعلے بلند ہونے لگے تو غار کا اندرونی حصہ پوری طرح روشن ہو گیا تھا۔ طریف بن مالک نے پہلے یہ کام کیا کہ جہاں پر اس نے بستر بچھایا تھا وہاں پر ایک بل تھا جس سے وہ سانپ نکلا تھا۔ پہلے اس نے پتھروں سے اس بل کو بھر دیا اس کے بعد اس نے ساری غار کا جائزہ لیا جہاں جہاں بھی بڑا سوراغ دکھائی دیا وہ اس نے پتھروں سے خوب ٹھونک ٹھونک کر بھر دیا تھا اس کے بعد اس نے غار کے ایک کونے میں صاف ستھری جگہ بستر لگایا اور دوبارہ اس نے اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے خاتون! اب تم اس بستر پر بیٹھو اور اپنا سامان جو غار کے باہر ہے وہ بھی اندر لے آؤ'' اس پر اقلیما فوراً حرکت میں آئی، اپنا اور طریف بن مالک کا سارا سامان اٹھا کر اس نے بستر کے قریب رکھ دیا۔ اتنی دیر تک کافی لکڑیاں سلگ اٹھی تھیں اور غار کے منہ کے آگے کافی آگ بن گئی تھی۔ طریف بن مالک نے ایک بار پھر اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ''اے خاتون! بہتر ہے کہ ہم آگ کا یہ الاؤ غار کے اندر روشن کریں۔''

اس پر اقلیما نے فوراً بولتے ہوئے کہا ''میں بھی آپ سے یہی کہنے والی تھی۔ غار کے منہ کے باہر آگ روشن کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس طرح تو یہ غار ٹھنڈے کا ٹھنڈا ہی رہے گا۔''

اس پر طریف بن مالک نے پھر بولتے ہوئے کہا۔ ''اے خاتون! جس بل سے یہ سانپ نکلا تھا اس کو میں نے اچھی طرح بھر دیا ہے۔ اس بل کے اوپر ہی میں آگ روشن کرتا ہوں تاکہ اس کے اندر کوئی اور سانپ ہو تو آگ کی گرمی پا کر وہ یہاں سے دور بھاگ جائے گا۔''

اس پر اقلیما نے مسکراتے ہوئے کہا ''ہاں...... میں آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتی ہوں۔''

Marfat.com

طریف بن مالک حرکت میں آیا، بڑی بڑی لکڑیاں جواب اچھی طرح جل رہی تھیں وہ اس نے اس جگہ رکھیں جہاں پر اس نے سانپ کا وہ بل بھرا تھا۔ ان جلتی لکڑیوں کے اوپر اس نے اور لکڑیاں ڈال دیں اس طرح غار کے اندر آگ کا الاؤ خوب روشن ہو گیا اور تھوڑی ہی دیر بعد غار بھی گرم ہو گیا تھا۔

جتنی دیر تک طریف بن مالک غار کے اندر آگ کا الاؤ روشن کرتا رہا اتنی دیر تک حسین اقلیما بھی کام میں مصروف رہی۔ اپنی چرمی خرجین سے اس نے پہلے زادراہ نکالا جس میں انواع و اقسام کے کھانے اور تازہ پھل اور میوے شامل تھے۔ کھانے کی وہ سب چیزیں بڑی ترتیب کے ساتھ اس نے بستر پر سجائیں پھر اس نے پانی کا اپنا اور طریف بن مالک کا مشکیزہ بھی قریب رکھا۔ اس کے بعد اس نے اپنے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اور طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اے ابن مالک غار کے اندر اب آگ کا الاؤ روشن ہو گیا ہے، فضاؤں کے اندر تاریکیاں اب بہت ہی گہری ہو چکی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ سورج غروب ہو چکا ہے اور رات اس کائنات پر وارد ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ میں بھوک بھی محسوس کر رہی ہوں لہٰذا آیئے پہلے کھانا کھائیں۔"

طریف بن مالک کچھ کہے بغیر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا، بستر پر وہ اقلیما کے سامنے بیٹھ گیا۔ دونوں نے پہلے خاموشی کے ساتھ پیٹ بھر کر کھانا کھایا اس کے بعد اقلیما نے کھانے کی ساری چیزیں سمیٹ کر دوبارہ اپنی چرمی خرجین میں ڈال دیں پھر دونوں مشکیزے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیئے اور طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"زادراہ میں ابھی ہمارے پاس اس قدر ہے کہ ہم کل صبح اور دوپہر تک کا گزارہ کر سکیں۔ اب آپ مجھے یہ بتایئے کہ کل صبح ہی صبح گھوڑوں کی غیر موجودگی میں ہم اپنے سفر کو کیسے جاری رکھ سکیں گے۔"

اقلیما کے اس سوال پر طریف بن مالک نے کچھ دیر سر جھکا کر کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ "اے خاتون! آج کی رات تو اس غار میں گزارتے ہیں...... سورج طلوع ہونے کے بعد ہم اس کوہستانی سلسلے کے دوسری طرف اتریں گے اور دور نزدیک اگر کوئی بستی دکھائی دی تو اس بستی کی طرف بڑھیں گے اور وہاں سے اپنے لئے گھوڑے خرید کر دوبارہ اپنی منزل کی طرف رخ کریں گے۔"

طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر اقلیما خوش ہو گئی تھی اور اپنی آواز میں بے پناہ

Marfat.com

مسرتیں بھرتے ہوئے اس نے کہا۔ ''آپ کا یہ مشورہ بہت خوب ہے کل صبح پہاڑی کی دوسری طرف اتریں گے اور وہاں سے اپنے لئے گھوڑے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ آپ نقدی کے متعلق بالکل فکرمند نہ ہوں ...... میری اس چرمی خرجین کے اندر اس قدر نقدی ہے کہ اگر ہم ساری عمر رازرک کے خوف خدشے سے ڈر کر خانہ بدوشوں کی سی زندگی بسر کرتے رہیں تب بھی وہ ہم سے ختم نہیں ہوگی۔''

طریف بن مالک نے اقلیما کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ اس نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔ ''اے خاتون! اب تم اس بستر پر لیٹ کر آرام کرو جب کہ میں اس غار کے منہ پر بیٹھ کر پہرہ دیتا ہوں۔ اس سے پہلے تم دیکھ چکی ہو کہ ان علاقوں سے کس طرح اچانک بھیڑیے نمودار ہو کر ہمارے گھوڑوں کو چٹ کر گئے ہیں اب میں نہیں چاہتا کہ بھیڑیوں کا اور کوئی گروہ اس کوہستانی سلسلے میں نمودار ہو اور ہم دونوں کا بھی خاتمہ کر جائے۔ اگر ہم دونوں سو گئے اور سوتے میں کسی درندے نے ہم پر حملہ کر دیا تو ہم دونوں کا آسانی سے خاتمہ ہو جائے گا لہٰذا تم اس بستر پر لیٹ کر آرام کرو، غار اب کافی گرم ہو چکا ہے۔ میں اس کے منہ پر بیٹھ کر نہ صرف یہ کہ تمہاری حفاظت کا کام سرانجام دوں گا بلکہ الاؤ پر لکڑیں رکھ رکھ کر اسے گرم رکھنے کی بھی کوشش کروں گا۔''

اس موقع پر اقلیما نے منہ سے تو کچھ نہ کہا بس وہ بے چاری احسان مند اور شکرگزاری کے سے انداز میں طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے بستر پر دراز ہو کر آرام کرنے لگی تھی۔ جب کہ خود طریف بن مالک غار کے منہ پر آ بیٹھا تھا۔ وہ باہر نگاہیں جماتے ہوئے اپنی تلوار اور ڈھال سنبھالے غار کی حفاظت کرنے لگا تھا اور ساتھ ہی ساتھ آگ پر لکڑیاں رکھ کر الاؤ کو روشن بھی کرتا جا رہا تھا۔

رات کے پچھلے حصے میں اقلیما کی آنکھ جب اچانک کھل گئی تو اس نے دیکھا طریف بن مالک اس کی پنڈلیاں جو بے خیالی اور خواب میں ننگی ہو گئی تھیں وہ چادر اوپر ڈال کر ڈھانپ رہا تھا۔ طریف بن مالک کی یہ حرکت دیکھ کر اقلیما بے چاری بڑی ممنونیت سے جو اس کی طرف دیکھتی رہ گئی تھی۔ اس موقع پر طریف بن مالک نے فوراً بولتے ہوئے کہا ''اے خاتون! تم کچھ اور نہ سمجھنا، سوتے میں یہ تمہاری پنڈلیاں ننگی ہو رہی تھیں لہٰذا میں نے انہیں چادر سے ڈھانپ دیا ہے۔''

طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر اقلیما کے چہرے پر بڑی خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔ ''اے ابن مالک! تم کافی دیر تک

Marfat.com

جاگتے رہے ہو اب تم سو جاؤ، اب میں غار کے منہ پر بیٹھ کر حفاظت کا کام کرتی ہوں اور ساتھ ہی ساتھ آگ کے الاؤ کو بھی روشن رکھتی ہوں۔"

اس پر طریف بن مالک نے مسکراتے ہوئے کہا "اے خاتون! اب جاگنے کا کیا فائدہ اب تو رات ختم ہو چکی ہے، صبح نمودار ہونے والی ہے۔ باہر اب برف باری بھی ختم ہو چکی ہے۔ میں پہلے اپنی فجر کی عبادت کر لوں تھوڑی دیر تک سورج بھی طلوع ہو جائے گا اس کے بعد اکٹھے بیٹھ کر صبح کا کھانا کھاتے ہیں پھر یہاں سے کوچ کی تیاری کرتے ہیں۔

اقلیما نے طریف بن مالک کے اس فیصلہ سے اتفاق کیا اس کے بعد طریف بن مالک حرکت میں آیا، پہلے اس نے اپنے بڑے مشکیزے سے پانی لے کر وضو کیا، غار کے منہ کے پاس کھڑے ہو کر اس نے پہلے بلند آواز سے اذان دی پھر وہ فجر کی نماز ادا کرنے لگا تھا۔ حسین اقلیما اسے اذان دیتے ہوئے اس کے بعد فجر کی نماز ادا کرتے ہوئے بڑی حیرت، جستجو، تعجب اور سکون کے ملے جلے جذبات میں دیکھ رہی تھی۔ نماز ادا کرنے کے بعد طریف بن مالک نے دعا مانگی، اتنی دیر تک اقلیما نے بھی اٹھ کر ہاتھ منہ دھو لیا پھر اس نے غار سے باہر ایک چکر لگایا، باہر واقعی اب برف باری تھم چکی تھی اور رات کا خاتمہ ہو رہا تھا اس لئے کہ مشرق کی طرف سے روشنی ابھر رہی تھی اور سورج کے طلوع ہونے کے آثار دکھائی دینے لگے تھے۔ دوبارہ وہ غار کے اندر گئی، دونوں نے پہلے مل کر صبح کا کھانا کھایا پھر اپنا سارا سامان انہوں نے سمیٹ کر اور فرش پر لگا ہوا بستر بھی لپیٹ کر باندھ لیا تھا۔

جب یہ تیاری ہو چکی تب طریف بن مالک نے اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اے خاتون! میرا خیال ہے کہ تم اس غار کے اندر رک کر ہی میرا انتظار کرو، تم دیکھتی ہو کہ سورج اب طلوع ہو چکا ہے، آسمان پر بادل بھی گہرے نہیں ہیں۔ اکا دکا کوئی بادل کا ٹکڑا ہے۔ تھوڑی دیر تک دھوپ بھی نکل آئے گی۔ میں اس کوہستانی سلسلے کے دوسری طرف کسی بستی کی تلاش میں نکلتا ہوں اور وہاں سے اپنے لئے گھوڑے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

طریف بن مالک کی اس گفتگو کے جواب میں اقلیما نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔

"اے ابن مالک! ایسا نہیں ہو سکتا ...... اس کوہستانی سلسلے میں شام کے وقت میں بھیڑیوں کا گھوڑوں پر حملہ آور ہونے کا سماں دیکھ چکی ہوں ...... میں سمجھتی ہوں اس کوہستانی سلسلے کے اندر ابلیس کی طرح موت حرکت کرتی پھر رہی ہے ...... اگر آپ یہاں سے اکیلے جاتے ہیں اور اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو میں اس غار کے اندر بھوک اور ذلت و مجبوری کی

Marfat.com

موت ماری جاؤں گی اور میں ایسی موت مرنا نہیں چاہتی ...... اس چرخ نیلگوں کے نیچے یہ پہاڑی سلسلہ اور کنج ویران مجھے ایک موت کا منظر پیش کرتا ہے۔ لہٰذا میں اس غار کے اندر اکیلی نہیں رہوں گی بلکہ آپ کے ساتھ جاؤں گی اور جو بستی بھی نزدیک ہوئی، وہاں سے گھوڑے خرید کر وہیں سے میں آپ کے ساتھ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاؤ گی۔"

اس پر طریف بن مالک نے فوراً اقلیما کی بات مانتے ہوئے کہا۔"اگر ایسا ہے تو پھر آؤ، سامان سمیٹیں اور یہاں سے کوچ کریں۔"

طریف بن مالک نے اپنی تلوار اور ڈھال، اپنا تیروں بھرا ترکش، اپنی کمان سنبھالنے کے بعد اپنا کلہاڑا کندھے پر لٹکا لیا بستر کو لپیٹ کر اس نے اپنی پیٹھ پر باندھ لیا پھر اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا"اے خاتون! تم میری چرمی خرجین اٹھا لو، اس میں وزن کم ہے یہ ہلکی ہے۔ اپنی خرجین تم مجھے دے دو، وہ میں اٹھا لیتا ہوں۔ اس میں زادراہ کے علاوہ دوسرا بھی سامان ہے اور وہ بھاری ہے۔"

اس پر قلیما نے ہمدردی میں ڈوبتی ہوئی آواز میں کہا"آپ کے پاس پہلے ہی زیادہ سامان ہے۔ آپ بے فکر رہیں، میں دونوں خرجینوں کو اٹھا لوں گی۔" اس کے بعد اقلیما فوراً حرکت میں آئی، اپنی اور طریف بن مالک کی بھی خرجین اپنے کندھوں سے لٹکا لی تھیں پھر وہ دونوں غار سے نکل کر کوہستانی سلسلے کے دوسری سمت بڑی تیزی کے ساتھ اترنے لگے تھے۔

اس کوہستانی سلسلے سے اتر کر ابھی تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ انہیں سامنے ایک بستی دکھائی دی جسے دیکھتے ہوئے ان دونوں کے چہروں پر خوشیاں ہی خوشیاں بکھر گئی تھیں۔ اس موقع پر طریف بن مالک نے اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا"اے خاتون! ہم دونوں خوش قسمت ہیں ...... وہ دیکھو تو سامنے بستی دکھائی دے رہی ہے ...... اب آؤ اس بستی کی طرف جاتے ہیں اور وہاں سے اپنے لئے گھوڑے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں پر اس سے پہلے تم اپنے چہرے کو اچھی طرح ڈھانپ لو اور چہرے پر بھاری اور موٹا نقاب ڈال لو تاکہ کسی دیکھنے والے کی نگاہ تمہیں پہچان نہ سکے۔"

طریف بن مالک کی بات مانتے ہوئے اقلیما فوراً حرکت میں آئی اور اس نے اپنے چہرے کو اچھی طرح ڈھانپتے ہوئے موٹا نقاب ڈال لیا تھا تاکہ اسے کوئی پہچان نہ سکے پھر اس کے بعد مطمئن ہو کر وہ دونوں بستی کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

دونوں کے اس بستی کے قریب پہنچتے تک سورج کافی بلند ہو گیا تھا۔ بلندیوں اور

Marfat.com

نشیب کے اندر دھوپ اب تیزی سے پھیلتی جا رہی تھی۔ برف اب کسی قدر پگھلنا شروع ہو چکی تھی۔ وادی کے اندر کیونکہ کوہستانی سلسلے کی نسبت برف کم پڑی تھی لہٰذا لوگ اپنے گھروں سے اپنے اپنے جانوروں کو نکال کر چرانے لگے تھے۔ ایسے میں طریف بن مالک نے دیکھا کہ بستی سے باہر ایک جوان اپنے جانوروں کو چرا رہا تھا جس کے ریوڑ میں بھیڑ بکریاں اور کچھ گدھے اور ایک دو لاغر گھوڑے بھی شامل تھے۔ اس جوان کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا جو کہ اپنے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی چھڑی لئے ہوئے تھا۔

طریف بن مالک اس جوان کے پاس آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ ”ہم دونوں اجنبی ہیں، اس کوہستانی سلسلے کے اندر سفر کر رہے تھے کہ برف باری شروع ہو گئی۔ ہم نے ایک کوہستانی غار کے اندر پناہ لی لیکن اس دوران اچانک کوہستانی سلسلے سے چند بھیڑیے نکلے اور ہمارے گھوڑوں کا آنا فانا انہوں نے خاتمہ کر کے ان کا گوشت ہڑپ کر لیا۔ ہم دونوں نے بڑی مشکل سے اپنی جانیں بچائیں، اب ہم اس بستی کی طرف آئے ہیں تاکہ اپنے لئے دو گھوڑے خرید کر اپنے سفر کو جاری رکھ سکیں۔ اے جوان! کیا اس بستی سے مجھے دو گھوڑے مل جائیں گے کہ میں ان کی اچھی قیمت ادا کر کے اپنے لئے خرید سکوں۔“

اس جوان نے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے خوش گوار لہجہ میں کہا۔ ”ہاں اس بستی سے تمہیں بہت اچھے گھوڑے مل سکتے ہیں۔ یہاں ایک شخص ایسا ہے جو گھوڑوں ہی کا کاروبار کرتا ہے اور وہ گھوڑوں کی خرید و فروخت کر کے ہی گزر بسر کرتا ہے۔ میں تمہیں اس کا پتہ بتا دیتا ہوں تم بستی میں جاؤ اور اس سے گھوڑے حاصل کر لو۔“

اس پر طریف بن مالک نے کہا ”کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم میرے ساتھ چلو، تم دیکھتے ہو کہ ہم دونوں کے پاس سامان کافی ہے کہ میں سارا سامان یہیں رکھ دیتا ہوں۔ تمہارے ساتھ یہ جو بچہ ہے یہ بھی یہیں بیٹھتا ہے اور میرے ساتھ یہ جو خاتون ہے یہ بھی یہاں بیٹھ کر میرا انتظار کرتی ہے اور ہم اس بستی کی طرف جاتے ہیں اور وہاں سے گھوڑے خرید کر واپس لوٹ آتے ہیں۔ اگر تم اس کام کے لئے کوئی معاوضہ بھی چاہو تو وہ بھی میں تمہیں ادا کر دوں گا۔“

اس جوان نے فوراً بولتے ہوئے ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ”نہیں، ایسی کوئی بات نہیں، یہ بچہ میرا بیٹا ہے، یہ اس خاتون کے ساتھ یہیں رہتا ہے آئیں میرے ساتھ، میں آپ کو بستی کی طرف لے جاتا ہوں۔“ طریف بن مالک نے سارا سامان ایک

Marfat.com

...ر کے پاس رکھا، اقلیما کو بھی اس نے وہاں بیٹھنے کی ہدایت کی پھر وہ اس جوان کے ساتھ ہو لیا تھا۔

وہ چرواہا طریف بن مالک کو لے کر بستی میں داخل ہوا پھر ایک حویلی کے دروازے پر اس نے دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد ڈھلی ہوئی عمر کے ایک شخص نے دروازہ کھولا جسے دیکھتے ہی اس چرواہے نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ ''میں آپ کے لئے ایک اچھا گاہک لایا ہوں ...... یہ شاید دو میاں بیوی ہیں۔ اس کوہستانی سلسلے کے اندر سفر کر رہے تھے ......رات برف باری سے بچنے کے لئے انہوں نے کہیں ایک غار کے اندر پناہ لی اور آپ جانتے ہیں کہ اس کوہستانی سلسلے کے اندر خونخوار بھیڑیے بہت ہیں۔ بس ان بھیڑیوں نے ان کے گھوڑوں پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کر دیا۔ اب یہ اپنا سفر جاری رکھنے کے لئے آپ سے نئے دو گھوڑے خریدنا چاہتے ہیں۔''

وہ شخص جس سے چرواہا مخاطب ہوا تھا شاید گھوڑوں کا سوداگر ہی تھا اس نے دروازہ پوری طرح کھولتے ہوئے ایک طرف ہٹ کر طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''وہ سامنے گھوڑے بندھے ہیں ...... اندر تشریف لائیں ...... ان گھوڑوں کو دیکھیں جو گھوڑے آپ کو پسند ہیں، اس کی قیمت ادا کریں اور لے جائیں۔''

اس بوڑھے سوداگر کے کہنے پر طریف بن مالک اندر داخل ہوا، سامنے چھپر نما ایک بڑا اصطبل بنا ہوا تھا جس کے اندر ایک لمبی لائن میں گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ طریف بن مالک تھوڑی دیر تک ان گھوڑوں کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے دو عمدہ نسل کے خوب قد آور اور توانا اور پلے ہوئے گھوڑے ان میں سے چنے اور گھوڑوں کے اس سوداگر کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ ''یہ دونوں گھوڑے میں اپنے لئے پسند کرتا ہوں ...... آپ ان دونوں کی قیمت بتائیں تا کہ ان کی قیمت چکانے کے بعد یہ گھوڑے میں لے جا سکوں اور ہاں اس موقع پر میں یہ بھی کہوں کہ ان گھوڑوں کے ساتھ مجھے زینیں بھی درکار ہوں گی۔''

گھوڑوں کا وہ سوداگر تھوڑی دیر تک سر جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''جو قیمت آپ کو بتانے لگا ہوں اس قیمت میں گھوڑوں کی اور چمڑے کی اچھی قسم کی زینوں کی قیمت بھی شامل ہوگی۔''

اس پر طریف بن مالک نے فوراً بولتے ہوئے کہا ''آپ بتائیں کیا بتاتے ہیں۔''

طریف بن مالک کے اس جواب میں جب اس سوداگر نے ان دونوں گھوڑوں کی قیمت بتائی تو طریف بن مالک نے فوراً وہ قیمت وہیں کھڑے کھڑے چکا دی۔ وہ سوداگر

Marfat.com

منہ بولی رقم پا کر بے حد خوش ہوا۔ بھاگا بھاگا وہ اندر گیا اور اندر سے دونوں گھوڑوں کے لئے چمڑے کی زینیں بھی اٹھا لایا۔ طریف بن مالک نے جلدی جلدی ان دونوں گھوڑں پر زینیں ڈالی پھر اس چرواہے کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ ''ایک گھوڑے پر تم سوار ہو جاؤ، دوسرے پر میں بیٹھتا ہوں اور آؤ یہاں سے کوچ کریں۔''

طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر چرواہا خوش ہوا تھا۔ ایک گھوڑا کھول کر اس پر طریف بن مالک خود سوار ہو گیا تھا۔ دوسرے پر وہ چرواہا بیٹھ گیا۔ پھر وہ وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔ دونوں گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے وہ اسی جگہ آئے جہاں چرواہے کے جانور چر رہے تھے۔ گھوڑے سے اترنے کے بعد طریف بن مالک نے اس چرواہے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اے جوان میں تیرا شکرگزار ہوں کہ تو نے میرے ساتھ بستی میں جا کر یہ گھوڑے حاصل کرنے میں میری مدد کی۔''

اس پر اس جوان نے گھوڑے سے اترتے ہوئے کہا۔ ''ایسی کوئی بات نہیں، آپ دونوں میاں بیوی اس سرزمین میں اجنبی ہیں لہٰذا اس موقع پر آپ کی مدد کرنا میرا فرض ہے۔'' اس چرواہے کی یہ گفتگو سن کر اقلیما نے شرم کے مارے اپنی گردن جھکا لی تھی طریف بن مالک نے بھی اس چرواہے کی گفتگو کو سن کر نظر انداز کرتے ہوئے دونوں گھوڑوں کی باگیں پکڑ لیں وہ دونوں گھوڑوں کو اقلیما کے قریب لایا۔ پہلے سارے سامان کو اس نے دونوں گھوڑے کی زینوں کے ساتھ باندھا پھر اس نے سہارا دے کر ایک گھوڑے پر اقلیما کو بٹھا دیا چونکہ اقلیما اس موقع پر اپنے چہرے پر بھاری نقاب ڈالے ہوئے تھی۔ لہٰذا طریف بن مالک کے لئے اسے سہارا دینا ضروری ہو گیا تھا۔ اس کے بعد طریف بن مالک اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ایک بار پھر وہ اس چرواہے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔ تھوڑا سا آگے جا کر اقلیما نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا تھا۔ اس لمحہ اس کی حالت عجیب خوشگوار اور خوش کن ہو رہی تھی۔ اس کے چہرے پر جلوہ مہتاب اور چاندنی راتوں کے احساس جمیل جیسی دل ربائی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی آنکھیں حلقہ بوئے چمن اور آتش گل کی طرح دہک رہی تھیں۔ نور کے سیلاب، لذت آغوش کی طرح وہ پرکشش اور خوش اندام دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے خوبصورت سرخ گال اور دہکتا ہوا چہرہ غازہ زیست اور خوشبو کے سفر کا سماں باندھ رہے تھے ایسا لگتا تھا کہ گل تر سا اس کا بدن اور اس کے مہکتے لب و رخسار کچھ یوں چمک دمک اٹھے ہوں جیسے اس کے لئے دھرتی اور آکاش مل گئے ہوں یا اس کے بطن ہستی سے اجالا

Marfat.com

خوشیوں کے سوتے پھوٹ نکلے ہوں۔ اپنی اسی حالت میں تھوڑی دیر تک اقلیما بڑے غور اور خوش گوار انداز میں طریف بن مالک کی طرف دیکھتی رہی پھر وہ بولی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''اے ابن مالک! یہ چوتھی بار ہے کہ آپ نے میری زندگی کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو ساحل فراہم کیا ہے۔ یہ چوتھی بار ہے کہ آپ نے مجھ سے میری موت چھین کر مجھے زندگی کی خوشیاں عطا کی ہیں۔ کاش میرے پاس آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اس قدر ڈھیروں الفاظ ہوتے کہ ہر موقع پر میں آپ کا مناسب طریقہ سے شکریہ ادا کرسکتی۔''

اس موقع پر طریف بن مالک نے اقلیما کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ ''اے خاتون! میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ کسی بھی موقع پر میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ تمہاری خاطر جو کچھ کر رہا ہوں یہ سب میرے فرائض میں شامل ہیں اور اب قادس شہر کے اس کلیسا میں جہاں تمہاری ماں تمہارا انتظار کر رہی ہے تمہیں پہنچانا میرے لئے فرض ہو چکا ہے لہٰذا ایسے کسی بھی موقع پر میرا شکریہ ادا نہ کیا کرو اس لئے کہ جو فرض ادا کیا جا رہا ہوتا ہے اس کا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

طریف بن مالک کی اس گفتگو کے جواب میں اقلیما خاموش رہی تھی پھر ان دونوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر سرپٹ دوڑا دیا تھا اور یوں وہ بڑی تیزی سے اپنی منزل کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ راستے میں اپنا زادراہ لیتے ہوئے طریف بن مالک اور اقلیما سفر کرتے رہے۔ وادی شقرہ کے کوہستانی سلسلے سے نکل کو وہ مرسیہ شہر کے شمال مشرق سے گزرتے ہوئے وادی آش کے کوہستانی سلسلے میں داخل ہوئے تھے۔ ایک روز صبح ہی صبح وہ اس کوہستانی سلسلے کے اندر ایک نہر کے کنارے کنارے سفر کر رہے تھے کہ ناگاہ طریف بن مالک کی نظر ایک جنگلی بکری پر پڑی جو کوہستانی سلسلے سے اتر کر اس ندی سے پانی پینے آئی تھی۔ اس جنگلی بکری کو دیکھتے ہی طریف بن مالک نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اس کے پیچھے لگایا اور اپنی کمان سیدھی کر کے اس نے ترکش سے تیر نکال کر چلہ پر چڑھایا اور تاک کر اس نے اپنا تیر مارا تو اس کا پہلا ہی تیر نشانے پر پڑا تھا۔ بکری لوٹ پوٹ ہوتی ہوئی دریا کے کنارے گر گئی تھی۔ طریف بن مالک اپنا خنجر سنبھالتا ہوا گھوڑے سے اترا۔ لپک کر اس نے بکری کو دبوچ لیا اور اسے ذبح کر دیا۔ اتنی دیر تک اقلیما بھی اپنے گھوڑے کو دوڑاتی ہوئی پہنچ گئی تھی۔ وہ بھی نیچے اتر گئی اور بکری کا چمڑا اتارنے میں طریف بن مالک کی مدد کرنے لگی تھی۔ بکری کا گوشت صاف کرنے کے بعد انہوں نے ندی کے

Marfat.com

کنارے لکڑیاں جمع کر کے آگ روشن کی اور دونوں نے اس آگ کے پاس بیٹھ کر گوشت بھون لیا تھا کچھ گوشت انہوں نے وہیں بیٹھ کر کھا لیا تھا اور باقی بھنا ہوا گوشت وہ اپنی خرجینوں میں ڈال کر پھر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گئے تھے۔ وادی آش کے کوہستانی سلسلے سے نکلنے کے بعد راستے میں قیام و کوچ کرتے ہوئے طریف بن مالک اور اقلیما گراناڈا اور جبل شلج کے بیچ بیچ گزرتے ہوئے جبل رندہ میں داخل ہوئے اور اس کے بعد مرینہ سدوینا کے شمال سے گزرتے ہوئے ایک روز عشاء کے بعد وہ قادس شہر میں داخل ہوئے تھے۔ شہر سے باہر ہی سمندر کے کنارے کے قریب قادس شہر کا وہ کلیسا تھا جس کے اسقف کا نام ستیوس تھا جو اقلیما کی ماں کے رشتے داروں میں سے تھا جس کے ہاں اقلیما کی ماں نے پناہ لے رکھی تھی۔

❋.......❋

Marfat.com

اس کلیسا کے قریب جا کر اقلیما نے بے پناہ خوشی اور بے حساب مسرتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے ابن مالک! یہ عمارت جو سامنے دکھائی دے رہی ہے جس کی کھڑکیوں سے روشنی چھن چھن کر باہر آ رہی ہے، یہی وہ قادس شہر کا کلیسا ہے جو ہم دونوں کی منزل ہے۔''

اقلیما کے اس انکشاف پر طریف بن مالک نے فوراً اپنے گھوڑے کو روک دیا اور پھر اس نے اقلیما کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے خاتون! اب جب کہ تم اپنی منزل پر پہنچ چکی ہو تو مجھے اجازت دو میں یہاں سے رخصت ہوتا ہوں۔''

طریف بن مالک کے اس جواب پر اقلیما بے چاری سراسیمہ و حیران ہو کر رہ گئی تھی جہاں تھوڑی دیر قبل تک اس کے چہرے پر خوشیاں، شادمانیاں، شادابیاں، سرسبزیاں اور تروتازگیاں رقص کر رہی تھیں وہاں وہ تیرتے خیال گریزاں، شورش لبستی، مج پریشان، انوکھی پیاس اور پھٹتے بلبلوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر اقلیما نے اپنے آپ کو اسی قدر سنبھالا اور آسمان پر رقص کرتے چاند تاروں کے فسوں میں اس نے اوس میں بھیگی گلیوں اور روتی شبنم کی سی حالت کے باوجود ترنم ریز آواز میں طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''آپ میرے اور میرے اہل خانہ کی ڈوبتی کشتی کے ساحلوں کا ایک پرکشش نشان ہیں ...... میں آپ کے خدا اور رسول (ﷺ) کے نام سے آپ سے منت کرتی ہوں کہ آپ مجھے اس کلیسا سے باہر چھوڑ کر یہاں سے رخصت نہ ہو جائیں بلکہ آپ یہاں میری ماں سے ملیں وہ آپ کو دیکھ کر بے حد خوش ہو گی۔''

اقلیما جب خاموش ہوئی تو طریف بن مالک نے غور سے اس کی طرف دیکھا اور اس کا جائزہ لیا کہ اس موقع پر اقلیما کی دھندلائی ہوئی آنکھوں کے اندر آنسوؤں کے ننھے ننھے قطرے تیر رہے تھے پھر اس کی سانس پھولتی جا رہی تھی جیسے وہ تنفس کے بوجھ کا شکار ہو کر رہ گئی ہو پھر طریف بن مالک نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے

Marfat.com

خاتون! میں جانتا ہوں تم رومیر سے ٹوٹ کر پیار کرتی تھی ......تم اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتی تھی ...... یہ علیحدہ بات ہے کہ رومیر کے قتل کے بعد تمہیں ایسے شخص کی ضرورت تھی جو تمہیں ان ویرانوں سے اس قادس شہر تک پہنچا دے ورنہ کسی اور موقع پر میں رومیر کو یوں قتل کرتا تو اب تک تم میری گردن کٹوا چکی ہوتی ......اس موقع پر اس لئے نہیں بولی تھی کہ تمہیں میری ضرورت تھی اب میں اگر تمہارے ساتھ اس کلیسا کے اندر جاتا ہوں اور تمہاری ماں کو یہ خبر ہوتی ہے کہ میں نے اس رومیر کو قتل کر دیا ہے جس سے اس کی بیٹی محبت کرتی تھی تو اس کی نگاہوں کے اندر میری کیا وقعت، کیا عزت رہ جائے گی۔ لہٰذا اے خاتون! یہ سامنے دکھائی دیتا کلیسا اب تمہاری منزل ہے، تم اس کے اندر چلی جاؤ ...... میں اب یہاں سے کوچ کرتا ہوں۔

مجھے رازرک نے ایک نقدی کی تھیلی دے کر اس کام پر لگایا تھا کہ میں اس کی خاطر تمہیں تلاش کروں اب میں واپس ٹولیڈو شہر جاؤں گا اور وہاں جا کر رازرک کو خبر کروں گا کہ میں نے عطیشہ کی بیٹی کو بہت تلاش کیا لیکن وہ کہیں ملی نہیں...... میں اس کے سامنے اپنی شکست، اپنی ناکامی کا اعتراف کرلوں گا لہٰذا اے خاتون! تم اس کلیسا کے اندر جاؤ، تمہیں ماں تمہیں دیکھ کر بے حد خوش ہوگی۔"

اقلیما نے اس بار پھر روتی ہوئی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! جب میں کلیسا کے اندر اکیلی جاؤں گی اور مجھے میری ماں ملے گی تو میں اسے کیا جواب دوں گی کہ ٹولیڈو شہر سے یہاں تک ویرانوں کے اندر میں نے کس کے ساتھ سفر طے کیا۔ اے ابن مالک! اس کلیسا میں میری ماں اور کلیسا کے اسقف اور میرے رشتہ دار ستیوں کے سامنے صرف تم ہی یہ ثبوت پیش کر سکتے ہو کہ میں اپنی عزت و آبرو کو لے کر تمہارے ساتھ باحفاظت کلیسا میں پہنچنے میں کامیاب ہوئی ہوں۔

اے ابن مالک! میں تمہیں تمہارے رسول (ﷺ) کا واسطہ دیتی ہوں، میری اس التجا کو رد نہ کرو، میرے ساتھ اس کلیسا میں داخل ہو، میری ماں تمہیں دیکھ کر بے حد خوش ہو گی اور اس کلیسا کے اندر تمہیں ایسا سکون، ایسا آرام ملے گا جیسے عیسیٰؑ کے لبوں پر شیرِ مریم کی خوش کن لکیر۔"

اقلیما کی گفتگو سن کر طریف بن مالک نے ہار مانتے ہوئے کہا۔ "اے خاتون! اگر ایسا ہی ہے تو اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر آگے بڑھو، میں تمہارے ساتھ اس کلیسا میں ضرور داخل ہوں گا اس لئے کہ تم نے مجھے میرے رسول (ﷺ) کا واسطہ دیا

Marfat.com

ہے۔اب نہ میں تمہاری اس التجا کو رد کرسکتا ہوں نہ ایسا کرنے سے انکار کرسکتا ہوں۔''

طریف بن مالک کا یہ جواب سن کر اقلیما کے چہرے پر ولولہ خیز ضیاء کا سیلاب اور روشنی کی صدہا کرنیں پھیل گئی تھیں۔اس کی حالت سے یوں لگتا تھا جیسے صبح ازل سے لے کر شام ابد تک اس کے مقدر اور اس کی قسمت میں خوشیاں ہی خوشیاں اور کامیابیاں لکھی گئی ہوں پھر اس نے عجیب سے خوبصورت انداز میں طریف بن مالک کی طرف دیکھا اور وسعت بحر کی سی فراخی اور امرت میں رس گھولتی ہوئی آواز میں اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے ابن مالک! میں آپ کی انتہا درجہ کی ممنون اور شکر گزار ہوں کہ آپ نے میرا کہا مانا اور آپ نے اپنے انکار کو توڑ دیا ...... اب آگے بڑھیں اور کلیسا میں داخل ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی دونوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا دی تھی۔

کلیسا کے قریب جا کر ایک درخت کے نیچے طریف بن مالک اپنے گھوڑے سے اتر گیا اور اقلیما کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔''اے خاتون! تم بھی اپنے گھوڑے سے اتر جاؤ۔دونوں گھوڑوں کی باگیں پکڑ کر یہاں کھڑی رہو،اب ہمیں اس کلیسا میں بھی احتیاط کرنی چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کسی ایسے شخص کی نگاہ تم پر پڑ جائے تو تمہاری یہاں موجودگی کی خبر رازرک تک پہنچا دے لہٰذا میں اکیلا آگے جا کر اس کلیسا کے دروازے پر دستک دیتا ہوں۔اسقف ستیوس سے تمہارے متعلق بات کرتا ہوں جب مجھے اطمینان ہو جائے گا اس کے بعد میں تمہیں اس کلیسا کے اندر لے جاؤں گا۔''

طریف بن مالک کی یہ احتیاط اور اپنے متعلق اس قدر فکرمندی کے الفاظ سن کر اقلیما کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور رات کی تاریکی میں اس کے موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے دانت بخوبی دیکھے جا سکتے تھے۔تاہم ایک بار پھر اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔''اے ابن مالک! میں تمہاری اس احتیاط اور اس فکرمندی کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں۔'' جواب میں طریف بن مالک کچھ کہے بغیر کلیسا کی اس عمارت کی طرف بڑھ گیا اور سامنے والے دروازے پر جا کر وہ دستک دینے لگا تھا۔

دو تین بار دستک دینے کے بعد ایک نوجوان پادری نے جب دروازہ کھولا تو طریف بن مالک نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں اس کلیسا بلکہ میں اس شہر میں اجنبی ہوں اور مجھے اس کلیسا کے اسقف ستیوس سے ملنا ہے۔''

اس پادری نے کلیسا سے بالکل ملحقہ ایک بلند اور کافی بڑی عمارت کی طرف اشارہ

Marfat.com

کرتے ہوئے کہا۔ ”اسقف ستیوس تو اس عمارت میں رہتے ہیں۔ آپ میرے ساتھ آئیں، میں آپ کو ان سے ملاتا ہوں۔“

وہ نوجوان پادری آگے آگے چل دیا۔ طریف بن مالک خاموشی سے اس کے ساتھ ہولیا تھا۔ کلیسا سے متصل اس عمارت کے دروازے پر جا کر اس پادری نے جب دروازہ پر دستک دی تو ادھیڑ عمر کے ایک شخص نے دروازہ کھولا۔ وہ اپنے ہاتھ میں ایک مشعل بھی پکڑے ہوئے تھا۔ اس پادری نے اس بوڑھے شخص کو جس نے اپنے ہاتھ میں مشعل پکڑی ہوئی تھی اور جس نے دروازہ کھولا تھا اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”اے مقدس باپ! یہ نوجوان جس کا میں نے ابھی نام اور پتہ نہیں پوچھا، یہ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔“

اسقف ستیوس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشعل کو اوپر کرتے ہوئے کہا ”میں ہی ستیوس ہوں جس سے تم ملنا چاہتے ہو...... کہو تم کون ہو، کہاں سے آئے ہو اور کس سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتے ہو......؟“

طریف بن مالک نے اپنے قریب کھڑے پادری پر ایک نگاہ دوڑائی پھر اس نے اسقف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ”میں علیحدگی میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔“

اسقف ستیوس نے اس نوجوان پادری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ”تم کلیسا میں جا کر آرام کرو۔ جب مجھے تمہاری ضرورت ہوئی میں تمہیں آواز دے کر بلا لوں گا۔“

اس کے ساتھ ہی وہ نوجوان پادری تیزی سے چلتا ہوا کلیسا کے اندر چلا گیا تھا اور اس کے جانے کے بعد اسقف ستیوس نے پھر طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا ”اب کہو اے نوجوان! تم کون ہو، کہاں سے آئے ہو، کس سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتے ہو......؟“

جواب میں طریف بن مالک نے اسقف ستیوس سے اور زیادہ قریب ہوتے ہوئے بڑی رازداری میں کہا ”اے محترم ستیوس! میں ہسپانیہ کے سابق بادشاہ عطیشہ کی بیوہ اور اقلیما کی ماں الیانہ سے ملنا چاہتا ہوں۔“

طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر اسقف ستیوس چونک پڑا تھا اور بڑی بیگانگی اور اجنبیت کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا ”اے نوجوان! تم کیسی اور کس قسم کی گفتگو کرتے ہو...... نہ میں کسی اقلیما کو جانتا ہوں اور نہ اس کی ماں الیانہ کو...... تم غلط منزل کی طرف آ گئے ہو۔“

Marfat.com

طریف بن مالک نے پھر بڑی رازداری سے ستیوس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے بزرگ ستیوس! میں غلط منزل پر نہیں آیا بلکہ آپ خواہ مخواہ شک اور بے اعتمادی کی نظر سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ اگر آپ اپنا یہ شک دور ہی کرنا چاہتے ہیں تو آپ ایلسا نام کی اس راہبہ کو بلایئے جو حال ہی میں ٹولیڈو شہر سے اپنی تربیت مکمل کر کے آئی ہے۔ وہ راہبہ یقیناً میرے متعلق آپ کو سارے شک اور شبہات دور کر دے گی۔" جواب میں ستیوس بلند آواز میں کسی کو پکارنے لگا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہی نوجوان پادری کلیسا سے نکل کر بھاگتا ہوا اس طرف آیا اور ستیوس کے سامنے اپنے سر کو نگوں کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔ "اے مقدس باپ! آپ نے مجھے طلب کیا۔"

اسقف نے بڑی نرمی سے اس نوجوان پادری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "تم جاؤ اور راہبہ ایلسا کو بلا کر میرے پاس لاؤ اور اس کے بعد تم کلیسا میں جا کر آرام کرو۔"

اسقف ستیوس کا یہ حکم پا کر وہ پادری فوراً وہاں سے چلا گیا تھا۔ ستیوس اور طریف بن مالک تھوڑی دیر تک وہیں کھڑے رہ کر انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ایلسا وہاں آ گئی۔ وہ اس وقت عام سے سادہ اور صاف ستھرے لباس میں ملبوس تھی اور بڑی خوبصورت دکھائی دے رہی تھی۔

طریف بن مالک کو دیکھ کر ایلسا کچھ چونک سی پڑی اور بڑی خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔ "اے ابن مالک! رات کے اس وقت آپ یہاں اور اکیلے......"

قبل اس کے کہ طریف بن مالک ایلسا کو کوئی جواب دیتا ستیوس نے فوراً ایلسا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھ لیا۔ "اے ایلسا میری بیٹی! تم اس جوان کو کیسے اور کب سے جانتی ہو؟"

ایلسا نے مسکراہٹیں بکھیرتی ہوئی آواز میں کہا۔ "اے بزرگ باپ! طریف بن مالک نام کا یہ نوجوان جو آپ کے سامنے کھڑا ہے اس کے متعلق آپ یہی سمجھیں کہ میرا سگا بھائی ہے۔ قسم خداوند کی اس موقع پر میرا سگا بھائی بھی میرے سامنے ہوتا تو میں اس کے سامنے اس سے زیادہ خوشیاں اور پیار نہ بکھیر سکتی۔ اے مقدس باپ! اس نوجوان نے ٹولیڈو کے موت کے میدان میں دو ایسے تیغ زنوں کو اپنے سامنے زیر کیا جو ناقابل تسخیر سمجھے جاتے تھے۔ جب یہ اس مقابلے میں جیت کر باہر نکلا تو میرے پاس اس وقت تھا تو

Marfat.com

کچھ نہیں صرف ایک پھول تھا جو میں نے اسے پیش کیا۔ میں نے اپنے دل میں عہد کیا تھا کہ میں اس نوجوان کو اپنا بھائی بناؤں گی۔ اے مقدس باپ! آپ دیکھتے ہیں کہ آپ کے سامنے میں اسے اپنا بھائی ہی کہہ کر مخاطب کر رہی ہوں۔"

اس قدر کہنے کے بعد ایلسا تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوئی پھر اس نے آگے بڑھ کر اسقف ستیوس کے کان میں کوئی سرگوشی کی جس کے جواب میں ستیوس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے آگے بڑھ کر طریف بن مالک کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ "اے نوجوان! میں شرمندہ ہوں کہ میں نے تمہیں اتنی دیر تک اس عمارت کے باہر کھڑے رکھا۔ دراصل میں نے ایسا سب کچھ ایک احتیاط کے تحت کیا ہے۔ میں تمہیں اس کلیسا کے اندر خوش آمدید کہتا ہوں۔ تم یہ بتاؤ کہ اقلیما کہاں ہے پھر میں تمہیں اس کی ماں کے متعلق خبر کرتا ہوں۔"

طریف بن مالک نے فوراً سرگوشی کے انداز میں کہا "میں اقلیما کو اپنے دونوں گھوڑوں کے ساتھ اور کلیسا کے سامنے درختوں کے ایک جھنڈ تلے کھڑا کر آیا ہوں۔ ایسا میں نے احتیاط کے تحت کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں اقلیما کا اس کلیسا کے اندر داخلہ صرف بزرگ ستیوس کے علم میں ہونا چاہیے اور کسی کو بھی اس کا علم نہ ہونا پائے کہ اقلیما اس کلیسا کے اندر داخل ہو چکی ہے۔"

اسقف ستیوس نے ایک بار پھر آگے بڑھ کر طریف بن مالک کو گلے لگاتے ہوئے کہا "اے نوجوان! تم انتہائی زیرک اور عقلمند ہو۔ جو تم نے ایسی احتیاط برتی ہے اب میں اور ایلسا یہیں کھڑے ہوتے ہیں، تم اقلیما کو لے کر یہاں آؤ۔" اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک وہاں سے ہٹ کر اقلیما کی طرف جا رہا تھا۔

اقلیما کے قریب آ کر طریف بن مالک نے پھر دونوں گھوڑوں کی باگیں لے لیں۔ پھر بڑی رازداری سے اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "اے خاتون! وہ کلیسا سے ملحق جو عمارت ہے اور جس کے سامنے کوئی مشعل لئے کھڑا ہے۔ وہاں اسقف ستیوس اور راہبہ ایلسا تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ تم چلو میں تمہارے پیچھے پیچھے دونوں گھوڑوں کو لے کر آتا ہوں۔"

طریف بن مالک کے اس انکشاف پر اقلیما بھاگتی ہوئی اس طریف بڑھی تھی۔ جب وہ ستیوس اور ایلسا کے پاس آئی پہلے ایلسا اسے گلے لگا کر ملی پھر ستیوس نے اس کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرا اور ایلسا، اقلیما کو عمارت کے اندر لے گئی تھی۔ جب کہ اسقف

Marfat.com

ستیوس مشعل لئے دروازے پر ہی کھڑا تھا۔ جب طریف بن مالک دونوں گھوڑوں کی باگیں پکڑے وہاں پہنچا تو ستیوس نے آگے بڑھ کر ایک گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے ستیوس نے کہا "میرے ساتھ آؤ۔"

طریف بن مالک ستیوس کے پیچھے پیچھے عمارت میں داخل ہوا۔ پہلے ستیوس نے دروازے کو اندر سے زنجیر لگا دی پھر بائیں طریف مڑا، تھوڑا آگے جانے کے بعد عمارت کے اندر ایک بہت بڑا اور پختہ اصطبل بنا ہوا تھا جس کے اندر پہلے سے کچھ گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ اسقف ستیوس نے دونوں گھوڑوں کو وہاں سے باندھنے کے بعد ان کے آگے دانہ اور چارا ڈال دیا تھا۔ اتنی دیر تک طریف بن مالک نے دونوں گھوڑوں کی زینوں سے سامان علیحدہ کر لیا پھر اس نے زینیں اتار کر رکھ دی تھیں۔ اتنی دیر تک اسقف ستیوس بھی فارغ ہو چکا تھا پھر طریف بن مالک اپنا اور اقلیما کا سارا سامان اٹھا کر اسقف ستیوس کے ساتھ ہو لیا تھا۔ اسقف ستیوس طریف بن مالک کو لے کر عمارت کے ایک ایسے کمرے میں داخل ہوا جس میں پہلے سے ایک مشعل روشن تھی وہاں طریف بن مالک کو اس نے ایک نشست پر بٹھایا۔ طریف بن مالک سارا اٹھایا ہوا سامان ایک طرف رکھنے کے بعد اس نشست پر بیٹھ گیا تھا اور اس کے سامنے اسقف ستیوس نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ایلسا اس وقت اقلیما کو اس کی ماں سے ملا رہی ہو گی۔ میرا خیال ہے تھوڑی دیر کے بعد وہ سب یہیں آ جائیں گی۔ اتنی دیر تک ہم دونوں بیٹھ کر آپس میں باتیں کرتے ہیں اور ان کا انتظار کرتے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی اسقف ستیوس طریف بن مالک اور اقلیما کے اس سفر کے متعلق سوالات کرنے لگا تھا اور طریف بن مالک تفصیل کے ساتھ اسے جوابات دے رہا تھا۔

❖

طریف بن مالک اور اسقف ستیوس کو اس کمرے میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اس کمرے میں اقلیما، اس کی ماں الیانہ اور راہبہ ایلسا داخل ہوئیں۔ الیانہ نے اندر داخل ہوتے ہی آگے بڑھ کر طریف بن مالک کے سر کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا اور کئی بار اس نے اس کا سر اور پیشانی چوم لی پھر وہ اقلیما اور ایلسا کے ساتھ طریف بن مالک کے سامنے والی نشستوں پر بیٹھ گئی اور طریف بن ملک کو اس نے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک میرے بیٹے! اقلیما مجھے تمہارے سفر کی ساری روداد سنا چکی ہے۔ اس سفر کے دوران تم نے جو شرافت اور انسانیت، پاکیزگی،

Marfat.com

نیکی، پرہیز گاری اور طہارت کا ثبوت دیا ہے اس کا کوئی جواب، اس کی کوئی مثال میں پیش نہیں کر سکتی۔ اے میرے بیٹے! میں تمہاری عصمت و عفت، جرأت و مردانگی اور شجاعت اور بے باکی پر بے حد خوش اور مطمئن ہوں۔ جن حالات میں تم نے رومیر کو قتل کیا اس میں بھی تم حق بجانب تھے۔ اس سفر میں اگر رومیر بھی اقلیما کے ساتھ ہوتا تو وہ بھی اقلیما کو اس طرح یہاں نہ پہنچاتا جس طرح تم نے پہنچایا ہے اور سنو! اقلیما کہہ رہی تھی تم خدشہ ظاہر کر رہے تھے کہ میں رومیر کے قتل پر تم سے خفا ہوں گی، میں بھلا ایسا کیوں کروں گی، جب خود اقلیما اس بات پر مطمئن ہے کہ رومیر خود اپنی غلطی کی وجہ سے مارا گیا ہے تو پی اس سلسلے میں کیونکر تم سے باز پرس کروں گی۔ رومیر کو قطعاً تمہارے ساتھ ایسا سلوک نہ کرنا چاہیے تھا کیونکہ یہ تمہاری ہمت اور جرأت مندی تھی کہ تم ٹولیڈو سے اقلیما کو نکال کر وہاں تک لے گئے تھے۔ بہر حال اب جب کہ تم نے یہ سارے کام انجام مجھے ہی دیئے ہیں تو میں زندگی بھر تمہاری احسان مند اور ممنون رہوں گی۔"

الیانہ یہاں تک کہنے کے بعد تھوڑی دیر کے لئے رک گئی اور پھر دوبارہ طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ "ہاں میرے بیٹے! اقلیما مجھے یہ بھی بتا رہی تھی کہ تم اسے کلیسا کے باہر ہی چھوڑ کر واپس جانے والے تھے۔ اگر تم ایسا کرتے تو مجھے یقیناً تمہارے ساتھ بے حد شکوہ اور بے حد شکایات ہوتیں۔ اقلیما نے اچھا کیا جو ضد کر کے تمہیں اندر لے آئی۔ اب تم چند روز تک یہاں قیام کرو گے اور تمہاری حیثیت ہمارے ہاں ایک باعزت اور معزز مہمان کی سی ہو گی۔ آج رات ایلسا بھی ہم دونوں کے ساتھ ہی رہے گی۔ یہ بھی ایک قابل اعتبار بیٹی ہے۔ میں اس سے بے پناہ محبت کرتی ہوں۔" الیانہ جب خاموش ہوئی، اسقف ستیوس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کر دیا۔

"اے ابن مالک! اب جب کہ تم ہمارے گھر کے ایک فرد ہو، میں تمہیں سب کچھ تفصیل سے بتاتا ہوں۔ سنو اس عمارت کے اندر ایک تہہ خانہ ہے دن کے وقت اقلیما کی ماں الیانہ اس عمارت کے اندر رہتی تھی اور رات کو باہر ہی رہتی تھی۔ ہاں جب کبھی خطرہ ہوتا تھا تو وہ فوراً اس تہہ خانے کے اندر چلی جاتی تھی۔ اس تہہ خانے کے اندر آرام و آسائش اور ضرورت کی ہر شے موجود ہے۔ ہوا، پانی اور خوراک کا بھی اس کے اندر بہترین انتظام ہے۔ اب جب کہ اقلیما بھی یہاں آ گئی ہے تو یہ بھی اپنی ماں کے ساتھ خطرے کے وقت ایسا ہی کیا کرے گی اور اپنی ماں کے ساتھ تہہ خانے کے اندر چلی جایا

Marfat.com

کرے گی اور ہاں اے ابن مالک! جب بھی کوئی اجنبی شخص اس کلیسا کی حدود میں داخل ہوتا ہے تو مجھے پہلے سے اطلاع کر دی جاتی ہے اور میں الیانہ کو اس کی خبر کر دیتا ہوں۔ اب میں الیانہ اور اقلیما دونوں کے ساتھ ایسا ہی کروں گا۔

رات کی اس تاریکی میں جس وقت تم اقلیما کے ساتھ اس کلیسا میں داخل ہوئے تھے، میرے چند مخلص کارکنوں نے اس وقت مجھے اطلاع کر دی تھی اور مجھے امید تھی کہ کوئی نہ کوئی ضرور اقلیما کو لے کر آیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں اعتماد اور بھروسہ کر لینے کے بعد ہی تمہارے ساتھ کھل کر گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ اے ابن مالک! اب تم چند روز یہاں رہو گے اور قسم خداوند کی تمہارے یہاں رہنے سے مجھے، اقلیما کی ماں الیانہ اور تمہاری بہن راہبہ ایلسا کو بے حد خوشی اور اطمینان ہو گا۔"

جواب میں طریف بن مالک مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "اے بزرگ ستیوس! اگر میرے یہاں چند روز ٹھہرنے سے آپ کی خوشی اور اطمینان وابستہ ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کی خواہش اور مرضی کے مطابق چند روز یہاں قیام کروں گا۔"

طریف بن مالک کے اس جواب پر حسین اقلیما کے چہرے پر بے انت خوشیاں اور بے پناہ مسکراہٹیں بکھر گئی تھیں پھر الیانہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اسقف ستیوس کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "اے بزرگ باپ! ہم تو کھانا کھا چکے ہیں لیکن میں اقلیما سے پوچھ چکی ہوں۔ ان دونوں نے ابھی شام کا کھانا کھانا ہے میں ان دونوں کے لئے کھانا تیار کرنے کے بعد یہاں آئی ہوں۔" اس کے ساتھ ہی الیانہ، ایلسا کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل گئی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر وہ دونوں لوٹیں۔ اقلیما اور طریف بن مالک کے سامنے انہوں نے کھانے کے برتن رکھ دیئے تھے اور وہ دونوں خاموشی سے کھانا کھانے لگے تھے۔

......

Marfat.com

ہسپانیہ کا بادشاہ رازرک ایک روز اپنے دربار میں اپنے مشیروں اور درباریوں کے ساتھ سلطنت کے متعلق صلاح مشورہ کر رہا تھا کہ اس کا ایک پہرے دار اندر آیا۔ اس کے سامنے آ کر زمین کی طرف جھکا اور رازرک کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔ ''اے بادشاہ! دربار کے باہر اس وقت دو ڈھلتی عمر کے اشخاص کھڑے ہیں اور وہ فی الفور آپ سے ملنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ وہ کسی نہایت اہم موضوع پر آپ سے گفتگو کرنے کے خواہش مند ہیں۔ اگر آپ حکم دیں تو میں انہیں اندر بھیج دوں اور اگر آپ اس دربار کی برخاستی کے بعد ملنا چاہیں تو میں انہیں باہر ہی روک دیتا ہوں۔''

اس محافظ کی گفتگو کو رازرک نے غور سے سنا اور پھر اس نے تخت پر پہلو بدلتے ہوئے اس محافظ کو مخاطب کر کے کہا۔ ''ان دونوں کو باہر نہیں روکو بلکہ انہیں اندر بھیج دو۔ میں ابھی اور اسی وقت ان سے ملنا اور گفتگو کرنا پسند کروں گا۔'' اس کے ساتھ ہی وہ پہرے دار ایک بار پھر زمین کی طرف جھکتے ہوئے آداب بجا لایا اور بڑی تعظیم کے ساتھ باہر نکل گیا تھا۔

اس محافظ کے باہر جانے کے تھوڑی دیر بعد دو اشخاص اس بڑے کمرے میں داخل ہوئے۔ یہ دونوں پرانی وضع کے سفید جبے پہنے ہوئے تھے۔ ان کے لمبے لمبے خوش نما پٹکوں پر منطقہ بروج کی تصویریں منقش تھیں جن میں بے شمار چابیوں گچھے لٹک رہے تھے۔ رازرک کے سامنے آ کر وہ ذرا رکے پھر انہوں نے ہسپانیہ کے بادشاہ رازرک کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''اے بادشاہ! قدیم زمانے میں جب ہرکولیس نے سمندر کے کنارے وہ مینار نصب کیے جو آج تک اسی کے نام سے مشہور چلے آتے ہیں تو ان کے ساتھ ہی نہایت عالی شان اور مضبوط عمارت بہ شکل گنبد اس قدیم شہر کے اطراف میں بنا کر اس میں ایک طلسم رکھا تھا اور اس طلسم کو اس نے آہنی کواڑوں اور چوکھٹ سے محفوظ کر کے اس عمارت کے

Marfat.com

دروازے پر فولادی قفل ڈلوا دیئے تھے اور بانظر دور اندیشی و احتیاط یہ انتظام پایا کہ ہر نیا بادشاہ جو سریر آرائے سلطنت ہو، اپنے نام کا ایک علیحدہ قفل عمارت کے اس دروازے پر لگایا کرے تاکہ اس عمارت کے اندر جو طلسمی راز ہے وہ اس کے مقررہ وقت سے پہلے افشا نہ ہونے پائے۔

اے باشاہ! اس گنبد کے متعلق ہرکولیس کی یہ پیش گوئی بھی ہے کہ جو شخص بھی گنبد کی مخفیات کو طشت ازبام کرنے یا کم از کم دریافت کرنے کی کوشش کرے گا وہ سخت مصائب اور آفات اور وہ بدترین دشواریوں اور اذیتوں کا شکار ہو کر رہ جائے گا چونکہ ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ہرکولیس کے زمانے سے لے کر اس وقت تک گنبد کی حفاظت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور کبھی کسی کو اس میں داخل ہونے نہیں دیا۔ اے بادشاہ ہم یہ کہنے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ بھی وہاں اپنے نام کا ایک قفل لگائیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد دونوں بوڑھے واپس مڑے اور رازرک کے دربار سے نکل گئے تھے۔ ان دونوں بوڑھوں میں سے ایک کی زبانی یہ حیرت انگیز قصہ سننے کے بعد رازرک حیرت اور تعجب میں ڈوب کر رہ گیا تھا۔ اس کے دل میں اس گنبد کا طلسمی راز حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا اور اسکا اظہار اپنے درباریوں کے سامنے بھی کیا اور رازرک کا یہ شوق اس حد تک بڑھا ہر چند اس کے مشیروں، وزیروں، اس کے بشپ اور اس کے پادریوں نے اسے منع کیا اور کہا ''آج تک گنبد کے اندر کوئی شخص زندہ داخل نہیں ہوا حتیٰ کہ قیصر اعظم بھی اس قسم کی جرأت نہ کر سکا کہ وہ اس طلسم کو جاننے کے لئے اس عمارت میں داخل ہوتا۔''

کیونکہ تقاویم کہنہ میں بھی لکھا گیا ہے کہ گنبد کا بھید کوئی دریافت نہ کر سکے گا مگر ایک بادشاہ جو اپنے سلسلے میں آخری ہو گا اور اس کو بھی یہ امر اس وقت میسر ہو گا جب ستون سلطنت مرکز ثقل سے ہل جائے گا۔ جب باہمی نفاق کو بے وفائی اس کی بیخ بنیاد کو کھوکھلی کر دیں گی اور غضب الٰہی ہونے والا ہو گا مگر بادشاہ رازرک ان تمام نصیحتوں کے برخلاف اس طلسمی گنبد کا راز جاننے پر بضد ہو گیا تھا لہٰذا ایک روز ان تمام خطرات کے باوجود وہ اپنے بہت سے سوار اور پیادہ دستوں کو لے کر اس طلسمی گنبد کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

یہ گنبد چٹانوں کے بیچ و بیچ ایک بلند کوہستانی سلسلے کی چوٹی پر واقع تھا۔ اس کی دیواریں سنگ مرمر اور سنگ زبرجد سے بنائی گئی تھیں جن پر نہایت نازک اور دقیق نصیحتیں کندہ تھیں اور جو اس قدر صاف شفاف تھیں کہ باوجود اس قدر پرانی ہونے کے آفتاب کی

Marfat.com

دست درازیوں کی تاب نہ لا سکتی تھیں۔ گنبد کا دروازہ پورے پتھر کو تراش کر بنایا گیا جس کے کواڑوں پر ہرکولیس سے لے کر عطیشہ تک تمام بادشاہوں کے ہاتھ کے بھاری قفل پڑے ہوئے تھے۔

جب بادشاہ رازرک اپنے دستوں کے ساتھ اس گنبد کے دروازے پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ دروازے کے دونوں جانب وہی دونوں بوڑھے کھڑے تھے جو اس کے دربار میں حاضر ہوئے تھے۔ ان دونوں بوڑھوں نے ہر چند بادشاہ رازرک کو منع کیا اور سخت مصیبت کی پیش گوئی کی اور اسے تنبیہ کی اگر وہ اس گنبد کے اندر داخل ہوا تو یہ داخلہ اس کے لئے نہایت تکلیف دہ اور مستقبل کی مصیبتوں کا باعث بن جائے گا لیکن جب ان دونوں بوڑھوں کی کوئی نصیحت رازرک پر کارگر نہ ہوئی تو وہ خاموش ہو رہے۔ ان کی اس خاموشی کے بعد رازرک نے اپنے سپاہیوں کو سارے قفل کھولنے کا حکم دیا اور ناچارہ وہ دونوں بوڑھے بھی اس طلسمی عمارت کے وہ قفل کھولنے میں رازرک کے سپاہیوں کا ساتھ دینے لگے تھے۔

آخر کار غروب آفتاب کے وقت تمام قفل کھل گئے اور بادشاہ رازرک اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھا اور گنبد کا بھاری بھرکم پرانا قدیم کواڑ کھول کر اس عمارت میں داخل ہوا۔ اول ایک وسیع کمرے میں داخل ہوا۔ دوسری جانب ایک اور ایسا ہی دروازہ تھا جس سے پاس والے کمرے میں راستہ جاتا تھا۔ اس دروازے کے سامنے پیتل کا ایک بڑا مہیب خوف ناک مردانہ بت ایستادہ تھا۔ اس بت کے ہاتھ میں ایک بھاری گرز تھا جسے وہ وقفہ وقفہ سے زمین پر مارتا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر تھوڑی دیر کے لئے بادشاہ رازرک خوف و حیرت میں ڈوب اور غرق ہو کر رہ گیا تھا پھر رازرک نے پیتل کے مہیب اور خوفناک بت کی چھاتی پر لکھی ہوئی تحریر کو پڑھ کر رازرک کو کچھ حوصلہ اور ڈھارس ہوئی۔ پیتل کے اس بت کے سینے پر یہ فقرہ درج تھا۔

"میں اپنا فرض منصبی پورا کرتا ہوں۔"

رازرک نے اس بت کے سینے پر جب یہ فقرہ کندہ دیکھا اس کا حوصلہ بڑھا اور پیتل کے اس مجسمے کو اس نے قسم دے کر کہا "مجھے گزر جانے دے میری ہرگز یہ منشاء اور ارادہ نہیں ہے کہ اس گنبد کے اندر رکھی اشیاء کو میں کوئی نقصان پہنچاؤں یا میں اس کے اندر تخریب کے درپے ہوں۔ میں تو صرف اس کے اندر رکھے ہوئے راز کو جاننا اور دریافت کرنا چاہتا ہوں۔"

Marfat.com

ہسپانیہ کا بادشاہ رازرک جب یہ جملے ادا کر چکا تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ یوں نے دیکھا کہ اس پیتل کے مجسمہ نے آہنی گرز گھمانا بند کر دیا تھا اور وہ مجسمہ بالکل ساکن اور خاموش کھڑا ہو گیا تھا۔ یوں رازرک اپنے اراکین سلطنت کے ساتھ پیتل کے اس مجسمہ کے نیچے سے گزر کر دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کمرے کی دیواروں پر جا بجا ہر قسم کے پتھر نصب تھے اور عین اس کمرے کے وسط میں ایک انتہائی قدیم اور بوسیدہ میز رکھی تھی جس پر ایک پرانا زنگ آلودہ صندوقچہ پڑا ہوا تھا اور اس صندوقچہ کے اوپر ایک عبارت کندہ تھی صندوقچے پر لکھا تھا۔

"تمام مخفیات گنبد اس صندوق میں ہیں۔ بجز ایک بادشاہ کے اس صندوقچے کو کھولنے کی اور کوئی جرأت نہ کر سکے گا لیکن اس صندوقچے کو کھولنے والے بادشاہ کو بھی خبردار اور ہوشیار رہنا چاہیے کیونکہ جس وقت وہ اس صندوقچے کو کھولے گا اس وقت اس کو عجیب وغریب واقعات دکھائی دیں گے جو مرنے سے پہلے اسے پیش آئیں گے۔"

رازرک نے جب وہ صندوقچہ کھولا تو اس نے دیکھا، صندوقچے کے اندر صرف تانبے کی دو تختیاں تھیں اور جب اس نے تانبے کی دو تختیوں کو علیحدہ کیا تو اس نے مزید دیکھا ان تختیوں کے درمیان چرمی اوراق تھے جوں ہی رازرک نے ان چرمی اوراق کو کھولا، اسے یوں لگا جیسے نفرت کا ایک بارود پھٹ پڑا ہوا۔ آگ اور خون کے بھرے راستے، عذاب و الم مہیب تصویروں کی طرح بہہ نکلے ہوں اس کی رگوں کے اندر روح کی تشنگی اور ذہن کے اندر موت کے جھکڑوں کی یورش شروع ہو گئی تھی۔ وہ ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے خون کے ان گنت نالے بہتے ہوئے شور کرنے لگے ہوں۔

اس چرمی وصلی کا کھلنا تھا کہ رازرک نے دیکھا، اس چمڑے کے اوراق پر جو گھوڑ سواروں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں وہ حرکت میں آ گئی تھی۔ ان تصویروں کے چہرے نہایت خون خوار بھیانک تھے جو پیش قبض سے مسلح تھے اور پیشانی کے صفحہ پر یہ عبارت لکی تھی۔ "دیکھ اے بد اندیش ان لوگوں کو جو تجھے تیرے تخت و تاج کے نیچے گرا دیں گے۔ تیرے ملک پر قبضہ کر لیں گے۔"

اس کے بعد رازرک اور اس کے اراکین سلطنت نے دیکھا کہ دفعتاً چمڑے کے ان دو اوراق پر میدان جنگ کا سماں دکھائی دینے لگا تھا۔ گیرودار کا شور بلند ہوتے ہوئے سنائی دینے لگا تھا۔ طلسمی گھوڑے چمڑے کے ان اوراق پر یک بہ یک بادلوں کی طرح حرکت کرنے لگے تھے اور اس مرقع میں ایک حقیقی میدان جنگ کا سماں بندھ گیا تھا۔ بدنصیب

Marfat.com

رازرک کی آنکھوں کے سامنے اس عالم استعجاب و حیرت میں جاں گداز واقعات پیش ہونے لگے تھے جو ایک دوسرے کے بعد دکھائی دیتے تھے اور نقش بر آب کی طرح مٹ جاتے تھے اور جن میں ان آنے والے حادثوں اور لڑائیوں کے نتیجے دریافت ہوتے تھے۔ رازرک چمڑے کے ان اوراق پر ایسے واقعات دیکھ رہا تھا جو ابھی کسی کے وہم گمان میں نہ تھے۔ اس نے دیکھا کہ سامنے ایک میدان جنگ ہے جس میں نصرانی اور مسلمانوں کے درمیان ایک سخت ہنگامہ کارزار گرم ہے۔ رازرک کو لگا جیسے کچھ لوگ عربوں جیسا لباس پہنے ہوئے تھے۔ پھیلتی شفق کی طرح فاتحانہ انداز میں انہوں نے وہاں ورود کیا تھا اور رات کے سیل بے پناہ کی طرح ہر طرف چھانے لگے تھے۔ ان کے سامنے ہسپانیہ کی رفعت بستیاں اجڑنے لگی تھیں۔ ہر طرف رینگتے جہنم، اسیر قفس اور صید ہوس کا سماں بکھرنے لگا تھا۔ رازرک کی آنکھوں کے سامنے دل کی راکھ ہوتی بستیاں خاک اڑاتی چلچلاتی دھوپ اور رقص کرتے ہوئے آگ کے شعلے، جلتے شبستانوں کا حسد آمیز سماں باندھنے لگے تھے۔ شور بے پناہ کے اندر سینہ ارض خون آلود اور جبین زخم آلودہ دکھائی دینے لگی تھیں۔

یہ سماں دیکھ کر رازرک نے تھوڑی دیر کے لئے اپنی آنکھیں بند کر لیں جب دوبارہ اس نے آنکھیں کھولیں تو اس نے دیکھا کہ وہ عرب جوش مارتے ہوئے طوفانوں کی طرح جھپٹ رہے تھے اور وہ اپنے پاؤں سے مخالفوں کی لاشوں کو روندتے قرنوں کی مہیب آوازوں، تجیروں کی جھنکار اور طبل جنگ کا طوفان خیز شور بلند کرتے ہوئے بڑھتے جا رہے تھے۔ ان کی تلواریں، ان کے گرز، ان کے زہر میں بجھے ہوئے تیر اپنے سامنے آنے والے ہر سپاہی کو موت کا پیغام سنا رہے تھے۔ نیزے اور برچھیاں چاروں طرف پھینکے جانے لگے تھے۔ یہاں تک کہ رازرک نے دیکھا، نصرانی میدان جنگ سے بھاگ نکلے اور حملہ آور عرب ان کا تعاقب کرتے ہوئے انہیں ذلت آمیز شکست سے دوچار کرنے لگے تھے۔ پھر رازرک نے مزید دیکھا کہ اس کا علم یعنی ہسپانیہ کا جھنڈا جس پر صلیب کا نشان نصب تھا زمین پر گر گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی فتح مندی کی خوشی کے نعروں سے مصیبت زدوں کی غیظ و ضبط کی چیخوں اور قریب المرگ زخمیوں کی آہ و زاری سے تمام فضا گونجنے لگی تھی۔ شکست خوردہ ہسپانیوں میں جو تہہ بالا ہو کر ادھر اُدھر بھاگتے جاتے تھے موت کا سماں طاری تھا۔

رازرک کی نظر اچانک ایک ایسے سوار پر پڑی جس کی پیٹھ اس کی طرف تھی اور

Marfat.com

جوان اپنے سر پر شاہی تاج پہنے اپنے سفید گھوڑے پر سوار تھا۔ رازرک نے جب غور سے سوار کی طرف دیکھا تو یوں لگا کہ جیسے وہ خود ہی اس سوار کی صورت میں موجود ہو کیونکہ اس کی پیٹھ خود اپنی پیٹھ جیسی تھی اور اس کے نیچے جو گھوڑا تھا وہ گھوڑا بھی بالکل ایسے ہی تھا جیسے رازرک کا اپنا گھوڑا تھا۔ گویا رازرک کو یوں لگا کہ وہ جوان خود رازرک ہو، اس جنگ کے اندر حصہ لے رہا ہو۔ عین ہنگامہ کے عروج پر رازرک نے پھر دیکھا وہ گھوڑ سوار اپنے گھوڑے سے نیچے گر گیا اور پھر کہیں اس کا پتہ اور نشان معلوم نہ ہوا اور اس کا گھوڑا دیوانہ وار خالی پشت چاروں طرف بھاگا پھرتا تھا۔

یہ سارا سماں دیکھنے کے بعد رازرک اور اس کے ہمراہی طلسمی گنبد سے حواس باختہ ہو کر بھاگے مگر اس سے پہلے ہی پیتل کا وہ مجسمہ وہاں سے غائب ہو چکا تھا اور بوڑھے جو کبھی رازرک کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور طلسمی گنبد پر انہوں نے اسے اپنی طرف سے ایک قفل لگانے کو کہا تھا وہ اس گنبد کے دروازے پر مرے پڑے ہوئے تھے۔ جوں ہی رازرک اس گنبد سے باہر نکلا تو اس گنبد کے اندر فوراً آگ لگ گئی اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے گنبد کے اندر سے آگ کے شعلے بلند ہونے لگے اور اس گنبد کا ہر پتھر، ہر اینٹ جل کر خاک سیاہ ہو گئی تھی۔ اس طلسمی گنبد کی یہ حالت دیکھ کر رازرک انتہائی بدحواسی کے عالم میں اپنے ارا کین سلطنت کے ساتھ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پھر وہ واپس اپنے شاہی محل کی طرف اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا رہا تھا۔

❋...... ❋

Marfat.com

سورج ابھی ابھی غروب ہوا تھا۔ پھول پتیاں قطرہ شبنم کے آئینوں سے محو گفتگو ہو گئی تھیں۔ بے کنار ریگستانوں کے اندر گہری خاموشی کی چادر پھیلتی چلی گئی تھی۔ درخت گم صم اور اداس کھڑے تھے۔ فضائیں اپنے خیالات کو پائندگی عطا کرنے کی خاطر گہری سوچوں میں ڈوب چکی تھی۔ رات کے موت جیسے اذیت ناک لمحے اپنے قد کو بڑھانے اور پھیلانے لگے تھے۔ ذہن کی رسائی اور جاگتی ہوئی آنکھوں کے اندر نیند کی دھند نے پھیلنا شروع کر دیا تھا۔ ایسے میں قادس شہر سے باہر سمندر کے کنارے واقعہ کلیسا کی عمارت کے اندر اسقف ستیوس کی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں طریف بن مالک، ستیوس، اقلیما، الیانہ اور راہبہ ایلسا اکٹھے بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ کلیسا کا ایک نوجوان پادری بھاگا بھاگا وہاں آیا اور اس نے اسقف ستیوس کو مخاطب کرتے ہوئے اور ساتھ ہی اپنی گردن کو کافی حد تک خم کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے مقدس باپ! سمندر کے کنارے کنارے ماہی گیروں کی کشتیوں کے اندر کچھ ایسے لوگ گھوم رہے ہیں جو مسلح ہونے کے ساتھ ساتھ اقلیما کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں لہٰذا آپ کو محتاط ہو جانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے تلاش کرنے والے وہ مسلح جوان کلیسا کی طرف بھی آ جائیں۔" یہاں تک کہنے کے بعد وہ نوجوان پادری خاموش ہو گیا تھا پر اس کی گفتگو سن کر اسقف ستیوس چونک کر اٹھ کھڑا ہوا تھا پھر اس نے اس نوجوان پادری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"تم کلیسا میں واپس اپنے ٹھکانے پر چلے جاؤ اور چاروں طرف نگاہ رکھو۔" جب وہ نوجوان پادری چلا گیا تو ستیوس نے فوراً اپنے سامنے بیٹھی ہوئی راہبہ ایلسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے ایلسا میری بیٹی! تم الیانہ اور اقلیما کو تہہ خانے کی طرف لے جاؤ۔"

اسقف ستیوس کا یہ حکم پا کر ایلسا فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی، اس کمرے سے اٹھ کر ساتھ والے کمرے میں داخل ہوئی، وہاں سے اس کے ساتھ ہی اقلیما، الیانہ بھی

Marfat.com

کھڑی ہو گئی تھیں پھر ایلسا کی راہنمائی میں گزرنے کے بعد وہ بائیں طرف تہہ خانے کے اندر چلی گئی تھیں۔

ان تینوں کے جانے کے بعد طریف بن مالک نے اسقف ستیوس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے بزرگ ستیوس! میں بھی اب یہاں سے کوچ کرتا ہوں۔ میری منزل اب ہسپانیہ کا مرکزی شہر ٹولیڈو ہو گی۔ وہاں جا کر میں رازرک سے کہہ دوں گا کہ اس کے کہنے کے مطابق میں نے اقلیما کو بہت تلاش کیا پر وہ مجھے نہیں ملی۔"

طریف بن مالک کی یوں اچانک روانگی کا سن کر اسقف ستیوس ایک طرح سے چونک پڑا تھا۔ تھوڑی دیر تک اس نے تعجب خیز اور حیرت زدگی کے سے انداز میں طریف بن مالک کی طرف دیکھا پھر وہ کہہ رہا تھا۔ "اے ابن مالک! تمہاری یہاں سے روانگی کا سن کر قسم یسوع مسیح کی مجھے بے حد دکھ اور صدمہ ہو رہا ہے۔ بہرحال تم ہمیشہ کے لئے تو یہاں نہیں رہ سکتے۔ ایک نہ ایک روز تمہیں یہاں سے رخصت ہونا ہی ہے پر اے ابن مالک! کیا یہ اچھا ہو گا کہ تم اقلیما اور اس کی ماں الیانہ کی غیر موجودگی میں ان دونوں ماں بیٹی سے ملے بغیر یہاں سے کوچ کر جاؤ۔ میں سمجھتا ہوں جب انہیں پتہ چلے گا تم ان سے ملے بغیر ہی یہاں سے چلے گئے ہو تو انہیں بے حد دکھ اور صدمہ ہو گا۔"

اسقف ستیوس کے یہ الفاظ سن کر طریف بن مالک کے چہرے پر ہلکی ہلکی بلکہ طنز آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر اس نے ستیوس کی طرف دیکھتے ہوئے مدھم آواز میں کہا۔ "انہیں کیوں صدمہ ہو گا؟ میرا ان دونوں سے کیا رشتہ، کیا واسطہ، کیا تعلق، کیا رابطہ ہے؟ اے ستیوس اس موقع پر شاید یہ انکشاف بھی تمہارے لئے نیا ہو گا کہ اقلیما ایک بار اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے مجھے یہاں تک کہہ چکی ہے کہ اگر ایک طرف کوئی بربر ہو دوسری طرف ہسپانیہ کا کوئی کتا تو وہ اس بربر کی نسبت کتے کو ترجیح دے گی اور اس سے زیادہ محبت اور پیار کرے گی۔

اے بزرگ ستیوس! جو لڑکی میرے جیسے بربر کے متعلق ایسے خیالات اور ایسی سوچیں رکھتی ہو اس سے اور اس کی ماں سے میرا کیا تعلق؟ اور یہ جو میں نے اقلیما کو ٹولیڈو شہر سے یہاں قادس شہر تک پہنچایا ہے تو یہ میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ اس لئے کہ ٹولیڈو شہر میں جب میں نے موت کے میدان میں رومیر اور روجر سے مقابلہ جیتا تھا تو ہسپانیہ کے سابق بادشاہ عطیشہ نے نقدی کی ایک تھیلی دیتے ہوئے مجھے اپنی بیٹی اقلیما کا محافظ مقرر کیا تھا۔ پس اسی محافظ کی حیثیت سے میں اقلیما کو یہاں تک لایا ہوں اب میں

Marfat.com

اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکا ہوں اور جو معاوضہ عطیشہ نے دیا تھا اس معاوضہ پر میں اقلیما کو یہاں تک پہنچانے کا کام سرانجام دے چکا ہوں۔

اب میرے ذمہ ان ماں بیٹی کا کوئی بوجھ، کوئی احسان اور بھار نہیں ہے۔ اے بزرگ ستیوس! اقلیما اور الیانہ دونوں ماں بیٹی کے لئے میں کل بھی نا آشنا تھا اور آج بھی ان دونوں کے لئے اجنبی ہوں لہٰذا میری یہاں سے یوں اچانک روانگی ان کے لئے کسی پریشانی اور دکھ کا باعث نہ بنے گی۔"

طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر اسقف ستیوس چند ثانیوں کے لئے ناگوار اور ناپسندیدہ سی خاموشی میں ڈوبا رہا۔ پھر اس نے سر اٹھا کر طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت و تعجب سے پوچھا۔

"اے مالک! مجھے یقین نہیں آ رہا کہ اقلیما نے تمہیں ایسے الفاظ کہے ہوں۔ چونکہ یہ بات تم کہہ رہے ہو لہٰذا تمہاری بات میں رد بھی نہیں کر سکتا۔ ضرور اقلیما نے تم سے یہ الفاظ کہے ہوں گے۔ پر اے ابن مالک! اقلیما تو روز میرے سامنے تمہاری شرافت، تمہاری نیکی اور تمہاری پارسائی کی تعریف کرتی ہوئی نہیں تھکتی۔ وہ تو کئی بار مجھے یہ کہہ چکی ہے جس طرح ٹولیڈو سے لے کر قادس شہر تک سفر کے دوران طریف بن مالک میرے ساتھ بلند اخلاق اور عمدہ سیرت کے ساتھ پیش آیا ہے ایسا اگر رومیر بھی اس کے ساتھ ہوتا تو نہ کر پاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کے دل میں تمہارے لئے محبت نہیں تو ہمدردی اور دردمندی کے جذبات ضرور ہیں۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ موت کے میدان میں جب اس نے تمہارے متعلق یہ الفاظ کہے ہوں اس وقت اس کے جذبات تمہارے متعلق مختلف ہوں اور جب اس نے ٹولیڈو شہر سے قادس تک سفر کے دوران تمہاری سیرت، تمہارے اخلاق کو عملی طور پر دیکھا تو پھر وہ تمہیں اور تمہاری اصلیت کو سمجھنے میں کامیاب ہو گئی ہو اور اپنے پہلے جذبات پر قابو پا کر وہ تمہیں اپنی ہمدردی اور دردمندی کے قابل سمجھنے لگی ہو۔"

طریف بن مالک نے اسقف ستیوس کے ان خیالات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اے بزرگ ستیوس! میں تخمینوں اور اندازوں کا قائل نہیں ہوں میں اس بات کو قابل بھروسہ اور قابل اعتبار سمجھتا ہوں جو عملی طور پر کسی پہ گزر چکی ہو۔ بہرحال میں اس موضوع پر مزید گفتگو نہیں کرنا چاہتا اور میرا پختہ عزم ہے کہ میں ابھی اور اسی وقت یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔"

اسقف ستیوس نے طریف بن مالک کے اس ارادے کے سامنے ہتھیار ڈالتے

Marfat.com

ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! قسم خداوند کی میں تم سے ایک بیٹے جیسی ہمدردی اور محبت رکھتا ہوں۔ بہر حال اگر تم اسی وقت کوچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو میں تمہارے عزم کے سامنے آڑے نہیں آؤں گا۔ اس لئے کہ تم فیصلہ اپنی مرضی سے کرنے کا حق رکھتے ہو۔"

جواب میں طریف بن مالک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کا ممنون ہوں جو آپ نے میرے متعلق اس طرح کے خیالات کا اظہار کیا۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ میرے ساتھ اصطبل تک چلیں تاکہ میں اپنے گھوڑے کو تیار کر کے یہاں سے کوچ کر سکوں۔"

اسقف ستیوس نے بڑی خندہ پیشانی سے کہا۔ "کیوں نہیں ...... میں ضرور تمہارے ساتھ اصطبل ہی نہیں بلکہ اس عمارت کے باہر تک چلوں گا تاکہ میں تمہیں اپنے ایک محسن کی حیثیت سے رخصت کر سکوں۔"

اسقف ستیوس کے ان خیالات پر طریف بن مالک خوش ہوا۔ اس نے ساتھ والے کمرے سے اپنی خرجین، اپنا تہ کیا ہوا بستر اور دیگر ضروری سامان اٹھایا، دوبارہ وہ ستیوس کے پاس آیا اور اسے کہا۔ "آیئے اصطبل کی طرف چلیں۔"

اس کمرے سے نکل کر دونوں بڑی تیزی کے ساتھ اصطبل میں آئے، طریف بن مالک نے پہلے اپنے گھوڑے پر زین ڈالی پھر زین کی ایک طرف اس نے اپنا بستر باندھ دیا۔ دوسری طرف اس نے اپنی چرمی خرجین لٹکا دی تھی۔ اپنی ڈھال، اپنی کمان اور تیروں سے بھرا ہوا ترکش بھی اس نے زین کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ اپنے سر پر آہنی خود رکھنے کے بعد اوپر اس نے اپنا عمامہ باندھ لیا تھا۔ اس کے بعد اس نے گھوڑے کو دھانہ چڑھایا اور اس کی باگ پکڑ کر بیرونی دروازے کی طرف ہو لیا جب کہ ستیوس بھی اس کے ساتھ جا رہا تھا۔

عمارت سے باہر نکل کر طریف بن مالک نے مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اے بزرگ ستیوس! یہاں قیام کے دوران آپ نے جو میری بہترین مہمان نوازی کی، میں آپ کا ہمیشہ ممنون اور شکر گزار رہوں گا۔"

ستیوس نے طریف بن مالک کا آگے بڑھا ہوا ہاتھ ایک طرف ہٹا دیا پھر آگے بڑھ کر اس نے طریف بن مالک کو پرجوش انداز میں اپنے ساتھ لپٹا لیا تھا۔ اس کے بعد اس کی پیشانی چومتے ہوئے ستیوس کہنے لگا۔

"اے ابن مالک! اس کے بعد کبھی تمہارا اس شہر سے گزر ہو یا تمہارا ادھر آنا ہو تو

Marfat.com

میرے پاس اس کلیسا میں ضرور آنا۔ میں تمہارا اپنے بیٹے کی حیثیت سے استقبال کروں گا۔ اب میں تمہیں رخصت کرتا ہوں اور تمہارے لئے دعا کرتا ہوں کہ تم جہاں کہیں بھی جاؤ خداوند تمہیں خوش اور زندہ رکھے۔"

ستیوس کے دعائیہ الفاظ کے ساتھ ہی طریف بن مالک اپنے گھوڑے پر سوار ہوا، اسے ایڑ لگا کر ہانک دیا تھا۔

اسقف ستیوس اس وقت تک وہاں کھڑا رہا جب تک طریف بن مالک اسے دکھائی دیتا رہا اور جب طریف بن مالک اس کی نگاہوں سے اندھیرے کی چادر کے اندر روپوش ہو گیا تب ستیوس دکھ اور افسوس میں اپنی گردن جھکائے عمارت کے اندر چلا گیا۔

❖

وہ رات اقلیما اور اس کی ماں الیانہ اور ایلسا نے تہہ خانے کے اندر ہی گزاری تھی۔ دوسرے روز صبح ہی صبح تہہ خانے سے جب وہ تینوں باہر آئیں تو انہوں نے دیکھا کہ اسقف ستیوس اس عمارت اور کلیسا کے درمیان پڑنے والے سبزہ زار پر چہل قدمی کر رہا تھا۔ اس پر اقلیما نے پریشان کن انداز میں ایلسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اے ایلسا میری بہن! تو دیکھتی ہے کہ آج مقدس باپ اس سبزہ زار پر اکیلے ہی چہل قدمی کر رہے ہیں جب کہ تو جانتی ہے کہ جب سے طریف بن مالک یہاں آئے ہیں وہ ہمیشہ اسقف کے ساتھ اس سبزے پر چہل قدمی کرتے رہتے ہیں پر آج وہ صبح ہی صبح کہاں چلے گئے ہیں۔ ان کی طبیعت تو ٹھیک ہے...... کہیں وہ اپنے کمرے میں ابھی تک سوئے تو نہیں پڑے ہوئے۔"

اس پر ایلسا نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ "اس وقت تک وہ کیسے سو سکتا ہے۔ تم جانتی ہو کہ وہ اندھیرے ہی اندھیرے اٹھ کر اپنی عبادت سے فارغ ہو جاتا ہے پھر ایسا شخص دن چڑھے تک کیسے اپنے کمرے میں سو سکتا ہے۔"

اس پر اقلیما نے تشویش بھرے انداز میں ایلسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "آؤ! ان کے کمرے کی طرف بڑھیں جہاں طریف بن ملک نے قیام کر رکھا تھا۔" جب کہ الیانہ بھی ان کے پیچھے پیچھے جا رہی تھی۔

اس کمرے میں داخل ہوتے ہی اقلیما چونک سی پڑی اور پھر اس نے انتہائی دکھ اور صدمے کی حالت میں ایلسا کی طرف دیکھتے ہوئے بکھری بکھری مگر روتی روتی سی آواز میں اس کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے ایلسا! یہاں تو طریف بن مالک نہیں ہیں...... نہ ان کا

Marfat.com

بستر ہے...... ان کی چرمی خرجین کے علاوہ دیگر ان کا سامان جو کمرہ میں رکھا رہتا تھا وہ بھی نہیں ہے۔" اتنی دیر تک الیانہ بھی وہاں پہنچ گئی تھی پھر اقلیما نے شکووں سے بھرپور آواز میں اپنی ماں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا "اے میری ماں! یہ طریف بن مالک صبح ہی صبح کہاں چلے گئے ہیں ...... ان کا سامان بھی یہاں نہیں ہے ...... کہیں وہ ہم سے ملے بغیر یہاں سے کوچ تو نہیں کر گئے۔"

اقلیما کے یہ الفاظ سن کر الیانہ کے چہرے پر بھی تشویش کے آثار نمودار ہوئے تھے پھر اس نے ایلسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "اے ایلسا میری بیٹی! تم ذرا اصطبل میں جا کر دیکھو وہاں طریف بن مالک کا گھوڑا بندھا ہوا ہے یا نہیں۔"

اس پر ایلسا بھاگتی ہوئی اصطبل کی طرف گئی پر وہ جلدی ہی لوٹ آئی۔ اس کے چہرے پر پریشانی، دکھ اور صدمے کے اثرات تھے پھر اس نے عجیب دکھ بھرے انداز میں الیانہ اور اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اقلیما کا اندازہ درست ہے۔ طریف بن مالک یہاں سے کوچ کر چکے ہیں ...... انکا گھوڑا اصطبل میں نہیں ہے ...... میں سمجھتی ہوں کہ وہ رات کے کسی وقت یا صبح ہی صبح یہاں سے کوچ کر چکے ہیں۔"

ایلسا کے اس انکشاف پر اقلیما کے گل لالہ و شبنم اور اوس میں بھیگی کلیوں جیسے چہرے پر شعور وحشت ٹوٹے بکھرے آئینوں اور پھٹے بادبانوں جیسی کیفیت ٹپکنے لگی تھی۔ اس کی قربتوں کے کنول اور عکس جمال جیسی آنکھوں کے اندر تشنگی کا کرب، سراب مسلسل اور اندھیروں کے ساغر رقص کرنے لگے تھے۔ مجموعی طور پر اقلیما کی حالت اشکوں بھری داستان کے طاق نسیاں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ سنگ لحد اور مسلسل جانکنی کی طرح چپ اور خاموش کھڑی رہی پھر اس نے اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے میری ماں! طریف بن مالک کے معاملہ میں ٹولیڈو شہر کے موت کے میدان میں مجھ سے زیادتی ضرور ہوئی تھی ...... میں نے ان کے بارے میں کچھ ناروا جملے بھی ادا کئے تھے۔ اے میری ماں! ٹولیڈو سے قادس کی طرف ان کے ساتھ سفر کرتے ہوئے راستے میں، میں نے ان سے اپنے رویہ کی معافی بھی مانگی تھی۔ اے میری ماں! میں نے راستے میں اپنے من کے آنگن میں جلتی امیدوں اور دل کی گہرائیوں سے انہیں پیار اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے اور ان کے درمیان نفرتوں کے ساغر، اجنبیت اور دوریوں کی خلیج کو پاٹنے کی انتہائی کوشش کی تھی۔ اے میری ماں! میں سمجھتی ہوں کہ انہیں

Marfat.com

ہم سے یوں نا آشنائی اور اجنبیت نہ برتنی چاہیے تھی...... یہاں سے کوچ کرنے سے پہلے کم از کم انہیں ہم سے ضرور ملنا چاہیے تھا اور ہم سے ملے بغیر یہاں سے کوچ نہ کرنا چاہیے تھا اس لئے کہ اب وہ ہمارے لئے اجنبی نہ تھے۔ اب تو ہمارے مربی اور ہمارے محسن ہیں......"

اقلیما ابھی تک یہی کہہ پائی کہ باہر سبزے پر چہل قدمی کرتا ہوا اسقف ستیوس وہاں داخل ہوا اور شکووں بھری آواز میں اس نے اقلیما کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے اقلیما میری بیٹی! کیا اپنے مربیوں اور اپنے محسنوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے کہ بھرے جمع میں اور سب لوگوں کے سامنے یہ کہا جائے کہ اگر ایک طرف افریقہ کا بربر اور دوسری طرف ہسپانیہ کا کتا ہو تو میں افریقہ کے بربر پر ہسپانیہ کے کتے کو ترجیح دوں گی۔ اے میری بیٹی! بس انسان کو جانوروں سے بھی کم اور بدتر سمجھا جائے تو وہ تم لوگوں کے ساتھ اجنبیت و آشنائی برتنے میں حق بجانب ہے اور پھر وہ کیوں یہاں سے رخصت ہونے سے پہلے تم دونوں ماں بیٹی سے مل کر جاتا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اسقف ستیوس تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ اقلیما، ایلسا اور الیانہ کے قریب ہوتا ہوا بولا۔ "اے اقلیما میری بیٹی سنو طریف بن مالک اس وقت ہی یہاں سے رخصت ہو گیا تھا جس وقت تم تینوں شام کے وقت کمرے سے اٹھ کر تہہ خانے کی طرف گئی تھیں۔ میں نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی تھی پر وہ نہیں رکا۔ میں نے اسے یہ بھی کہا کہ کم از کم آج رات ہی انتظار کر لے اور صبح اقلیما اور الیانہ سے مل کر یہاں سے چلا جائے پر اس نے مجھے ساری وہ باتیں کہہ دیں جو اس کے ساتھ ٹولیڈو میں موت کے میدان کے اندر پیش آئی تھیں۔ وہ اپنے آپ کو تمہاری نگاہوں میں قابل نفرت سمجھتا ہے۔ اس بنا پر اس نے مجھ سے کہا کہ میرا اقلیما اور الیانہ سے کیا تعلق، کیا رشتہ اور کیا رابطہ ہے کہ میں ان سے مل کر جاؤں وہ کہہ رہا تھا۔ اقلیما کو یہاں پہنچانا میرے ذمہ ایک فرض تھا اس لئے کہ ہسپانیہ کے سابق بادشاہ عطیشہ نے اسے تمہارا محافظ مقرر کیا تھا اور اس کام کے لئے طریف کو نقدی کی ایک تھیلی بھی فراہم کی تھی۔ ابن مالک مزید کہہ رہا تھا کہ اقلیما کو یہاں تک پہنچانے کے بعد اس نے اس رقم کا بوجھ اپنے سر سے اتار دیا ہے جو اسے عطیشہ نے تمہارے محافظ کی حیثیت سے ادا کی تھی۔ لہٰذا اے اقلیما میری بیٹی! طریف بن مالک تم دونوں ماں بیٹی کے ساتھ اپنا حساب برابر کرنے کے بعد یہاں سے کوچ کر چکا ہے۔"

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد اسقف ستیوس ایک بار پھر رک گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر اور بڑے غور سے اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے وہ اس کی حالت کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے دوبارہ کہنا شروع کیا۔ "اے اقلیما میری بیٹی! گو طریف بن مالک ایک مسلمان ہے اور یہاں وہ میرے ساتھ چند دن ہی رہا ہے پر اے میری بیٹی! جتنے دن بھی وہ یہاں رہا ہے اس کے ساتھ رہتے ہوئے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ وہ کوئی عام سا نوجوان نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ان جوانوں میں سے ہے جو سنگ دشمناں کی بارش اور شکست و ریخت کے طویل سلسلے کے اندر بھی اپنے اخلاق کی بلندی اور اپنی سیرت کی رفعت کو نہیں بھولتے۔ اے میری بیٹی! طریف بن مالک ایک بہت شرمیلا پر بہت گہرا انسان ہے۔ ایسے لوگ ابر کے اس ٹکڑے کی طرح بابرکت ہوتے ہیں جو لمحوں کے اندر وشت بے کنار کی ریت اور جلتے ہوئے صحرا کی پیاس بجھا دیتے ہیں۔ اے میری بیٹی! اب جب کہ طریف بن مالک یہاں سے کوچ کر چکا ہے اور اس کے پھر کبھی لوٹ کر یہاں آنے کے امکانات نہیں ہیں میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ کاش ٹولیڈو شہر میں موت کے میدان کے اندر تم نے ابن مالک کے ساتھ ناروا سلوک نہ کیا ہوتا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ چند دن اور یہاں قیام کرتا۔ تم دونوں ماں بیٹی سے اجازت لے کر یہاں سے رخصت ہوتا اور میں سمجھتا ہوں کہ پھر وہ دوبارہ لوٹ کر تم دونوں کی خاطر کبھی یہاں آتا اور تمہارے ساتھ تعلق، تمہارے ساتھ رابطہ کو مزید استوار کرتا۔"

اسقف ستیوس کے ان الفاظ پر شعور رنگ لطافت بھرپور اقلیما کی آنکھیں اشک بار ہو گئی تھیں۔ الیانہ اور ایلسا بھی اس کی حالت بھانپ گئی تھیں لہٰذا اسے سہارا اور تسلی دینے کی خاطر وہ بھی دوسرے کمرے کی طرف چلی گئی تھیں۔

✻ ...... ✻

Marfat.com

ہسپانیہ کا بادشاہ رازرک شاہی محل کے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے اور اس کے انداز سے لگتا تھا جیسے وہ گہری سوچوں میں کھویا ہوا اور کوئی فیصلہ کرنے کی نیت سے گم صم چپ چپ بیٹھا ہو پھر وہ اچانک حرکت میں آیا۔ جیسے اس نے کچھ سوچ لیا ہو یا کوئی فیصلہ کر لیا ہو اور اپنے دائیں ہاتھ رکھی لکڑی کی ایک چھوٹی سے ہتھوڑی اٹھا کر اس نے قریبی لٹکتے ہوئے تانبے کے ایک بڑے تشت پر دے ماری تھی اس کے ساتھ ہی شاہی محل کا وہ کمرہ ارتعاش کے ساتھ بلند ہوتی گونج کے ساتھ تھرتھرا سا اٹھا تھا۔ تانبے کے اس تشت کی آواز کے جواب میں ہسپانیہ کے بادشاہ رازرک کا ایک محافظ اس کمرے میں داخل ہوا اور اس کے سامنے اپنے سر کو خم کرتے ہوئے اور گردن کو جھکاتے ہوئے کھڑا ہو گیا تھا۔

اس محافظ کی طرف رازرک نے تھوڑی دیر کے لئے غور سے دیکھا پھر اس کو مخاطب کر کے اس نے کہا "شاہی حرم کی مشاطہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔"

رازرک کا یہ حکم سن کر وہ پہرے دار وہاں سے نکل گیا تھا جب کہ رازرک پہلے کی طرح اپنی سوچوں میں کھو کر رہ گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد شاہی حرم کی مشاطہ اس کمرے میں داخل ہوئی اور وہ اپنے سر کو خم کرتی ہوئی رازرک کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ وہ تیس پینتیس عمر کی ایک تیز طرار اور کسی قدر خوبصورت عورت تھی۔ جب وہ رازرک کے سامنے آ کر کھڑی ہوئی تو رازرک نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے مشاطہ! میں نے تمہیں ایک اہم اور انتہائی ضروری کام کی سرانجامی کے لئے طلب کیا ہے...... وہ کام میری ذات کے ساتھ وابستہ ہے اور مجھے امید ہے کہ تم میرا یہ ذاتی کام ضرور کر گزرو گی۔"

رازرک کی گفتگو سن کر اس مشاطہ نے اپنی گردن کو سیدھا کیا اور رازرک کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے جواب دیا۔ "اے بادشاہ! میں تو آپ کے شاہی حرم کی مشاطہ ہوں

Marfat.com

اور آپ کے ہر حکم کی بجا آوری میرے فرائض میں شامل ہے۔ کہیے، وہ کون سا کام ہے جو آپ کی ذات سے وابستہ ہے اور آپ مجھ سے لینا چاہتے ہیں ...... میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں اس کام کی انجام دہی میں اپنی ساری قوتوں اور اپنی ساری استعداد کو بروئے کار لے آؤں گی۔"

اس مشاطہ کا یہ جواب سن کر رازرک بہت خوش ہوا۔ پھر وہ کہنے لگا۔ "اے مشاطہ! تم جانتی ہو کہ میں سابق بادشاہ عطیشہ کی نوجوان نوخیز حسین بیٹی اقلیما کو پسند کرتا تھا اور یہ میری دلی خواہش تھی کہ میں اسے اپنے حرام میں داخل کروں اور وہ میری ہر دلعزیز بیوی کی حیثیت سے میرے ساتھ زندگی بسر کرے پر اے مشاطہ! تم جانتی ہو کہ اس موجودہ انقلاب کے دوران اقلیما اپنی ماں کے ساتھ ایسی غائب ہوئی کہ خاصی تلاش اور جستجو کے باوجود آج تک اس کا کوئی پتہ کوئی نام ونشان نہیں ملا۔ اب میں اس کی بازیابی اور اس کے ملنے سے کس قدر مایوس ہو گیا ہوں لیکن میں اس کے باوجود اسے نہیں بھلا سکا۔ اس کی محبت اس کے پیار اس کی یاد کو قطعی طور پر میں فراموش نہیں کر سکتا اور اس کی یادیں میرے دل میں پہلے کی طرح تروتازہ ہیں۔ میں نے اقلیما سے اپنی اس محبت اور چاہت کی تکمیل کے لئے ایک بہت اہم فیصلہ کیا ہے اور میرے خیال میں تم بھی اس فیصلہ سے اتفاق کرو گی۔"

اس پر مشاطہ نے پھر بولتے ہوئے پوچھا۔ "اے بادشاہ! کہئے آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے؟"

جواب میں رازرک نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ بولا اور کمرے میں اس کی آواز بلند ہوئی۔

"اے مشاطہ! تم جانتی ہو کہ سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین کی بیٹی فلورنڈا ان دنوں شاہی محل کے اندر زیر تربیت ہے۔ یہ فلورنڈا گو اقلیما کی بھانجی ہے پر عمر میں یہ اقلیما سے کسی قدر بڑی ہے لیکن اس کے اندر سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ اپنے قد کاٹھ اپنی شکل اپنے حسن اپنی خوبصورتی میں بالکل اقلیما جیسی ہے۔ اے مشاطہ! اب جب کہ اقلیما مجھے نہیں ملتی تو میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اقلیما کی جگہ میں اس فلورنڈا سے شادی کر لوں گا اس لئے کہ یہ لڑکی بھی اپنے حسن اور خوبصورتی اور اپنی شکل و شباہت میں مکمل اقلیما ہی ہے۔ لہٰذا تم ابھی اور اسی وقت شاہی محل کے اس حصے میں جاؤ جہاں تربیت کے لئے باہر سے آنے والی لڑکیاں قیام کرتی ہیں۔ وہاں فلورنڈا سے ملو اور اسے میری طرف سے یہ پیغام سناؤ کہ ہسپانیہ کا بادشاہ رازرک اس کے ساتھ شادی کا خواہش مند ہے۔ اور مجھے

Marfat.com

امید ہے کہ وہ نہ صرف میرے فیصلہ کو سن کر خوش ہو گی بلکہ شادی کا یہ پیغام اس کی زندگی میں بیٹھے سپنوں سے بھی زیادہ پُرکشش ہو گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میری اس پیش کش کو بخوشی قبول کرے گی۔ لہٰذا اے مشاطہ! تم جاؤ۔ اس موضوع پر فلورنڈا سے گفتگو کرو اور پھر اس کے نتائج سے واپس آ کر مجھے آگاہ کرو۔“

رازرک کا یہ حکم سن کر مشاطہ نے گردن کو ایک بار پھر خم کیا۔ پھر وہ اس کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ مشاطہ محل کے اس کمرے میں داخل ہوئی جس میں فلورنڈا کی رہائش تھی۔ اسے دیکھ کر فلورنڈا خوش ہوئی اور ایک نشست پر اسے بیٹھنے کی پیش کش کی۔

فلورنڈا کی پیش کش نے مشاطہ کا حوصلہ بڑھا دیا۔ وہ آگے بڑھی اور فلورنڈا کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے کہا۔ ”اے جولین کی بیٹی! میں تمہارے لئے ایک انتہائی اہم انتہائی معتبر اور انتہائی خوش کن پیغام لے کر آئی ہوں۔ یہ پیغام ہسپانیہ کے بادشاہ کی ذات سے وابستہ ہے اور اس نے ہی مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ تمہیں یہ پیغام دوں۔“

مشاطہ کی یہ گفتگو سن کر فلورنڈا کسی قدر فکرمند ہوئی پر جلدی سے اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور مشاطہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔ ”اس پیغام کی نوعیت کیا ہے جو رازرک کی طرف سے تم میرے پاس لے کر آئی ہو؟“

اس پر مشاطہ نے تھوڑی دیر تک کچھ سوچا۔ شاید وہ کہنے کے لئے مناسب الفاظ جمع کر رہی تھی۔ پھر اس نے آخری فیصلہ کرتے ہوئے فلورنڈا کو مخاطب کر کے کہا۔ ”اے فلورنڈا! اصل بات یہ ہے کہ موجودہ بادشاہ رازرک سابق بادشاہ عطیشہ کی بیٹی اقلیما اور تمہاری خالہ کو دل و جان سے پسند کرتا تھا اور یہ خواہش رکھتا تھا کہ وہ اقلیما کے ساتھ شادی کر کے اسے اپنے حرم میں داخل کر لے اور اس کے ساتھ خوش گوار زندگی بسر کرے پر تم جانتی ہو کہ اقلیما اپنی ماں کے ساتھ انقلاب کے وقت سے اچانک غائب ہو چکی ہے۔ اب تک ان دونوں کا کوئی پتہ نہیں۔ رازرک نے ان دونوں کو بہت تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن اب تک وہ ناکام ہے۔ چونکہ جسمانی ساخت، حسن و خوبصورتی اور شکل و شباہت کے لحاظ سے تم ہو بہو اپنی خالہ اقلیما جیسی ہو لہٰذا اقلیما کی طرف سے مایوس ہو کر اب رازرک تمہارے ساتھ شادی کرنے کا خواہش مند ہے اور اس نے مجھے یہی پیغام دے کر بھیجا ہے کہ میں تمہیں رازرک کی طرف سے شادی کا پیغام دوں۔ سنو اے جولین کی بیٹی! رازرک تم سے شادی کا خواہش مند ہے۔ تم اس کے جواب میں کیا کہتی ہو؟“

مشاطہ کے اس پیغام اور انکشاف پر فلورنڈا کی حالت عجیب سی ہو گئی تھی۔ [illegible]

گویا وہ حزن قلب و جگر کا شکار اور اسیر الم و یاس ہو گئی ہو وہ یاد غم انگیز، کھوئے کھوئے پردیسی پرندے کی طرح دکھائی دینے لگی تھی۔ اس کی نکہت لالہ و گل چہرے پر ویران ویران اور تنہا تنہا جذبے فکر بکھر اور پھیل گئے تھے۔ نفرت کی تیز دھوپ پوری شدت کے ساتھ اس کے چہرے پر دیکھی جا سکتی تھی اور اس کی آنکھوں کے اندر نفرت کے کوندے جوش مارنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ حسین فلورنڈا اسی حالت اور کیفیت میں مبتلا رہی۔ اس دوران اس کے سامنے بیٹھی ہوئی مشاطہ اسے بڑی فکرمندی اور پریشانی کے ساتھ دیکھ رہی تھی۔ پھر فلورنڈا نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالا اور اپنے سامنے بیٹھی ہوئی مشاطہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"اے مشاطہ! تو نے جو انکشاف اور پیغام دیا ہے تو ایسا کرنے کے لئے تو پابند اور مجبور تھی اس لئے کہ یہ پیغام تجھے رازرک نے دیا ہے اور رازرک کا حکم ماننا تیری ایک مجبوری ہے۔ رازرک اس وقت ہسپانیہ کا بادشاہ ہے پر سن اے مشاطہ! میں سبتہ کے حکمران کاؤنٹ جولین کی بیٹی ہوں اور یہاں تربیت کی غرض سے آئی تھی۔ تم جانتی ہو کہ ہسپانیہ کا سابق بادشاہ عطیشہ میرا نانا تھا اور میں اس کی نواسی ہوں اس کے باوجود میں نے محل کے اسی حصے میں تربیت کے لئے آنے والی دوسری لڑکیوں کے ساتھ قیام کر رکھا۔ اب جب کہ میرے نانا کے بجائے یہ رازرک ہسپانیہ کا حکمران ہے تو اس کے باوجود میں تم سے کہوں میں اس کے کسی فعل اور حکم کی پابند نہیں ہوں یہ جو میرے ساتھ شادی کا پیغام اس نے بجھوایا ہے اس پیغام کو میں انتہائی نفرت اور کراہت کے ساتھ ٹھکراتی ہوں۔ جس قدر یہ رازرک میری خالہ اقلیما کے ساتھ محبت کرتا ہے میں اس سے دس گنا زیادہ اس سے نفرت کرتی ہوں اس لئے کہ یہ وہ شخص ہے جو میرے نانا، میرے ماموں کا قاتل ہے اور اسی کی وجہ سے میری نانی الیانہ اور میری ہر دلعزیز اور پیاری خالہ اقلیما روپوشی کی زندگی بسر کرتے ہوئے دھکے کھانے پر مجبور ہیں۔ لہٰذا اے مشاطہ! تم واپس جاؤ اور میری طرف سے رازرک سے کہو کہ فلورنڈا تمہارے ساتھ شادی کرنے سے انکار کرتی ہے۔"

فلورنڈا کا یہ جواب سن کر مشاطہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ فلورنڈا کی حالت دیکھتے ہوئے اسے مزید کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوئی تھی۔ پھر وہ اس کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔

◆

شاہی محل کی وہ مشاطہ جب واپس رازرک کے سامنے پیش ہوئی تو اس نے دیکھا

Marfat.com

رازرک اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا تھا اور بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ جب وہ مشاطہ اس کے سامنے آ کر رکی اور اپنے سر کو خم کرتے ہوئے وہ اس کے لئے آداب بجا لائی تب رازرک نے بڑی بے چینی اور بڑی بے تابی کا اظہار کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔ "اے مشاطہ! کیا تیری ملاقات فلورنڈا سے ہوئی؟ اور اگر ہوئی ہے تو اس نے میرے بجھوائے ہوئے پیغام کا تجھے کیا جواب دیا ہے؟ رازرک کے سامنے کھڑی مشاطہ کی حالت بجھی ہوئی شمع اور بکھری بکھری راکھ جیسی ہو رہی تھی تاہم اس نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ چند مناسب الفاظ اس نے اپنے ذہن میں جمع کئے اور رازرک کی طرف دیکھتے ہوئے اس سے کہنا شروع کیا۔

"اے بادشاہ! آپ کے حکم کے مطابق میں سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین کی بیٹی فلورنڈا کے پاس گئی۔ بڑے طریقے اور بڑی مہارت کے ساتھ میں نے اسے یہ سمجھایا کہ بادشاہِ وقت اس سے پہلے اقلیما سے محبت کرتا رہا ہے اور اقلیما چونکہ روپوش ہو چکی ہے اور یہ کہ تمہاری شکل و صورت اور جسمانی ساخت چونکہ اپنی خالہ اقلیما کے ساتھ ملتی ہے لہذا اقلیما کے نہ ملنے کی وجہ سے رازرک تمہارے ساتھ شادی کرنے کا خواہش مند ہے۔ پر اے بادشاہ! ایسا ہوا کہ یہ پیغام سن کر اس کے خوبصورت چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار اور اس کی آنکھوں میں نفرت کے کوندے لپکنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ اپنے آپ کو سنبھالتی رہی پھر اس نے مجھے یہ جواب دیا کہ شادی پر رضامند نہیں۔ اس نے یہ بھی کہا کہ وہ ایسے شخص کو کیونکر پسند کر سکتی ہے جو اس کے نانا اور اس کے ماموں کا قاتل ہو۔ لہذا اے بادشاہ! اس نے مکمل نفرت و بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے اس پیغام کو ٹھکرا دیا ہے۔ فلورنڈا کی حالت کا اندازہ کرتے ہوئے میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ وہ کسی بھی حالت میں آپ کے ساتھ شادی پر آمادہ نہ ہو گی۔ لہذا اس معاملہ میں اگر کوئی مزید اقدام کرنا چاہتے ہیں یا مجھے کوئی اور حکم دینا چاہتے ہیں تو میں حاضر ہوں۔"

مشاطہ سے فلورنڈا کا یہ جواب سن کر غصہ اور غضب میں رازرک کی حالت بے کراں امنگ، کھولتے سمندر اور سرد آہوں کے طوفان جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کی نگاہوں کے اندر اجاڑ پن عیاں ہو چکا تھا اور ایسے لگتا تھا جیسے ماضی کی یادیں اپنی پوری شورہ بختی کے ساتھ اس پر وارد ہوئی ہوں اور اس کے آئینوں کے طاق کو ریزہ ریزہ کرتے ہوئے اس کی حالت ایک ایسے مسافر جیسی کر گئی ہوں جو تن کا سیراب مگر من کا پیاسا ہو۔ تھوڑی دیر تک وہ نشست پر ادھر اُدھر غصے اور بے زاری میں پہلو بدلتا رہا۔ لگتا تھا ایک ایک پل اس

Marfat.com

لئے حشر ساماں اور اک اک لمحہ اس کے لئے عذاب جان بن کر رہ گیا۔ تھوڑی دیر وہ ایسی حالت اور کیفیت میں رہا پھر اس نے اس مشاطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے مشاطہ! اب تم جاؤ۔ رہی فلورنڈا تو اس نے میرے اس پیغام کو ٹھکرا اور مجھ سے نفرت اور بے زاری کا اظہار کر کے اپنا ہی نقصان کیا ہے۔ اس کے اس انکار کی میں اسے ایسی سزا دوں گا اور اس کے دامن عصمت پر ایسا داغ لگاؤں گا جو زندگی بھر مٹانے سے بھی مٹ نہ سکے گا۔"

رازرک کی وہ خوں خوار حالت دیکھتے ہوئے مشاطہ نہ صرف یہ کہ لرز اور کانپ کر رہ گئی تھی بلکہ اس کا جسم پسینے چھوڑنے لگا تھا۔ جلدی جلدی اس نے ایک بار پھر رازرک کے سامنے اپنے سر کو خم کیا اور اس کے بعد وہ اس کمرے سے تیزی کے ساتھ نکل گئی تھی۔ اس مشاطہ کے جانے کے بعد رازرک تھوڑی دیر تک اپنی اسی نشست پر بیٹھا غیظ اور غضب کے دباؤ تلے کچھ سوچتا رہا۔ اس کے بعد ایک بار پھر اس نے اپنے دائیں ہاتھ پر رکھی ہوئی لکڑی کی ہتھوڑی اٹھائی اور قریب ہی لٹکتے ہوئے تانبے کے طشت پر زور سے دے ماری۔ کمرے کے اندر اس ضرب سے گہری آواز بلند ہوئی جس کے جواب میں بڑی تیزی کے ساتھ رازرک کا ایک محافظ کمرے میں داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی رازرک نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

"آج رات کے پہلے حصے میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ محل کے اس حصے میں داخل ہونا جہاں باہر سے تربیت کے لئے آنے والی لڑکیاں رہتی ہیں۔ وہاں سے تم سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین کی بیٹی فلورنڈا کو اٹھا کر میری خوابگاہ میں پہنچا دینا۔ بس آج کے لئے تمہارا یہی کام ہے۔ اب تم جاؤ۔"

رازرک کو غصے اور غضب کی حالت میں دیکھتے ہوئے پہرے دار کو جواب میں کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی اور وہ واپس مڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ اسی رات فلورنڈا کو زبردستی رازرک کی خوابگاہ میں پہنچا دیا گیا۔ جہاں اس نامراد رازرک نے فلورنڈا کی عصمت کا خون کرتے ہوئے اسے داغ دار اور بے آبرو بنا کر رکھ دیا تھا۔

***

Marfat.com

ایک روز جبکہ شام ہونے میں کچھ دیر باقی تھی۔ طریف بن مالک میانہ روی سے اپنے گھوڑے کو ہانکتا ہوا ٹولیڈو شہر میں داخل ہوا۔ اپنی رہائش گاہ کی طرف جانے کے لئے جب وہ شہر کے مرکزی بازار سے گزر رہا تھا تو اچانک ایک مسلح جوان اس کے سامنے آیا اور اس کے گھوڑے کی باگ پکڑتے ہوئے اس نے انتہائی خوشگواری میں طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے ابن مالک! آپ اپنی رہائش گاہ کی طرف جانے کی بجائے شاہی محل کا رخ کیجئے۔ اس لئے کہ چند روز ہوئے بادشاہ راذرک نے اپنے محافظوں کو حکم دے رکھا ہے کہ طریف بن مالک جوں ہی شہر میں داخل ہو اسے میرے سامنے پیش کیا جائے۔"

وہ گھوڑے کی باگ پکڑنے والا جوان جو اپنے لباس سے راذرک کے پہرے داروں میں ایک لگتا تھا اس کی گفتگو پر طریف بن مالک کے چہرے پر وقتی طور پر پریشانی اور تفکرات کے آثار نمودار ہوئے تھے۔ پھر جلد ہی اس نے ایسے تمام خیالات کو جھٹک دیا۔ اپنی حالت کو اس نے سنبھالا اور چپ چاپ وہ اس پہریدار کے ساتھ ہو لیا تھا۔ شاہی محل میں جا کر اس پہریدار نے پھر طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے ابن مالک! میں آپ کے گھوڑے کو اصطبل میں باندھتا ہوں۔ آپ شاہی محل کے وہ دائیں طرف والے کمرے میں داخل ہوں۔ وہاں اس وقت راذرک روجر کے ساتھ محو گفتگو ہے۔"

طریف بن مالک نے اس پہریدار کی ان باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ اپنے گھوڑے سے اتر کر چپ چاپ اس کمرے کی طرف بڑھنے لگا جس کی طرف پہریدار نے اشارہ کیا تھا۔

طریف بن مالک جب اس کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا اندر ہسپانیہ کا بادشاہ راذرک اور وہ روجر جس کے ساتھ موت کے میدان میں طریف بن مالک کا مقابلہ

Marfat.com

ہوا تھا دونوں آمنے سامنے بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ طریف بن مالک کو دیکھتے ہی رازرک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا، آگے بڑھ کر اس نے طریف بن مالک کو گلے لگا لیا اور پھر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"اے ابن مالک! تم انتہائی مناسب وقت پر ٹولیڈو شہر میں داخل ہوئے ہو۔ یہاں میرے سامنے بیٹھو۔ میں ایک انتہائی اہم موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

اس کے بعد رازرک نے روجر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے روجر! تم اس وقت جاؤ۔ میں بعد میں کسی وقت تمہیں بلاؤں گا اور جو گفتگو تمہارے ساتھ ہو رہی ہے اس کی تکمیل کروں گا۔ بہر حال تم مطمئن رہو کہ میں تمہیں اپنے لشکر میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز کروں گا۔"

یہ گفتگو سن کر روجر خوش ہو گیا تھا۔ اور پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ روجر کے جانے کے بعد رازرک نے غور سے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے ابن مالک! ان دنوں تم کہاں کہاں رہے؟"

جواب میں طریف بن مالک نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔ "اے بادشاہ! آپ کی خواہش اور آپ کے کہنے کے مطابق میں ان دنوں اقلیما اور اس کی ماں کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ مجھے دکھ اور افسوس ہے میں ان دونوں کو تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ میں جنوب کے مختلف شہروں کی طرف گیا۔ میں انتہائی جنوب میں سمندر کے کنارے قادس کی بندرگاہ تک بھی گیا۔ جگہ جگہ اقلیما اور اس کی ماں الیانہ اور رومیر سے متعلق دریافت کیا۔ پر اے بادشاہ! مجھے افسوس ہے کہ ہر جگہ، ہر قصبے اور ہر شہر میں مجھے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور یہ کہ میں ان تینوں کو تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔"

طریف بن مالک کی اس وضاحت کے جواب میں رازرک نے کھل کر ہنستے اور قہقہہ لگاتے ہوئے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

"اے ابن مالک! اگر یہ اقلیما الیانہ اور رومیر تمہیں نہیں ملے تو اس میں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے اور نہ ہی تمہیں اپنی اس ناکامی کی وجہ سے میرے سامنے کسی طرح کی وضاحت پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب اقلیما الیانہ اور رومیر کی تلاش اور جستجو کو بھول جاؤ۔ میرا اندازہ ہے وہ تینوں ہسپانیہ سے نکل کر فرانس کی طرف بھاگ گئے ہیں۔ بہر حال اس موضوع کو ختم کرو۔ میں نے تمہیں ایک اور انتہائی

Marfat.com

اہم کام کے سلسلے میں طلب کیا ہے اور وہ کام یہ ہے کہ تمہاری اس غیر حاضری کے دوران ایک غلطی مجھ سے سرزد ہوئی۔ اے ابنِ مالک! تم جانتے ہو کہ میں ایک عرصے سے اقلیما کو پسند کرتا رہا ہوں اور اس کے ساتھ شادی کا خواہش مند بھی رہا ہوں۔ اقلیما کے غائب ہو جانے کی وجہ سے میں بڑا پریشان اور افسردہ تھا اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین کی بیٹی فلورنڈا جو اقلیما کی بھانجی بھی ہے اس کی شکل اور جسمانی ساخت حیرت انگیز طور پر اقلیما کے ساتھ ملتی جلتی ہے۔ لہٰذا میں نے شاہی محل کی مشاطہ کو اس کے پاس بھیجا اور اسے یہ پیغام پہنچایا کہ میرے ساتھ شادی کرے۔ لیکن فلورنڈا نے بڑی نفرت اور بے زاری کے ساتھ میرے اس پیغام کو ٹھکرا دیا جس کا مجھے دکھ اور افسوس اور غصہ ہوا اور اپنی اسی کیفیت میں ایک روز اپنے پہرے داروں کے ذریعے میں نے فلورنڈا کو زبردستی اس کی رہائش سے اٹھوا کر یہاں شاہی محل میں اپنی خواب گاہ میں بلوا لیا اور اس کی عصمت کو داغ دار کر دیا۔ مجھے اپنی اس غلطی کا احساس ہو رہا ہے اس لئے کہ فلورنڈا کا باپ یعنی سبتہ کا حاکم میرے بہترین دوستوں میں سے ہے اور جب یہ خبر کاؤنٹ جولین کے پاس پہنچے گی تو میرے متعلق وہ کیا سوچے گا۔ اس دوران فلورنڈا نے دو تین بار چند غلاموں کی مدد سے یہ بری خبر اپنے باپ تک پہنچانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ لونڈی اور غلام پکڑے گئے اور انہیں قتل کروا دیا گیا اور جو پیغام لکھ کر فلورنڈا نے ان کے حوالے کیا تھا وہ جلا دیا گیا۔

اے ابنِ مالک! اب میں یہ چاہتا ہوں کہ تم ابھی اور اسی وقت فلورنڈا کے پاس جاؤ۔ اس لئے کہ وہ تمہاری خوب جاننے والی ہے۔ ایک تو تم اس کے باپ کی طرف سے اس کے لئے کچھ اشیاء اور پیغام بھی لے کر آئے تھے دوسرے اس کے باپ نے تمہاری تعریف کرتے ہوئے میرے نام بھی ایک خط لکھا تھا۔ اس بنا پر وہ جانتی ہے کہ تم اس کے باپ کے پسندیدہ ہو۔ لہٰذا تم فلورنڈا کے پاس جاؤ، اسے سمجھاؤ کہ جو کچھ ہونا تھا وہ غلطی کی بناء پر ہو چکا اب وہ اس حادثے، اس المیے کو فراموش کر دے اور اس کی خبر اپنے باپ کاؤنٹ جولین کو نہ کرے تاکہ میرے اور جولین کے تعلقات پہلے جیسے ہی خوشگوار رہیں۔"

رازرک کی یہ ساری گفتگو سن کر طریف بن مالک تھوڑی دیر تک سوچوں میں غرق رہا پھر اس نے رازرک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے بادشاہ! آپ بالکل بے فکر اور مطمئن رہیں میں ابھی اور اسی وقت شاہی محل کے اس حصے کی طرف جاتا ہوں جہاں باہر سے تربیت حاصل کرنے والی لڑکیاں قیام کرتی

Marfat.com

ہیں۔ وہاں فلورنڈا سے ملتا ہوں اور اسے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میرے یوں سمجھانے پر وہ حالات کے ساتھ سمجھوتہ کرنے پر رضامند ہو جائے گی۔"

رازرک نے اپنی جگہ سے اٹھ کر خوشی میں طریف بن مالک کی پیشانی چوم لی اور پھر کہا۔ "اگر تم ایسا کر دکھاؤ تو میں سمجھوں گا کہ تمہارے علاوہ میرا اور کوئی مخلص اور غمگسار ہی نہیں۔ اب تم اٹھو اور فلورنڈا کی طرف جاؤ۔"

رازرک کے کہنے پر طریف بن مالک فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

طریف بن مالک تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا شاہی محل کے اس حصے میں داخل ہوا جس میں شاہی انداز کی تربیت حاصل کرنے کے لئے باہر سے لڑکیاں آ کر قیام کرتی تھیں۔ اس عمارت کے نگران سے پہلے طریف بن مالک نے فلورنڈا کے کمرے کے متعلق پوچھا اور آگے بڑھ کر اس نے عمارت کے ایک کمرے پر دستک دی تھی۔ تھوڑی دیر بعد فلورنڈا نے دروازہ کھولا۔ طریف بن مالک نے دیکھا اس سمے فلورنڈا کا حسن شگفتہ دل کی ویرانی اور خزاں کے گیت جیسا ہو رہا تھا اور اس کا جمالِ درخشاں اس لمحہ کرب آلودہ اور ویران خلوتوں جیسا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ خون میں تر راہ گزر جیسی اداس، کراہ بن جانے والے نفس کی طرح ویران تھی۔ طریف بن مالک کو وہاں دیکھتے ہوئے فلورنڈا کی آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے تھے۔ اس موقع پر طریف بن مالک نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے فلورنڈا! میری بہن! کیا تم مجھے اندر آنے کو نہ کہو گی؟"

جواب میں فلورنڈا فوراً ایک طرف ہٹ گئی اور پھر اپنی ویران ویران آنکھوں میں اس نے موت کے سے لہجہ میں طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے میرے بھائی! آپ ضرور اندر آئیے۔ آپ جیسے بھائی کو میں اپنے کمرے میں خوش آمدید کہتی ہوں۔"

طریف بن مالک اندر داخل ہوا اور کمرے کے دائیں طرف ایک نشست پر بیٹھ گیا۔ اتنی دیر تک فلورنڈا نے دروازے کو پھر بند کر دیا اور وہ بھی طریف بن مالک کے سامنے والی نشست پر بیٹھ گئی تھی۔ دونوں تھوڑی دیر تک خاموش رہے اور اس کے بعد طریف بن مالک نے فلورنڈا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے میری بہن! میں آج ہی ایک مہم سے لوٹ کر آیا ہوں اور آج ہی یہ خبر ہوئی

Marfat.com

ہے کہ اس ظالم اور بے حیا رازرک نے تم کو بے عصمت اور بے آبرو کر کے رکھ دیا ہے۔ قسم مجھے اپنے خداوند کی مجھے اس المیہ، اس حادثے کا سخت صدمہ اور افسوس ہے۔"

طریف بن مالک کے ان ہمدردانہ الفاظ کے جواب میں فلورنڈا منہ سے تو کچھ نہ کہہ سکی تاہم وہ اپنی آنکھوں میں اُمڈ آنے والے آنسوؤں کو ضبط نہ کر سکی اور آنسو لگاتار اس کے دامن میں گرنے لگے۔ پھر اس کی حالت مزید بگڑنے لگی اور وہ طریف بن مالک کے سامنے بیٹھی ہچکیوں سسکیوں میں رونے لگی تھی۔ طریف بن مالک تھوڑی دیر تک اس کی طرف بڑی ہمدردی کے ساتھ دیکھتا رہا اور فلورنڈا اس کے سامنے بیٹھی روتی رہی پھر طریف بن مالک نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے فلورنڈا میری بہن! سنبھلو، میں تمہارے ساتھ ایک اہم موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے آیا ہوں اس گفتگو میں تمہارے لئے فائدہ ہی فائدہ ہے۔"

طریف بن مالک کے کہنے پر فلورنڈا فوراً سر پر باندھے ہوئے رومال سے اپنے آنسو پونچھ لئے۔ اس نے اپنی حالت کو کسی قدر سنبھالا اور شکوؤں اور گلوں سے بھرپور آواز میں اس نے کہا۔ "اس بے ننگ و نام رازرک نے مجھے اپنے سامنے بے زور مایہ جان کر میری عزت عفت اور میری عصمت کو داغ دار کیا ہے۔ اے طریف بن مالک میرے بھائی! اب تو میں بس صبح و شام مرجانے کی حسرت لئے زندگی کے دن گزار رہی ہوں۔"

طریف بن مالک نے فوراً اپنا ہاتھ بڑھا کر پیار اور شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا پھر اس نے نرم اور شفقت سے بھرپور آواز میں کہنا شروع کیا۔ "اے فلورنڈا میری بہن! مانا کہ یہ ایک بہت المناک حادثہ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ تم خونی طوفان سے ہو کر گزری ہو پر اپنے آپ کو سنبھالو۔ اس لئے کہ ہم سب نے مل کر رازرک کو اس بھیانک جرم کی سزا دینی ہے۔ سنو فلورنڈا! تم اپنے آپ کو سنبھالو اور جس طرح تم پہلے خوش باش اس محل کے اندر زندگی گزار رہی تھی ایسے ہی تم دوبارہ خوش باش رہنا شروع کر دو کسی کو کانوں کان یہ خبر نہ ہونے دینا کہ رازرک نے تمہیں بے آبرو کر دیا ہے۔ اگر تم ایسا کرو گی تو اس کے دو نقصان ہوں گے۔ اول یہ اس محل میں نہیں بلکہ ٹولیڈو شہر کے اندر تمہاری کوئی عزت، تمہاری کوئی وقعت نہ رہے گی اور اگر اس بات کا چرچا ہوا تو اس کا دوسرا نقصان یہ ہوگا کہ رازرک مختلف حیلے استعمال کر کے تمہیں اپنے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرے گا تاکہ تم اس کے خلاف مزید کوئی زبان نہ کھول سکو اور ہو سکتا ہے وہ کسی کے ہاتھوں تمہارا خاتمہ کرا دے۔"

Marfat.com

تھوڑی دیر رک کر طریف بن مالک نے پھر کہنا شروع کیا۔ ''اے فلورنڈا! تم نے مجھے اس وقت بھائی کہا تھا جب موت کے میدان میں میں نے رومیر اور روجر سے مقابلہ جیتا تھا۔ سنو ایک بھائی کی حیثیت سے تمہاری بہتری اور تمہاری بھلائی چاہتا ہوں اور تم سے یہ امید رکھتا ہوں کہ تم ایسا ہی کرو گی جیسا میں تم سے کہوں گا۔''

فلورنڈا نے بڑی بے بسی اور لاچارگی کے عالم میں طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اے ابن مالک! آپ جانتے ہیں کہ شاہی محل میں مجھ پر ایک طوفان گزر گیا ہے تاہم میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ آپ جس طرح کہیں گے میں ویسا ہی کروں گی۔ مجھے آپ پر اعتماد اور بھروسہ ہے اور مجھے امید ہے کہ جو کچھ آپ کہیں گے یا کریں گے اس میں میری ہی بہتری اور بھلائی ہو گی۔''

فلورنڈا کا جواب سن کر طریف بن مالک خوش ہو گیا اور دوبارہ اس نے اسے ڈھارس اور تسلی دینے کے انداز میں کہا۔ ''اے فلورنڈا! پہلا کام تم یہ کرو کہ حسب سابق خوش وخرم اس محل کے اندر زندگی بسر کرتی رہو۔ تم سے ملنے کے بعد میں سیدھا رازرک کے پاس جاؤں گا اور اس سے اجازت لے کر میں افریقہ کی طرف لوٹ جاؤں گا اور وہاں تمہارے باپ کو ان سارے حالات کی خبر کروں گا اور اسے یہ بھی کہوں گا کہ وہ سبتہ کی طرف سے ہسپانیہ کی طرف جائے، وہاں اپنے رویہ سے ظاہر کرے جیسے اسے اس طوفان کی خبر ہی نہیں جو اس کی بیٹی پر گزرا ہے۔ یہاں آ کر وہ رازرک کو اسے بادشاہ بننے پر مبارکباد دے گا اور اس سے التماس کرے گا کہ اس کی بیٹی فلورنڈا کو چند یوم کے لئے سبتہ جانے کی اجازت دے دے اور جب تم اپنے باپ کے ساتھ ہسپانیہ سے سبتہ پہنچ جاؤ گی تو اس کے بعد رازرک کے متعلق سوچا جائے گا کہ اس کے خلاف کیا اقدام کرنا چاہیے۔''

طریف بن مالک کی اس گفتگو کے جواب میں فلورنڈا نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔

''اے میرے بھائی! جیسا تم نے کہا ہے میں ویسا ہی کروں گی۔ میں اپنے آپ کو مکمل طور پر سنبھال لوں گی، کسی پر یہ ظاہر ہی نہ ہونے دوں گی کہ میرے ساتھ کیا بیتی ہے۔ اے میرے بھائی! اس سے پہلے میں دو لونڈیوں اور ایک غلام کو باری باری تیار کر چکی تھی۔ انہیں میں نے اپنے باپ کے نام خط بھی مہیا کیے تھے جس میں وہ ساری باتیں لکھ دی تھیں جو یہاں میرے ساتھ گزری تھیں اور اپنے باپ سے مدد کی درخواست لکھی تھی لیکن لگتا ہے کہ رازرک میری طرف سے انتہائی محتاط اور چوکنا ہے۔ وہ لونڈیاں اور غلام پکڑے گئے۔ ان سے رازرک کے آدمی نے خط چھین لئے اور اس نے ان کا خاتمہ کرا دیا۔ اب

Marfat.com

تک میری حالت میرے بھائی، قفس میں بند کسی بے بس پرندے کی طرح تھی لیکن اب تمہارے آ جانے سے میں اپنے آپ میں ایک طرح کی تقویت اور قوت محسوس کرتی ہوں۔ تمہارے کہنے پر میں اپنے آپ کو مکمل طور پر سنبھال لوں گی۔ تمہارے یہاں سے جانے کے بعد میں ہسپانیہ میں اپنے باپ کے داخل ہونے کا انتظار کروں گی۔ فلورنڈا جب خاموش ہوئی تب طریف بن مالک اپنا منہ اس کے اور قریب لے گیا اور بڑے رازدارانہ انداز میں اس نے فلورنڈا سے پوچھا۔

"اے فلورنڈا میری بہن! اس موقع پر جب کہ اس کمرے میں میرے اور تمہارے علاوہ کوئی نہیں ہے میں تم سے ایک خوش خبری نہ کہوں؟"

فلورنڈا نے تیز نگاہوں سے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "اے بھائی! کیا اس شاہی محل کے اندر میرے لئے بھی کوئی خوش خبری ہو سکتی ہے آپ جانتے ہیں کہ ہسپانیہ کے اندر ایک انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ میرے نانا اور ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ اور میرے ماموں یورا کو قتل کیا جا چکا ہے۔ جب کہ میری نانی الیانہ اور میری خالہ جو عمر میں مجھ سے چھوٹی ہے وہ کہیں روپوش ہیں میں ان دونوں کی طرف سے انتہائی فکرمند اور غمگین ہوں کاش یہ دونوں یہاں سے بھاگ کر سبتہ پہنچنے میں کامیاب ہو چکی ہوں۔"

طریف بن مالک نے پہلے ہی جیسی رازداری میں فلورنڈا کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے فلورنڈا! میں تمہیں تمہاری نانی اور تمہاری خالہ اقلیما کے متعلق ہی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

طریف بن مالک کے یہ الفاظ سن کر فلورنڈا ایک طرح سے چونک سی پڑی۔ اس کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہو گئے تھے اور اس نے دلچسپی اور بڑے شوق سے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اے ابن مالک! آپ میری نانی الیانہ اور میری خالہ اقلیما سے متعلق کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

طریف بن مالک نے مدھم مدھم آواز اور رازدارانہ سرگوشی میں کہا۔ "اے فلورنڈا! تمہاری نانی الیانہ اور تمہاری خالہ اقلیما دونوں زندہ ہیں۔ اقلیما کو یہاں سے نکال کر ہسپانیہ کے جنوبی شہر قادس کی طرف لے گیا تھا وہاں وہ دونوں ماں بیٹی قادس شہر سے باہر سمندر کے کنارے کلیسا کے اسقف ستیوں کے پاس پرامن اور محفوظ زندگی بسر کر رہی ہیں۔"

Marfat.com

یہ خبر سن کر فلورنڈا سر در جذبات سے ایسی مغلوب ہوئی کہ اپنے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اس نے طریف بن مالک کے دونوں ہاتھوں کو تھام لیا اور پھر اس نے اس کے ہاتھ چومنے کے بعد بے پناہ خوشی اور بے کنار طمانیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اے ابن مالک! میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں دوبارہ شکریہ ادا کر سکوں۔ ایک اس بات کا شکریہ کہ تم نے میری نانی اور میری خالہ کو ٹولیڈو شہر سے نکال کر قادس کے کلیسا تک پہنچایا اور دوسرا اس بات کا شکریہ کہ تم نے مجھے یہ خوش خبری سنائی کہ میری نانی اور میری خالہ دونوں زندہ ہیں اور پر امن اور پر سکون زندگی بسر کر رہی ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور فلورنڈا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے فلورنڈا اب میں جاتا ہوں اور رازرک کو یہ اطمینان دلاتا ہوں کہ وہ اب اس حادثہ سے متعلق اپنی زبان نہیں کھولے گی جو اس پر بیت چکا ہے اور تم مکمل طور پر میری ہدایت پر عمل کرنے کی کوشش کرنا۔"

جواب میں فلورنڈا نے اپنے ہونٹوں پر گہری اور دلفریب مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا۔ "اے میرے بھائی! تم میری طرف سے مکمل طور سے بے فکر رہو جو کچھ آپ نے کہا ہے اس پر پوری طرح عمل کرنے کی کوشش کروں گی۔"

اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک حرکت میں آیا اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تھا۔

❖

ہسپانیہ کا بادشاہ رازرک اسی طرح شاہی محل میں اپنے کمرے میں طریف بن مالک کا منتظر بیٹھا تھا۔ طریف بن مالک اس کمرے میں داخل ہوا اسے دیکھتے ہی بڑی امیدوں اور بڑے شوق میں رازرک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بڑی بے چینی سے اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"اے ابن مالک! تم کیا کر کے لوٹ رہے ہو۔"

طریف بن مالک آگے بڑھ کر رازرک کے سامنے والی نشست پر بیٹھ گیا اور بڑی رازداری میں مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔ "اے بادشاہ فلورنڈا سے میں طویل ملاقات کر کے لوٹ رہا ہوں۔ اب آپ اس کی طرف سے بالکل مطمئن اور بے فکر رہیں میں نے اسے پوری طرح سمجھا دیا ہے اب اور آج کے بعد وہ نہ تو اس حادثہ پر زبان کھولے گی اور نہ ہی اس محل کے اندر آپ کے ہاتھوں پر جو بیتی اس کا کسی اور سے

Marfat.com

ذکر کرے گی۔ اب وہ میری باتوں سے ایسی مطمئن ہو گئی ہے کہ اپنے باپ سے بھی وہ اس حادثہ کا ذکر نہ کرے گی۔ لہٰذا اے بادشاہ! اب آپ فلورنڈا کی طرف سے بالکل مطمئن ہو جائیں اور میری اس ملاقات کے بعد آپ دیکھیں گے کہ فلورنڈا شاہی محل کے اندر دوسری لڑکیوں کے ساتھ ایسے ہی زندگی بسر کرنے لگے گی جس طرح کہ وہ پہلے اس محل کے اندر خوش و خرم اور مطمئن رہا کرتی تھی۔"

طریف بن مالک تھوڑی دیر کے لئے رکا تھا پھر کہنے لگا۔ "اے بادشاہ! آپ کا اصل کام جس کے لئے آپ میری ضرورت محسوس کرتے تھے وہ تو میں کر چکا ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ آنے والے دنوں میں یہ فلورنڈا آپ کے لئے کسی طرح کا خطرہ اور مذمت نہ بنے گی۔ میں سمجھتا ہوں ان حالات میں جب کہ فلورنڈا آپ سے شادی کرنے سے انکار کر چکی ہے تو میں ایک بار پھر آپ کے لئے اقلیما کی تلاش میں نکلتا ہوں اور ہاں بادشاہ! اس موقع پر میں یہ بھی کہنا پسند کروں گا کہ فلورنڈا کے معاملہ میں آپ کو زبردستی اور جبر نہیں کرنا چاہیے تھا اس لئے کہ اس کا باپ سبتہ کا حاکم ہے اور یہ کہ............"

طریف بن مالک یہیں تک کہنے پایا تھا کہ رازرک نے اس کی بات کاٹتے ہوئے فوراً کہنا شروع کیا۔ "اے ابن مالک! مجھے اس صورت حال کی خطرناکی کا احساس ہے۔ میں جانتا ہوں کہ فلورنڈا کے معاملہ میں زبردستی اور جبر نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ اس کا باپ کاؤنٹ جولین سبتہ کا حاکم ہے اور اگر میں زبردستی فلورنڈا کے ساتھ شادی کر لیتا ہوں تو سبتہ کا حاکم کاؤنٹ جولین ضرور میرے خلاف حرکت میں آئے گا اور وہ یہاں تک دور چلا جائے گا کہ میرے خلاف وہ قسطنطنیہ سے بھی مدد حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اور اگر اس نے ایسا کیا تو پھر حالات میرے حق میں اچھے نہ ہوں گے لہٰذا فلورنڈا کو اس کی مرضی اور اس کی منشاء پر چھوڑتا ہوں اور ہاں اے ابن مالک! میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم ایک بار پھر اقلیما کی تلاش میں نکل جاؤ اور اگر تم اسے میری خاطر تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو میں سمجھوں گا کہ مجھے دنیا کی ہر چیز مل گئی ہے اس لئے کہ اقلیما ہی میری محبت اور میری زندگی کا محور اور ستون ہے۔"

اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر رازرک سے کہا۔ "اب میں جاتا ہوں ...... دو ایک روز اپنی قیام گاہ میں آرام کرتا ہوں اور اس کے بعد پھر میں اقلیما کی تلاش میں نکل جاؤں گا۔ رازرک نے اپنے سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے طریف بن مالک کی اس تجویز سے اتفاق کیا اور پھر طریف بن مالک شاہی محل کے

Marfat.com

اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

❖

طریف بن مالک نے دو روز تک ٹولیڈو شہر میں قیام کر کے آرام کیا اور اس کے بعد ایک بار وہ پھر قادس شہر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ ایک روز شام سے پہلے طریف بن مالک سمندر کے کنارے ماہی گیروں کی بستی کے اندر فردیلہ نام کے اس ملاح کے دروازے پر دستک دے رہا تھا جو اسے اور اس کے دونوں ساتھیوں کو افریقہ سے ہسپانیہ کی طرف لے کر آیا تھا۔ تھوڑی دیر تک جب دروازہ کھلا، طریف بن مالک نے دیکھا کہ اس کے سامنے خود فردیلہ کھڑا تھا۔ اس نے اپنے کندھوں پر سے سامان سے بھرا ہوا ایک چرمی تھیلا لٹکا رکھا تھا اس کے لباس اور اس کے چرمی تھیلے سے یوں لگتا تھا جیسے وہ کہیں جانے کی تیاریاں کر رہا ہو۔ اپنے دروازے پر طریف بن ملک کو دیکھتے ہوئے فردیلہ خوش ہو گیا اور اس نے بڑی خندہ پیشانی سے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے ابن مالک! میں تو اس وقت جلدی میں ہوں اگر تم بیٹھنا چاہو تو میں دیوان خانے کا دروازہ کھلواتا ہوں۔ میرا بیٹا تمہاری دیکھ بھال اور تمہاری مہمان نوازی کرے گا جب کہ میں اپنی کشتی لے کر افریقہ میں سبتہ کے ساحل کی طرف روانہ ہو رہا ہوں۔''

فردیلہ کا جواب سن کر طریف بن مالک خوش ہو گیا اور اس نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔

''اے فردیلہ! میں یہاں بیٹھوں گا نہیں تمہارا جواب سن کر مجھے ایک طرح کا اطمینان اور سکون مل گیا ہے۔ اس لئے کہ میں ٹولیڈو شہر سے لوٹ رہا ہوں۔ میں مارتن سے افریقہ کی راہبہ لوسیہ کو حاصل کر چکا ہوں اور میرے ساتھی اسے لے کر افریقہ بھی پہنچ چکے ہیں۔''

جواب میں فردیلہ نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ ''یہ معاملہ تو میں جانتا ہوں اس لئے کہ لوسیہ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کو میں ہی افریقہ چھوڑ کر آیا تھا۔ اب میں یہاں سے مال لے کر تھوڑی دیر تک پھر سبتہ کی طرف کوچ کر رہا ہوں۔''

طریف بن مالک نے پھر بولتے ہوئے کہا۔ ''اے فردیلہ! میری خوش قسمتی ہے کہ میں عین وقت پر پہنچا ہوں اس لئے کہ میں بھی اب افریقہ کی طرف کوچ کرنا چاہ رہا ہوں۔''

طریف بن مالک کے اس انکشاف پر فردیلہ خوش ہوا اور گھر سے باہر نکل کر طریف کے پہلو میں کھڑے ہوتے ہوئے اس نے کہا۔ ''اے ابن مالک! اگر ایسا ہے تو یہ میری

Marfat.com

خوش قسمتی ہے کہ میں تمہیں لے کر سبتہ کے ساحل کی طرف کوچ کروں گا۔ ویسے تو میری کشتی میں کھانے پینے کی ہر شے موجود ہے لیکن اگر تم سفر کے باعث بھوک محسوس کرتے ہو تو ٹھہر جاؤ میں تمہارے کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔ اس کے بعد یہاں سے کوچ کرتے ہیں۔"

طریف بن مالک نے کہا۔ "نہیں فردیلہ! ایسی کوئی بات نہیں ...... میں تمہارے گھر کی طرف آتے ہوئے بازار سے کھانا کھانے کے علاوہ زادِراہ کے طور پر کچھ تازہ اور خشک پھل بھی خرید چکا ہوں۔ اب مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہارے ساتھ کوچ کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

اس پر فردیلہ نے طمانیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "اگر ایسا ہے تو پھر میرے ساتھ آئیں میں آپ کو اپنی کشتی کی طرف لے جاتا ہوں۔ میرے ساتھی اس وقت کشتی میں سامان بھر رہے ہوں گے۔ تھوڑی دیر تک جو سامان ہم نے سبتہ تک لے جانا ہے وہ کشتی میں بھر چکے گا اس کے بعد ہم سبتہ کی طرف کوچ کر جائیں گے۔"

طریف بن مالک نے فردیلہ کی اس پیش کش سے اتفاق کیا پھر وہ فردیلہ کے ساتھ سمندر کے کنارے اس حصے کی طرف جا رہا تھا جہاں پر ملاحوں اور ماہی گیروں کی کشتیاں کھڑی تھیں۔

......

Marfat.com

قادس شہر کے کلیسا کا اسقف ستیوس اپنی رہائش گاہ کے درمیان کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے اس وقت الیانہ، اقلیما اور ایلسا بیٹھی ہوئی تھیں۔ سب آپس میں کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ کلیسا کا جواں سالہ پادری تقریباً بھاگتا ہوا اس کمرے میں داخل ہوا اور ستیوس کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے ایک اچھا انکشاف کرنے اور خوش خبری سنانے کے انداز میں کہا۔

''اے مقدس باپ! میں آپ لوگوں کے لئے ایک اچھی خبر اور خوش خبری لایا ہوں اور وہ یہ کہ طریف بن مالک نام کا وہ نوجوان جو اقلیما کو ٹولیڈو شہر سے لے کر یہاں آیا تھا اسے میں نے اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ایک ملاح کے ساتھ کشتیوں کی طرف جاتے ہوئے دیکھا ہے۔''

اس پادری کے ان الفاظ پر خوشی اور مسرت میں اقلیما کی آنکھوں میں امیدوں کے گوہر اور اس کی پلکوں کے گہواروں پر نغمے مچلنے لگے تھے۔ اس کے رنگ بھرے ہونٹوں پر طلسم جاوداں، کیف و مستی کے وفور جاوداں کی طرح آوارہ تبسم رقص کناں ہو گیا تھا۔ شباب و جمال سے لبریز اقلیما اس سے صبح طرب کروٹیں لیتی ترنگ اور وہ رعنائی فکر و خیال جیسی حسین اور پرکشش دکھائی دینے لگی تھی اس پادری کے اس انکشاف کے جواب میں وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ اس سے پہلے ہی اسقف ستیوس بول پڑا اور اس پادری کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔

''تم نے ایک اچھی اور خوش کن خبر سنائی ہے۔ اس لئے کہ طریف بن مالک ہمارا محسن اور ہمارا مربی ہے ہو سکتا ہے کہ وہ خود ہم سے ملنے کے لئے اس طرف نہ آئے لہٰذا میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں تم میری رہنمائی کرو تم نے کہاں طریف بن مالک کو ملاح کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں اسے خود اپنے ساتھ یہاں لے کر آؤں گا۔''

اسقف ستیوس جب خاموش ہوا تو راہبہ ایلسا نے بولتے ہوئے کہا۔ ''اے

Marfat.com

مقدس باپ آپ کو جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود اس پادری کے ساتھ جاتی ہوں اور طریف بن مالک کو اپنے ساتھ لے کر یہاں آتی ہوں۔ مجھے امید ہے کہ وہ میری بات، میرا کہانہ ٹالے گا اور اگر ہم اسے لینے کے لئے نہ گئے تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ خود ہم سے ملنے اس طرف نہیں آئے گا۔"

اسقف سیتوس نے ایلسا کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔ "اچھا تم پھر پادری کے ساتھ جاؤ اور طریف بن مالک سے ملو، اسے ہر صورت میں یہاں لے کر آؤ۔"

اسقف سیتوس کے فیصلے کے بعد ایلسا فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی پھر اس نے اس نوجوان پادری کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "تم نے طریف بن مالک کو وہاں سمندر کے ساحل پر کس ملاح کے ساتھ دیکھا تھا۔"

اس کے جواب میں پادری نے کہا۔ "طریف بن مالک اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ساحل سمندر کی طرف جس ملاح کی طرف جا رہا تھا اس کا نام فردیلہ ہے اور میں اسے جانتا ہوں اور وہ یہاں سے مال لے کر سبتہ کی طرف جاتا ہے۔"

جواب میں ایلسا نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ "فردیلہ نام کے اس ملاح کو میں بھی جانتی ہوں۔ تم یہیں رہو میں اکیلی ہی ساحل کی طرف جاتی ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں طریف بن مالک کو یہاں اپنے ساتھ لانے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔"

ایلسا کے اس فیصلہ کے جواب میں وہ نوجوان پادری کلیسا کی طرف چلا گیا تھا جب کہ ایلسا بھی وہاں سے نکل کر بڑی تیزی سے ساحل سمندر کی طرف جا رہی تھی۔

ایلسا بڑی تیزی سے ساحل سمندر پر آئی۔ ساحل کے ساتھ ساتھ کشتیوں پر گہری نگاہ ڈالتے ہوئے اس نے ایک چکر لگایا پر فردیلہ اسے کہیں دکھائی نہ دیا۔ آخر کنارے پر کھڑے ایک ملاح کے پاس وہ آئی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔ "اے میرے بھائی مجھے فردیلہ سے ملنا ہے کیا تم بتا سکو گے وہ اس وقت کہاں ہوگا۔"

اس پر نوجوان ملاح نے تعظیماً سر کو ایلسا کے سامنے خم کرتے ہوئے کہا۔ "اے مقدس راہبہ! وہ ابھی ابھی یہاں سے گزرا ہے اس کے ساتھ ایک ایسا نوجوان بھی تھا جو اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اور وہ اپنی شکل اور حلئے سے کوئی بربر لگتا تھا۔"

اس پر ایلسا نے بے چین ہو کر کہا۔ "ہاں ...... مجھے اسی سوار سے ملنا ہے جو شکل و صورت سے بربر لگ رہا تھا اور فردیلہ کے ساتھ تھا۔"

Marfat.com

اس نوجوان ملاح نے تھوڑی دور چند بڑی بڑی کھڑی کشتیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”اے مقدس راہبہ! تم وہاں چلی جاؤ، فردیلہ کی کشتی عموماً وہیں پر کھڑی رہتی ہے وہاں سے تمہیں پتہ چل جائے گا فردیلہ کہاں ہے۔“

ایلسا نے جواب میں اس نوجوان ملاح کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ بڑی تیزی کے ساتھ ان کشتیوں کی طرف بڑھنے لگی تھی جس طرف اس نوجوان ملاح نے اشارہ کیا تھا ایلسا جب ان کشتیوں کے قریب گئی تو اس نے دیکھا وہاں پر کچھ ملاح ساحل کی گیلی ریت پر بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ جب ایلسا ان کے قریب گئی تو وہ سارے ملاح اسے دیکھتے ہوئے تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایلسا نے ان کو فوراً مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”اے میرے بھائیو! مجھے فردیلہ سے ملنا ہے کیا تم بتا سکو گے وہ اس وقت کہاں ہے۔ شاید تم یہ بھی جانتے ہو گے کہ فردیلہ کے ساتھ ایک ایسا نوجوان تھا جو اپنی شکل اور حلئے سے بربر لگتا ہے۔“

اس پر ایک ملاح نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ ”اے مقدس راہبہ! اگر آپ فردیلہ اور اس کے ساتھ بربر سوار سے ملنا چاہتی ہو جس کا نام طریف بن مالک ہے تو آپ تھوڑی دیر اور تاخیر سے آئی ہیں۔“

اس ملاح نے سمندر کے اندر تھوڑے فاصلہ پر جاتی ہوئی ایک بڑی کشتی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”اے مقدس راہبہ! وہ جو سامنے کشتی جا رہی ہے وہ فردیلہ کی ہی کشتی ہے اس کشتی میں فردیلہ کے ساتھ طریف بن مالک کے نام کا وہ بربر بھی ہے جس سے آپ ملنا چاہتی ہیں۔ آپ تھوڑی دیر پہلے آتیں تو پھر آپ طریف بن مالک نام کے اس بربر سے مل سکتی تھیں لیکن اب تو آپ دیکھتی ہیں کہ وہ کوچ کر چکا ہے اور فردیلہ کی کشتی سمندر میں اس قدر دور جا چکی تھی کہ یہاں سے آواز بھی دی جائے تو اس کشتی تک نہیں پہنچ سکتی۔“

ایلسا نے اس ملاح کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ سمندر کے اندر لحہ بہ لحہ دور ہوتی ہوئی کشتی کو بڑی حیرت اور بڑی بے بسی سے دیکھنے لگی تھی۔

سورج اب غروب ہو رہا تھا۔ ایلسا بے چاری سمندر کے اندر لحہ بہ لحہ دور ہوتی ہوئی اس کشتی کو بڑے غور اور بڑی بے بسی کے عالم میں دیکھ رہی تھی۔ اس کی حالت بدنصیبی کے سایوں اور روح کی سنگین تاریکیوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ وسوسوں، اندیشوں، خطروں

Marfat.com

اور وہموں میں کھو کر رہ گئی تھی۔ ایسا لگتا تھا دور ہوتی ہوئی اس کشتی نے اسے دکھ اور وہموں کے گہرے سمندر میں ڈبو کر رکھ دیا ہو۔ سمندر کے کنارے کھڑے اس بے چاری کی حالت اشکوں اور آہوں سے لب ریز اس سفینہ زیست جیسی ہو گئی تھی جو بے تعبیر خوابوں اور مرگ وخزاں میں ڈوب جانے والا ہو۔

سورج اب غروب ہو چکا تھا۔ دھوپ اور سایوں کے درمیان زندگی کا کہنہ آہنگ اور ساتھ ٹوٹ چکا تھا۔ حادثات روز شب کی طرح وہ کشتی جس پر ایلسا نے نگاہیں جما رکھی تھیں، آہستہ آہستہ پھیلتی تاریکی کے اندر ہیولے کی صورت اختیار کرتی جا رہی تھی پھر وہ کشتی سمندر کی وسعتوں میں لحہ بہ لحہ گہری ہوتی تاریکیوں کے اندر ایلسا کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تھی۔ اس موقع پر انتہائی افسردگی میں ایلسا کی گردن جھک گئی تھی۔ اپنے پاس وہاں کھڑے ملاح سے اس نے کچھ بھی نہ کہا اور واپس مڑتی ہوئی اور اداس چلتی ہوئی وہ پھر کلیسا کی طرف جا رہی تھی۔

اپنی گردن جھکائے اور مردہ سی چال چلتی ہوئی ایلسا جب اس کمرے میں داخل ہوئی جہاں اسقف ستیوس، الیانہ اور اقلیما بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہے تھے تو اس کی افسردہ اور اداس حالت دیکھتے ہوئے حسین اقلیما کی آواز کا سارا ترنم، روح کا سرور، حلاوت کا انداز اور طلسماتی لحن سب کچھ جا رہا تھا۔ اس کی سرگیں پلکیں بوجھل ہو کر جھک گئی تھیں۔ اس کے شہد میں ڈوبے گلگوں ہونٹ ایک دوسرے سے چپکتے ہوئے سنجیدگی اختیار کر گئے تھے جب کہ اس کا نرم و نازک چہرہ اور اس کا نازک بدن کوئی بری خبر سننے کے انتظار میں لرزنے اور کانپنے لگا تھا۔ ایلسا کو افسردہ حالت میں دیکھتے ہوئے اسقف ستیوس نے پریشانی اور خدشات سے بھری ہوئی آواز میں پوچھا۔

"اے ایلسا میری بیٹی! کیا ہوا...... کیا طریف بن مالک نہیں ملا اور اگر وہ ملا ہے تو کیا اس نے یہاں آنے سے انکار کر دیا ہے......؟"

ایلسا، اسقف ستیوس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھوڑی دیر تک وہ بے چاری اقلیما کو عجیب سے انداز میں دیکھتی رہی پھر اس نے اسقف ستیوس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اے مقدس باپ! طریف بن مالک مجھے ملا ہی نہیں ہے۔ اگر وہ مجھے مل جاتا تو میں کم از کم اقلیما ہی کی خاطر اسے ضرور اپنے ساتھ لے آتی۔ میں جب ساحل پر پہنچی تو فردیلہ کی کشتی میں افریقہ جانے کے لئے کوچ کر چکا تھا اور سمندر کے اندر اس کی کشتی اس قدر دور جا چکی تھی کہ انسانی آواز بھی اس تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اے مقدس باپ! سمندر کے

Marfat.com

کنارے کھڑے ہو کر میں اس وقت تک اس کی کشتی کو دیکھتی رہی جب تک اس کی کشتی سمندر کی وسعت اور پھیلتی تاریکی کے اندر روپوش نہ ہو گئی اور جب وہ کشتی میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو اے مقدس باپ میں واپس لوٹ آئی ہوں ...... کاش میں طریف بن مالک سے مل سکتی کہ میں اسے اپنا بھائی کہہ چکی ہوں ...... کاش میں اسے اقلیما کی خاطر یہاں لاسکتی ...... کاش طریف بن مالک میرے ساحل پر پہنچنے سے پہلے ہی وہاں سے کوچ نہ کر چکا ہوتا ...... اے مقدس باپ! مجھے دکھ اور رنج ہے کہ میں ناکام لوٹی ہوں۔"

یہ خبر سن کر اقلیما بے چاری پر کچھ ایسی کیفیت طاری ہو گئی تھی جیسے وہ قلب کی تیرگی اور ذہن کی مفلسی کا شکار ہو گئی ہو۔ وہ کشکول گدائی کی طرح اداس، تابوت شب جیسی افسردہ اور ظلمتوں کی لہر جیسی مایوس کن ہو کر رہ گئی تھی۔ اس نے زبان سے کچھ بھی نہ کہا یوں لگتا تھا گویا وہ سکوت کے بیکراں سمندر میں ڈوب گئی ہو اس کی حالت سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا گویا وہ خاک و خون کے مراحل سے گزر گئی ہو اور اس کے جسم و جاں کے سارے روابط اور روح کی ساری توانائیاں ختم ہونے والی ہوں۔ اقلیما کی حالت دیکھتے ہوئے اسقف ستیوس اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اس نے الیانہ کے قریب جا کر اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"اے الیانہ سنو! تم دیکھتی ہو کہ طریف بن مالک کے چلے جانے کے بعد اقلیما کی حالت کیا ہو رہی ہے۔ تم اور ایلسا دونوں اسے ساتھ والے کمرے میں جا کر اسے ڈھارس اور سنبھالا دو ...... ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر تھوڑی دیر تک یہ یہاں کھڑی رہی تو بے ہوش ہو کر فرش پر گر جائے گی۔"

الیانہ اور ایلسا فوراً حرکت میں آئیں اور دونوں اقلیما کو سہارا دیتی ہوئیں وہ دوسرے کمرے کی طرف لے جا رہی تھیں۔

❖

رات مجروح انسان کے زخمی ضمیر کی طرح کراہتی ہوئی اپنے انجام کو پہنچ گئی تھی۔ تابوت شب کے اندر اندھیروں کا ہجوم تمام ہو گیا تھا۔ مطلع مشرق میں اپنی مشعل عزم اور ضوریز کرنوں نے کائنات کے نگار خانہ کو روشن اور منور کر دیا تھا۔ رات کی بے گور و کفن لاش پر صبح تمنا کے ترانے اور جلوہ ہائے حرب انگیز رقص کرنے لگے تھے۔ سمندری پرندے دھندلے دھندلے ان گنت خاکوں کی طرح رزق کی تلاش میں سمندر کے اوپر اپنی اندھی اڑانوں میں معروف ہو گئے تھے ایسے میں وہ کشتی جس میں طریف بن مالک قادس شہر

Marfat.com

سے افریقہ کے ساحل کی طرف روانہ ہوا تھا سبتہ شہر کے ساحل پر آ کر لنگر انداز ہوئی تھی طریف بن مالک نے پہلے اپنے گھوڑے کو ساحل پر اتارا پھر اس نے کشتی کے مالک فردیلہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے فردیلہ! میں تیرا بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھے ایک معزز مہمان کی سی عزت اور تکریم دیتے ہوئے قادس شہر سے یہاں افریقی ساحل تک پہنچا دیا ہے۔ اے فردیلہ! کبھی وقت آیا تو میں تیرے ان احسانات کا بدلہ ضرور چکاؤں گا۔"

طریف بن مالک کی اس گفتگو کے جواب میں فردیلہ اپنی کشتی سے نکل کر ساحل پر آیا۔ بڑی شفقت اور بڑے پیار سے اس نے اپنا ہاتھ طریف بن مالک کے شانے پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اے طریف بن مالک! میں نے تم پر کوئی احسان اور کوئی بار نہیں ڈالا۔ تم ایک مقدس فریضہ ادا کرنے کے لئے افریقہ سے ہسپانیہ کی طرف گئے تھے۔ سو تمہیں ہسپانیہ سے افریقہ میں پہنچانا بھی میرے فرائض میں سے ایک فرض ہی تھا جسے میں ادا کر چکا ہوں۔ اے ابن مالک! اب تم یہاں سے سیدھے اپنے شہر طنجہ کی طرف کوچ کرو گے یا تم یہاں رک کر سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین سے بھی ملو گے۔"

جواب میں طریف بن مالک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اے فردیلہ! میں سبتہ شہر میں داخل ہوں گا اور کاؤنٹ جولین سے مل کر طنجہ کی طرف کوچ کروں گا۔"

اس کے بعد طریف بن مالک نے آگے بڑھ کر فردیلہ کو اپنے ساتھ لپٹایا پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہونے کے بعد الوداعی انداز سے ہاتھ ہلاتا ہوا سبتہ شہر کی طرف چلا گیا تھا۔ جب کہ فردیلہ اپنی کشتی کے اندر لدا ہوا سامان اتروانے لگا تھا۔

اپنے گھوڑے کو درمیانہ روی سے ہانکتا ہوا طریف بن مالک سبتہ کے شاہی محل کے سامنے آن رکا۔ وہاں کھڑے ہو کر محافظوں میں سے ایک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام طریف بن مالک ہے میں ہسپانیہ سے لوٹ رہا ہوں اور ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں سبتہ کے حاکم کاؤنٹ جولین سے ملنا چاہتا ہوں ...... کیا تم اسے میرے آنے کی اطلاع کرو گے۔"

ان محافظوں کا سرخیل آگے بڑھا اور اس نے بڑی انکساری کے ساتھ طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! آپ اس محل کے اندر رہنے والوں اور اس کے محافظوں کے لئے اجنبی نہیں ہیں۔ آپ جس مقدس کام کے لئے ہسپانیہ گئے تھے

Marfat.com

ہم اس کے متعلق خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ اجنبیوں کی طرح اس محل کے دروازے پر کیوں رک گئے ہیں آپ اندر تشریف لائیں۔ محل کے مہمان خانے میں بیٹھیں اس کے بعد ہم کاؤنٹ جولین کو آپ کی آمد کی اطلاع کرتے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی اس سرخیل کے اشارہ پر ایک محافظ آگے بڑھا اور طریف بن مالک کے گھوڑے کی باگ اس سے لیتے ہوئے وہ گھوڑے کو اصطبل کی طرف لے گیا تھا جب کہ پہریداروں کے اس سرخیل نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "آپ میرے ساتھ آئیں، میں آپ کو پہلے مہمان خانے میں بٹھاتا ہوں۔ اس کے بعد کاؤنٹ جولین کو آپ کے آنے کی خبر کرتا ہوں۔"

طریف بن مالک چپ چاپ اس کے ساتھ ہولیا۔ اس سرخیل نے پہلے طریف بن مالک کو دروازے کے قریب ہی محل کے مہمان خانے میں بٹھایا پھر وہ محل کے اندرونی حصے کی طرف چلا گیا تھا۔

طریف بن مالک کو سبتہ کے اس شاہی محل کے مہمان خانے میں بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کاؤنٹ جولین اپنی بیوی کے ساتھ مسکراتا ہوا مہمان خانے میں داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی طریف بن مالک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کاؤنٹ جولین نے آگے بڑھ کر بڑی فراخدلی سے طریف بن مالک کو گلے لگا لیا۔ اس نے طریف بن مالک کو بٹھایا اور خود بھی اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے اپنی بیوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"اے ابن مالک! یہ میری بیوی غرسیہ ہے۔" اتنی دیر تک غرسیہ بھی کاؤنٹ جولین کے پہلو میں بیٹھ چکی تھی۔ پھر قبل اس کے کہ طریف بن مالک ان دونوں میاں بیوی پر کوئی انکشاف کرتا غرسیہ نے بولنے میں پہل کی اور بڑی فکر انگیز آواز میں اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"اے ابن مالک! ان ملاحوں کے ذریعے جو اپنی کشتیاں ہسپانیہ سے سبتہ کی طرف لے کر آتے رہے ہیں یہ خبریں ملتی رہی ہیں کہ ہسپانیہ کے اندر بغاوت ہو چکی ہے اور یہ کہ میرے باپ عطیشہ کے خلاف راذرک نے بغاوت کر کے تخت و تاج پر قبضہ کر لیا ہے اور نہ صرف یہ کہ اس نے میرے باپ عطیشہ اور بھائی یوراکہ کو قتل کر دیا ہے بلکہ میری ماں اور میری چھوٹی بہن اقلیما کی بھی کچھ خبر نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد غرسیہ خاموش ہو گئی تھی۔ طریف بن مالک نے اندازہ لگایا

Marfat.com

کہ اس موقع پر غریسہ ڈستی تاریکیوں جیسی ویران ویران، زخم جان مجروح اور داستان غم طرح بکھری بکھری اور بجھی بجھی سی دکھائی دے رہی تھی۔ پھر طریف بن مالک نے ایک بار غور سے کاؤنٹ جولین اور اس کی بیوی غریسہ کی طرف دیکھا اس نے کہنا شروع کیا۔

"جو خبریں تم لوگوں نے سنی ہیں وہ صحیح اور درست ہیں۔ رازرک نے ہسپانیہ کے اندر انقلاب برپا کر دیا ہے اس نے ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ اور اس کے بیٹے یوراکہ کو قتل کر دیا ہے۔ اے میرے محسن کاؤنٹ جولین کی بیوی غریسہ! اس موقع پر تمہیں ایک خوش خبری سناتا ہوں۔ میں نے تمہاری ماں الیانہ اور تمہاری چھوٹی بہن اقلیما کو بچا لیا تھا وہ دونوں ماں بیٹی انقلاب کے وقت ٹولیڈو شہر سے بھاگ کر ایک قریب کی بستی میں پناہ گزین ہو گئی تھیں پھر ان دونوں کے سلسلے میں قادس شہر کے ایک کلیسا کی ایک راہبہ نے میرے ساتھ رابطہ قائم کیا وہ راہبہ ان دنوں ٹولیڈو شہر کے بڑے کلیسا میں زیر تربیت تھی اس نے مجھے بتایا کہ الیانہ اور اقلیما دونوں ماں بیٹی شہر سے باہر ایک بستی میں پناہ لے چکی ہیں اور وہ قادس شہر کے کلیسا کے بڑے اسقف ستیوں کے پاس جا کر رہنا چاہتی ہیں۔ سو میں نے الیانہ اور اقلیما دونوں ماں بیٹی کو ٹولیڈو شہر کی اس بستی سے نکال کر قادس شہر کے اس کلیسا میں پہنچا دیا ہے جہاں وہ اس کلیسا کے اندر پرسکون اور محفوظ زندگی بسر کر رہی ہیں۔"

طریف بن مالک کے اس انکشاف پر غریسہ نے بڑی ممنونیت اور تشکر آمیز نگاہوں سے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے میری ماں اور چھوٹی بہن کی جان بچائی۔ کاش آپ میری ماں اور میری بہن کو ہسپانیہ سے نکال کر اپنے ساتھ یہاں لے آتے اور میری ماں اور میری بہن دونوں خوش وخرم زندگی بسر کرتیں۔"

اس پر طریف بن مالک کے بجائے کاؤنٹ جولین نے بولتے ہوئے کہا۔ "ان دونوں ماں بیٹی کو وہاں سے نکال کر یہاں لانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اگر انہیں کلیسا سے نکالا جاتا اور کسی کی ان پر نگاہ پڑ جاتی تو رازرک سارے کلیسا پر موت طاری کر کے رکھ دیتا۔ میں رازرک کی فطرت اور اس کی طبیعت کو خوب جانتا ہوں۔ وہ اونٹ کی طرح منتقم مزاج اور فطرت کا انتہائی برا انسان ہے۔ اپنے محسن کو سانپ کی طرح ڈسنا اس کے لئے معمولی کام ہے اور اگر الیانہ اور اقلیما کو وہاں سے نکال کر کوئی یہاں لانے میں کامیاب

Marfat.com

بھی ہو جاتا تو ایک نہ ایک دن رازرک کو ان کے نکلنے کی خبر ہو جاتی۔ پھر وہ مجھ سے ان دونوں کی واپسی کا مطالبہ کرتا اور جب میں ایسا نہ کرتا تو اے غرسیہ تم جانتی ہو رازرک انتہائی برا انسان ہے۔ وہ اپنے لشکر کے ساتھ سبتہ پر حملہ آور ہو جاتا اور نہ صرف یہ کہ مجھے سبتہ کی حکمرانی سے محروم کر دیتا بلکہ میں سمجھتا ہوں مجھے اور تمہیں وہ موت کے گھاٹ اتار دیتا۔"

کاؤنٹ جولین کی اس گفتگو کے جواب میں غرسیہ نے بڑی بے چینی سے اپنی جگہ پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ میری ماں اور بہن کے لئے قادس شہر کا کلیسا ہی محفوظ ہے۔ اگر وہ یہاں آتیں تو رازرک یقیناً ہمارے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دیتا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد غرسیہ تھوڑی دیر کے لئے رک گئی پھر اس نے دوبارہ طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "اے ابن مالک! میری بیٹی فلورنڈا سے بھی ملے ہو گے وہ تو اس انقلاب میں محفوظ رہی ہے نا۔ اس پر تو کوئی آنچ نہیں آئی اور کیا وہ پہلے ہی کی طرح دوسری لڑکیوں کے ساتھ شاہی محل کے اندر قیام کیے ہوئے ہے۔"

فلورنڈا کے ذکر پر طریف بن مالک کچھ پریشان سا ہو گیا تھا۔ اسکی گردن لمحہ بھر کے لئے جھک گئی تھی اس پر کاؤنٹ جولین نے چونک کر اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "اے ابن مالک! میری بیٹی فلورنڈا کے ذکر پر تم اداس اور ویران کیوں ہو گئے اور تمہاری گردن کیوں جھک گئی ہے۔"

اس پر طریف بن مالک نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا اور کاؤنٹ جولین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے کاؤنٹ جولین! تمہاری بیٹی فلورنڈا کے سلسلے میں، میں تمہارے لئے ایک بری خبر لے کر آیا ہوں۔"

طریف بن مالک کے ان الفاظ پر کاؤنٹ جولین کی حالت دل کے ویران گوشوں، تمدن کہنہ اور نظام فرسودہ جیسی ہو کر رہ گئی تھی جب کہ اس کے پہلو میں بیٹھی ہوئی اس کی بیوی غرسیہ بھی ایک غم انگیز پچھتاوے، جھلسی ہوئی شاخوں، دھویں اور رستے زخموں جیسی دکھائی دے رہی تھی۔ ان دونو کی حالت دیکھتے ہوئے طریف بن مالک نے ضرر انگیز اور غم زدہ سی آواز میں کہنا شروع کیا۔

"اے کاؤنٹ جولین! میں تم پر یہ انکشاف کروں کہ ہسپانیہ کا موجودہ بادشاہ رازرک جس وقت موت کے میدان کے اندر ناظم اعلیٰ تھا اس وقت سے ہی وہ تمہاری

Marfat.com

بیوی غرسیہ کی چھوٹی بہن اقلیما کو پسند کرتا تھا اور اس سے وہ شادی کرنا چاہتا تھا لیکن اقلیما اس سے نفرت کرتی تھی۔ اس لئے کہ اقلیما رومیر نام کے ایک نوجوان سے محبت کرتی تھی جو موت کے اس میدان میں اکثر مقابلے جیتا کرتا تھا اب تو رومیر بھی مارا جا چکا ہے۔ ہسپانیہ کے اندر انقلاب برپا کرنے کے بعد اور ہسپانیہ کا بادشاہ بننے کے بعد رازرک نے سب سے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ ہسپانیہ کے بادشاہ عطیشہ اور یوراکہ کو قتل کر دیا اور اس کے بعد اس نے بڑی سرگرمی سے اپنے کارکنوں کے ذریعے الیانہ اور اقلیما کی تلاش شروع کر دی تھی۔ رازرک ہر صورت میں اقلیما کو تلاش کر کے اس سے شادی کرنا چاہتا تھا پر میں نے اقلیما اور اس کی ماں کو قادس شہر کے کلیسا میں پہنچا دیا جہاں اب وہ رازرک کی دسترس سے دور محفوظ اور مامون ہیں اور اے کاؤنٹ جولین تم جانتے ہو کہ تمہاری بیٹی فلورنڈا گو عمر میں اپنی خالہ اقلیما سے کچھ بڑی ہے لیکن دونوں اپنی جسمانی ساخت اور اپنی شکل وصورت میں حیرت انگیز طور پر ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں۔ رازرک جب اقلیما کو تلاش کرنے میں ناکام رہا تو اس نے اقلیما کے ساتھ اپنی محبت کی تکمیل کے لئے یہ ارادہ کیا کہ اقلیما کی جگہ وہ فلورانڈا سے شادی کر لے اس لئے کہ فلورنڈا بھی آخر شکل وصورت میں اقلیما جیسی ہے لہٰذا اس نے فلورنڈا کو شادی کا پیغام بجھوایا اور فلورنڈا نے اس پیغام کو رد کر دیا جس کے جواب میں رازرک نے انتقامی صورت اختیار کر لی اور پھر اے کاؤنٹ جولین ایسا ہوا کہ ایک روز ہسپانیہ کے اس نئے بادشاہ نے تمہاری بیٹی فلورنڈا کو بے آبرو کرتے ہوئے اس کی عزت، اس کی عصمت کو داغ دار کر دیا۔" یہاں تک کہنے کے بعد طریف بن مالک خاموش ہو گیا تھا۔

طریف بن مالک کے اس انکشاف پر کاؤنٹ جولین کے اندر ایسی تبدیلی نمودار ہوئی کہ لمحوں کے اندر وہ خروش طوفان، تیز و تند یلغار کی صورت دکھائی دینے لگا تھا۔ اس کے قلب میں جنم لیتی ہوئی شورشیں، اس کے چہرے پر عیاں ہونے لگی تھیں اور ساحلی ہواؤں کی مار کی طرح وہ ایک بپھرا ہوا اور انتقام کے لئے پوری طرح جاگا ہوا انسان دکھائی دینے لگا تھا۔ دوسری طرف کاؤنٹ جولین کی بیوی غرسیہ سالہا سال کے قدیم دھندلکوں کی طرح سر جھکائے فکر و احساس کے ممنوعہ شبستانوں کی طرح ویران ویران سی ہو کر رونے لگی تھی۔ اس بے چاری کی حالت اپنی بیٹی کے بے آبرو ہونے پر اس مسافر جیسی دکھائی دے رہی تھی جسے موت کی وادیوں میں سرگرداں رہنے کے لئے چھوڑ دیا گیا ہو۔

تھوڑی دیر تک سبتہ کے اس شاہی محل کے مہمان خانے کے اندر کاٹ کھانے والی

Marfat.com

خاموشی اور تنہائی طاری رہی اس دوران طریف بن مالک باری باری کاؤنٹ جولین اور اس کی بیوی غریسیہ کی طرف دیکھتا رہا پھر کاؤنٹ جولین نے اپنے آپ کو سنبھالا اور انتہائی زہریلی اور بھری ہوئی آواز میں بولتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔

"اے ابن مالک! اس نامراد اور حرام خور رازرک نے میری بیٹی فلورنڈا کو داغ دار کر کے اپنی موت کے دروازے پر دستک دی ہے۔ اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں سبتہ جیسے ایک چھوٹے سے قلعہ نما شہر کا حاکم ہوں اور افریقہ کے ساحل پر پڑا ہوا ہوں اور ہسپانیہ میں داخل ہو کر اس سے انتقام نہیں لے سکوں گا تو یہ اس کی غلط فہمی اور اس کی خود فریبی ہے۔ میں اسے معاف نہیں کروں گا اور اس سے اپنی بیٹی کی عزت کا ایسا انتقام لوں گا کہ ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر یہ انتقام آنے والی نسلوں کے لئے ایک عبرت اور درس بن کر رہ جائے گا۔"

کاؤنٹ جولین جب خاموش ہوا تب طریف بن مالک نے بولتے ہوئے کاؤنٹ جولین سے پوچھا۔ "اے کاؤنٹ جولین! اس موقع پر اگر تم برا محسوس نہ کرو تو تمہاری بیٹی فلورنڈا کے سلسلے میں تمہیں ایک مشورہ دوں۔"

کاؤنٹ جولین نے فوراً اپنے آپ کو سنبھال لیا اور کسی قدر خوش کن آواز میں طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! تمہیں مجھ سے اجازت لینے یا پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے میں جانتا ہوں تم جو کچھ بھی کہو گے اس میں میری بہتری اور بھلائی ہی ہو گی۔ لہٰذا تم بے جھجک کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔"

اس پر طریف بن مالک پھر بولا اور کہنے لگا۔ "اے کاؤنٹ جولین تم کوئی بھی فیصلہ جذباتی پن میں آ کر نہ کرنا میرا مشورہ یہ ہے کہ تم چند روز تک ہسپانیہ کی طرف کوچ کرو۔ اپنی بیٹی سے ملنے کے بجائے سب سے پہلے رازرک کی خدمت میں حاضر ہو اس کے ساتھ اسی طرح تپاک اور ویسے ہی دوستانہ ماحول میں ملو جس طرح تم اس وقت ملا کرتے تھے۔ جب وہ ٹولیڈو کے موت کے میدان کا ناظم اعلیٰ تھا۔ اس پر یہ ظاہر ہی نہ ہونے دینا کہ تمہیں ہسپانیہ کے اندر برپا ہونے والے انقلاب کا دکھ اور غم ہے۔ اس پر یہ بھی ظاہر نہ کرنا کہ تمہیں اپنی بیٹی کے داغ دار ہو جانے کی خبر ہو چکی ہے۔ ہر چیز کو لاعلمی میں رکھ کر انتہائی دوستانہ ماحول میں انتہائی تپاک کے ساتھ تم رازرک سے ملو اور ہاں کاؤنٹ جولین! تمہارے اس رویہ اور تمہارے اس تپاک سے رازرک خوش ہو گا اور وہ اس بات پر بھی سکون محسوس کرے گا کہ تمہیں اپنی بیٹی فلورنڈا کے حادثے کی خبر نہیں ہے اور پھر ایسے

Marfat.com

ماحول میں اے کاؤنٹ جولین! تم رازرک سے کہنا کہ وہ تمہاری بیٹی فلورنڈا کو چند دن کے لئے تمہارے ساتھ سبتہ جانے کی اجازت دے دے۔ میرے خیال میں ایسے ماحول میں اور ان حالات میں رازرک کبھی بھی فلورنڈا کو تمہارے ساتھ بھیجنے سے انکار نہیں کرے گا اور جب تمہیں فلورنڈا کو لے جانے کی اجازت دے دے تو تم چپ چاپ فلورنڈا کو لے کر سبتہ واپس آ جانا، اپنی بیٹی کو اس جہنم سے نکالنے کے بعد پھر رازرک کے خلاف جو قدم کرنا چاہتے ہو اس کی ابتدا کر دینا۔ اب کہو کاؤنٹ جولین! جو کچھ میں نے کہا ہے یہ مناسب اور درست ہے کہ نہیں؟"

طریف بن مالک کی اس گفتگو پر کاؤنٹ جولین نے کسی قدر سکون محسوس کرتے ہوئے کہا "اے ابن مالک! تم نے بہترین تجویز اور طریقہ کار پیش کیا۔ میں اسی پر عمل کر کے اپنی بیٹی فلورنڈا کو اس جہنم سے نکالنے کی کوشش کروں گا۔ اس کے بعد سوچوں گا کہ مجھے رازرک کے خلاف کس طرح حرکت میں آنا چاہیے۔"

اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کاؤنٹ جولین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "پھر مجھے اجازت دیں اب میں طنجہ کی طرف کوچ کروں گا کیونکہ وہاں طارق بن زیاد میرا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہا ہوگا۔"

کاؤنٹ جولین نے آگے بڑھ کر طریف بن مالک کا بازو پکڑ کر پھر بٹھا دیا اور بڑے پیار اور محبت سے کہا۔ "اے ابن مالک! پہلے ہم دونوں کے ساتھ مل کر کھانا کھاؤ اس کے بعد تم یہاں سے کوچ کر سکتے ہو۔ اس کے ساتھ ہی کاؤنٹ جولین اٹھ کر باہر گیا اس نے خدام کو کھانا لانے کے لئے کہا پھر شاہی مہمان خانے کے اندر ہی محل کے خداموں نے کھانا چن دیا تھا۔ طریف بن مالک نے وہاں بیٹھ کر کاؤنٹ جولین اور غریبہ کے ساتھ کھانا کھایا اس کے بعد وہ سبتہ سے طنجہ شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

❖

ہسپانیہ کا بادشاہ رازرک ایک روز اپنے شاہی محل میں لکڑی کی بنی ہوئی ایک مسند پر بیٹھا ہوا تھا جس کے اوپر تہ در تہ کئی قالین بچھائے گئے تھے۔ وہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک موٹے اور دبیز قالین بچھے ہوئے تھے۔ مسند پر بیٹھے ہوئے رازرک کے سامنے بائیں طرف تین سازندے عجیب سریلی دھنوں میں ساز بجا رہے تھے جب کہ رازرک کے سامنے قریب ہی شباب و شعر سے لبریز، نازک آبگینہ، انقلاب دہر اور طغیان شباب ایک لڑکی محو رقص تھی۔ اس لڑکی کے اعضاء کے ترنم، اس کے

Marfat.com

تھرکتے بازو، اس کے لرزاں ہونٹ اور زندگی کی لذتوں سے لبریز اس کا جوان جسم اس کمرے کے اندر قلب کو معطر و بے قرار اور ورطۂ جنوں میں ڈبونے لگا تھا۔ رازرک اپنی آنکھوں میں ہوس پرستی کی لذت اور چہرے پر گناہوں کے چھلکتے جذبات لئے اس لڑکی کے رقص کو بڑی محویت اور بڑے غور سے دیکھ رہا تھا ایسا لگتا تھا کہ وہ مسند پر بیٹھے ہی بیٹھے جوانی کے میکدوں اور حریم گناہ میں کھو کر رہ گیا ہو۔

وہ نازک وہ خوش اندام اور حسین لڑکی رقص کرتی ہوئی اور اپنی آتشیں نوا میں گاتی ہوئی رازرک کے قریب آئی۔ لمحہ بھر کے لئے رازرک کا ہاتھ اس نے اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر چھوڑ کر دوبارہ گانے اور رقص میں محو ہو گئی تھی۔ اس لڑکی کی اس ادا پر رازرک کی روح پھڑک اٹھی تھی۔ ایک کیف روح افزاء اس کے جسم کے اندر برق کی طرح دوڑ گیا تھا۔ لڑکی پھر پیچھے ہٹتی ہوئی لطافتوں سے بھرے ہوئے جسم، شوریدہ آغاز جوانی اور رنگین غزل کی طرح اپنے جسم کو بل دیتی ہوئی نقوش آتشیں اور ورق ہائے حسن کی طرح رقص کرنے لگی تھی۔ وہ لڑکی ماہر فن رقاصہ لگتی تھی کہ وہ بار بار اپنے اعضاء کی محرابوں سے رنگین اور خوش کن زاویے اور خط بناتی ہوئی برق اور رعد بن کر رازرک کے ہوش وحواس پر گر رہی تھی۔ رازرک ہوس کی سنسان وادیوں میں کھویا لڑکی کے رقص اس کے ہلکے سُروں کی نوا اور سرور چنگ میں بری طرح کھویا ہوا تھا کہ اسی لمحہ اس کا ایک محافظ اندر داخل ہوا۔ پہلے اس نے اپنے سر کو خم کرتے ہوئے رازرک کو تعظیم پیش کی پھر اس نے کہنا شروع کیا۔

"اے آقا! افریقی شہر سبتہ کے حکمران کاؤنٹ جولین آپ سے ملنے کے لئے آئے ہیں۔ وہ اس وقت آپ کے اس کمرے سے باہر کھڑے ہیں اور آپ سے ملنے کے متمنی ہیں۔"

یہ اطلاع دے کر محافظ سیدھا کھڑا ہو گیا تھا اور پھر وہ سوالیہ انداز میں رازرک کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ کاؤنٹ جولین کی آمد کا سن کر رازرک کی حالت عجیب سی ہو گئی تھی۔ رقص اور گانے کی ساری نظارگی، آسودگی اور تازگی اس کی آنکھوں اور چہرے سے جاتی رہی تھی۔ وہ وحشت آلودہ سا ہو گیا تھا۔ یوں لگتا تھا کسی نے اس کے ذہن کی قندیلیں بجھا کر اسے زیست کے کانٹوں بھرے راستوں پر ڈال دیا ہو۔ ہاتھ کے اشارے سے رازرک نے لڑکی کو رقص بند کرنے اور سازندوں کو ساز ختم کرنے کا حکم دیا اور پھر ہاتھ ہی کے اشارے سے اس نے انہیں اس کمرے کے پچھلے راستے سے نکل جانے کا حکم دیا۔ جب وہ سازندے اور وہ رقاصہ اس کمرے کے پچھلے دروازے سے نکل گئی تب رازرک نے اپنے

Marfat.com

اس محافظ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"تم سبتہ کے کاؤنٹ جولین کو اندر بھیجو۔"

وہ پہرے دار باہر نکلا۔ راذرک نے اپنے دفاع کی خاطر اپنے دائیں پہلو میں رکھی ہوئی تلوار بے نیام کر کے اپنے پیچھے رکھ لی اور پھر اپنی چرمی پیٹی میں لگا ہوا خنجر بھی اس نے بے نیام کر کے اپنے لباس کے اندر کر کے چھپا لیا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد سبتہ کا حاکم کاؤنٹ جولین اس کمرے میں داخل ہوا اور کمال صبر و استقلال کا مظاہرہ کرتا ہوا وہ مسکراتا اور بے پناہ مسرت و اطمینان کا مظاہرہ کرتا ہوا راذرک کی طرف بڑھا۔ راذرک نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کا استقبال نہیں کیا بلکہ وہ وہیں اپنی مسند پر بیٹھا رہا۔ کاؤنٹ جولین بڑی تیزی سے آگے بڑھا۔ جب وہ قریب آیا تو راذرک نے اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے بیٹھے ہی بیٹھے مصافحہ کے لئے اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھا دیئے۔ کاؤنٹ جولین نے آگے بڑھ کر اپنی کمر کو خم دیتے ہوئے پُرجوش انداز میں راذرک سے مصافحہ کیا اس کے بعد راذرک نے اس کو ہاتھ کے اشارے سے اپنے دائیں طرف ایک نشست پر بیٹھنے کو کہا جس کے جواب میں کاؤنٹ جولین چپ چاپ اس نشست پر بیٹھ گیا تھا۔ اس موقع پر راذرک گفتگو کا آغاز کرنا ہی چاہتا تھا کہ کاؤنٹ جولین اس سے پہلے ہی بول پڑا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آقا! مجھے خبر ہوئی کہ ہسپانیہ کے اندر آپ نے ایک انقلاب برپا کر دیا ہے اور یہ خبر مجھے ہسپانیہ سے سبتہ کی طرف جانے والے ملاحوں سے ملی۔ اے آقا! اس میں کوئی شک نہیں کہ ہسپانیہ کا سابق بادشاہ عطیشہ میرا سسر اور میری بیوی کا باپ تھا لیکن یہ حکمرانی، یہ بادشاہت ایک ایسا کھیل ہے جو بھی زور آور ہوگا، جو بھی دانا و عاقل اور دانش و بینش والا شخص ہو وہی اس سے فائدہ اٹھا کر سریر آرائے سلطنت ہو سکتا ہے۔ اے آقا! مجھے اپنے سسر اور ہسپانیہ کے سابق بادشاہ عطیشہ کے قتل کا وقتی طور پر افسوس ضرور ہوا تھا لیکن ایسے دکھ، ایسے افسوس انسان کی روزمرہ زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں۔ اب میں سبتہ سے آپ کی خدمت میں صرف اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ سب سے پہلے آپ کو ہسپانیہ کا بادشاہ بننے پر مبارک باد دوں او دوسرے یہ کہ آپ کے سامنے میں ایسے ہی اپنی فرمانبرداری اور اپنی انکساری کا اظہار کروں جیسے میں سابق بادشاہ عطیشہ کے سامنے کیا کرتا تھا۔ اے بادشاہ! یہ وقت گزرتا رہتا ہے، لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ یہ مجھے تو سبتہ کے ایک حکمران کی حیثیت سے ہر اس بادشاہ کا وفادار اور اطاعت گزار رہنا ہے جو

Marfat.com

ہسپانیہ پر حکومت کرے۔"
کاؤنٹ جولین کی یہ گفتگو سن کر رازرک بے حد خوش ہوا۔ فلورنڈا کے حادثے کے سلسلے میں جو خدشات جو خطرات اس کے دل میں پرورش پا رہے تھے وہ کسی حد تک جاتے رہے تھے لہٰذا اس نے ساری پریشانیوں اور سارے تفکرات کو جھٹکتے ہوئے اور اپنے چہرے پر ممنونیت اور خوش کن اثرات پھیلاتے ہوئے کاؤنٹ جولین کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی نرمی اور بڑے رفیقانہ انداز میں کہنا شروع کیا۔
"اے جولین! سنو۔ گو میں اس وقت ہسپانیہ کا بادشاہ ہوں لیکن تمہارے ساتھ میرے تعلقات ویسے کے ویسے ہی رہیں گے جیسے دونوں کے درمیان اس وقت تھے جب میں ہسپانیہ کا بادشاہ نہ تھا۔ اے جولین! میں جانتا ہوں کہ تم ایک وفادار اور پُر خلوص دوست ہو۔ اور ہسپانیہ کے اس انقلاب کے بعد بھی تم میرے ساتھ تعاون کرنے کی کوشش کرو گے۔ لہٰذا میرا فیصلہ یہ ہے کہ حسب سابق تم سبتہ کے حکمران رہو گے اور میرے اس دور میں تمہاری حیثیت تمہاری حالت سے زیادہ بڑھ جائے گی جو تمہیں عطیشہ کے دورِ حکومت میں حاصل تھی۔ میں تمہارا شکر گزار اور بے حد ممنون ہوں جو تم سبتہ سے چل کر میرے بادشاہ بننے پر مجھے مبارکباد دینے کے لئے ہسپانیہ میں داخل ہوئے ہو۔"
رازرک کے ان الفاظ نے جولین کا حوصلہ اور بڑھا دیا اور اب اس نے اپنے اصل مدعا اور مقصد کی طرف آتے ہوئے رازرک کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا
"اے بادشاہ! میں آیا تو صرف اپنے آپ کو مبارکباد دینے کے لئے تھا لیکن اس موقع پر میں آپ سے ایک اور گزارش بھی کرنا پسند کروں گا۔"
اس پر رازرک نے چونک کر کاؤنٹ جولین کی طرف دیکھا اور پوچھا۔
"کہو اس خوشی کے موقع پر تم مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو؟"
اس پر کاؤنٹ جولین نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔"اے بادشاہ! آپ جانتے ہیں کہ میری اکلوتی بیٹی فلورنڈا ایک عرصے سے ہسپانیہ کے شاہی محل کے اندر زیر تربیت ہے۔ اس کی ماں کو اس سے ملے ہوئے ایک عرصہ گزر چکا ہے۔ اب اس کی ماں اس کے لئے اُداس اور فکر مند ہے اور وہ چاہتی ہے کہ اس کی بیٹی اس سے ملے۔ لہٰذا میرا ارادہ یہ ہے کہ جلد از جلد ہسپانیہ سے سبتہ کی طرف لوٹ جاؤں اور جاتے ہوئے اپنی بیٹی فلورنڈا کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤں۔"
کاؤنٹ جولین کی اس بات پر رازرک ذرا کچھ چونک سا پڑا۔ پر اس نے اپنے

Marfat.com

آپ کو سنبھالتے ہوئے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اے جولین! یہ جو تم نے کہا ہے کہ تمہاری بیوی اپنی بیٹی فلورنڈا کے متعلق اداس اور فکرمند ہے یہ میں تسلیم کرتا ہوں۔ تم اپنی بیٹی فلورنڈا کو اپنے ساتھ جب چاہو سبتہ لے جا سکتے ہو لیکن تمہاری یہ بات میرے لئے قابل قبول نہیں کہ تم بہت جلد ہسپانیہ سے سبتہ کی طرف کوچ کرنا چاہتے ہو۔ آخر تم میرے دوست ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ میرے اس شاہی محل میں چند دن گزارو۔"

جواب میں کاؤنٹ جولین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اے بادشاہ! میری بیوی بھی سبتہ شہر میں میرے لئے فکرمند ہو گی۔ لہٰذا آپ مجھے اجازت دیں کہ میں دو دن آپ کے ساتھ شاہی محل میں قیام کرنے کے بعد واپس سبتہ کی طرف کوچ کر جاؤں۔"

کاؤنٹ جولین کے اس فیصلہ کے جواب میں رازرک نے کچھ دیر گردن جھکا کر سوچا پھر اس نے کہا۔

"اے جولین! تمہارا فیصلہ مجھے منظور ہے۔ تم دو دن تک اس شاہی محل میں قیام کرو۔ تمہاری حیثیت ایک معزز ترین مہمان کی ہو گی۔ اس کے بعد تم سبتہ کی طرف کوچ کر جانا۔"

اس کے جواب میں کاؤنٹ جولین نے پھر بولتے ہوئے کہا "اے بادشاہ! اگر آپ اجازت دیں میں ابھی اور اسی وقت اپنی بیٹی سے ملنے کے لئے جاؤں اور محل کے اندر جہاں میرا قیام ہو وہاں میری بیٹی بھی میرے ساتھ رہے۔"

جواب میں رازرک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اے کاؤنٹ جولین! تمہیں ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ ابھی اور اسی وقت اپنی بیٹی فلورنڈا سے مل سکتے ہو اور شاہی محل میں جہاں تمہاری رہائش کا انتظام کیا جا رہا ہے وہاں تم اپنی بیٹی فلورنڈا کو بھی اپنے ساتھ رکھ سکتے ہو۔"

رازرک کی طرف سے اجازت ملنے کے بعد کاؤنٹ جولین اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اپنے سر کو خم کرتے ہوئے رازرک کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سبتہ کا حکمران کاؤنٹ جولین اپنی بیٹی فلورنڈا کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے دیکھا فلورنڈا کمرے کے اندر لگی مسہری پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔ وہ تاریک کھنڈرات کی طرح پیکر آلام دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے جسم کا انگ انگ اور اعضاء و

Marfat.com

جوارح نوحہ کناں تھے اور اس کی حالت سے یوں دکھائی دے رہا تھا جیسے غموں کی دھوپ نے اسے چاٹ چاٹ کر کمزور اور لاغر بنا کر رکھ دیا ہو۔

جب کاؤنٹ جولین اس کمرے میں داخل ہوا تو فلورنڈا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اپنے باپ کو اپنے کمرے میں یوں اچانک دیکھ کر وہ چونک سی پڑی پھر اپنی جگہ سے اٹھی، بھاگتی ہوئی وہ آگے بڑھی اور بری طرح وہ اپنے باپ سے لپٹی رونے لگی تھی۔

فلورنڈا کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہی کاؤنٹ جولین نے سب سے پہلے کمرے کو اندر سے بند کیا پھر فلورنڈا کو اپنے ساتھ لپٹائے وہ آگے بڑھا۔ مسہری کے سامنے جو نشستیں لگی ہوئی تھیں ان نشستوں میں سے ایک پر اس نے فلورنڈا کو بٹھایا اور خود اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے انتہائی شفقت، انتہائی محبت اور نرمی میں فلورنڈا کو سمجھانے کے انداز میں کہنا شروع کیا۔

"اے فلورنڈا، میری بیٹی! میں جان چکا ہوں کہ ہسپانیہ کے اس شاہی محل میں تم پر کیا گزری ہے۔ اس لئے کہ طنجہ شہر کا طریف بن مالک مجھے تمہارے متعلق تفصیل سے بتا چکا ہے۔ پر اے میری بیٹی! تم اپنے آپ کو سنجالو۔ میں دو دن تک اس شاہی محل میں قیام کروں گا اور مجھے شک ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ اس دوران رازرک ضرور اپنے آدمی میرے پیچھے لگا کر رکھے گا تا کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان ہونے والی گفتگو کو رازرک تک پہنچا سکیں۔ لہٰذا اے میری بیٹی تم اپنی حالت، اپنی گفتگو، اپنے چہرے اور اپنے جذبات سے قطعاً کسی پر یہ ثابت نہ ہونے دینا کہ اس محل کے قیام کے دوران رازرک کی طرف سے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی ہو چکی ہے۔ رازرک مجھے کہہ چکا ہے کہ میں کم از کم دو دن اس شاہی محل میں قیام کروں اور اس دو دن کے قیام کے بعد میں تمہیں اپنے ساتھ لے کر سبتہ کی طرف جاؤں گا اور سبتہ پہنچنے کے بعد اے میری بیٹی! تم دیکھنا کہ میں تیری اس عزت و ناموس کو پامال کرنے اور تجھے بے آبرو کرنے کا کیسا ہولناک اور برا انتقام اس رازرک سے لیتا ہوں۔"

جولین تھوڑی دیر رکا پھر دوبارہ بڑی شفقت سے اپنا ہاتھ فلورنڈا کے شانے پر رکھتے ہوئے دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"اے فلورنڈا، میری بیٹی! یہ رازرک کبھی میرا رفیق وفا تھا، اب میرا شریک جفا بن کر سامنے آیا ہے۔ اے میری بیٹی تم فکر مند اور پریشان نہ ہو۔ یہ جہاں حادثوں کا سانحوں کا جہاں ہے اس کی آب و گل کی کوکھ کے اندر آفرینش اور ابد کی ساعتوں کے درمیان

Marfat.com

تقدیر کے ایسے بدترین حادثے نمودار ہوتے ہی رہتے ہیں پر عنقریب تم دیکھو گی رازرک کے سامنے تقدیر کا ایک ناقابل برداشت دھارا بن کر نمودار ہوں گا اور رازرک کی تدبیر کی قباء کے سارے بند کھول کر اس کی سوچوں کی پریوں کے خول، ا کے ذوق آرزو جستجو میں زہر اور اس کے حوصلوں کی تازگی میں شکست و ریخت بھر کر دوں گا۔ میری بیٹی! تُو اپنے آپ کو سنبھال۔ تیرا اُداس اور مغموم چہرہ، تیری پریشان حا آنکھیں اور تیری یہ بکھری بکھری جسمانی حالت میرے بدن میں چبھتی ہے اور روح کو ڈ ہے۔ اے میری بیٹی! مطمئن رہ، اس رازرک نے آج مجھ پر خون اگلتی ہوئی ساعتیں طاری کی ہیں تو آنے والے دنوں میں، میں اس رازرک کی زندگی کے راستوں کو آگ او خون سے بھر دوں گا۔

اے میری بیٹی! اب تُو اپنے آپ کو سنبھال اور میرے ساتھ چل تاکہ باپ بیٹ اکٹھے دو دن اس شاہی محل کے اندر قیام کریں اور اس کے بعد یہاں سے سبتہ کی طرف کوچ کر جائیں۔ اس لئے کہ تمہاری ماں تمہارے لئے بڑی فکر مند اور پریشان حال ہے اور وہ بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہی ہو گی۔"

کاؤنٹ جولین کے کہنے پر اُس کی بیٹی فلورنڈا نے فوراً اپنے آپ کو سنبھال لیا اور ساتھ والے کمرے میں جا کر ہاتھ منہ دھو کر اور کپڑے تبدیل کر کے پہلے اس نے اپنی حالت کو درست کیا پھر اپنا سارا سامان سمیٹ کر وہ دوبارہ کاؤنٹ جولین کے پاس آ کر بیٹھ گئی اور بڑی رازداری سے اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"اے میرے باپ! میں آپ سے یہ جاننا چاہوں گی کہ آپ اس رازرک سے میری اس بے عزتی کا بدلہ اکیلے کس طرح لیں گے؟"

اس پر کاؤنٹ جولین کے چہرے پر انتقام کے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے تھے تاہم اس نے اپنے آپ کو فوراً سنبھال لیا۔ اپنا ہاتھ بڑے پیار سے اس نے فلورنڈا کے سر پر رکھا اور کہنے لگا۔

"اے میری بیٹی! ایسی باتوں کے لئے یہ جگہ انتہائی نامناسب ہے۔ میں انتقام کی ابتداء کیسے کروں گا یہ بات سبتہ جا کر تمہاری ماں کے سامنے بتاؤں گا۔ اس وقت تم یہ کرو کہ اپنا سامان لے کر میرے ساتھ ہو لو اور میرے ساتھ ہی تم شاہی محل کے اندر قیام کرو اور اپنے چہرے اور اپنی گفتگو سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ اس محل کے اندر تمہارے ساتھ کوئی ایسا حادثہ پیش ہی نہیں آیا۔ تاکہ رازرک ہم دونوں کی طرف سے بے

Marfat.com

فکر ہو جائے اور ہمارے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہ کرے۔"

فلورنڈا اپنے باپ کی ساری گفتگو سمجھ گئی تھی۔ اس نے اپنا سارا سامان سمیٹ کر سنبھالا پھر وہ اپنے باپ کے ساتھ ہو لی تھی۔ کاؤنٹ جولین فلورنڈا کو لے کر شاہی محل کے اس حصے کی طرف چلا گیا جہاں اس کے قیام کا بندوبست کیا گیا تھا۔ اس طرح اس نے رازرک سے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق دو یوم تک ٹولیڈو کے اس شاہی محل میں قیام کیا۔ اس کے بعد وہ اپنی بیٹی فلورنڈا کو لے کر افریقہ کے ساحلی شہر سبتہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

❖

شام سے تھوڑی دیر پہلے فلورنڈا اپنے باپ کاؤنٹ جولین کے ساتھ بے چہرگی کا زخم اور داغِ عصیاں لئے سبتہ شہر میں اپنے محل کے اندر داخل ہوئی۔ اس موقع پر وہ درِ زندان جیسی اداس، شکست انا جیسی ویران اور بادِ صحرا میں لپٹی حیات گریز جیسی بکھری بکھری سی تھی۔ اس کی ماں غرسیہ کو بھی شاید اپنے شوہر اور بیٹی کی آمد کی خبر ہو گئی تھی اس لئے کہ جب وہ دونوں باپ بیٹی شاہی محل کے صدر دروازے کے اندر داخل ہوئے تو سامنے سے اس کی ماں غرسیہ تقریباً بھاگتی ہوئی اس کی طرف بڑھی تھی۔ اپنی ماں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر حسین فلورنڈا کی بجھی بجھی نظروں کی خانقاہوں کے اندر اشکوں کے دریا بہہ نکلے تھے۔ اس کی روح میں تن کا بھاری بوجھ پڑ گیا تھا۔ دل میں خار شکستگی کی خراشیں گہری ہو گئی تھیں اور ذہن میں تشنہ جہتوں کی تڑپ پہلے کی نسبت کہیں تیز ہو کر رہ گئی تھی۔

بہر حال حسین فلورنڈا اس موقع پر دریا آنکھیں اور صحرا ذہن لئے خاموش آتشیں سیال کی طرح اپنی ماں کی طرف بڑھی تھی اور جب اس کی ماں اس کے قریب آئی تو وہ بھاگ پڑی اور پھر اپنی ماں غرسیہ کے ساتھ لپٹ کر دھاڑیں مار مار کر رونے لگی تھی۔

کافی دیر تک فلورنڈا اپنی ماں کے ساتھ لپٹ کر روتی رہی جب کہ اس کی ماں غرسیہ خود بھی روتی رہی اور بیٹی کو تسلی اور ڈھارس بھی دیتی رہی اور ان دونوں کے قریب کھڑا ہوا سبتہ کا حکمران کاؤنٹ جولین بھی آنسو بہا رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک ایسا ہی سماں رہا پھر غرسیہ اپنی بیٹی فلورنڈا کو کسی قدر سنبھالنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اپنی ماں کے کہنے پر فلورنڈا نے اپنی آنکھیں خشک کیں پھر بڑی حسرت سے اس موقع پر اس نے اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے بکھری بکھری آواز اور ٹوٹے ٹوٹے لہجے میں کہنا شروع کیا۔

"اے میری ماں! میں رازرک کے ناگ کی طرح خوف بھرے پھن کا شکار ہو گئی

Marfat.com

ہوں۔ اس نے مجھے بے عصمت بے آبرو کر دیا ہے۔ اب میں کراہوں میں سانس لیتی ہوئی ایک دکھ بھری زندگی ہوں۔ اے ماں! میں ایک ایسی لڑکی ہو کر رہ گئی ہوں جس کا حرماں ہی اس کے لئے درماں ہے! کاش میں سبتہ سے نکل کر ہسپانیہ کے مرکزی شہر ٹولیڈو میں تربیت حاصل کرنے کے لئے نہ گئی ہوتی۔ اے ماں! اگر مجھے خبر ہوتی کہ ہسپانیہ جا کر میں اپنی عصمت کے گوہر سے محرم ہو جاؤں گی تو قسم مجھے خداوند جہاں کی میں ہسپانیہ کا رخ تک نہ کرتی۔ اے میری ماں! بے عصمت، بے آبرو ہونے کے بعد اب کون مجھے عزت، کون مجھے تکریم دے گا اور کون مجھے اپنی زندگی کا ساتھی بنانا پسند کرے گا۔"

غرسیہ اپنی بیٹی فلورنڈا کی باتوں کا جواب تو کوئی نہ دے سکی تاہم اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی تسلی دے رہی تھی۔ ساتھ ساتھ خود بھی روتی جا رہی تھی۔ اس موقع پر کاؤنٹ جولین بولا اور اس نے فلورنڈا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے میری بیٹی، سنو! میں رازرک کی اس حیوانیت کو خاموش تماشائی بن کر برداشت نہ کروں گا۔ اس نے میری بیٹی کو گوہرِ عصمت سے محروم کیا ہے۔ قسم یسوع مسیح کی میں اس کے لئے ایسے اسباب پیدا کروں گا کہ اسے اس کی زندگی، اس کی جان سے بھی محروم کر کے رکھ دوں گا۔ اے میری بیٹی! مطمئن رہ۔ رازرک اگر احترامِ انسانیت کا منکر ہے تو میں اسے ایسا احترام ایسی عقیدت سکھاؤں گا کہ آنے والی نسلیں اور تاریخ کے اوراق اس کے لئے عبرت خیز بن کر رہ جائیں گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کاؤنٹ جولین اچانک خاموش ہو گیا۔ پھر دروازے کے قریب کھڑے ایک محافظ کو اشارہ سے بلایا۔ وہ محافظ بھاگتا ہوا قریب آیا تو اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی اور اسی وقت بھاگتے ہوئے جاؤ اور اسقف طولوس کو بلا کر میرے پاس لاؤ۔"

کاؤنٹ جولین کا یہ حکم سن کر وہ محافظ بھاگتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔ جب کہ کاؤنٹ جولین اپنی بیوی غرسیہ اور بیٹی فلورنڈا کو اپنے ساتھ لپٹائے محل کے اندرونی حصے کی طرف جا رہا تھا۔

❖

کاؤنٹ جولین اور اس کی بیوی غرسیہ اور بیٹی فلورنڈا اپنے محل کے ایک کمرے میں بیٹھے رازرک کی وجہ سے فلورنڈا کو ہسپانیہ میں پیش آنے والے حادثے کے متعلق ہی گفتگو

Marfat.com

کر رہے تھے۔ جس محافظ کو کاؤنٹ جولین نے سبتہ کے اسقف طولوس کو بلانے کے لئے بھیجا تھا وہ محافظ اس کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا، اپنے سر کو خم کرنے اور کاؤنٹ جولین کو تعظیم دینے کے بعد اس نے نرم لہجہ میں کاؤنٹ جولین کو مخاطب کرتے ہوئے اس سے کہنا شروع کیا۔

"اے آقا! میں آپ کے حکم کے مطابق اسقف طولوس کو بلا کر لایا ہوں اور وہ اس وقت آپ کے اس کمرے سے باہر آپ سے ملاقات کرنے کے لئے کھڑے ہیں۔"

اس محافظ کے انکشاف پر کاؤنٹ جولین اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس محافظ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم نے اسقف طولوس کو باہر کیوں کھڑا کر دیا ہے؟ انہیں اندر آنے دو۔"

کاؤنٹ جولین کے اس حکم کے بعد محافظ ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا اور اسی لمحہ اسقف طولوس کمرے میں داخل ہوا۔ کاؤنٹ جولین نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا اور سامنے ہی ایک نشست پر اسے بٹھایا پھر وہ خود بھی اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ کمرے میں چند لمحے سکوت طاری رہا پھر اس کے بعد کاؤنٹ جولین نے اسقف طولوس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے اسقف طولوس! مجھے غور سے سنو۔ میں اپنی بیٹی فلورنڈا سے اس لئے متعارف کرا رہا ہوں کہ میں اپنی بیٹی کے متعلق ہی تم سے گفتگو کرنے والا ہوں اور اسی سلسلے میں، میں نے تمہیں بلایا ہے۔ جیسا کہ تم جانتے ہو کہ میری بیٹی فلورنڈا ہسپانیہ کے شاہی محل میں زیر تربیت تھی۔ یہ اس وقت وہاں گئی تھی جب اس کا نانا عطیشہ ہسپانیہ کا بادشاہ تھا۔ اسقف طولوس! تم جانتے ہو کہ عطیشہ اور اس کے بیٹے کو قتل کیا جا چکا ہے اور اب راذرک ہسپانیہ کا بادشاہ ہے۔ یہ راذرک چاہتا تھا کہ میری بیٹی فلورنڈا اس سے شادی کرے اور جب اس نے شادی کا پیغام میری بیٹی کو بھجوایا تو میری بیٹی نے انکار کر دیا۔ اس کے جواب میں اس شیطان صفت انسان نے میری بیٹی کو بے آبرو اور گوہر عصمت سے محروم کر کے رکھ دیا ہے۔"

کاؤنٹ جولین کے اس انکشاف پر اسقف طولوس چونک سا پڑا اور حیرت زدہ سے انداز میں جولین کی طرف دیکھتے ہوئے پریشان کن انداز میں پوچھا۔

"اے جولین! تم کیا کہہ رہے ہو؟ یہ راذرک تو تمہارا دوست تھا۔ پھر ہسپانیہ کے تخت پر بیٹھنے کے بعد اسے تو ہسپانیہ کی ساری بہنوں کا بھائی اور ساری بیٹیوں کا باپ ہونا

Marfat.com

چاہئے تھا اور تمہارے دوست کی حیثیت سے اسے یقیناً فلورنڈا کو اپنی بیٹی سمجھنا چاہئے تھا۔ پھر اس شیطان صفت نامراد شخص نے کیسے اور کیوں میری اس بیٹی فلورنڈا کو بے عصمت کر کے رکھ دیا؟ اے جولین! تم نے اگر اسی حادثے کے متعلق مجھے بلایا ہے تو کھل کر کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

جواب میں کاؤنٹ جولین نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچا پھر شاید اس نے اپنے ذہن میں کوئی آخری فیصلہ کرنے کے بعد اسقف طولوس کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"اے طولوس! میں ہسپانیہ کے موجودہ بادشاہ رازرک سے اپنی بیٹی کی اس بے آبروئی اور اس ذلت اور اس رسوائی کا بدلہ لینا چاہتا ہوں اور اس کے لئے جو میں نے طریقہ کار استعمال کرنا ہے اس کے متعلق بھی میں نے سوچ لیا ہے۔ اے طولوس! میں اور تم کل یہاں سے طنجہ شہر کی طرف روانہ ہوں گے۔ وہاں ہم طنجہ کے حاکم طارق بن زیاد سے ملیں گے۔ اس سے میں اپنی بیٹی کی اس بے آبروئی کی داستان کہوں گا اور اس سے التجا کروں گا کہ وہ ہسپانیہ پر حملہ آور ہو کر اس ملک کو فتح کر کے اپنی عمل داری میں شامل کر لے۔ اور سنو اسقف طولوس! اگر طارق بن زیاد اس پر آمادہ ہو گیا اور اس نے ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے پر اپنی رضامندی ظاہر کی تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں یہ مسلمان نہ صرف ہسپانیہ پر قابض ہو جائیں گے بلکہ رازرک کو گرفتار کر کے اس کی گردن کاٹ کر رکھ دیں گے اور جس روز ایسا ہو گیا تو میں سمجھوں گا کہ میں نے رازرک اور ہسپانیہ دونوں سے اپنی بیٹی کی بے عصمتی کا بدلہ اور انتقام لے لیا ہے۔"

کاؤنٹ جولین جب خاموش ہوا تب طولوس نے حیرت زدہ لہجے اور کسی قدر غصیلی آواز میں اسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"اے جولین! میں تمہاری اس سوچ سے قطعاً اتفاق نہیں کرتا۔ کیا تم ایسا کر کے یہ چاہتے ہو کہ عیسائیت مسلمانوں کے سامنے سرنگوں ہو؟ اے جولین! کیا تم چاہتے ہو کہ ہسپانیہ کی زندگی کا دلکش روپ خون کے سیلاب کی نذر ہو جائے؟ کیا تم چاہتے ہو کہ ہسپانیہ کا حسنِ فطرت بربادی کے طوفانوں کا شکار ہو جائے؟ کیا تم چاہتے ہو کہ ہسپانیہ کی شبنمی گھاس اور اس کے سمن و گلاب خزاں کے زخموں اور رس چوستے بھنوروں کی نذر ہو کر رہ جائیں؟ اے کاؤنٹ جولین! اگر تمہاری سوچ پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی تو سن رکھو اس طرح عیسائیت کا ایک ملک جو اپنی سرسبزی شادابی میں جواب نہیں رکھتا وہ مسلمانوں کے ہاتھ

Marfat.com

پڑھ جائے گا اور میں ایسا ہرگز پسند نہ کروں گا۔"

طولوس کے جواب پر کاؤنٹ جولین نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچا پھر اس نے طولوس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے طولوس! اگر میری بیٹی فلورنڈا کی جگہ تمہاری بیٹی ہوتی اور راذرک اسے بے رحمی اور شیطان صفتی سے کام لیتے ہوئے بے آبرو کر دیتا تو پھر میں اس وقت تم سے پوچھتا کہ تمہارے کیا جذبات ہیں اور تمہارا کیا لائحہ عمل ہونا چاہئے۔ اے طولوس! ہسپانیہ کی اصل حالت اور کیفیت تمہارے سامنے نہیں ہے۔ میں وہاں سے ہو کر آ رہا ہوں۔ وہاں کے کوچے کوچے میں وحشتیں رقصاں ہیں۔ وہاں کے ذرے ذرے میں خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے۔ لوگ ان لاشوں کی طرح چلتے پھرتے ہیں جو اپنی روح پر گراں بار وزن لئے ہوئے ہیں۔ وہاں روز و شب کے کارواں خاموش ہیں اور لوگ اپنے ہی سینہ کی آگ میں سوزاں دکھائی دیتے ہیں۔" کاؤنٹ جولین نے پھر کہنا شروع کیا۔

"سنو طولوس! میں ان مسلمانوں کو ہسپانیہ پر نہ صرف ترجیح دیتا ہوں بلکہ ہسپانیہ کے عیسائیوں کے مقابلے میں میں انہیں اخلاقی لحاظ سے انتہائی بلندیوں اور اعلیٰ مقام پر پاتا ہوں۔ اے طولوس! نہ صرف یہ کہ میں عام مسلمانوں سے کئی بار مل چکا ہوں بلکہ میں افریقہ میں ان کے والی موسیٰ بن نصیر، طنجہ کے حاکم طارق بن زیاد اور اس کے نائب طریف بن مالک سے بھی مل چکا ہوں اور ان لوگوں سے ملنے کے بعد میں نے ان کی شخصیت کے متعلق جو اندازہ لگایا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان رات کے سیاہ پانیوں میں سفید رنگ کے بے داغ پھول ہیں۔ یہ ساحلوں کی عزت اور پربتوں کا جمال ہیں۔ ان کے نقش میں احترامِ آدمیت اور ان کے عکس میں عظمتِ انسانیت ہے۔ ان کے اخلاق میں رفعتوں کا جمال اور ان کے کردار میں اجالوں کے رنگ ہیں۔ وہ خضر کے راہبر اور وقت کی گود میں عروسِ حیات ہیں۔ جب یہ لوگ ہسپانیہ میں داخل ہوں گے تو اے طولوس! میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ لوگ ہسپانیہ کے اندر خوابوں کے اجڑے کھیتوں کو آباد کریں گے۔ پتھروں کی رگوں میں کھولتی آگ سے ٹھنڈے میٹھے پانی کے جھرنوں کو جاری کر دیں گے اور ہسپانیہ کے اندر ہر سمت اخوت اور احترامِ انسانیت کا بول بالا کر کے رہیں گے۔ اس لئے کہ ہسپانیہ کے عیسائیوں کے مقابلے میں یہ مسلمان انسانیت کی کہکشاں اور فطرت کا پُرکشش حُسن ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کاؤنٹ جولین تھوڑی دیر کے لئے خاموش رہا، کچھ سوچا پھر

Marfat.com

وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"اے طولوس! اگر تم میرے ساتھ طنجہ کے مسلمان حاکم طارق بن زیاد کی طرف بھی گئے تب بھی میں اکیلا ہی طنجہ شہر کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ اس لئے کہ میں راذرک سے اپنی بیٹی فلورنڈا کا انتقام لینے کا پختہ عزم کر چکا ہوں اور میں ہر صورت میں مسلمانوں ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے آمادہ کروں گا۔"

کاؤنٹ جولین کی اس گفتگو کے جواب میں طولوس بولا اور ہار ماننے کے انداز میں اس نے کہا۔

"اے جولین! تمہاری گفتگو نے مجھے متاثر کیا ہے۔ میں تمہیں اکیلا طنجہ کے مسلمان حکمران طارق بن زیاد کی طرف نہ جانے دوں گا۔ راذرک کے اس بھیانک جرم کے انتقام میں، میں بھی پوری طرح تمہارا ساتھ دوں گا۔ اور سنو اے جولین! میں کل تمہارے ساتھ طنجہ کی طرف کوچ کروں گا۔"

طولوس کا جواب سن کر کاؤنٹ جولین خوش ہو گیا تھا۔ لہٰذا جولین نے باہر نکل کر اپنے خدام کو کھانا لانے کے لئے کہا۔ تھوڑی دیر تک ان چاروں کے لئے اسی کمرے میں کھانا چن دیا گیا اور وہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

❖

طنجہ شہر کی جامع مسجد سے ملحق دارالعدل میں طارق بن زیاد، طریف بن مالک اور ان دونوں کا معاون مغیث اکٹھے بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ ایک جوان بڑی تیزی ک ساتھ اس دارالعدل میں داخل ہوا اور طارق بن زیاد کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"یا امیر! سبتہ شہر کا حاکم کاؤنٹ جولین اور اس کے ساتھ اسقف طولوس ہمارے شہر طنجہ میں داخل ہوئے ہیں اور اس وقت وہ دارالعدل کے باہر کھڑے آپ سے ملاقات کرنے کے امیدوار ہیں۔"

جواب میں طارق بن زیاد نے بغیر کسی توقف کے اس جوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ان دونوں کو اندر بھیجو۔ ان کے گھوڑوں کو مہمان خانے کے اصطبل کی طرف لے جاؤ۔"

وہ جوان فوراً باہر چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد کاؤنٹ جولین اور اسقف طولوس دارالعدل کے اس کمرے میں داخل ہوئے۔ طارق بن زیاد طریف بن مالک اور مغیث

Marfat.com

نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور گرمجوشی کے ساتھ ان دونوں سے مصافحہ کرتے ہوئے وہ انہیں کمرے کے اس حصے کی طرف لائے جہاں وہ تھوڑی دیر پہلے بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ طارق بن زیاد نے ان دونوں کو اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

کاؤنٹ جولین اور اسقف نے اس کمرے کا جائزہ لیا۔ سادہ سا وہ ایک کمرہ تھا جس میں رہائش کا کوئی سامان نہ تھا۔ فرش پر کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی بچھا دی گئی تھی اور چٹائی کے اوپر چند سفید رنگ کی چمکتی ہوئی بے داغ چادریں بچھی تھیں اور اس چٹائی اور چادروں پر طارق بن زیاد نے کاؤنٹ جولین اور طولوس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

کاؤنٹ جولین اور طولوس ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بیٹھ گئے۔ پھر کاؤنٹ جولین نے طارق بن زیاد کی طرف دیکھتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا اور کہنا شروع کیا۔

"اے طنجہ کے حاکم! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں سبتہ کا حکمران کاؤنٹ جولین ہوں اور میرے ساتھ سبتہ کا اسقف طولوس ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کرنے حاضر ہوا ہوں کہ میری بیٹی جس کا نام فلورنڈا ہے وہ ہسپانیہ کے مرکزی شہر ٹولیڈو میں زیر تربیت تھی۔ ہسپانیہ کا سابق بادشاہ میرا سسر اور میری بیٹی کا نانا تھا۔ لہٰذا میری بیٹی بے فکر ہو کر وہاں تربیت حاصل کر رہی تھی۔ لیکن گزشتہ دنوں ہسپانیہ کے ایک سردار جس کا نام راذرک ہے اس نے ہسپانیہ میں بغاوت کر کے نہ صرف یہ کہ سابق بادشاہ عطیشہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا بلکہ تخت و تاج پر بھی اس نے قبضہ کر لیا۔ اے طنجہ کے مہربان حاکم! ہسپانیہ کے تخت پر قابض ہونے کے بعد راذرک نے میری بیٹی فلورنڈا سے شادی کرنا چاہی۔ جب اس نے اپنی خواہش کا اظہار میری بیٹی سے کیا تو میری بیٹی نے اس سے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ اس انکار کی راذرک نے میری بیٹی کو یہ سزا دی کہ اس نے زبردستی میری بیٹی کے دامنِ عصمت کو آلودہ کرتے ہوئے اسے بے آبرو اور بے عصمت کر کے رکھ دیا۔"

اتنا کہنے کے بعد کاؤنٹ جولین تھوڑی دیر کے لئے رک گیا۔ یہ واقعات بیان کرتے ہوئے اس کے دل پر رقت طاری ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک کاؤنٹ جولین یوں ہی خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور گفتگو کا سلسلہ دوبارہ جاری رکھتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔

"اے ابنِ زیاد! آپ کے نائب طریف بن مالک میرے اور میری بیٹی کے

Marfat.com

حالات سے پوری طرح واقف ہیں۔ جب مجھے خبر ہوئی کہ میری بیٹی کو بے عصمت کر دیا گیا ہے تو میں ہسپانیہ میں داخل ہا۔ میں رازرک سے ملا، اس پر یہ اظہار نہیں کیا کہ مجھے اپنی بیٹی کے بے عصمت ہونے کی خبر ہو گئی ہے بلکہ میں نے اس پر یہی ظاہر کیا کہ میں اسے اس کے بادشاہ بننے پر مبارکباد دینے ہسپانیہ میں داخل ہوا ہوں اور اسی حالت میں میں نے رازرک سے یہ اجازت طلب کر لی کہ وہ میری بیٹی کو میرے ساتھ جانے کی اجازت دے دے۔ رازرک نے ایسا کرنے کی اجازت دے دی۔ لہٰذا میں اپنی بیٹی کو ہسپانیہ سے نکال کر سبتہ لے آیا۔ اے ابن زیاد! اب میں چاہتا ہوں کہ ہسپانیہ کے بادشاہ رازرک سے انتقام لوں اور اسی غرض کے لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور آپ سے یہ التجا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ہسپانیہ پر حملہ آور ہوں اور اس سلسلے میں میری طرف سے جس قسم کی بھی مدد اور اعانت کی ضرورت ہوئی وہ میں ضرور مہیا کروں گا اور مجھے امید ہے آپ جیسے اچھے لوگ سالوں نہیں بلکہ ہفتوں کے اندر ہسپانیہ کو اپنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔“

کاؤنٹ جولین جب اپنی بات کہہ چکا تو جواب میں طارق بن زیاد تھوڑی دیر تک اپنی گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے غور سے کاؤنٹ جولین کی طرف دیکھا اور کہنا شروع کیا۔

”اے جولین! مجھے تمہاری بیٹی فلورنڈا کے دامن عصمت کے آلودہ ہونے کا بے حد دکھ اور غم ہے۔ تمہارے یہ حالات مجھے پہلے ہی میرا بھائی اور میرا عزیز طریف بن مالک سنا چکا ہے۔ اے جولین! تمہاری یہ ساری گفتگو کے جواب میں، میں صرف یہ کہوں گا کہ تم نے غلط جگہ کا رخ کیا ہے۔ تم جانتے ہو کہ میں صرف طنجہ شہر کا حاکم ہوں اور اس شہر کے حاکم کی حیثیت سے میں بیرونی حملوں کا اہتمام اپنی مرضی اور منشاء سے نہیں کر سکتا۔ میرے ذمے یہی فرائض ہیں کہ طنجہ شہر اور اس کے اطراف کے سارے علاقوں میں امن و امان قائم رکھوں اور ان علاقوں پر کوئی بھی بیرونی قوت حملہ آور ہو تو اسے مار بھگاؤں۔ سنو جولین! جو المیہ، جو حادثہ تمہاری بیٹی فلورنڈا پر گزرا ہے یہ اگر طنجہ شہر سے ملحق افریقہ کی سرزمین کے کسی شہر میں واقع ہوا ہوتا تو میں ضرور تمہاری مدد اور حمایت کر سکتا تھا اور تمہاری بیٹی کی بے آبروئی کا انتقام لینے کے لئے میں ضرور تمہاری حمایت اور نصرت پر آمادہ ہو جاتا۔ لیکن اے جولین! تم جانتے ہو ہسپانیہ ایک دور دراز کی سرزمین ہے اور اس کے اور ہمارے درمیان سمندر حائل ہے۔ سو اے جولین! میں حق نہیں رکھتا کہ اپنی طرف سے

Marfat.com

فیصلہ کرتے ہوئے کسی کی سرزمین پر حملہ آور ہوں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد طارق بن زیاد خاموش ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد طارق بن زیاد نے پھر کاؤنٹ جولین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''سنو جولین! افریقہ کے اندر مسلمانوں کے ان سارے علاقوں کے امیر اعلیٰ موسیٰ بن نصیر ہیں اور ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرنے کا حق صرف انہیں ہی حاصل ہے۔ ہاں اگر وہ مجھے حکم دیں تو پھر میں ہسپانیہ کی سرزمین پر حملہ آور ہونے کا اہتمام کر سکتا ہوں۔ لہٰذا اے جولین! میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ تم یہاں سے ہمارے مرکزی شہر قیروان کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ وہاں تم موسیٰ بن نصیر سے ملو۔ ان کے سامنے اپنی عرض داشت پیش کرو اور مجھے امید ہے کہ وہ تمہاری مدد اور نصرت پر آمادہ ہو جائیں گے اور ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کا اہتمام ضرور کریں گے۔ اے جولین! تم آنے والی رات یہیں ہمارے پاس ایک مہمان کی حیثیت سے قیام کرو اور کل صبح ہی صبح تم اسقف طولوس کے ساتھ طنجہ شہر سے قیروان کی طرف کوچ کر جاؤ اور مجھے امید ہے کہ ہمارے امیر اعلیٰ موسیٰ بن نصیر تمہیں مایوس نہ کریں گے۔''

کاؤنٹ جولین تھوڑی دیر تک بڑی شکر گزاری اور ممنونیت سے طارق بن زیاد کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کہنا شروع کیا۔

''اے ابن زیاد! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری بہترین رہنمائی کی ہے۔ آپ نے جو ہم دونوں پر یہ مہربانی کی ہے، آپ نے ہمیں یہاں ایک مہمان کی حیثیت سے قیام کرنے کی دعوت دی ہے تو میں اس موقع پر آپ سے گزارش کروں گا۔ آپ ایک مہربانی اور ہم پر کیجئے۔ آپ اپنے کسی آدمی کو ہمارے ساتھ روانہ کیجئے جو ہم دونوں کو یہاں سے قیروان کی طرف لے جائے اور وہاں ہماری ملاقات مسلمانوں کے امیر اعلیٰ موسیٰ بن نصیر سے کرا دے۔''

کاؤنٹ جولین کی اس التجاء کے جواب میں طارق بن زیاد پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر شاید اس نے کچھ فیصلہ کر لیا اور مسکراتے ہوئے اس نے کاؤنٹ جولین سے مخاطب ہوتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

''سنو جولین! میں اس سلسلے میں بھی تمہاری مدد ضرور کروں گا۔ یہ میرے بائیں طرف میرا اور طریف بن مالک کا نائب مغیث بیٹھا ہوا ہے۔ یہ کل تمہارے ساتھ قیروان کی طرف روانہ ہو گا۔ یہ امیر موسیٰ بن نصیر کے اعتماد کا اور ان کے حلقہ خاص کا ایک جوان

Marfat.com

ہے۔ یہ نہ صرف تمہیں طنجہ سے قیروان کی طرف لے جائے گا بلکہ وہاں موسیٰ بن نصیر سے تمہاری ملاقات کا اہتمام کرا دے گا۔"

طارق بن زیاد نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے مغیث کو مخاطب کر کے کہا۔

"مغیث میرے بھائی! تم کاؤنٹ جولین اور اسقف طولوس کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ یہ آج رات طنجہ کے مہمان خانے میں قیام کریں گے۔ ان کے طعام اور قیام کا خیال رکھو اور کل تم انہیں اپنے ساتھ لے کر قیروان شہر کی طرف کوچ کر جانا۔"

طارق بن زیاد کا یہ حکم پا کر مغیث اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر وہ کاؤنٹ جولین اور اسقف طولوس کو لے کر دارالعدل کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

مغیث ایک روز کاؤنٹ جولین اور طولوس کے ساتھ افریقہ کے مسلمانوں کے مرکزی شہر قیروان میں داخل ہوا اور سیدھا اس عمارت کی طرف آیا جس کے اندر افریقہ کے امیر موسیٰ بن نصیر کی رہائش تھی۔ اس عمارت کے نگران شاید مغیث کے بہترین جاننے والے تھے اس لئے کہ اسے دیکھتے ہی انہوں نے نہ صرف اس کے گھوڑے کی بلکہ کاؤنٹ جولین اور طولوس کے گھوڑوں کی بھی باگیں پکڑ لی تھیں۔ تینوں گھوڑوں کو وہ اس عمارت کے اصطبل کی طرف لے گئے تھے۔ اس عمارت کے صدر دروازے کے قریب ہی ایک مہمان خانہ بنا ہوا تھا۔ مغیث نے کاؤنٹ جولین اور طولوس کو اس مہمان خانے میں بٹھایا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"تم دونوں تھوڑی دیر یہاں میرا انتظار کرو۔ اتنی دیر تک میں امیر موسیٰ بن نصیر کی طرف جاتا ہوں۔ ان سے بات کرتا ہوں اور تمہاری آمد کی غرض و غایت ان سے بیان کرتا ہوں۔ پھر میں تمہیں ان کے پاس لے کر چلوں گا۔"

کاؤنٹ جولین نے مغیث کی گفتگو کے جواب میں شکر گزاری کے سے جذبات سے اسے دیکھتے ہوئے اثبات میں گردن ہلا دی اور پھر مغیث وہاں سے نکل کر چلا گیا تھا۔ جب کہ کاؤنٹ جولین اور طولوس اسی مہمان خانے میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک جوان اس مہمان خانے میں آیا اور کاؤنٹ جولین کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"آپ دونوں میرے ساتھ آئیں۔ امیر موسیٰ بن نصیر نے آپ دونوں کو طلب کیا ہے۔"

اس انکشاف پر کاؤنٹ جولین اور طولوس دونوں چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور

Marfat.com

اس جوان کے ساتھ ہو لئے۔ وہ جوان ان دونوں کو لے کر اس عمارت کے ایک کمرے میں داخل ہوا اور اس کمرے میں داخل ہونے کے بعد کاؤنٹ جولین اور طولوس نے دیکھا کہ اس کمرے کے سامنے والے حصے میں ایک بلند شہ نشین بنی ہوئی تھی۔ اس شہ نشین کے اوپر گدے بچھا کر ان پر سفید چادریں ڈال دی گئی تھیں اور انہی سفید چادروں پر اس وقت ان دونوں کے سامنے موسیٰ بن نصیر اور اس کے ساتھ مغیث بیٹھا ہوا تھا۔

جب کاؤنٹ جولین اور طولوس اس کمرے میں داخل ہوئے تو موسیٰ بن نصیر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر دونوں کا استقبال کیا اور باری باری ان دونوں کے ساتھ مصافحہ کیا۔ پھر کاؤنٹ جولین کا ہاتھ پکڑ کر اسے سہ نشین پر اپنے پاس بٹھایا اور بڑی نرمی اور بڑی شفقت سے اس نے جولین کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے جولین! مجھے میرا عزیز مغیث سارے حالات اور واقعات تفصیلات کے ساتھ سنا چکا ہے مجھے بے حد دکھ ہوا ہے کہ ہسپانیہ کے نئے بادشاہ رازرک نے تمہاری بیٹی فلورنڈا کے دامن کو آلودہ کر دیا ہے۔ رازرک سے اپنی بیٹی کی اس بے آبروئی کا انتقام لینے میں تم حق بجانب ہو۔ اب تم کہو اس سلسلے میں تم ہم سے کیسی حمایت اور مدد کے متمنی ہو؟"

موسیٰ بن نصیر کے اس استفسار پر کاؤنٹ جولین نے کہنا شروع کیا۔

"اے امیر! ہسپانیہ کے بادشاہ رازرک نے میری بیٹی کو بے آبرو کر کے اس کے جسم و روح کے درمیان ایک دیوار اور دراڑ کھڑی کر دی ہے۔ اس نے ایسا برا فعل کر کے میری بیٹی کو پھول سے خار و خس اور شبنم سے دھوپ میں تبدیل کر دیا ہے۔ رازرک کے اس فعل سے میرے جسم کی رگ رگ میں اس کے خلاف رقابت اور انتقام کی آگ روشن ہو گئی ہے۔ اے امیر! رازرک ایک گناہگار انسان ہے۔ اس نے نہ صرف میری بیٹی کو بے عزت کیا ہے بلکہ وہ ایک گمبھیر اندھیروں کی سلگتی شب کی طرح ہسپانیہ میں چھا گیا ہے اور اس کے اس دور میں زندان بسنے لگے ہیں اور لوگوں کے گھروں کے دروازوں پر قفل سجنے لگے ہیں۔ اے امیر! گو میں افریقہ کے ایک چھوٹے سے شہر سبتہ کا حکمران ہوں اور آپ کے سامنے میری کوئی حقیقت اور کوئی حیثیت نہیں ہے اس لئے کہ آپ تو افریقہ کے وسیع و عریض علاقوں کے امیر اور حاکم ہیں۔ لیکن افریقہ کے اندر رہتے ہوئے اے امیر! ہم سب کے دکھ اور سکھ ایک سے ہیں۔ ہماری کلفتیں ایک سی اور راحتیں بھی ایک سی ہیں۔ افریقہ کی سرزمین کے اندر ان گنت اجنبی چہروں میں آپ، طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کی ذات ہی ایسی ہے جن کے چہرے میرے لئے آشنا ہیں اور میرا اعتماد اور ایمان

Marfat.com

ہے کہ آپ ہی وہ لوگ ہیں جو ہسپانیہ کے دشت خموشاں میں ایک نئے انقلاب کی جنبش اور ہلچل پیدا کر سکتے ہیں۔ ہسپانیہ کے حکمران تن کے گورے اور من کے کالے ہیں اور مجھے امید نہیں بلکہ یقین ہے کہ آپ لوگوں کی شریانوں میں دوڑتے گرم اور تازہ لہو کا مقابلہ وہ لوگ نہ کر سکیں گے۔

اے امیر! میں آپ کی طرف آتے ہوئے یہ سوچ رہا تھا کہ میں اپنی فردوس گم گشتہ کی تلاش میں نکلا ہوں۔ رازرک بنی آدم کی ذلت پر آمادہ ہے اور ہسپانیہ کے اندر اس نے مصیبت کے جہنم کھڑے کر رکھے ہیں۔ اس نے میری بیٹی سے اس کے جسم اور روح کی ہم آہنگی چھین لی ہے۔ اس نے میری بیٹی کو خلش دل سے دست وگریباں ہونے اور آتش جذبات میں جلنے کو چھوڑ دیا ہے۔ اے امیر! ایسا اس نے صرف میری بیٹی کے ساتھ نہیں کیا۔ نہ جانے ہسپانیہ کے اندر اور کتنی بیٹیاں ہوں گی جن کے ساتھ اس شیطان صفت انسان رازرک نے ایسا ہی سلوک کیا ہوگا جو اس نے میری بیٹی فلورنڈا کے ساتھ کیا ہے۔
ان حالات میں اے امیر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اپنے لشکر کے ساتھ ہسپانیہ پر حملہ آور ہوں اور مجھے یقین ہے کہ گنہگار رازرک آپ کا مقابلہ نہ کر سکے گا اور آپ ہفتوں کے اندر ہسپانیہ کو فتح کرنے اور اسے اپنی علم داری میں شامل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کاؤنٹ جولین تھوڑی دیر خاموش رہا پھر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے اس نے دوبارہ کہنا شروع کیا۔

"یا امیر! قبل اس کے کہ آپ میری اس التجا کے سامنے کوئی آخری فیصلہ کریں میں آپ کے لئے ہسپانیہ کے سیاسی، معاشی، مذہبی اور معاشرتی حالات بھی تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔ یا امیر! سیاسی لحاظ سے ہسپانیہ چار بڑے طبقوں میں تقسیم ہے اول حکمران طبقہ، دوئم جاگیردار اور امراء طبقہ، سوئم ارباب کلیسا طبقہ، چہارم عام لوگوں کا طبقہ۔ عام لوگوں کے اس طبقہ میں صرف موروثی مزارعین اور غلام شامل ہیں۔ اول الذکر تینوں طبقے یعنی بادشاہ، امراء، اربابِ کلیسا حاکم ہیں اور ان کے سامنے عوام محکوم ہیں۔ بادشاہ چونکہ موروثی نہیں ہے اس لئے بادشاہ کے انتقال پر اس کا جانشین جاگیردار اور امراء مقرر کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے وہ ہسپانیہ کے اندر بادشاہ گر کہے جا سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے بادشاہ اور جاگیرداروں کے درمیان حصولِ اقتدار کی کشاکش اندرونی طور پر برابر جاری رہتی ہے۔ دیکھنے میں تو بادشاہ مطلق العنان ہیں لیکن حکومت میں جاگیرداروں اور امراء اور کلیسا کا بھی

Marfat.com

بہت بڑا عمل دخل شامل ہے۔

ہسپانیہ کے اندر کلیسا کی مذہبی عدالتیں عوام پر طرح طرح کے مظالم توڑتی ہیں تاکہ عوام سے مال و دولت حاصل کریں اور ان پر دبدبہ اور سیادت قائم رکھیں۔ یہ مذہبی عدالتیں فوجداری اور دیوانی دونوں طرح کے مقدمات کا فیصلہ کرتی ہیں اور ان کے فیصلے ہمیشہ ظلم وستم، ناانصافی پر مبنی ہوتے ہیں۔ کلیسا کی سیاسی قوت بہت زیادہ ہے اور اس قوت سے عام طور پر ہسپانیہ کے بادشاہ بھی خوف زدہ رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے ہر بادشاہ عوام پر کلیسا کے ظلم وستم کو دیکھتا اور خاموش رہتا ہے۔ اس صورت حال نے ہسپانیہ کے اندر اہل کلیسا کو اور زیادہ بھیانک اور نڈر بنا دیا ہے۔

جہاں تک ہسپانیہ کی فوجی اور عسکری قوت کا تعلق ہے وہ اولاً امراء کے ہاتھ میں ہے۔ ہر جاگیردار اور امیر کے پاس اپنی حیثیت کے مطابق لشکر ہوتے ہیں جو بوقت ضرورت بادشاہ کی مدد کے لئے بھیج دیئے جاتے ہیں اور اس فوج کا رکھنا اور مناسب تربیت دینا جاگیرداروں اور امراء کا سیاسی فرض سمجھا جاتا ہے۔ یہ جاگیردار اپنے اپنے لشکروں ہی کے بل بوتے پر اپنی جاگیروں پر حکومت کرتے ہیں اور اس لحاظ سے یہ بادشاہ کے لئے مستقل خطرہ بھی ثابت ہوتے ہیں۔

یا امیر! معاشی لحاظ سے ہسپانیہ بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے۔ اس کی معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے۔ صنعت و حرفت کے لحاظ سے ملک پس ماندہ اور درماندہ ہے۔ چونکہ اس میں جاگیرداری نظام قائم ہیں اس وجہ سے کاشتکاروں کی حالت بہت زیادہ خراب اور عبرت ناک ہے۔ کاشتکار چونکہ اپنے جاگیرداروں کے مستقل ملازم بلکہ غلام سمجھے جاتے ہیں اس لئے وہ نہایت خستہ حال اور بدتر زندگی بسر کرتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ ان کی کوئی معاشی زندگی ہی نہیں تو مبالغہ نہ ہوگا بلکہ حقیقت کا اظہار ہوگا۔ ملک میں صنعت و حرفت نہ ہونے سے لوگوں کی معیشت کا انحصار کلیتاً زراعت پر ہے اور زراعت کلیتاً جاگیرداروں اور امراء کے قبضے میں ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ملک کی دولت پر امراء اور ارباب کلیسا کا قبضہ ہے۔ باقی لوگ مفلس اور کنگال ہیں۔ بجز یہودی تاجروں کے جن پر بھی طرح طرح کے مظالم ڈھائے جاتے ہیں۔ کاشت کار چونکہ زمینوں کے مالک نہیں اور نہ ہی ان سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اس لئے وہ مجبوراً کھیتی باڑی کرتے ہیں ورنہ ان کو زراعت سے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ وہ آقا کی مرضی اور اجازت کے بغیر کاشت کاری کا پیشہ چھوڑ کر کوئی پیشہ اختیار نہیں کر سکتے اور نہ اپنی جاگیر

Marfat.com

چھوڑ کر دوسری جاگیر میں کام کر سکتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک زرخیز ہونے کے باوجود زرعی لحاظ سے پسماندہ ہے جس کے سبب عوام اور رؤساء میں کوئی تعاون اور ربط نہیں ہے۔

معاشی لحاظ سے ہسپانیہ میں یہودی بلاشبہ سرمایہ دار ہیں اور ہسپانیہ کی تمام تر تجارت انہی کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن عیسائی حکمران مذہبی تعصب کی وجہ سے ان پر طرح طرح کے ظلم توڑتے ہیں اور بہانے بہانے ان کے مال و دولت کو عموماً ضبط کر لیتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان پر بھاری ٹیکس لگائے جاتے ہیں اور جرمانے کئے جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہودی سرمایہ دار اب ہسپانیہ کے اندر سرمایہ لگانے سے ڈرتے ہیں اور گریز کرتے ہیں۔ ان حالات میں اگر آپ ہسپانیہ پر حملہ آور ہوتے ہیں تو نہ صرف یہ کہ عام لوگ بلکہ یہودی بھی آپ کے اس حملہ کا استقبال کریں گے۔

اے امیر! مذہبی زندگی کے لحاظ سے گو ہسپانیہ کا بڑا طبقہ عیسائی ہے لیکن کلیسا نے بت پرستی، شرک اور قبر پرستی کو جائز قرار دے دیا ہے۔ کلیسا کی اندرونی خرابی کی وجہ سے لوگ توہم پرست ہو گئے ہیں اور ان میں ہر طرح کی اخلاقی برائیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ عوام کو قطعاً مذہبی آزادی حاصل نہیں ہے چنانچہ کوئی بھی شخص کلیسا کے جاری کردہ قواعد و روایات اور اثر و رسوخ کے خلاف کوئی بات نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو فوراً کلیسا کے ظلم و ستم کا نشانہ مشق بنتا ہے۔

یہودی اس ملک میں سب سے زیادہ مظلوم و مقہور ہیں۔ ملک کی تجارت پر چونکہ ان کا قبضہ ہے اس لئے وہ بہت دولت مند ہیں اور یہ دولت مندی ہی ان کے لئے مصیبت کا باعث ہے۔ اہلِ کلیسا ان پر بہانے بہانے بھاری جرمانے کر کے ان کی جائیدادیں کلیسا کے لئے ضبط کر لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ مذہب کے نام پر یہودیوں پر اور بھی انسانیت سوز مظالم توڑے جاتے ہیں۔

یہاں پر میں یہ بھی ذکر کرتا چلوں کہ کلیسا تمام مذہبی امور میں مطلق العنان ہے اور تمام مذہبی اور مذہب سے تعلق رکھنے والے تمام امور کا فیصلہ کلیسا کی اپنی عدالتیں کرتی ہیں۔ یہ مذہبی عدالتیں جن کے اختیارات غیر محدود ہیں اپنے ظلم و ستم کے لئے بے حد بدنام ہیں اور عام لوگ بڑے بڑے امراء و رؤسا بھی مذہبی عدالت کے تصور سے کانپ اور لرز اٹھتے ہیں۔ ان عدالتوں سے عدل و انصاف کی توقع رکھنا عبث ہے۔ ظلم و تشدد سے وہی لوگ بچ سکتے ہیں جو بھاری رشوتیں دے سکتے ہیں۔ ہسپانیہ کی اس مذہبی حالت کو بھی

Marfat.com

دیکھتے ہوئے اس پر آپ کا حملہ کامیاب اور سودمند رہے گا۔

جہاں تک ہسپانیہ کی معاشرتی زندگی کا تعلق ہے تو معاشرتی لحاظ سے ہسپانیہ کو چار طبقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اول امراء کا طبقہ، دوئم موروثی کاشتکاروں کا طبقہ، سوئم عام لوگوں کا طبقہ، چہارم غلاموں کا طبقہ۔ ان چار طبقوں میں امراء کا طبقہ ہی حقوق یافتہ ہے۔ باقی تینوں طبقے ان کے قریب محکوم اور غلام ہیں۔ امراء اور روساء عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور باقی طبقوں کے لوگ مفلسی اور تنگ دستی میں زندگی گزارتے ہیں۔

موروثی کاشتکار کی یہ حالت ہے کہ انہیں نہ تو زراعت کا پیشہ چھوڑنے اور نہ کسی دوسرے جاگیردار کے پاس کام کرنے کی اجازت ہے۔ وہ اپنی مرضی سے شادی بیاہ بھی نہیں کر سکتے اور اگر وہ نقل وطن کرنا چاہتے ہوں تو اس کے لئے انہیں اپنے اپنے جاگیردار اور رئیس سے اجازت لینا پڑتی ہے اور ایسی اجازت شاذ و نادر ہی کسی کو ملتی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص اپنے جاگیردار کی مرضی کے خلاف ایسی کوئی بات کر بیٹھتا ہے تو یہ ایک سنگین جرم سمجھا جاتا ہے اور اسے سخت سزا دی جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ ان موروثی کاشتکاروں کی روزی، آزادی، عزت و آبرو سب جاگیرداروں کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس سے خوب ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ان عوامل کے علاوہ ملک میں بیگار کا عام رواج ہے اور حکام جب چاہتے ہیں، جسے چاہتے ہیں بیگار میں پکڑ لیتے ہیں اور اس سے خوب کام لیتے ہیں چونکہ بیگار لینا قانوناً جائز ہے اس لئے اس کے خلاف کوئی التجاء بھی نہیں کی جا سکتی۔ جاگیردار اپنے موروثی مزارعوں کی ہر عورت کو اپنی ملکیت اور لونڈی سمجھتے ہیں اور جب چاہتے ہیں انہیں عزت و آبرو سے محروم کر دیتے ہیں اور ان کو ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے یا فریاد کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دیتے۔ یہ غلام اور موروثی کاشتکاروں کی عورتوں کا حال تھا لیکن اس معاشرے کے ہر طبقے میں عورت بے بس اور مظلوم ہے اور وہ مردوں کی زرخرید لونڈیاں تصور کی جاتی ہیں۔ ان کا کام مردوں کی ہر طرح خدمت کرنا ہے اور ان کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہے اور اسے کسی قسم کی آزادی نہیں ہے اور وہ گھر کے کام کاج کے علاوہ کھیتی باڑی کے کاموں میں مردوں کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔ وہ محنت مزدوری کرتی ہیں لیکن انہیں اپنی کمائی خرچ کرنے کا حق حاصل نہیں۔ اول تو عورت کی جائیداد ہی نہیں ہوتی اور اگر ہوتی ہے تو وہ قانوناً خاوند کی ملکیت سمجھی جاتی ہے۔

ہسپانیہ میں تعلیم و تربیت کا بھی کوئی انتظام نہیں اور نہ ہی اس کا رواج ہے۔ امراء اور

Marfat.com

عوام بھی جاہل ہیں پڑھا لکھا شخص خال خال نظر آتا ہے۔ عورتوں کی تعلیم کا نام ونشان تک نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مردوں کی نسبت عورتوں میں جہالت زیادہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عورت کو تعلیم دلوانا ہسپانیہ کے معاشرے میں معیوب سمجھا جاتا ہے۔ معاشرہ چونکہ علم کی روشنی سے محروم اور جہالت کا شکار ہے اس لئے لوگ توہم پرست ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت نہایت پست ہے۔ ان کی عادات نہایت گندی اور قابل نفرت ہیں اور وہ حیوانوں کی طرح زندگی گزارتے ہیں لیکن جہاں تک امراء کا تعلق ہے وہ عیش وعشرت میں مست ہیں۔ ان میں شراب نوشی، قمار بازی عام ہیں۔ ان کا اثر عوام پر بھی پڑتا رہتا ہے۔

یا امیر! ہسپانیہ کی عوام کی ذہنیت چونکہ غلامانہ ہے اس لئے ان میں طرح طرح کی اخلاقی برائیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ چوری، رہزنی، عصمت فروشی، بددیانتی الغرض وہ کوئی ایسی برائی نہیں جو ان میں نہ پائی جاتی ہو۔ اس کے علاوہ ہسپانیہ کے معاشرے میں بھوک، افلاس، بیماری، ظلم، ناانصافی، جھوٹ، دغابازی، غلامی ومحکومی، توہم پرستی، جہالت اور عیاشی و بدکاری، رشوت ستانی، چوری، راہزنی، شراب نوشی، قمار بازی جیسی کریہہ خاصیتیں بھی خاص طور پر پائی جاتی ہیں۔ ہسپانیہ کا یہ معاشرہ ایک تاریک جہنم ہے جس میں اولادِ آدم طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کی جاتی ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے اے امیر! میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہسپانیہ کے لوگ آپ کے ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کو اچھی نگاہ سے دیکھیں گے۔"

جولین جب اپنی بات مکمل کر چکا تو اس کے جواب میں موسیٰ بن نصیر تھوڑی دیر تک ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کاؤنٹ جولین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے جولین! یہ نہ سمجھنا کہ میں ہسپانیہ کی حالت سے ناواقف اور بے بہرہ ہوں۔ ہسپانیہ کی سیاسی، مذہبی اور معاشرتی حالت کے متعلق جو حالات تم نے بیان کئے ہیں میں ان سے پہلے ہی بخوبی واقف ہوں اور شاید میرا یہ انکشاف تمہارے لئے نیا اور تعجب خیز ہو گا کہ میں بہت عرصہ پہلے ہی ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے ایک عزم اور ارادہ کر چکا ہوں اور اپنے اسی عزم اور ارادہ کے تحت میں نے اپنا ایک وفد بھی دمشق روانہ کر رکھا ہے تاکہ ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے خلیفہ وقت ولید بن عبدالملک کی اجازت حاصل کی جائے۔ امید ہے کہ عنقریب میرا وفد دمشق سے لوٹنے والا ہے۔ مجھے یہ بھی امید ہے خلیفہ ولید بن عبدالملک مجھے ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کی اجازت دے دیں گے۔ اے جولین!

Marfat.com

ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے میرے پاس بہت سارے عوامل اور محرکات ہیں۔ تمہاری اس التجاء کو بھی ایک محرک سمجھ کر ان میں شامل کرلوں گا۔"

موسیٰ بن نصیر کی اس گفتگو پر کاؤنٹ جولین چونک سا پڑا تھا۔ اس کے پاس بیٹھے ہوئے اس بشپ کے چہرے پر بھی حیرانگی اور تعجب کے آثار نمایاں طور پر دیکھے جا سکتے تھے۔ پھر کاؤنٹ جولین نے موسیٰ بن نصیر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یا امیر! وہ کون سے محرکات ہیں جن کی بناء پر آپ پہلے ہی ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ اور عزم کر چکے ہیں؟"

کاؤنٹ جولین کے اس سوال کے جواب میں موسیٰ بن نصیر نے کہنا شروع کیا۔

"سنو جولین! ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے میرے پاس بہت سے محرکات اور اسباب ہیں جن میں سے چند ایک کا میں تمہارے سامنے ذکر کرتا ہوں۔ پہلا سبب ہمارا جذبہ اشاعتِ اسلام ہے۔ یہ بات نہایت اہم ہے اور ہر کوئی اسے اچھی طرح سمجھتا ہے کہ اسلام ایک عالمگیر تبلیغی دین ہے اور مسلمانوں پر اس کی اشاعت اور تبلیغ فرض ہے۔ اسلام تمام بنی نوع انسان کے لئے رحمت بن کر آیا ہے اور اس کے ماننے والوں پر فرض ہے کہ وہ اس رحمت کو دنیا کے ہر ملک، ہر قوم اور ہر گروہ تک پہنچائیں اور ہر قوم کو اس سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کریں۔ اسی میں اسلام کی حقیقی عظمت، فوقیت، صداقت اور قوت و ترقی کا راز پنہاں ہے۔

اور اے کاؤنٹ جولین! اس سے پہلے جو مسلمان گزرے ہیں وہ اس راز کو اچھی طرح سمجھتے اور جانتے تھے۔ چنانچہ اشاعت اسلام کے لئے وہ ہر ممکن قربانی ایثار سے دریغ نہ کرتے تھے۔ اسی جذبہ کے تحت وہ صحرائے عرب کے گوشے گوشے میں پھرے۔ اس جذبے کے تحت انہوں نے قیصر و کسریٰ کی قوتوں کا مقابلہ کیا اور ان کی سلطنتوں میں توحید کو پھیلایا اور لوگوں کو حقیقی کامیابی کا صحیح اور سیدھا راستہ دکھایا۔ چونکہ میرے پاس ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے پہلا اور سب سے زیادہ اہم محرک اور سبب یہی جذبہ اشاعت اسلام ہے۔

دوسرا محترک ہمارا جذبہ جہاد ہے۔ جہاد ایک اسلامی اصطلاح ہے۔ اس کے معنی قوم و ملت کے دشمنوں کے خلاف دفاعی جنگ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ مظلوم انسانوں کی مدد کے لئے اگر جنگ کرنی پڑے وہ بھی اسی جذبہ جہاد میں آتی ہے۔ اسلام نے جہاد پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ اس کے لئے بے حساب فضائل بیان کئے ہیں۔ اس لئے ہر مسلمان پر

Marfat.com

فرض کیا جاتا ہے۔ جہاد میں چونکہ انسان اللہ تعالیٰ کے حکم پر قوم و ملت کی خاطر جان دیتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے اجر کو جنت میں ابدی زندگی قرار دیا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہم سے پہلے گزرنے والے مسلمانوں کو جہاد کی اہمیت کا پورا پورا احساس تھا اور وہ ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہتے تھے اور اسے قوم و ملت کی بقاء، عالم انسانی کے امن اور سلامتی اور حق کے بول بالا کے لئے ناگزیر سمجھتے تھے۔ اے جولین! ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے میرے پاس دوسرا سبب جذبہ جہاد ہے۔

ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کا تیسرا سبب جذبہ تسخیر کائنات ہے۔ اس دنیا میں، اس کائنات کو تسخیر کر لینے کا جذبہ انسان کو قدرت کی طرف سے ودیعت کیا گیا ہے۔ اس جذبہ کی اہمیت کا احساس اس امر سے ہوتا ہے کہ اگر یہ جذبہ اسے ودیعت نہ کیا گیا ہوتا تو انسان اس کائنات کو تسخیر نہ کر سکتا اور نہ ہی ترقی کر سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ جذبہ تسخیر کائنات میں انسان کی بقاء اور ارتقاء کا راز پنہاں ہے۔ لیکن یہ جذبہ اس قوم میں ابھرتا اور نشوونما پاتا ہے جو زندہ اور بیدار ہوتی ہے۔ اس میں حوصلوں کی توانائی پائی جاتی ہو۔ ہم عرب چونکہ اس وقت ایک زندہ اور بیدار قوم ہیں اس لئے ہمارے اندر جذبہ کا ابھرنا اور نشوونما پانا بھی ایک فطری امر ہے۔ مزید یہ کہ ہم مسلمان ہیں اور اسلام کی روح سے کائنات کی تسخیر کرنے کی کوشش کرنا مسلمان پر فرض ہے۔ پس اے جولین! ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کا تیسرا سبب جذبہ تسخیر کائنات ہے۔

ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کا میرے پاس چوتھا سبب افریقہ کا دفاع کرنا بھی ہے۔ جولین! تم جانتے ہو کہ شروع شروع میں افریقہ کے اندر ہماری بحری قوت نہ ہونے کے برابر تھی اور مجھے ہر وقت یہ خدشہ اور دھڑکا رہتا تھا کہ قسطنطنیہ کی عیسائی قوت ہسپانیہ کی سلطنت کے ساتھ مل کر دونوں سلطنتوں کے بحری بیڑوں کو متحد کر کے اگر افریقہ پر حملہ آور ہوتی ہے تو ایسی صورت میں وہ ہمیں ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ چونکہ ہمارے پاس کوئی بحری بیڑا اور کوئی جہاز تک نہ تھا۔ اسی خدشے اور خطرات کو سامنے رکھتے ہوئے اے جولین! میں نے قدیم بندرگاہ قرطاجنہ کی نہ صرف مرمت کرا دی ہے بلکہ اس بندرگاہ پر میں نے سو جہازوں پر مشتمل بحری بیڑا بھی تیار کر لیا ہے۔ اب بری قوت کے علاوہ میرے پاس ایک بحری قوت بھی ہو گئی ہے۔ اے جولین! میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ افریقہ کی اس سرزمین کو ہسپانیہ کی سرزمین کی طرف سے برابر خدشہ ہے۔ لہٰذا عنقریب وہ وقت آنے والا ہے میں اپنی اس بحری قوت کو حرکت میں لاؤں گا اور ہسپانیہ پر ضرب لگاؤں گا

Marfat.com

تاکہ آنے والے دنوں میں افریقہ کے لئے ہسپانیہ کی جانب سے کوئی خطرہ اور کوئی خدشہ باقی نہ رہے۔

اور اے جولین! ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے میرے پاس پانچواں محرک اور سبب یہ ہے کہ افریقہ میں اس وقت دو طرح کے یہودی آباد ہیں۔ ایک وہ جو مستقل طور پر افریقہ کے ہی رہنے والے ہیں اور دوسرے وہ جو ہسپانیہ سے ہجرت کر کے یہاں افریقہ میں آ کر آباد ہو چکے ہیں۔ چونکہ ہسپانیہ میں ان پر مظالم اور ستم ہوتے رہے ہیں اس طرح سے وہ جلاوطن ہو کر افریقہ میں آباد ہو گئے ہیں۔ اب وہ مسلمانوں کے عدل و انصاف کے تحت افریقہ میں پُرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ میرے پاس وہ اکثر حاضر ہو کر یہ التجائیں بھی کرتے رہتے ہیں کہ ہسپانیہ کے اندر جو ان کی جائیدادیں ہیں وہ انہیں واپس دلائی جائیں۔ وہ اکثر مجھے ہسپانیہ میں بسنے والے یہودیوں، غلاموں اور موروثی مزارعوں کی مصیبتوں کا حال سناتے رہتے ہیں اور ساتھ ہی وہ مجھے انسانیت کے نام پر ان کی مدد کرنے پر اکساتے اور ابھارتے رہتے ہیں۔ سو میں نے بھی ان کے ساتھ وعدہ کر رکھا ہے کہ ایک نہ ایک روز میں ہسپانیہ پر حملہ آور ضرور ہوں گا۔ اے جولین! یہ ہیں وہ اسباب جن کی بناء پر میں ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کا پہلے ہی ارادہ کر چکا ہوں اور میں تمہاری بیٹی کا حادثہ بھی اس میں ایک محرک کی حیثیت سے شامل کر لوں گا۔"

موسیٰ بن نصیر کی یہ ساری گفتگو سن کر کاؤنٹ جولین بے حد خوش ہوا تھا اور پھر اسی خوشی میں اس نے موسیٰ بن نصیر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اے امیر! کیا میں آپ سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ ہسپانیہ پر آپ کب تک حملہ آور ہونے کی امید رکھتے ہیں؟"

اس پر موسیٰ بن نصیر نے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ "جیسا کہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں نے اپنا ایک وفد دمشق روانہ کر رکھا ہے جو وہاں خلیفہ ولید بن عبدالملک سے ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کی اجازت حاصل کرے گا۔ جوں ہی یہ وفد خلیفہ ولید کی اجازت لے کر لوٹا میں ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کا سامان شروع کر دوں گا اور مجھے امید ہے کہ یہ وفد عنقریب دمشق سے لوٹ آئے گا۔ پھر تم دیکھو گے کہ میں ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے میں تاخیر سے کام نہ لوں گا۔"

موسیٰ بن نصیر کے اس جواب پر کاؤنٹ جولین نے کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

Marfat.com

"اے امیر! اس موقع پر میری آپ سے ایک خواہش بھی ہے کہ جب بھی آپ ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کا عزم کریں میری یہ خواہش ہے کہ آپ کا بحری بیڑا جو آپ کے لشکر کو لے کر ہسپانیہ کی طرف روانہ ہوگا وہ ہماری بندرگاہ سبتہ سے ہسپانیہ کی طرف کوچ کرے۔ اگر آپ ایسا کریں تو یہ میرے لئے ایک بہت بڑی سعادت اور عزت و تکریم کا معاملہ ہوگا۔"

اس پر موسیٰ بن نصیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اے جولین! جب بھی میں نے ایسا ارادہ کیا میں تمہیں اپنے اس ارادہ کی اطلاع کر دوں گا اور جس لشکر نے بھی یہاں سے ہسپانیہ کی طرف کوچ کرنا ہوا تو میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ وہ لشکر تمہاری بندرگاہ سبتہ ہی سے ہسپانیہ کی طرف کوچ کرے گا۔"

اس کے بعد موسیٰ بن نصیر نے مغیث کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اے مغیث! تم کاؤنٹ جولین اور طولوس کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور ان کے قیام اور ان کے طعام کا اچھا بندوبست کرو۔"

اس کے ساتھ ہی مغیث کاؤنٹ جولین اور طولوس کو اپنے ساتھ باہر لے گیا۔ یوں کاؤنٹ جولین اور طولوس نے دو روز تک قیروان شہر میں قیام کیا۔ اس کے بعد وہ دونوں سبتہ کی طرف کوچ کر گئے تھے جبکہ اسی روز مغیث طنجہ روانہ ہو گیا تھا۔

❋ ...... ❋

Marfat.com

وقت لمحہ وصال اور وارفتگی کی طرح بھاگا جا رہا تھا۔ سورج دن بھر کائنات کو اجلاتے رہنے کے بعد اپنی حرارت کی طیلگان سمیٹتا ہوا غروب ہونے کے درپے تھا۔ بند دریچوں میں سسکتی روشنی آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی تھی اور فضاؤں کے اندر تاریک رات کی سیاہی اپنی جگہ پیدا کرنے لگی تھی۔ ہر شے سے روشنی کے رنگوں کا نکھار رخصت ہو رہا تھا۔ کائنات کے چہرے پر حروف صداقت کے رنگ یادوں کی صلیبوں کی طرح محو ہونے لگے تھے۔ قریہ کوچہ و بازار کے نام جزیروں کی صورت اختیار کرنے لگے تھے۔ سورج کے غروب ہوتے ہی زمین پر پھیلے ہوئے عکس تاریکی کے نقیب کی صورت اختیار کر گئے تھے ایسے میں صحرا کے اندر دو سوار اپنے اونٹوں کو رسیوں سے مارتے بھگاتے بڑی تیزی سے اس شاہراہ پر سفر کر رہے تھے جو قیروان سے طنجہ شہر کی طرف جاتی تھی۔

اپنے اونٹوں کو تیزی سے بھگاتے ہوئے یہ دونوں سوار آخر طنجہ شہر میں داخل ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی شہر پناہ کے محافظوں کے چہروں پر اطمینان اور خوشی کے آثار بکھر گئے تھے اور ایسا لگتا تھا جیسے وہ دونوں سوار ان کے خوب جانے پہچانے ہوں۔ شرقی دروازہ سے طنجہ شہر میں داخل ہونے کے بعد وہ دونوں سوار آگے بڑھے حتیٰ کہ وہ اس حویلی کے سامنے جا رکے جس کے اندر طنجہ کے والی طارق بن زیاد کی رہائش تھی۔ اپنے اونٹوں کو اس حویلی کے سامنے بٹھائے بغیر وہ دونوں سوار چھلانگیں لگا کر اپنے اونٹوں سے اتر گئے پھر ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر حویلی کے دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی دیر کے بعد طارق بن زیاد نے ہی اپنی حویلی کا دروازہ کھولا۔ ان دونوں قاصدوں کو دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان اور خوشی کی لہریں بکھر گئیں۔ وہ باہر نکلا۔ دونوں قاصدوں کو اپنے ساتھ لپٹا کر پہلے ان سے بغل گیر ہوا پھر صدر دروازے کے ساتھ ہی اس نے ان دونوں قاصدوں کو دیوان خانے میں بٹھایا اور ان کے دونوں اونٹ پکڑ کر حویلی کے اندر لے گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر لوٹا اور دیوان خانے میں ان دونوں کے سامنے بیٹھتے ہوئے ان سے پوچھا۔

Marfat.com

"اے میرے عزیزو! کیا تم میرے لئے قیروان سے کوئی پیغام لے کر آئے ہو؟"
اس سوال کے جواب میں ان دونوں قاصدوں میں سے ایک نے مسکراتے ہوئے طارق بن زیاد کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اے امیر! آپ کا اندازہ درست ہے۔ ہم یقیناً آقا موسیٰ بن نصیر کی طرف سے آپ کے لئے ایک اہم پیغام لے کر آئے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی قاصد نے اپنے لباس کے اندر سے لکڑی کا ایک خول نکالا اور خول کے اندر محفوظ طریقہ سے تہہ کیا ہوا کاغذ نکال کر اس نے طارق بن زیاد کو تھما دیا۔ طارق بن زیاد نے بڑی تیزی سے اس کاغذ کی تہہ کھولی پھر اس نے دیکھا وہ ایک خط تھا جو موسیٰ بن نصیر کی طرف سے اس کے نام لکھا گیا تھا۔ لہٰذا وہ تیزی سے اس خط کو پڑھنے لگا۔ موسیٰ بن نصیر کے اس خط میں لکھا تھا۔

"طارق بن زیاد، میرے عزیز! میں سمجھتا ہوں کہ میرے اور طریف بن مالک کے احتساب ذات کا وقت آ گیا ہے۔ اس لئے کہ تم جانتے ہو کہ میں نے ایک وفد قیروان شہر سے دمشق کی طرف اس لئے روانہ کیا تھا تاکہ وہاں سے ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے خلیفہ وقت کی اجازت حاصل کی جائے۔ اے طارق، میرے عزیز! خلیفہ ولید بن عبدالملک نے ہمیں ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کی اجازت دے دی ہے۔
تم جانتے ہو کہ ہسپانیہ کے حکمران اپنی عوام کو موت کی صلیب پر کھڑے کرنے کے عادی ہیں۔ زندگی کی حسین شاہراہوں پر وہ اپنے ہی لوگوں کی آرزوؤں کی باراتوں کا خون کرنے کے خوگر ہو چکے ہیں۔ ہسپانیہ کی رقاصہ روز شب کے اندر وحشت کی یہ تیرگی اور رات کی کروٹ کے اندر شب کے نشتر پھیلے ہوئے ہیں۔ ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر خون اگلتے لمحے ظلمت شب کا سماں پھیلانے میں مصروف ہیں اور وہاں کی مہکتی فضاؤں کے اندر سلگتے سموں کا دھواں اور وہاں کے آب دگل کے اندر زنگ آلود کہنہ تصورات کا پھیلاؤ ہر شے پر محیط ہو چکا ہے۔
اے طارق میرے عزیز! ہسپانیہ کے حکمران رازرک کے ضمیر کی کالک نے ہسپانیہ کے ہزاروں چہروں کو کالا کر کے رکھ دیا ہے۔ لہٰذا اب ہمیں وہاں کی پرانی لے کو وحدت کے نئے نغموں اور

Marfat.com

قدیم کو اسلام کے جدید اسلوب میں ڈھالنا ہوگا۔ ان حالات میں اے ابن زیاد! میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سب سے پہلے تم طریف بن مالک کو ہسپانیہ کی طرف روانہ کرو۔ اسے تین سو پیادہ اور ایک سو سوار بھی مہیا کرو اور ان کے ساتھ وہ کاؤنٹ جولین کی بندرگاہ سبتہ کی طرف کوچ کرے۔ طریف بن مالک کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی میرا امیر البحر عبداللہ اپنے بحری جہازوں کے ساتھ وہاں پہنچ چکا ہوگا اور ان جہازوں کے ذریعے عبداللہ طریف بن مالک کے چار سو کے لشکر کو ہسپانیہ کے ساحل پر پہنچا دے گا۔ طریف بن مالک میں دو خوبیاں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ ہسپانیہ سے ہو کر آ چکا ہے اور اس سرزمین سے واقف ہے۔ دوسری صفت اس کی یہ ہے کہ وہ ایک انتہائی بہادر، شجاع اور دلیر جوان ہے اور بد سے بدتر حالات میں بھی ثابت قدم رہنے کی ہمت اور جرأت رکھتا ہے۔ ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہونے کے بعد وہ اس کے جنوبی ساحل پر حملہ آور ہو اور ان حملوں میں وہ یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرے کہ ہسپانیہ کی عسکری قوت کیسی اور کس قدر ہے۔ یہ اندازہ لگانے کے بعد وہ اپنے لشکر کے ساتھ طنجہ واپس لوٹ آئے اور پھر وہاں کی ایک مفصل کارگزاری ہمیں پیش کرے۔ اس کی اس کارگزاری کی روشنی میں ہم ہسپانیہ کی سرزمین پر منظم طریقہ سے حملہ آور ہونے کی ابتداء کریں گے۔"

موسیٰ بن نصیر کا خط پڑھنے کے بعد طارق بن زیاد نے پھر اسے تہہ کر دیا۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر کے لئے اس دیوان خانے سے باہر گیا۔ پھر وہ جلد ہی لوٹ آیا اور قاصدوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سنو، میں نے طریف بن مالک اور دوسرے ساتھی مغیث کو بلایا ہے۔ ان دونوں کے آنے تک یہیں بیٹھو۔ آقا موسیٰ بن نصیر کا یہ خط ان دونوں کو بھی پڑھانا ہے اور اس کے بعد جو بھی فیصلہ ہوتا ہے اس فیصلہ سے بھی تم دونوں کو بھی آگاہ ہونا چاہئے۔"

ان دونوں قاصدوں نے طارق بن زیاد کے اس فیصلہ سے اتفاق کیا پھر طارق بن زیاد ان دونوں سے موسیٰ بن نصیر اور اس کے اہل خانہ کے احوال پوچھنے لگا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کمرے میں طریف بن مالک اور مغیث اکٹھے ہی داخل ہوئے۔

Marfat.com

ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے طارق بن زیاد نے ان کو اپنے قریب بیٹھنے کو کہا۔ پھر اس نے موسیٰ بن نصیر کا خط جو اس نے اپنے ہاتھ میں تھام رکھا تھا طریف بن مالک کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''اے ابن مالک! یہ خط آقا موسیٰ بن نصیر کی طرف سے ہے اور سامنے بیٹھے دونوں قاصد یہ خط لائے ہیں۔ پہلے تم دونوں مل کر یہ خط پڑھو پھر اس کے بعد اس خط کے متعلق فیصلہ کرتے ہیں۔''

طریف بن مالک نے طارق بن زیاد سے خط لے لیا۔ قبل اس کے کہ وہ پڑھنے کی ابتداء کرتا پہلے آگے بڑھ کر اس نے اور مغیث دونوں نے موسیٰ بن نصیر کے قاصدوں کے ساتھ مصافحہ کیا پھر وہ ان کے سامنے بیٹھ گئے اور وہ دونوں موسیٰ بن نصیر کا خط پڑھ رہے تھے۔

جب وہ دونوں خط پڑھ چکے تب طارق بن زیاد نے ان دونوں کی طرف بڑے غور سے دیکھا تو اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

''اے ابن مالک! اس خط کے بارے میں کہو تمہارا کیا خیال ہے؟''

طریف بن مالک نے طارق بن زیاد کو کوئی جواب دینے کی بجائے اپنے سامنے بیٹھے قاصدوں کو مخاطب کرتے ہوئے ان سے پوچھا۔

''کیا تم لوگ بتا سکو گے کہ امیر موسیٰ بن نصیر کا امیر البحر عبداللہ کب تک کاؤنٹ جولین کی بندرگاہ سبتہ پہنچے گا؟''

طریف بن مالک کے اس سوال پر دو قاصدوں میں سے ایک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہمارے قیروان سے روانہ ہونے سے کئی روز قبل ہی عبداللہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سبتہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا اور مجھے امید ہے کہ اب تک وہ ضرور سبتہ پہنچ کر اپنے بحری بیڑے کے ساتھ لنگر انداز ہو چکا ہوگا۔''

قاصد کا یہ جواب سن کر طریف بن مالک نے طارق بن زیاد کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''اے طارق! میرے دوست، میرے بھائی! اگر عبداللہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اب تک سبتہ پہنچ چکا ہے تو میں کل ہی یہاں سے اپنے چار سو مسلح جوانوں کو لے کر سبتہ کی طرف روانہ ہو جاؤں گا اور امیر موسیٰ بن نصیر کی ہدایت کے مطابق میں اس بحری

Marfat.com

بیڑے میں کوچ کر کے ہسپانیہ کے جنوبی صوبے قادس پر ضرب لگا کر یہ اندازہ لگانے کی کوشش کروں گا کہ ہسپانیہ عسکری لحاظ سے کس قدر مضبوط اور مستحکم ہے۔"

طریف بن مالک کا جواب سن کر طارق بن زیاد خوش ہوا اور کہنے لگا۔ "اے ابن مالک! میں تمہارے اس فیصلہ سے اتفاق کرتا ہوں۔ تم کل ہی چار سو مسلح جوانوں کو لے کر یہاں سے سبتہ کی طرف کوچ کر جاؤ۔ امیر موسیٰ بن نصیر کی ہدایت کے مطابق تم ہسپانیہ کے جنوبی صوبے قادس پر ضرب لگاؤ اور پھر وہاں سے واپس آ کر تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات امیر موسیٰ بن نصیر کو پیش کرو۔"

طریف بن مالک نے اثبات میں اپنی گردن ہلا دی۔ اس بار طارق بن زیاد نے مغیث کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے مغیث! تم ان دونوں قاصدوں کو سرکاری مہمان خانے میں لے جاؤ اور ان کی دیکھ بھال اور ان کی رہائش اور خوراک کا انتظام کرو۔"

اس پر مغیث فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں قاصدوں کو وہ اپنے ساتھ لے گیا۔ طریف بن مالک طارق بن زیاد کے ہاں ہی بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر تک وہ دونوں آپس میں گفتگو کرتے رہے۔ شام کا کھانا بھی ان دونوں نے مل کر کھایا اور اس کے بعد طریف بن مالک وہاں سے چلا گیا تھا۔ دوسرے روز طریف بن مالک چار سو مسلح جوانوں کے ساتھ طنجہ شہر سے کاؤنٹ جولین کی بندرگاہ سبتہ کی طرف کوچ کر گیا۔

❖

طریف بن مالک اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ جب سبتہ شہر کے قریب پہنچا تو کاؤنٹ جولین نے اپنے امراء و اراکین سلطنت کے ساتھ طریف بن مالک اور اس کے لشکر کا بہترین استقبال کیا۔ ان استقبال کرنے والوں میں موسیٰ بن نصیر کا امیر البحر عبداللہ بھی شامل تھا۔ کاؤنٹ جولین خوش تھا۔ اس کی خواہش کے مطابق مسلمان ہسپانیہ پر ضرب لگانے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ لہٰذا بڑی عقیدت کا اظہار کرتا ہوا وہ طریف بن مالک اور اس کے لشکریوں کو سبتہ شہر میں لایا اور ان کی بہترین مہمان نوازی کا اس نے بندوبست کیا۔ طریف بن مالک بھی کاؤنٹ جولین کی اس میزبانی سے بے حد خوش ہوا تاہم اس نے ایک رات اپنے لشکر کے ساتھ سبتہ شہر میں قیام کیا اور دوسرے روز وہ اپنے لشکر کے ساتھ امیر البحر عبداللہ کے ساتھ سبتہ سے ہسپانیہ کی طرف کوچ کر گیا۔

اپنے چھوٹے سے لشکر کے ساتھ طریف بن مالک ہسپانیہ کے جنوبی ساحل پر لنگر

Marfat.com

انداز ہوا۔ امیر البحر عبداللہ اور اس کے ساتھیوں کو اس نے بحری بیڑے کی حفاظت پر چھوڑا اور خود اس نے اپنے لشکر کے ساتھ ساحل پر پڑاؤ کر لیا تھا۔ اپنے لشکر کی مناسب ترتیب اور تنظیم درست کرنے کے بعد طریف بن مالک حرکت میں آیا اور ہسپانیہ کے جنوبی شہر الجیراس کا اس نے رخ کیا۔ الجیر ہسپانیہ کے جنوبی صوبے کے شہروں میں سے ایک شہر تھا جبکہ صوبے کا مرکزی شہر قادس تھا اور تدمیر نام کا ایک شخص اس جنوبی صوبے کا والی تھا۔

رات کی تاریکی میں طریف بن مالک اپنے اس چھوٹے سے لشکر کے ساتھ الجیراس شہر پر حملہ آور ہوا اور جس وقت ہسپانیہ کے کیف و مستی کے بیوپاری حکمران حیا اور ریا کی حکایتیں رقم کر رہے تھے اس وقت طریف بن مالک چمکتے ابر نیساں، درخشاں نورِ سحر، روشنی سے لکھے حروف اور تلخیٔ حیات کی طرح اس شہر پر حملہ آور ہوا تھا۔ طبل تمنا کی گونج جیسی اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرتا ہوا وہ اس شہر الجیراس پر کچھ اس طرح وارد ہوا تھا کہ اس نے شہر کی فصیل پر چارسُو پھیلے محافظوں کی حالت اپنے تیز حملوں سے گمنام قصوں اور چہروں کے سرسام جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔ شہر کے محافظ دستوں نے ڈٹ کر طریف بن مالک کے اس حملے کا مقابلہ کیا تھا۔ انہوں نے سوچا تھا کہ رات کی تاریکی میں شہر پر حملہ آور ہونے والا یہ چھوٹا سا لشکر صرف تھوڑی دیر تک ان کے سامنے نہ ٹھہر سکے گا اور وہ چند ساعتوں کی کوششوں کے بعد اسے مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن ان کی ہر امید ان کی ہر تمنا بے کار اور نامراد ثابت ہوئی تھی۔

طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ الجیراس شہر کے محافظوں پر نکھری صبح اور سلگتے صحرا کی طرح چھا گیا تھا۔ اپنے منفرد انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے وہ الجیراس کے محافظوں پر فطرت کے رازوں کی نئی کتاب کے اوراق الٹ رہا تھا اور ان کے لئے شکست و ریخت کی نئی شمعیں روشن کر رہا تھا۔ طوفان و طلاطم کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے طریف بن مالک ہر سمت تسخیر و فتح مندی کی دھول اُڑانے لگا تھا۔

شہر کے محافظ کچھ دیر تک طریف بن مالک کے سامنے جم کر لڑتے رہے۔ جب انہوں نے یہ اندازہ لگایا کہ نو وارد حملہ آور اس کے لئے باعث افریت اور باعث شکست بنتا جا رہا ہے اور ان کے انداز میں پسپائی کے آثار پیدا ہونے لگے تھے۔ طریف بن مالک نے ان آثار سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی اور حیرت انگیزی پیدا کر لی تھی۔ چارسُو پھیلی چلچلاتی دھوپ کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے طریف بن مالک نے دشمن کے محافظوں کے اندر دورِ جراحت میں مرہم طلبی جیسی کیفیت پیدا

Marfat.com

کرتے ہوئے ان کے وہم و گمان کے سارے پردے چاک کر کے رکھ دیئے۔ طریف بن مالک کے حملوں میں تازہ معنویت اور اجڑی قوم کو آباد کرنے کا ایک جذبہ تھا اور وہ اپنے سامنے آنے والی ہر شے پر زوال و انحطاط کے کھنڈروں جیسی ہیبت اور دھندلکوں میں اسیری جیسی کیفیت طاری کرتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ اپنے پُر وقار حملوں میں اس نے الجیراس شہر کے محافظوں کی ساری احساساتی و جبلی، جداضی و جمالیاتی، منطقی اور عقلی قوتوں کو اپنے سامنے نیست و نابود کر کے رکھ دیا تھا۔

رات کی تاریکی میں تھوڑی دیر تک شہر پر مزید حملہ آور ہونے کے بعد طریف بن مالک نے شہر کے محافظوں کا مکمل طور پر قلع قمع کر کے رکھ دیا تھا اور اس شہر کو اس نے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لیا تھا۔ اس شہر سے طریف بن مالک کو ان گنت مال غنیمت ہاتھ لگا جسے سمیٹ کر وہ دوبارہ اپنے لشکر کے ساتھ ساحل کے اس حصہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا جہاں امیر عبداللہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ الجیراس سے جو کچھ ہاتھ لگا تھا اب بحری جہازوں میں لاد دیا گیا تھا جب کہ طریف بن مالک نے ایک بار پھر اپنے لشکر کے ساتھ ساحل پر پڑاؤ کر لیا تھا اور اپنے چند جاسوس اِدھر اُدھر پھیلا دیئے تھے۔ شاید ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر وہ مزید کارروائیاں کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ ہسپانیہ کے اندر ان دنوں چونکہ سردی کا موسم اپنے عروج پر آ گیا تھا لہٰذا طریف بن مالک نے اپنے پڑاؤ کے اندر جگہ جگہ اپنے سپاہیوں کی سہولت اور آرام کے لئے آگ کے الاؤ روشن کر دیئے تھے۔

دوسرے روز ہسپانیہ کی سرزمین پر گہرے بادل چھا گئے تھے اور یوں لگتا تھا جیسے سرما کی طویل راتوں کا سلسلہ شروع ہونے والا ہو۔ طریف بن مالک نے اپنے اردگرد جو جاسوس پھیلائے تھے انہوں نے آ کر خبر دی تھی کہ ہسپانیہ کے جنوبی صوبے کا حکمران تدمیر اپنے ایک لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر قادس سے نکلا ہے اور بڑی برق رفتاری سے وہ طریف بن مالک کے لشکر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ طریف بن مالک کو جب یہ خبر ملی تو اس نے بھی اپنے لشکر کے ساتھ قادس کی طرف کوچ کیا۔ شاید وہ یہ چاہتا تھا کہ آگے بڑھ کر وہ دشمن کا استقبال اور مقابلہ کرے۔ مدینہ سدونہ کے قریب دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے آئے اور صف آرا ہوئے۔

طریف بن مالک کی گوہر شناس نگاہوں نے یہ اندازہ لگا لیا کہ تدمیر کا لشکر تعداد

Marfat.com

میں زیادہ ہے لہٰذا اس نے اپنے لشکر کی صفیں خوب پھیلا دی تھیں تاکہ دشمن پر یہ ثابت کر سکے کہ اس کی تعداد بھی ان کے لشکر سے کم نہیں ہے۔ اس کے بعد تدمیر نے اپنے لشکر کے ساتھ طریف بن مالک پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دی تھی۔ دراصل تدمیر جو ہسپانیہ کے جنوبی صوبے کا حاکم تھا اس وقت انتہائی غضب اور غصہ کی حالت میں تھا۔ وہ خونخواری کا مظاہرہ کر رہا تھا اور اس بات کا قلق تھا کہ طریف بن مالک نے ہسپانیہ کے ساحل پر اترتے ہی اس کے شہر الجیراس کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر کے شہر کے محافظوں کو تہہ تیغ کر دیا تھا۔ تدمیر گہری شب کی پھیلتی ہوئی سیاہی میں جہل وظلمات کے جبر لمحات کی خون وتیری، شامِ الم، آگ کے دریا اور لہو کی ندی کی طرح طریف بن مالک کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا۔ طریف بن مالک تھوڑی دیر تک تدمیر کے ان حملوں کے سامنے اپنے دفاع میں مضبوط رہا اور جب اس نے یہ اندازہ لگا لیا کہ تدمیر کے ان حملوں کے سامنے اپنے دفاع کے ساتھ ساتھ وہ اپنے مختصر سے لشکر کے باوجود جارحیت پر بھی اتر سکتا ہے تو پھر آہستہ آہستہ اس نے اپنے دفاع سے نکل کر جارحیت پر بھی اترنا شروع کر دیا تھا۔

دوسری طرف تدمیر نے اپنے لشکر کے ساتھ پورا زور لگا دیا اور پوری خونخواری اور پوری قہرمانیت کے ساتھ وہ حملہ آور ہوا۔ جب وہ طریف بن مالک اور اس کے لشکر کو پسپا کرنے میں ناکام ہوا تھا ایسی صورت میں تدمیر اپنی کارگزاری پر کچھ کچھ پریشان اور مایوس ہو گیا تھا اور اس پر جب طریف بن مالک نے دفاع سے نکل کر جارحیت پر اترنا شروع کر دیا تھا تو تدمیر کے حوصلے اور زیادہ پست ہونے لگے تھے۔

طریف بن مالک نے جب یہ اندازہ لگا لیا کہ اس کے مقابلے میں تدمیر کے لشکر میں بد دلی اور تھکاوٹ کے آثار نمودار ہونے لگے ہیں تو اس نے دفاع کا لبادہ یک دم سراسر اتار کر پھینک دیا اور مکمل طور پر جارحیت پر اتر آیا تھا۔ اب وہ ہر سمت سے اپنے لشکر کے ساتھ اجالوں کے پیغامبر کی طرح آگے بڑھنے لگا تھا اور ہسپانیہ کی بیگانہ صورتوں اور اجنبی فضاؤں کے اندر اپنی قوتِ عمل کو پوری طرح موجزن کرنے اور اپنے چہرے پر اپنے باطن کو مکمل طور پر اجاگر کرنے کے بعد وہ اجالوں کے صحیفوں، نقش گر صورت جمیل، محبت کے قاصد، روشنی کے سفیر اور قانونِ فطرت کے ایک خادم کی طرح تدمیر کے لشکر پر ٹوٹ پڑا تھا۔ اس کے حملوں میں ریاضتوں کا خلوص، دوستی، آشتی، روشنی، زندگی، خودشناسی وخود آگاہی کے طوفان کے علاوہ حیات وموت کے ملے جلے اجزاء بھی تھے۔ کچھ دیر تک طریف بن مالک موت وحیات کا کھیل کھیلتے ہوئے تدمیر کے لشکر پر مرگ کی خوفناکی لگی

Marfat.com

طرح حملہ آور ہوتا رہا۔ ان بھیانک اور تیز حملوں کے سامنے تدمیر زیادہ دیر ٹھہر نہ سکا اور آخر کار پسپا ہو کر وہ اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا اور جو کچھ سامانِ رسد اور فالتو ہتھیار وہ اپنے ساتھ لایا تھا وہ وہیں پر چھوڑ کر قادس شہر کے رخ پر بھاگنے لگا تھا جب کہ طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ بڑی خونخواری سے اس کا تعاقب کرنے لگا تھا۔

طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ تدمیر اور اس کے لشکر کا تعاقب کرتا ہوا قادس شہر کے قریب جا پہنچا تھا لیکن وہاں جا کر اسے رک جانا پڑا اور اس رک جانے کی دو وجوہات تھیں۔ اول یہ کہ گزشتہ دن سے آسمان پر جو بادل چھا رہے تھے ان کی وجہ سے بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ دوسرا یہ کہ فضاؤں کے اندر تاریکیاں پھیلنے لگی تھیں۔ کسی سیال آتش کی طرح آسمان کے مغربی افق پر شفق تیرنے لگی تھی اور اس شفق کے پس منظر طیور اپنے ٹھکانوں کو بھاگنے لگے تھے۔ ہر سُو ظلمت کا پہرہ بیٹھنے لگا تھا اور شفق کی وجہ سے آسمان کے حاشیوں پر پھیلے بادلوں کی کیفیت کچھ یوں ہو گئی تھی جیسے ان میں آگ لگ گئی ہو۔ سورج غروب ہونے کے بعد تاریکی اور بارش کی وجہ سے طریف بن مالک نے اپنے لشکر کو وہاں روک دیا اور عارضی طور پر اس نے لشکر کا وہاں پڑاؤ کر لیا تاکہ بارش سے بچا جا سکے۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے اطراف میں اپنے جاسوس بھی پھیلا دیئے تھے تاکہ کسی خطرہ کی صورت میں اپنے لشکر کو کسی نقصان سے بچایا جا سکے۔

❖

رات آہستہ آہستہ بھاگتی جا رہی تھی۔ بارش کا سلسلہ جاری تھا۔ ایسے میں طریف بن مالک اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے خیمے کے وسط میں ایک گڑھا کھدا ہوا تھا جس کے اندر آگ جل رہی تھی اور وہ اس آگ کے پاس بیٹھا اپنے ہاتھ اور اپنا لباس خشک کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایسے میں ایک لشکری اندر آیا اور طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے بڑی دھیمی اور رازدارانہ آواز میں کہا۔

"اے امیر! رات کی اس تاریکی میں ہسپانیہ کی ایک راہبہ آپ سے ملنا چاہتی ہے۔ میں نے اس کی طرف سے خدشہ اور خطرہ محسوس کیا تھا۔ لہٰذا میں نے اس سے اس کے حالات پوچھے ہیں۔ اس کا نام ایلسا ہے۔ وہ اکیلی اور غیر مسلح ہے اور قادس شہر کے ایک کلیسا کے اندر راہبہ ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ آپ کو اس وقت سے جانتی ہے جب آپ پہلی بار ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوئے تھے اور یہ ایلسا نام کی راہبہ اس وقت آپ کے خیمے کے باہر کھڑی ہے اور آپ سے ملنے کے لئے بے چین ہے۔ اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ

Marfat.com

وہ آپ کو اپنا بھائی سمجھتی ہے۔"

اس لشکری کے الفاظ سن کر طریف بن مالک کے لبوں پر ہلکی ہلکی معنی خیز مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر اس نے نگاہ بھر کر اس لشکری کی طرف دیکھا اور مدھم آواز میں مسکراتے ہوئے اس نے کہا۔

"اس راہبہ کو اندر آنے دو۔ وہ سچ کہتی ہے۔ وہ میری جاننے والی ہے اور مجھے بھائی کہہ کر پکارتی ہے۔ تم بے فکر رہو۔ وہ میرے لئے بے خطر ہے۔ شاید وہ میرے لئے کوئی اہم پیغام لے کر آئی ہو۔ لہٰذا تم جاؤ اور اسے اندر بھیجو۔"

وہ لشکری فوراً باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایلسا خیمہ میں داخل ہوئی۔ وہ اپنے روایتی لباس کے اوپر بارش سے بچنے کے لئے چمڑے کی ایک بڑی چادر اوڑھے ہوئے تھی۔ اسے دیکھتے ہی طریف بن مالک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ایلسا نے پہلے اپنی چرمی چادر اتار کر ایک طرف رکھ دی پھر طریف بن مالک کے قریب ہوئی اور مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

"اے طریف بن مالک! میرے بھائی! تم دوسری بار اس سرزمین میں داخل ہوئے اور میں تمہیں تمہاری اس آمد پر خوش آمدید کہتی ہوں۔"

طریف بن مالک نے آگ کے جلتے آلاؤ کے پاس بچھی ہوئی چٹائیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایلسا کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ وہاں بیٹھ گئی تب طریف بن مالک نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

"اے ایلسا! تمہیں یہاں میری موجودگی کا کیسے علم ہو گیا؟ اور کیا تم قادس شہر سے اکیلی ہی مجھ سے ملنے کے لئے چلی آئی ہو؟"

طریف بن مالک کے اس سوال کے جواب میں ایلسا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اے میرے بھائی! اول تو قادس شہر یہاں سے کوئی زیادہ دور نہیں ہے۔ لہٰذا یہاں میرا اکیلے آنا کسی خطرے کی علامت نہیں ہے۔ آپ کا دوسرا سوال کہ مجھے کس طرح خبر ہوئی کہ آپ یہاں موجود ہیں تو جنوبی صوبے کے حاکم تدمیر کے جس لشکر کو آپ نے شکست دی ہے اس لشکر میں کچھ سپاہی آپ کے جاننے والے بھی تھے۔ وہ ٹولیڈو شہر میں آپ کو رومیر کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے دیکھ چکے تھے۔ ان سپاہیوں نے قادس شہر جا کر یہ خبر پھیلا دی تھی کہ جو لشکر ہسپانیہ کے جنوبی صوبے پر حملہ آور ہوا ہے اس لشکر کا سالار وہی طریف بن مالک ہے جو کچھ عرصہ قبل ہسپانیہ میں داخل ہوا تھا اور ٹولیڈو کے موت کے

Marfat.com

میدان کے اندر رومیر اور روجر کو تیغ زنی میں شکست دی تھی۔

یہ خبر اور انکشاف میرے اور خصوصیت کے ساتھ اقلیما کے لئے انتہائی خوشیوں اور مسرتوں کا باعث تھا۔ یہ خبر سننے کے ساتھ ہی میں نے عزم اور ارادہ کر لیا تھا کہ رات کی تاریکی میں، میں ضرور آپ کے لشکر میں داخل ہو کر آپ سے ملوں گی۔ اس لئے کہ آپ کو میں اپنا بھائی کہہ چکی ہوں اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک بہن اپنے بھائی سے نہ ملے۔ اس موقع پر اقلیما بھی میرے ساتھ آنا چاہتی تھی پر میں نے اسے روک دیا اس لئے کہ اگر وہ میرے ساتھ آتی تو اس کے پکڑے جانے کا خدشہ اور خطرہ تھا اور میں نہیں چاہتی کہ وہ گرفتار ہو کر رازرک کے ہاتھ لگ جائے۔ میرے سمجھانے سے اقلیما رک تو گئی لیکن اس نے آپ کے نام مجھے ایک پیغام بھی دیا ہے۔ شاید آپ یہ پیغام سن کر خوش ہوں۔"

ایلسا کی یہ گفتگو سن کر طریف بن مالک نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "اے ایلسا! کہو میرے نام اقلیما کا کیا پیغام ہے؟"

اس پر ایلسا اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے دوبارہ کہہ رہی تھی۔ "سنو میرے بھائی! یہ ایک حقیقت ہے کہ اقلیما شروع شروع میں رومیر کی وجہ سے تمہارے ساتھ نفرت اور بیزاری کا اظہار کرتی رہی ہے اور تمہاری ذات کے متعلق اس نے کچھ ایسے جملے اور فقرے بھی ادا کئے تھے جس سے تمہاری دل شکنی اور تمہاری بے عزتی کا پہلو نکلتا ہے۔ پر اے میرے بھائی! اب اقلیما وہ پہلے جیسی اقلیما نہیں رہی۔ وہ اپنی ذات اور اپنی روح اور جسم سے بھی بڑھ کر آپ سے محبت کرتی ہے۔ اس نے جو آپ کے نام پیغام بھجوایا تھا وہ یہ ہے کہ آپ اس کے ماضی کے رویہ کو بھولتے ہوئے اسے معاف کر دیں اور اسے یہ یقین دلائیں کہ آپ اس سے نفرت نہیں کرتے۔ سنو ابن مالک! اقلیما کا پہلے یہ ارادہ تھا کہ جب کبھی حالات سازگار ہوئے وہ قادس شہر کے اس کلیسا سے نکل کر افریقہ میں اپنی بہن اور بہنوئی کے پاس سبتہ چلی جائے گی۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہاں رہتے ہوئے وہ تمہارے ساتھ اپنے تعلقات استوار کر سکے گی۔ تم سے اپنے ماضی کی کوتاہیوں کی معافی مانگ سکے گی اور آئندہ کے لئے تمہیں اپنی محبت اور اپنی چاہت کا یقین دلا سکے گی۔ لیکن اب اس نے یہ ارادہ بدل دیا ہے۔ اس نے اب مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ وہ اس وقت تک قادس شہر کے کلیسا میں ہی رہے گی جب تک ہسپانیہ کے اندر کوئی انقلاب رونما نہیں ہوتا اور اس انقلاب کے بعد ہسپانیہ کے موجودہ بادشاہ رازرک کو تخت و تاج سے محروم نہیں کیا جاتا جس طرح رازرک نے اس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا۔ اقلیما اب ایسے ہی

Marfat.com

رازرک کو بھی ہسپانیہ کی سرزمین میں قتل ہوتا دیکھنا چاہتی ہے۔ یہی اس کی زندگی کا مقصد اور یہی اس کے جینے کا مدعا ہے۔ اس مقصد کے ساتھ ساتھ اقلیما کی ایک خواہش دوسرے معنی میں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی زندگی کا دوسرا مدعا یہ ہے کہ وہ آپ کی محبت اور آپ کی چاہت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ اے ابنِ مالک! اب کہیں میری اس گفتگو کے جواب میں آپ کیا کہتے ہیں؟"

ایلسا کی یہ گفتگو سن کر طریف بن مالک تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔

"سنو ایلسا! اقلیما کی زندگی کا کیا مدعا اور کیا مقصد ہے مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے اور جہاں تک تمہارے اس انکشاف کا تعلق ہے کہ وہ میرے ساتھ اپنی ماضی کی زیادتی کی معافی مانگ کر میری محبت اور چاہت کی طلب گار ہے تو اے ایلسا! میں تم سے کہوں اقلیما سے مجھے نہ محبت ہے اور نہ نفرت۔ میرے لئے وہ ایسی اجنبی ہے جس طرح پہلی بار میں ایک اجنبی کی حیثیت سے ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوا تھا اور ٹولیڈو کے موت کے میدان میں تیغ زنی کا مقابلہ کیا تھا۔ اے ایلسا! اس اقلیما سے میرا کوئی تعلق کوئی واسطہ نہیں ہے اور ہاں تم لوٹ کر جاؤ تو اسے کہنا آئندہ میرے نام کوئی پیغام بھیجنے کی کوشش نہ کرے۔ ایسا کرتے ہوئے ہو سکتا ہے اس کا راز فاش ہو جائے اور رازرک کو اس کے ٹھکانے کا علم ہو جائے اور وہ خواہ مخواہ میں دھر لی جائے۔ میرا مشورہ اسے یہی ہے کہ وہ قادس شہر کے کلیسا میں اپنی بقایا زندگی سکون کے ساتھ گزار دے۔ اور وہ اگر ایسا کرنا چاہتی ہے تو پھر کسی مناسب موقع پر اپنی بہن اور بہنوئی کے پاس سبتہ چلی جائے اور وہاں کسی سے شادی کر کے اپنی باقی ماندہ زندگی سکون اور اطمینان میں بسر کرے۔"

طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر ایلسا پریشان اور ویران سی ہو کر رہ گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ جلتے ہوئے الاؤ کی روشنی میں عجیب سے انداز میں طریف بن مالک کی طرف دیکھتی رہی پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہنے لگی۔

"اے ابنِ مالک! تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے والے تدمیر کے لشکری قادس شہر میں داخل ہو کر جب یہ انکشاف کرنے لگے کہ طریف بن مالک نے ہسپانیہ کے جنوبی صوبے پر حملہ کر دیا ہے تو اے ابن مالک اس انکشاف پر مجھے پریشانی اور حیرت ہوئی۔ اور جب اقلیما نے یہ خبر سنی تو وہ بے حد خوش ہوئی۔ آپ کے اس حملے سے اس نے دو امیدیں وابستہ کی تھیں۔ اول یہ کہ شاید اس طرح اس سے تمہاری ملاقات ہو جائے۔ دوئم یہ کہ شاید تم اس طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہو جو آنے والے دنوں میں ہسپانیہ پر حملہ آور ہو کر اس

Marfat.com

کے بادشاہ رازرک کو تخت و تاج سے محروم کر دے۔ بہر حال اسی جستجو کے تحت میں رات کی تاریکی میں یہ جاننے کے لئے تمہاری طرف آئی ہوں کہ آخر تم ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ ہسپانیہ کے جنوبی صوبے پر کیوں حملہ آور ہوئے ہو؟ کیا تمہارے اس حملہ کی کوئی وجہ اور مقصد بھی ہے؟"

ایلسا کے اس سوال پر تھوڑی دیر تک طریف بن مالک غور سے اسے دیکھتا رہا اور پھر اس نے ایک غضب کے ساتھ کہنا شروع کیا۔

"اے ایلسا! جس مقصد کے تحت میں ہسپانیہ کی سرزمین پر اس مختصر سے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا ہوں وہ مقصد مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ بس اے ایلسا! وہ جو میری ذات سے بھی زیادہ عزیز ہو وہ میں کسی دوسرے سے کیسے اور کیونکر کہہ سکتا ہوں۔ خواہ دوسرا میرا کوئی عزیز اور میری بہن ہی کیوں نہ ہو۔ اے ایلسا! تم پر یہ انکشاف نہ کروں گا کہ میرا ہسپانیہ کی سرزمین پر حملہ آور ہونے کا مقصد کیا ہے۔ بہر حال میں تم سے یہ ضرور کہوں گا کہ میں اس سرزمین پر یوں ہی کسی مقصد کے بغیر حملہ آور نہیں ہوا۔"

طریف بن مالک کا یہ جواب سن کر ایلسا کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ اور پھر وہ کہنے لگی۔

"مجھے امید تھی اے ابنِ مالک تم ایسا ہی جواب دو گے۔ لیکن میرا دل کہتا ہے کہ تمہارا حملہ ہسپانیہ کے لئے کسی بہت بڑے طوفان، کسی بہت بڑے خطرے کا پیش خیمہ ہے اور میں بخوشی اس خطرے اور اس پیش خیمے کا استقبال کروں گی جو تمہاری طرف سے طوفان کی طرح اٹھ کر نمودار ہو۔"

اس کے ساتھ ہی ایلسا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اپنی چرمی چادر پھر اس نے اپنے اوپر ڈال لی اور الوداعی سی نگاہ اس نے طریف بن مالک پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"اے ابنِ مالک! آپ اقلیما کے نام کوئی پیغام نہ دیں گے؟ وہ یقیناً آپ کی طرف سے اپنے نام پیغام سن کر خوش ہو جائے گی۔"

طریف بن مالک نے فوراً کہہ دیا۔ "اے ایلسا! میں اقلیما کے نام کیا پیغام دوں گا ...... وہ میرے لئے اجنبی ہے۔ میرے اور اس کے درمیان کوئی تعلق، کوئی رشتہ نہیں ہے۔ لہٰذا ایک اجنبی کو میں کیا پیغام دے سکتا ہوں۔"

طریف بن مالک کے جواب پر ایلسا کو مایوسی ہوئی تھی۔ پھر وہ خیمہ سے باہر نکل گئی تھی۔ وہاں کھڑے اپنے گھوڑے پر سوار ہوئی اور قادس شہر کی طرف کوچ کر گئی تھی۔

Marfat.com

طریف بن مالک نے اپنے لشکر کے ساتھ اس وقت تک وہاں پڑاؤ کیا جب تک بارش ہوتی رہی۔ آدھی رات کے قریب جب بارش تھم گئی تو یہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں کوچ کر کے ساحل کی طرف چلا گیا تھا جہاں اس کا بحری بیڑا لنگر انداز تھا اور دوسرے روز طریف بن مالک اپنے اس بحری بیڑے کے ساتھ اسپین کے ساحل سے واپس افریقہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

❖

رات کی تاریکی میں طریف بن مالک سے ملنے کے بعد دوسرے روز صبح ہی صبح ایلسا قادس شہر میں داخل ہوئی۔ اس وقت گو بارش اور طوفانِ بادوباراں تھم چکے تھے لیکن موسم غیر معمولی ہو رہا تھا۔ چاروں طرف گہری دھند پھیلی ہوئی تھی اور چند گز کے فاصلہ پر بھی کسی شے اور کسی انسان کو دیکھا نہ جا سکتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وقت کی خلیج میں ہر طرف دھواں ہی دھواں پھیل گیا ہو۔ افلاک کے تابندہ ستارے کب کے روپوش ہو چکے تھے اور سورج بھی طلوع ہو چکا تھا لیکن چاروں طرف پھیلی گہری دھند نے ضیائے رخ خورشید کا رخ موڑ کر رکھ دیا تھا۔ پھول و شبنم اور خار و خس سے مخمور کائنات اس وقت دھوپ، چاندنی اور سایوں سے محروم تھی۔ گہری دھند کی وجہ سے ہر چیز خاموش چٹانوں کی طرح چپ اور گہنائے ہوئے چاند کے چہرے جیسی ویران ویران تھی۔ ہر طرف موسمی ہواؤں کے تیز جھونکوں کی طرح فضاؤں کے اندر دھند اڑاتی پھر رہی تھی۔ ایسے میں ایلسا اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے اور اپنے آپ کو ایک چرمی چادر سے ڈھانپے جب قادس شہر کے کلیسا میں داخل ہوئی تو اسے دیکھتے ہی پادری ستیوس، اقلیما اور اس کی ماں الیانہ اس کی طرف لپکے۔ اس موقع پر ایلسا نے ان تینوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"میں اپنے گھوڑے کو اصطبل میں باندھنے کے بعد آپ لوگوں کی طرف آتی ہوں۔"

ایلسا کا یہ جواب سن کر ستیوس، اقلیما اور الیانہ پھر اسی کمرے میں جا کر بیٹھ گئے تھے جس سے اٹھ کر وہ ایلسا کی طرف آئے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد اپنے گھوڑے کو اصطبل میں باندھنے کے بعد ایلسا بھی وہاں آئی۔ وہ چرمی چادر جس میں اس نے اپنے آپ کو ڈھانپ رکھا تھا وہ اتار کر اس نے ایک طرف لٹکا دی۔ اس کے بعد وہ ستیوس، اقلیما اور الیانہ کے سامنے بیٹھ گئی تھی۔ ان تینوں نے اس موقع پر اس کا بغور جائزہ لیا۔ تینوں نے محسوس کیا کہ ایلسا اس موقع پر دعاؤں کے

Marfat.com

لئے اٹھے بے ثمر ہاتھوں جیسی ویران ویران اور بے کراں آسمانوں کی پہنائیوں جیسی اجڑی اجڑی سی تھی۔ ستیوس تھوڑی دیر تک ایلسا کی اداس اجاڑ بسیروں جیسی حالت کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

”اے ایلسا، میری بیٹی! میں دیکھتا ہوں تُو بوجھل بوجھل اور اداس ہے۔ پر یہ تو کہو تم طریف بن مالک سے ملی بھی یا کہ نہیں؟ اور اگر تمہاری اس سے ملاقات ہوئی ہے تو اقلیما کے سلسلے میں اس نے تمہیں کیا جواب دیا ہے۔“

ایلسا تھوڑی دیر تک ستیوس، اقلیما اور الیانہ کو غور سے دیکھتی رہی پھر وہ ستیوس کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔

”اے مقدس باپ! جس وقت میں یہاں سے طریف بن مالک کی طرف جانے کے لئے روانہ ہو رہی تھی اس وقت میں کہکشاں کے زینے اترنے والے چاند جیسی خوش کن اور پُرسکون تھی۔ پر اے مقدس باپ! طریف بن مالک سے مل کر مجھے انتہائی مایوسی اور دکھ ہوا ہے۔ گو وہ میرے ساتھ ایسے ہی خوش کن انداز میں پیش آیا جیسے ایک بھائی اپنی بہن سے ملتا ہے۔ پر اے مقدس باپ! اقلیما کے سلسلے میں اس نے مجھے بے حد مایوس کیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں ٹولیڈو شہر میں مقابلے کے بعد اقلیما نے جو اس کے خلاف سخت الفاظ کہے تھے وہ طریف بن مالک کے دل پر کندہ ہو چکے ہیں اور اس کا دل اقلیما کی طرف سے صاف کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ اقلیما کی طرف سے اس کا دل صاف کروں لیکن میری گفتگو کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا اور اس کی بات چیت اور اس کے رویہ سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ وہ اقلیما سے کسی قسم کا کوئی تعلق، کوئی ربط اور کوئی سلسلہ نہیں رکھنا چاہتا۔ اے مقدس باپ! میں شرمندہ ہوں کہ جس مہم پر اور جس کام پر آپ نے مجھے روانہ کیا تھا میں اس میں ناکام لوٹی ہوں۔ میں طریف بن مالک کو اقلیما کی طرف مائل نہیں کر سکی اور اس کی باتوں اور اس کی گفتگو کے ردِعمل سے جو میں نے اندازہ لگایا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اقلیما سے محبت نہیں کرتا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد ایلسا خاموش ہو گئی تھی۔

ایلسا کی گفتگو سننے کے بعد حسین اقلیما کی گردن جھک گئی تھی۔ اس موقع پر اس کی آرزو مند آنکھوں کے اندر دکھ کا قہرمان موسم، خون اگلتی فضائیں اور برے خوابوں کی فرسودہ تعبیریں رقص کرنے لگی تھیں۔ اس کے بشارت طلب دل کے اندر مغموم امنگیں، درماندہ تمنائیں اور سفاک اندھیرے سر ابھارنے لگے تھے۔ اس کے جسم اور روح کے

Marfat.com

رشتوں کے درمیان امید و عزائم کی عمارتیں گرنے لگی تھیں۔ صبح کی روشن قندیلیں ڈوبنے لگی تھیں۔ سوچوں کے آئینے ٹوٹنے اور روشنی کے شہر اندھیروں میں نہانے لگے تھے۔ مجموعی طور پر اس وقت اقلیما کی حالت شاخِ زیتون پر خاموش اور افسردہ بیٹھی فاختہ جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔

تھوڑی دیر تک اقلیما اسی طرح بیٹھی رہی۔ پھر اس نے اپنی گردن جھکائے دکھیا سی آواز اور روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اے مقدس باپ! میری قسمت میں بزم در بزم کوئی دور ساگر اور انجمن در انجمن کوئی چراغاں نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ میری زیست کی صبح اب شب تاریک ہو چکی ہے۔ پھر اے مقدس باپ! طریف بن مالک ہر منزل کا راستہ تو نہیں بن سکتا۔ میں سمجھتی ہوں میری زندگی کا چاند ابر پاروں میں کھو گیا ہے اور میری بزمِ ہستی کا ایک ایک چراغ گل ہونے والا ہے۔"

اقلیما کی یہ گفتگو سن کر ستیوس، الیانہ اور ایلسا تینوں تڑپ کر رہ گئے تھے۔ پھر ستیوس نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"اے اقلیما میری بیٹی! تم اداس اور افسردہ نہ ہو۔ انسان کی زندگی میں ایسے واقعے اور ایسے حادثات رونما ہوتے ہی رہتے ہیں اور ان واقعات اور حادثات سے نکلنے کے بعد ہی انسان کندن ہو کر دوسروں کے سامنے آتا ہے اور کامیاب زندگی بسر کرنے کا فن سیکھتا ہے۔ اقلیما میری بیٹی! تو نے دیکھا ہوگا جب شام کا خیمہ تاریک ہوتا ہے تو آسمان پر طلوع ہونے والے ستارے اور چاند کیسے اس کائنات کے اندر حسین فطرت کے نغمات بکھیرتے ہوئے اس کی تشکیل، تزئین اور تعمیر کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ میری بیٹی! اداس اور مغموم نہ ہو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایک روز تمہاری زندگی کے یہ سرد راتوں جیسے دل خراش لمحے ختم ہو کر رہیں گے اور تم ضرور ایک نہ ایک روز اپنی منزل پا کر رہو گی۔

اے میری بیٹی! یہ جو طریف بن مالک نے ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ سپین کی سرزمین پر حملہ کیا ہے اور اس نے الجیراس شہر پر قبضہ کرنے کے بعد قادس کے والی کو بدترین شکست دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام طریف بن مالک نے آپ سے آپ نہیں کیا بلکہ اس کام کے پیچھے بہت بڑی قوت کارفرما ہے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ طریف بن مالک کسی بہت بڑے لشکر کا ہراول دستہ ہے جس نے اسپین کی قوت اور طاقت کا اندازہ لگانے کی کوشش کی ہے اور میرا دل کہتا ہے کہ طریف بن مالک یا اس کا کوئی جرنیل

Marfat.com

عنقریب ایک بڑے لشکر کے ساتھ سپین کی سرزمین پر حملہ آور ہو گا۔

اے اقلیما میری بیٹی! میں ان مسلمانوں کو خوب جانتا ہوں۔ افریقہ سے آنے والے بربر ملاح میرے پاس اٹھتے بیٹھتے رہتے ہیں۔ میں ان کی گفتگو اور ان کے اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے سے خوب اچھی طرح واقف ہوں۔ اے میری بیٹی! یہ مسلمان اجنبی چہروں کے اندر قہر بن کر ابھر جانے والے جوان ہیں۔ اگر انہوں نے اسپین پر حملہ کیا تو میں سمجھتا ہوں اسپین کی یہ تیرہ و تار فضائیں ارتقا کے علوم سے روشناس ہو جائیں گی۔ مسلمانوں کے آنے پر اسپین کی یہ سرزمین ایک نئے انقلاب سے روشناس ہو گی۔ اے میری بیٹی! یہ مسلمان ساحری کے راز و نیاز اور خاکساری و فقر کے اعجاز کا فن خوب جانتے ہیں۔ یہ اہل خرد اور اہل ہنر لوگ ہیں اور ان کے دین کے اصول زرفشاں کے باعث اس سرزمین کے اندر سار یز چشمے پھوٹ پڑیں گے۔ یہ سرزمین گل کی شادابی اور محبت کے نشاط سے ہمکنار ہو گی اور یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر مسلمان اس سرزمین میں آتے ہیں تو یہاں صحرا صحرا ایک خوش کن باد و باراں اور گلستانوں میں ایک انوکھی خوشبو اٹھتی پھرے گی۔

اے اقلیما میری بیٹی! تُو جانتی ہے کہ اس سرزمین کے صحنِ گلشن میں خزاں کے پہرے اور آشاؤں کے دیولاخوں میں پھولوں کی لاشوں کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کی یہاں آمد کے بعد صدیوں کی غلامی رہائی پائے گی۔ زخم آلود پیشانیوں سے ٹپکتا ہوا لہو خشک ہو جائے گا اور یہاں کے لوگوں کے نفس نفس میں خوشبو بس جائے گی اور آزادی ایک گیت بن کر ان کی صداؤں میں ڈھل جائے گی۔

اے اقلیما میری بیٹی! میں ان مسلمانوں کو خوب اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ اپنی نگاہِ فسوں ساز سے زمین کو اپنی کنیز اور آسمان کو اپنا غلام بنانے کا فن خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ ان کی اسپین میں آمد کے بعد یہاں کے دروازوں پر پیار کی دستک ہو گی۔ سازِ دل کے تاروں پر مدھ بھرے ترنم پھوٹ پڑیں گے۔ اے میری بیٹی! تُو اپنے حکمران طبقہ کو بھی اچھی طرح جانتی ہے۔ یہ لوگ حقائق سے بے بہرہ، صداقت سے عاری، وہم و گمان کے مارے، ظن و تخمین کے عادی اور گم اندھیروں کے اندر روشنیوں کی ناکام کوشش کرنے والے ہیں۔ تُو یہ بھی جانتی ہو گی اے میری بیٹی! حکمران طبقہ ہمہ وقت بے معنی بحث و تکرار ہے۔ دانش و علم کی باتیں، لایعنی منطق کے جھگڑے اور لا حاصل و بے کار تقام کرنے والا ہے۔ ان سب کی اپنی اپنی ڈفلی اور ان سب کا اپنا اپنا ترانہ ہے اور یہ کسی بھی بات پر متحد اور ایک ہونے والے نہیں ہیں۔ تمہیں میں یقین دلاتا ہوں میری بیٹی!

Marfat.com

مسلمانوں کی یہاں آمد کے باعث یہاں کا تنکا تنکا ان کے زرین اصولوں کے باعث رنگوں کے سیلاب میں بہہ نکلے گا اور اس روز یہاں کے لوگ آزادی اور حقیقی زندگی سے ہمکنار ہوں گے۔"

اقلیما نے ستیوس کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور لبوں پر پھیکا اور مجروح تبسم بکھیرتی ہوئی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ساتھ والے کمرے میں چلی گئی تھی۔ اس موقع پر اسقف ستیوس نے ہاتھ کے اشارے سے ایلسا کو اقلیما کے پیچھے جانے اور اسے سنبھالنے کا اشارہ کیا اور یہ اشارہ پا کر ایلسا فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اقلیما کے پیچھے پیچھے ہو لی تھی۔ اقلیما جب ساتھ والے کمرے کی نشست پر جا کر بیٹھی تو ایلسا بھی اس کے سامنے بیٹھ گئی اور نرم اور شفقت بھری آواز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"اے اقلیما! اسقف ستیوس کی گفتگو سے میں بے حد متاثر ہوئی ہوں۔ یہ طریف بن مالک واقعی کسی بڑے لشکر کا ہراول دستہ بن کر اس سرزمین میں داخل ہوا ہے اور میرا خیال ہے کہ اب وہ عنقریب کسی بڑے لشکر کے ساتھ یہاں پھر داخل ہو گا اور مجھے امید ہے کہ میں تم دونوں کو آپس میں ملانے کا بندوبست کر کے تمہارے درمیان جو غلط فہمیاں حائل ہیں ان کو دور کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گی اور میں تمہیں یقین دلاتی ہوں اے اقلیما! کہ تم طریف بن مالک کو حاصل کرنے کے لئے اپنی زندگی کے مقصد میں ضرور کامیاب ہو گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد ایلسا جب خاموش ہوئی تو اقلیما نے کچھ اپنے آپ کو سنبھالا اور ایلسا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"اے ایلسا! میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ میں طریف بن مالک کے درد کی چاہت کو، ان کے پیار کی راہ کو اپنی زندگی کا مقصد اور مقدر بنا کر رکھوں گی اور وہ اگر ہرجائی ہے تو میں سودائی ہوں اور میں ساری عمر ان کے انتظار میں چشمہ بن کر بہتی رہوں گی۔ اے ایلسا! خوشبو تو خوشبو میں تو ان کے لئے دھنک رنگ بن کر سایہ کی طرح ان کے تعاقب میں لگ جاؤں گی انہیں حاصل کرنے کی خاطر۔ اے ایلسا! میں اپنے دامن کو لہو رنگ کر کے اس کی ذات میں کھو جاؤں گی۔ اپنے پورے پیار واخلاص کے ساتھ میں اپنے رنگ و روپ کو اس کے چہرے اور اس کی ذات میں ڈھال دوں گی۔ میں اپنی ساری اپنائیت اپنے سارے پیار کو صرف ان کی خاطر اپنا حاصل تقدیر اور اپنا حاصل زندگی بنا کر رکھوں گی۔ اے ایلسا! میں نے عہد کر لیا ہے کہ میں اپنی ذات کو نفرت اور خوف کا شکار نہ ہونے

Marfat.com

دوں گی۔ میں اپنی ہستی کو ظلمت کا تابوت نہ بننے دوں گی۔ اب جب کبھی بھی طریف بن مالک اس سرزمین میں داخل ہوئے میں سارے خوف، سارے خدشوں، سارے خطرات کو بالائے طاق رکھ کر خود ان کے پاس جاؤں گی، ان سے اپنی ماضی کی غلطیوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگوں گی اور مجھے امید ہے میرے اور ان کے درمیان جو غلط فہمیاں حائل ہیں انہیں دور کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔"

اپنی گفتگو ختم کر کے اقلیما جب خاموش ہوئی تو ایلسا کے چہرے پر خوشیاں اور مسرتیں رقص کرنے لگی تھیں۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور اقلیما کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے کہا۔

"اے اقلیما! میری بہن! تُو نے اپنی گفتگو سے مجھے خوش اور مطمئن کر دیا ہے۔ اب تم میرے ساتھ ابھی اور اسی وقت اسقف ستیوس اور اپنی ماں کے پاس چلو اور ان کے ساتھ ہنسی خوشی بیٹھ کر گفتگو کرو تا کہ ان دونوں کو یہ احساس ہو کہ تم نے اپنے آپ کو سنبھال لیا ہے اور یہ کہ تم بڑی کامیابی کے ساتھ طریف بن مالک کا انتظار کر سکتی ہو۔"

ایلسا کی یہ گفتگو سن کر اقلیما بھی مسکرانے لگی تھی۔ پھر وہ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر اس کمرے کی طرف جا رہی تھیں جہاں اسقف ستیوس اور اقلیما کی ماں الیانہ بیٹھے ہوئے تھے۔

سپین کا بادشاہ رازرک اپنے سنہرے تخت پر مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا ایک جاسوس اندر داخل ہوا۔ پہلے وہ رازرک کے سامنے خوب زمین کی طرف جھک کر آداب بجالایا پھر رازرک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے اسپین کے عظیم بادشاہ! میں اسپین کے شمالی اضلاع سے آپ کے لئے ایک بری خبر لے کر آیا ہوں۔"

یہ الفاظ سن کر رازرک اپنی جگہ پر چونک پڑا اور اس نے جاسوس کو مخاطب کر کے کسی قدر بے تابی سے پوچھا۔

"تم اسپین کے شمالی اضلاع سے ہمارے لئے کیا بری خبر لائے ہو؟"

اس پر وہ جاسوس پھر کہنے لگا۔ "اے بادشاہ! اسپین کے شمالی اضلاع میں جہاں پر باسک قوم آباد ہے وہاں آپ کے خلاف ہر ضلع میں بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئی ہیں اور باسک قوم نے اپنے اضلاع سے نکل کر آپ کے خلاف بغاوت اور سرکشی کرتے ہوئے

Marfat.com

دور دور تک یلغار اور ترک تاز کرنا شروع کر دی ہے اور ان لوگوں کو لوٹنا اور قتل کرنا شروع کر دیا ہے جو آپ کے تابع فرماں ہو کر زندگی بسر کر رہے ہیں۔"

اس جاسوس کے اس انکشاف پر رازرک کے چہرے پر پریشانی اور فکرمندی کے آثار نمودار ہوئے تھے۔ پھر اس نے کسی قدر اپنے آپ کو سنبھالا اور اس جاسوس کو مخاطب کرتے ہوئے اس سے پوچھا کہ شمالی اضلاع میں باسک قوم کیا چاہتی ہے اور اس کے کیا مطالبات ہیں۔

اس پر وہ جاسوس کہنے لگا۔ "اے بادشاہ! ان کا ایک ہی مطالبہ ہے کہ وہ اسپین سے آزادی اور خودمختاری چاہتے ہیں اور شمالی اضلاع کے اندر اپنی ایک علیحدہ قومی سلطنت قائم کرنے کے طلب گار ہیں۔"

اس پر رازرک نے برہم ہو کر کہا۔ "ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا...... ہم اسپین کی حدود کے اندر کسی بھی قبیلہ، کسی بھی قوم کو خودمختاری دینے کے حق میں نہیں ہیں۔ اب اس باسک قوم کے خلاف لشکر کشی کریں گے اور امید ہے کہ ہم انہیں اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ تم ابھی فوراً جاؤ اور راجز کو میرے پاس بھیجو تاکہ میں اپنے لشکر کے ساتھ باسک قوم کی طرف جانے کی تیاریاں کروں۔"

وہ جاسوس ایک بار پھر جھکا اور پھر وہ اس شاہی کمرے سے نکل گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد راجر جسے رازرک نے اپنی فوج کا سالار بنا رکھا تھا اس شاہی کمرے میں داخل ہوا۔ رازرک کے اشارے پر وہ اس کے قریب ہی ایک نشست پر بیٹھ گیا پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے رازرک نے کہا۔

"اے راجر! ابھی ابھی شمال کی طرف سے ہمارا ایک جاسوس آیا ہے اور اس نے ہمیں یہ اطلاع دی ہے کہ شمال کی باسک قوم نے ہمارے خلاف بغاوت اور سرکشی کے علم بلند کر دیئے ہیں۔ لہٰذا ہم کل اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے شمال کی طرف کوچ کریں گے تاکہ باسک قوم کی اس سرکشی پر قابو پایا جا سکے۔ اس لشکر میں تم بھی ہمارے ساتھ ہو گے۔ اور سنو، ہو سکتا ہے یہ بغاوت سابق بادشاہ عطیشہ کے حق میں کھڑی کی گئی ہو۔ لہٰذا تم احتیاطاً سابق بادشاہ عطیشہ کے دونوں بیٹوں شانجہ اور جیوس کو بھی اس لشکر میں شامل کر لینا۔ اگر یہ بغاوت عطیشہ کے حق میں کھڑی کی گئی ہے تو پھر شانجہ اور جیوس کو میرے لشکر میں دیکھ کر میرا خیال ہے کہ باغی ہمارے سامنے ہتھیار ڈالنے پر اور ہماری فرمانبرداری کرنے پر رضامند ہو جائیں گے۔ لہٰذا تم ابھی شانجہ اور جیوس کو بھی تیاری کا حکم دو اور اپنے

Marfat.com

لشکر کو بھی کل تک کوچ کرنے کے لئے تیار کرو۔"

رازرک کا یہ حکم پا کر راجر اٹھ کر باہر نکل گیا تھا۔

اس روز تیاریاں ہوتی رہیں اور دوسرے روز صبح ہی صبح رازرک، راجر، جیوس اور شانجہ کے ہمراہ اپنے لشکر کو لے کر اسپین کے شمالی اضلاع کی طرف بغاوت کو فرو کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔

موسیٰ بن نصیر کا امیر البحر عبداللہ جب اپنے ملاحوں کے ساتھ مالِ غنیمت کے ان جانوروں کو ہانکتا ہوا جو طریف بن مالک کی طرف سے اسے ملا تھا قیروان شہر کے شمالی دروازے سے شہر میں داخل ہونے لگا تو اس نے دیکھا شہر کے شمالی دروازے پر امیر موسیٰ بن نصیر اس کا منتظر کھڑا تھا۔ جوں ہی امیر البحر عبداللہ دروازے کے قریب ہوا، موسیٰ بن نصیر آگے بڑھا اور عبداللہ کو اپنے ساتھ لپٹائے ہوئے اس نے کہا۔

"اے عبداللہ! مجھے تمہاری آمد کی پہلے ہی اطلاع ہو چکی تھی لہٰذا میں تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے استقبال کے لئے شہر کے اس شمالی دروازے پر آ کھڑا ہوا ہوں۔

امیر موسیٰ بن نصیر سے علیحدہ ہوتے ہوئے عبداللہ سامان سے لدے ہوئے جانوروں کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔" اے امیر! ان جانوروں پر جو سامان لدا ہوا ہے یہ وہ مالِ غنیمت ہے جو طریف بن مالک نے آپ کے حصے کے طور پر میرے حوالے کیا ہے۔ اے امیر! طریف بن مالک نے اسپین کے اندر بہترین کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اس نے کچھ مالِ غنیمت آپ کی طرف بھجوایا ہے، کچھ وہ اپنے ساتھ طنجہ لے گیا ہے اور باقی کا مالِ غنیمت اس نے اپنے لشکریوں اور میرے ملاحوں کے اندر تقسیم کر دیا تھا۔

عبداللہ مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ موسیٰ بن نصیر نے پھر اسے مخاطب کر کے کہا۔" اے عبداللہ! سامان سے لدے ہوئے ان جانوروں کو بیت المال کی طرف روانہ کر دو۔ تم خود میرے ساتھ آؤ۔ میں تم سے طریف بن مالک کی اس مہم سے متعلق جاننا اور سننا پسند کروں گا۔"

اس پر عبداللہ نے فوراً اپنے ساتھیوں کو سامان سے لدے ہوئے وہ جانور بیت المال کی طرف لے جانے کے لئے کہا اور خود وہ خاموشی کے ساتھ موسیٰ بن نصیر کے ساتھ ہو لیا تھا۔

موسیٰ بن نصیر اپنے امیر البحر کو لے کر اپنی رہائش گاہ پر آیا اور عبداللہ کو اپنے سامنے

Marfat.com

والی نشست پر بٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"اے عبداللہ! اب تم مجھے اسپین کی سرزمین میں طریف بن مالک کی اس مہم کے متعلق تفصیل سے بتاؤ۔"

موسیٰ بن نصیر کے اس سوال پر امیر البحر عبداللہ اپنی نشست پر سنبھل کر بیٹھا پھر وہ کہنے لگا۔

"اے امیر! طریف بن مالک لمحوں کو صدیوں میں بدل دینے اور صدیوں کی تحریروں کو اپنے چہرے پر سمیٹ دینے والا ایک بے مثال جوان ہے۔ وہ پیکر عزم جوان اور جنگ کی بھٹی میں بیگانہ سود و زیاں ہو کر کود جانے والا ایک مجاہد ہے۔ اس کے حملوں سے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ چاند، سورج اور کہکشاں کو اپنے بھالے بنا کر اور نبض فطرت پر ہاتھ رکھ کر ہر گام پر ایک محشر اور ایک طوفان کھڑا کر دے گا۔ اے امیر! اپنے لشکر اور میرے ملاحوں کے ساتھ طریف بن مالک اسپین کے ساحل پر اترا۔ سب سے پہلے اس نے اسپین کے شہر الجیراس کا رخ کیا۔ جنگی نقطہ نگاہ سے الجیراس کافی مضبوط اور عسکری لحاظ سے ایک پُر قوت شہر تھا۔ لیکن اے امیر! طریف بن مالک موت کے صحرا، فکر کے کوندے، جذبوں کے بھڑکاؤ اور جراتوں کے حروف کی طرح اس شہر پر حملہ آور ہوا اور بے کراں وقت کے تسلسل کی طرح وہ لمحوں کے اندر اس شہر کی ساری قوتوں کو اپنے سامنے نگوں کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ یا امیر! الجیراس کی عسکری قوت کو طریف بن مالک نے بے ربط پتوں، زنگ کہنہ تصورات اور بے نور لمحات کی لہروں کی طرح اپنے سامنے اُڑا کر رکھ دیا۔ وہ قاتل صداؤں، سلگتے سموں کے دھوئیں اور نگاہوں کے جلتے الاؤ کی طرح الجیراس شہر پر حملہ آور ہوا اور اس نے اسے فتح کر کے وہاں سے اپنے لئے بے شمار مالِ غنیمت حاصل کیا۔

اے امیر! کسی اجنبی سرزمین میں میں نے پہلی بار کسی مسلمان سپہ سالار کو اس انداز میں لڑتے دیکھا ہے جو انداز طریف بن مالک نے اپنایا تھا۔ بخدا وہ اسپینی لشکر پر تنہائیوں کے نکلتے موسم کی طرح حملہ آور ہوا تھا اور یوں لگتا تھا جیسے وہ اپنے سامنے فطرت کے رازوں کی کتاب کھول کر سب کے سامنے رکھ دے گا۔"

عبداللہ تھوڑی دیر کہتے کہتے رک گیا۔ پھر شاید اس نے اپنے ذہن میں الفاظ کو مناسب ترتیب دینے کے بعد دوبارہ کہنا شروع کر دیا۔

"یا امیر! یہ طریف بن مالک جہاں اپنے ساتھیوں کے لئے مسرتوں کی قوسِ قزح

Marfat.com

ہے وہاں پر اپنے دشمنوں کے لئے ماضی کی تلخ یادیں، فردا کے ان چکھے ذائقے، گرد تقدیر اور آفاق کا تغیر ثابت ہوا۔ شہر پر حملہ آور ہوتے وقت اس نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں جنگ پر ابھارا تو اے امیر! اس وقت اس کے نطق اور اس کے کلام میں ایک عجیب سی تاثیر تھی اور اس کی انگیخت اور ابھار پر اس کے لشکری ماضی کے سایوں اور بن کے بھوتوں کی طرح الجیراس پر حملہ آور ہو گئے تھے اور اپنے ساتھیوں کے اسی جذبے کے تحت طریف بن مالک نے الجیراس شہر کے حکمرانوں کو محکومیوں کی ذلت، زردیوں کی نحوست میں ڈبو کر رکھ دیا۔ ان کی حکومت، ان کی رعونت، ان کی امارت اور ان کی سفارت کو اپنے سامنے سرنگوں ہونے پر مجبور کر دیا۔ یا امیر! طریف بن مالک کی تعریف کرتے ہوئے میرا دل بہت کچھ کہنے کو چاہتا ہے۔ پر بخدا میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں انہیں استعمال کر کے طریف بن مالک کی جرأت اور شجاعت کی صحیح عکاسی کر سکوں۔"

عبداللہ کی ساری گفتگو سننے کے بعد موسیٰ بن نصیر تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا۔ اس لمحہ اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ بکھرتی رہی تھی۔ اور اس کی آنکھوں کے اندر ایک خوش کن اور انوکھی چمک رقص کرتی رہی تھی۔ پھر اس نے عبداللہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے عبداللہ! تم نے جو طریف بن مالک کی تعریف کی ہے وہ واقعی اس تعریف کے قابل ہے۔ میں ماضی میں اسے کئی جنگوں میں آزما چکا ہوں اور ہر دفعہ، ہر بار نہ صرف یہ کہ میرے معیار پر پورا اترا بلکہ اس نے میری امیدوں سے بھی بڑھ کر دشمن کی صفوں کو درہم برہم کر کے رکھ دیا تھا۔ اے عبداللہ! اس وقت میرے پاس صرف دو جرنیل ہیں جن پر میں بوقت ضرورت اور مشکل لمحات کے اندر پورا اعتماد اور بھروسہ کر سکتا ہوں۔ ان میں پہلے نمبر پر طارق بن زیاد اور دوسرے نمبر پر یہ طریف بن مالک ہے۔ اب تم مجھ سے یہ کہو کہ الجیراس شہر کے علاوہ طریف بن مالک اسپین کے اور کس کس حصے کی طرف حملہ آور ہوا تھا؟"

اس کے جواب میں عبداللہ کہنے لگا۔ "یا امیر! الجیراس کو مکمل طور پر فتح کرنے کے بعد وہاں سے حاصل ہونے والے مالِ غنیمت کو سنبھالنے کے بعد طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ ابھی الجیراس شہر سے باہر اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن تھا کہ اس نے جو جاسوس اپنے اطراف میں پھیلا رکھے تھے انہوں نے یہ خبر دی کہ اسپین کے جنوبی صوبے

Marfat.com

قادس کا والی تدمیر بہت بڑے ایک لشکر کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لئے الجیراس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ خبر ملنے کے بعد طریف بن مالک نے اپنے لشکر کے ساتھ الجیراس شہر سے اس سمت کوچ کیا جس طرف سے قادس کا والی تدمیر اپنے لشکر کے ساتھ یلغار کرتا چلا آ رہا تھا۔ یہاں کھلے میدانوں کے اندر دونوں لشکروں کا ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراؤ ہوا۔"

عبداللہ یہیں تک کہنے پایا تھا کہ موسیٰ بن نصیر نے بڑی بے تابی اور بڑی بے چینی سے بولتے ہوئے اس سے پوچھا۔"اے عبداللہ! پر اس جنگ کا کیا نتیجہ ہوا؟"

جواب میں عبداللہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔"یا امیر! اس جنگ میں بھی طریف بن مالک نے الفاظ کے آئینوں میں سنہری حقیقتوں کی زنجیریں ڈال دینے کا کام انجام دیا۔ اس کی نگاہیں اس جنگ میں بھی نئی منزلوں کے تعین پر تھیں۔ کمال جرأت اور خلوص کے ساتھ وہ تدمیر کے لشکر پر کچھ اس انداز سے حملہ آور ہوا جیسے وقت کی آنکھوں میں شام کا کاجل گھول گیا ہو اور اس نے تدمیر کے لشکر کی حالت اس دیمک جیسی کر دی تھی جو بدن سے لے کر روح تک کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ یا امیر! اسپین کے ان کھلے میدانوں کے اندر طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ حلیموں کے حلم اور سرکشوں کی سرکشی کی طرح حملہ آور ہوا۔ اس کے حملہ آور ہونے کے بکھراؤ میں ایک نئی تشکیل اور اس کی فکری پرواز کے اندر انوکھی رفعت تھی۔ اس جنگ میں طریف بن مالک نے تدمیر کے لشکر کو بدترین شکست دی۔ حالانکہ تدمیر کے لشکر کی تعداد طریف بن مالک کے لشکر سے کئی گنا زیادہ تھی۔ پھر بھی طریف بن مالک اپنی دانشمندی اور جرأت و شجاعت کے باعث تدمیر کے اس لشکر پر حاوی اور فتح مند رہا۔ یا امیر! تدمیر کی شکست کے بعد طریف بن مالک نے اپنے سارے لشکر کو ساحل پر جمع کیا پھر وہاں سے اس نے کوچ کیا۔ مجھے اس نے میرے حصے کا مالِ غنیمت دے کر آپ کی طرف روانہ کر دیا جبکہ وہ اپنے لشکر اور اپنے حصے کے مالِ غنیمت کے ساتھ طنجہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔"

امیر البحر عبداللہ اپنی بات ختم کر کے خاموش ہو چکا تھا۔ اس نے دیکھا موسیٰ بن نصیر اس کے ان گنت انکشافات کے جواب میں سر جھکائے خاموش بیٹھا تھا۔ عبداللہ نے محسوس کیا اس موقع پر موسیٰ بن نصیر کی آنکھوں میں چڑھتے دریاؤں کی سی روانی، اس کے چہرے پر سرے آفاق جیسی نگاہوں کی بلندی اور اس کے ہونٹوں پر زیست کے دبے دبے قہقہے تھے۔ تھوڑی دیر تک موسیٰ بن نصیر بیٹھا کچھ سوچتا رہا پھر اس کی آنکھوں کے اندر ایک انوکھی چمک پیدا ہوئی اور اس نے عبداللہ کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے باطن اور اپنے دلی

Marfat.com

خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اے عبداللہ! طریف بن مالک نے اسپین پر اپنے ان حملوں سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اسپین کو فتح کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل کام نہیں۔ وہ اگر صرف چار سو کے لشکریوں کے ساتھ بے سروسامانی کی حالت میں الجیراس شہر کو فتح کر سکتا ہے اور اپنے سامنے اپنے سے کئی گنا زیادہ قوت رکھنے والے اسپین کے جنوبی حکمران تدمیر کو شکست دے سکتا ہے تو میں سمجھتا ہوں اگر ہم اپنی قوت میں اور زیادہ اضافہ کریں تو اسپین کو ہم اپنے سامنے سرنگوں کر کے رکھ سکتے ہیں۔"

موسیٰ بن نصیر کی اس گفتگو کے جواب میں عبداللہ کہنے لگا۔ "یا امیر! آپ کے خیالات اور آپ کے ارادے درست اور حقیقت پر مبنی ہیں۔ لیکن میں آپ سے اس موقع پر یہ گزارش کروں گا کہ اسپین پر آئندہ جو لشکر حملہ آور ہو اس میں طریف بن مالک کو بھی شامل ہونا چاہئے اس لئے کہ یہ مجاہد اب اسپین کے محل وقوع، اس کے راستوں اور اس کی شاہراہوں سے خوب واقف ہے اور حملہ آور ہونے میں بہترین رہبری، بہترین رہنمائی کا کام انجام دے سکتا ہے۔"

عبداللہ کی اس بات کے جواب میں موسیٰ بن نصیر نے اسے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اے عبداللہ! تمہارا کہنا درست ہے۔ اب جو لشکر اسپین پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار کیا جائے گا اس کا سالار اعلیٰ خود طارق بن زیاد ہوگا اور یہ طریف بن مالک اور ان کا تیسرا ساتھی مغیث دونوں طارق بن زیاد کے نائب کی حیثیت سے اس کے ساتھ کام کریں گے۔ اسپین پر حملہ آور ہونے کی اس مہم کو میں بہت جلد تشکیل دوں گا۔ اے عبداللہ! اب تم اٹھ کر آرام کرو۔ میں محسوس کرتا ہوں تم لگاتار سفر کے باعث تھکے ہوئے ہو۔"

موسیٰ بن نصیر کا یہ حکم پا کر عبداللہ اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔

◆

جنم جنم کی راکھ کریدتی ہوئی صبح نیند کی موجوں اور لوریوں کے ترنم سے نکلتی ہوئی قوس قزح کی طرح پھول چنتی گیت گاتی رنگ حسن بہار بکھیرتی بے نیاز دود شمع کی طرح طلوع ہوئی تھی۔ گھروں کی رونق اور سنسان دریچوں کا حُسن لوٹ آیا تھا۔ محبت کے شہر اپنے پرتو حُسن کے ساتھ بیدار ہو گئے تھے اور دھرتی کے رکھوالے خوابوں کے غلاف سے نکلتے ہوئے نئے دن کی ابتداء کر چکے تھے۔

Marfat.com

یہ ہجری 92 کے شعبان اور 711ء کی مئی کی ایک انقلاب آفرین صبح تھی۔ اس روز سویرے ہی سویرے قیروان کی طرف آنے والے دو سوار طنجہ شہر میں داخل ہوئے تھے۔ یہ امیر موسیٰ بن نصیر کے قاصد تھے جو طارق بن زیاد کے لئے یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ وہ اپنے سات ہزار کے لشکر کے ساتھ طنجہ شہر سے نکل کر اسپین پر حملہ آور ہو جائے۔

اپنے امیر کا یہ حکم سنتے ہی طارق بن زیاد حرکت میں آیا۔ طریف بن مالک اور مغیث کے ساتھ اپنے سات ہزار لشکر کے ساتھ اس نے طنجہ سے کوچ کیا اور سبتہ کی بندرگاہ کا رخ کیا۔ وہاں امیر موسیٰ بن نصیر کا امیر البحر عبداللہ پہلے سے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ طارق بن زیاد اور اس کے لشکر کا منتظر تھا۔ اس طرح طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ عبداللہ کے بحری بیڑے میں سبتہ کی بندرگاہ سے اسپین کے ساحل کی طرف کوچ کر گئے تھے جب کہ طارق بن زیاد طریف بن مالک اور مغیث کی غیر موجودگی میں موسیٰ بن نصیر نے اپنے بیٹے مروان کو طنجہ شہر کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔

طارق بن زیاد طریف بن مالک کی رہبری و رہنمائی میں اپنے بحری بیڑے کو اسپین کے اس ساحلی حصہ کی طرف لے گیا جہاں تک سمندر خشکی کے اندر گھستا ہوا ایک بہت بڑی جھیل کی صورت اختیار کرتا تھا۔ اس جھیل کا نام لاجندا تھا۔ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اسی لاجندا نام کی جھیل میں طارق بن زیاد داخل ہوا۔ جھیل کے ساحل پر اس نے اپنے بحری بیڑے کو لنگر انداز کیا اور لشکر کو اس نے ساحل سے ذرا دور وادی رباط کے اندر خیمہ زن ہونے کا حکم دیا تھا۔ اس طرح اسلامی لشکر کی پشت پر اب جھیل لاجندا تھی اور اس کے ایک طرف دریائے رباط ٹھاٹھیں مارتا ہوا بہہ رہا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ اسپین کے ساحل پر اترنے کے بعد طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے مل کر چند اہم کام سرانجام دیئے۔ اول یہ کہ ان دونوں نے قرب و جوار کے علاقوں کو فتح کر کے اپنے لشکر کے لئے ضروری سامان رسد اور خوراک کے ذخائر جمع کر لئے تھے۔ ثانیاً طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے اپنے عیسائی اور یہودی جاسوس کے ذریعہ ہسپانیہ کی شاہی افواج کی تعداد سامان حرب و رسد اور نقل و حرکت کے متعلق ضروری اطلاعات حاصل کرنے کا نہایت اعلیٰ انتظام کر لیا تھا اور یہ معلومات آئندہ لڑائیوں میں ان کے لئے انتہائی مفید ثابت ہو سکتی تھیں۔

ثالثاً انہوں نے اپنے جاسوسوں کے ذریعے ہسپانوی عوام اور افواج کے حوصلے پست کرنے اور ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے ان کے اندر موثر پراپیگنڈے کا انتظام

Marfat.com

کیا تھا۔ اربغا یہ کہ ان دونوں نے اپنے لشکر کو چاک و چوبند اور لڑائی کے لئے تیار رکھنے اور جنگی مشقیں کرانے اور جنگی حالات اور دشمن کے طریقۂ جنگ سے واقف کرانے اور فوجی کردار کو بلند رکھنے کے لئے نیز دشمن کے حوصلوں کو پست کرنے کے لئے مختلف فوجی دستوں کو اپنے قرب و جوار کے مقامات کی فتح کے لئے بھیجنا شروع کیا۔ ان چھوٹے چھوٹے دستوں نے قرطاجنہ، جزیرہ خضراء اور طریق وغیرہ شہروں پر قبضہ کرلیا اور یہاں سے اپنے لشکر کے لئے ڈھیروں سامانِ حرب وضرب اکٹھا کرلیا تھا۔ یوں طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے مغیث اور امیر البحر عبداللہ کے ساتھ مل کر دن بدن اپنے لشکر کی حالت کو مستحکم کرنا شروع کر دیا تھا۔

جن دنوں طارق بن زیاد اور طریف بن مالک سپین کے ساحل پر اتر کر آئندہ جنگ کے لئے اپنی حالت کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جا رہے تھے انہی دنوں اسپین کا بادشاہ رازرک شمالی اسپین میں باسک قوم کی بغاوت فرو کرنے میں مصروف تھا۔ ایک روز رازرک ایک شاہی خیمہ میں بیٹھا محوِ استراحت تھا کہ اس کے جنوبی علاقوں کے گورنر تدمیر کی طرف سے ایک قاصد اس کے خیمہ میں داخل ہوا۔ اس قاصد نے پہلے زمین کی طرف اپنے جسم کو کمان کی طرح خم کرتے ہوئے رازرک کو تعظیم اور عزت پیش کی پھر جب وہ سیدھا کھڑا ہوا تو رازرک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے بادشاہ! میں جنوبی اسپین کے گورنر تدمیر کی طرف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ ہماری زمین پر ایک ایسی قوم اتر پڑی ہے جس کے متعلق کچھ پتہ نہیں چلتا کہ یہ آسمان سے نازل ہوئی ہے یا زمین سے نکل کھڑی ہوئی ہے۔ ان کی حالت اور ان کے چہروں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صحرائی باشندے ہیں۔ اے بادشاہ! یہ لوگ سمندر کی آویزش، یادوں کے غبار، رس چوستے زنبور اور گمنامی کے غاروں سے نکلے ہوئے کوئی ان دیکھے اور انہونے سے انسان لگتے ہیں۔ یہ لوگ ہمارے شبستانوں کی خلوت گاہوں کو اجاڑنے لگے ہیں۔ روشنی کے سیلاب اور بے پناہ سیل کی مانند یہ لوگ جھیل لاجندا کے ساحل پر اچانک آ نمودار ہوئے ہیں۔ کرنوں کے یہ بنجارے، تپتے صحراؤں کے یہ باشندے سخت گیر اور تنومند جوانوں پر مشتمل ہیں۔ تیز غراتی موجوں، تقدیر کے اندھے گڑھوں، سایوں کے قافلوں اور ڈستے زہریلے حروف کی طرح حرکت میں آ کر ان لوگوں نے ہمارے کئی ساحلوں اور ساحلی شہروں پر قبضہ کرلیا ہے۔ اے بادشاہ! ان لوگوں کو روکا

Marfat.com

نہ گیا، ان کے سامنے کوئی مضبوط بند نہ باندھا گیا تو خدشہ اور خطرہ ہے کہ یہ لوگ نفرت کڑی دھوپ، خوابوں کے بن باس اور لاوے کی صورت میں پھیلتے ہی چلے جائیں گے۔ اگر ان کا کوئی سد باب نہ ہوا تو اے بادشاہ! یہ لوگ لڑتے وقت کے بازو اور دوڑتے لمحوں کی دھول کی طرح اپنی فتوحات کو وسعت دیتے چلے جائیں گے۔ ان کے اچانک نمودار ہونے، ہمارے ساحلی علاقوں پر قبضہ کرنے سے اسپین کے لوگ ان کی شجاعت اور بہادری سے ایسے متاثر ہوئے ہیں کہ خود ہمارے ہی لوگ ان اجنبیوں کے متعلق شبنمی لوریوں جیسی کہاوتوں کو ترتیب دینے لگے ہیں۔ اے بادشاہ! ابھی وقت ہے ان حملہ آوروں کا کوئی انتظام کر لینا چاہئے اور ان باسکوں کی بغاوت و سرکشی کو فی الحال فراموش کر کے ان نئے حملہ آوروں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔"

اس قاصد کے انکشاف پر رازرک تھوڑی دیر تک خوف سے سہما سہما اور آنے والے خطرات سے گھبرایا گھبرایا سا دکھائی دے رہا تھا۔ تاہم جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھالا پھر وہ اس قاصد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سنو تدمیر کے قاصد! کسی ملک پر کسی کا حملہ آور ہونا کوئی نئی بات نہیں ہے اس لئے کہ جب تک شمع جلتی ہے اس کے ساتھ سایہ بھی رہتا ہے۔ اس کائنات کے اندر کوئی بھی عہد وفا ابدی اور دائمی نہیں ہے۔ کسی نہ کسی روز ہر ایک کو فنا پذیری کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اور پھر سنو اے قاصد! ہماری سلطنت اس قدر وسیع اور مضبوط ہے کہ ایسے چھوٹے چھوٹے حملہ آور ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ تاہم اس بغاوت کو کچلنے کے عمل کو ختم کر کے ہم اسپین پر حملہ آور ہونے والے ان اجنبیوں کی طرف بڑھیں گے اور اے قاصد! تم دیکھو گے کہ ان حملہ آوروں پر ہم محکومیت کی روایات، اڈتے بادلوں اور خود نگر پاسبانوں کی طرح حملہ آور ہوں گے اور اسپین کی رعایا دیکھے گی کہ جس طرح دھرتی کے شاداب سینے کو سورج روشن کرتا ہے اور جس طرح سرما کی بھیگی صبح پر دھوپ چھا جاتی ہے ایسے ہی ہم حملہ آوروں پر چھا کر انہیں اپنی سرزمین سے مار بھگائیں گے۔"

اپنے بادشاہ رازرک کا یہ پیغام سن کر قاصد خوش اور مطمئن ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک بار پھر اس نے اپنے سر کو خم کیا اور بڑی عاجزی اور انکساری سے رازرک کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "اے بادشاہ! اب میرے لئے کیا حکم ہے؟"

اس پر رازرک نے اپنے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا۔

"تم آج ہی تدمیر کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اسے میرا پیغام دو کہ وہ اپنے لشکر کے

Marfat.com

ساتھ تیار رہے۔ ایک دو روز تک میں وہاں پہنچوں گا۔ میرا لشکر بھی میرے ساتھ ہو گا۔ اس طرح تدمیر بھی میرے ساتھ ملے گا اور ہم متحدہ لشکر کے ساتھ وادی رباط کا رخ کریں گے جہاں پر حملہ آور اپنی چھوٹی فتوحات پر فخر کرتے ہوئے پھولا نہ سما رہا ہو گا۔ پر اے قاصد! جب وادی رباط اور دریائے رباط کے کنارے ہم اس پر ضرب لگائیں گے تو اسپین کے لوگ دیکھیں گے کہ ان حملہ آوروں کو لمحوں کے اندر ہم جھیل لاجندا کے اندر ڈبو کر رکھ دیں گے۔ اب تم جا سکتے ہو"

اس کے ساتھ ہی قاصد نے اپنے سر کو خم کیا اور رازرک کو تعظیم دیتا ہوا نکل گیا تھا۔

رازرک نے باسک قوم کی بغاوت اور سرکشی کو فراموش کر دیا تھا۔ اس نے اپنے پادری اور راہب مختلف شہروں میں روانہ کر دیئے جنہوں نے اپنی تقریروں سے لوگوں کے اندر ایک جوش اور جذبہ پیدا کر دیا اور لوگ جوق در جوق رضا کارانہ انداز میں مسلح ہو کر اسپین کے مرکزی شہر پہنچنے لگے تاکہ رازرک کے لشکر میں شامل ہو کر مسلمانوں کے خلاف جنگ میں حصہ لے سکیں۔ پادری اپنے کلیساؤں سے اور راہب اپنی خانقاہوں سے نکل کر پورے اسپین میں پھیل گئے تھے اور جگہ جگہ تقریریں کرتے ہوئے وہ لوگوں کے جذبات کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے لگے تھے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے رازرک نے لاکھوں مسلح افراد پر مشتمل ایک جرار لشکر تیار کر لیا تھا۔ طارق بن زیاد کے جاسوس یہ ساری خبریں اس تک پہنچا رہے تھے۔ لہٰذا اس نے اس ساری صورتحال سے موسیٰ بن نصیر کو آگاہ کر دیا تھا۔ صورتحال کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے موسیٰ بن نصیر نے پانچ ہزار کا مزید ایک لشکر طارق بن زیاد کی مدد کے لئے روانہ کر دیا۔ اس طرح اسپین کے اندر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے پاس بارہ ہزار کا لشکر ہو گیا تھا جبکہ ان کے مقابلہ میں رازرک بادشاہ لاکھوں کا لشکر لے کر اترنے والا تھا۔

اپنے جرار لشکر کے ساتھ ایک یلغار کی صورت میں پیش قدمی کرتا ہوا رازرک دریائے رباط کے کنارے طارق بن زیاد کے عین سامنے آن کھڑا ہوا۔ وہ دو گھوڑوں کے تخت رواں پر موتی یاقوت اور برجد سے مرصع چتر شاہی کے نیچے زرو جواہرات کے لباس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے زیر کمان انسانوں کا جنگل تھا۔ ہر طرف اسلحہ سے آراستہ عسکری دکھائی دیتے تھے۔ وافر تعداد میں ذخیرۂ رسد اور دیگر ضروریات کا سامان اس کے ہمراہ تھا۔ لشکر کے پیچھے باربرداری کے سامان سے لدے بے شمار جانور تھے اور یہ سب رازرک اپنے ساتھ اس غرض کے تحت لایا تھا کہ دشمن کو جنگ میں وہ آسانی سے شکست دے دے

Marfat.com

گا اور پھر دشمن کو قیدی بنا کر رسیوں سے باندھ کر وہ انہیں اپنی سلطنت میں پھرائے گا تا کہ آئندہ پھر کسی قوت کو اسپین پر حملہ آور ہونے کی ہمت اور جرأت نہ ہو۔

رازرک کے مقابلہ میں طارق بن زیاد کے پاس صرف بارہ ہزار پردیسی مجاہد تھے جو نہ اعلیٰ اسلحہ رکھتے تھے نہ ان کے پاس سواری کے لئے زیادہ گھوڑے تھے۔ وہ زرہیں پہنے، سفید عمامے باندھے، اپنے کندھوں پر کمانیں لٹکائے، اپنی کمر پر تیروں بھرے ترکش باندھے ہوئے اور اپنے ہاتھوں میں خم دار عربی تلواریں تھامے ہوئے تھے۔ اپنے اور دشمن کے لشکر کی تعداد کا فرق دیکھتے ہوئے اور جنگی صورتحال کا اندازہ لگاتے ہوئے طارق بن زیاد نے ایک بڑا بہت بڑا فیصلہ کیا۔ اس نے جھیل لاجندا کے ساحل پر کھڑی اپنی کشتیوں کو آگ لگانے کا حکم دے دیا اور جس وقت ان کشتیوں سے آگ کے شعلے اور دھواں آسمان کی طرف بلند ہو رہا تھا اس وقت طارق اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے کے بعد ایک بلند جگہ پر کھڑا ہوا اور اپنے لشکریوں کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

''سنو میرے گوہر شب تاب ساتھیو! تمہارا دشمن جسے اپنے لشکر کی صحیح تعداد تک کا بھی علم نہیں تمہارے سامنے صفیں درست کئے کھڑا ہے۔ میں طارق بن زیاد تمہارے سالار کی حیثیت سے تمہارے ساتھ اور تمہارے آگے آگے رہ کر دشمن سے جنگ کروں گا۔ سنو میرے عزیزو! اپنے دشمنوں پر سر پر برستی آگ، لفظوں اور معنی کے ہجوم، ساعت کاذب، گرتی شبنم اور جرأت رنداں کی طرح حملہ آور ہونا۔ دشمنوں کے ساغرِ ہستی کو توڑ پھوڑ دینا اور ان کی حالت بوند بوند کی ترستی زمین اور کٹھن ڈگر جیسی بنا کر رکھ دینا۔

سنو اسلام کے نیک دل فرزندو! سپین کا بادشاہ اور تمہارے دشمن کے لشکر کا سالار رازرک ایک انتہائی بڑا اور گناہ گار انسان ہے۔ اس میں نے نہ جانے کتنی راتوں کی مانگ کو سنولا دیا ہے۔ کتنی صبحوں کا خون نچوڑا، کتنے کڑیل جوانوں کو اس نے شاخ کی طرح توڑا ہوگا۔ عروسِ فطرت جیسی پاکیزہ ان گنت لڑکیوں کو بے آبرو کیا ہوگا۔ صرف خود زندہ رہنے کی پاداش میں ان نے اوروں کا خون بہایا۔ اس رازرک نے بچوں کی چیخوں پر، عورتوں کی آہوں بیواؤں کے آنسوؤں، عصمت کے ملبوں پر کھڑے ہو کر مکروہ اور بھیانک قہقہے بلند کئے۔

خوابوں کی صبح خنداں اور چڑھتے دنوں کے جمال کی طرح دشمن پر حملہ آور ہونا۔ اپنی زندگی کے لہو کو نقطۂ عروج پر لے جا کر اور پوری کاوشیں بیداری کی طرح دشمن پر وارد ہو کر ان کے خشک ہونٹوں کے کشکول پر شکست کی مہریں لگانا۔ ان کے ذہنوں کے بہوت اور

Marfat.com

انہیں پتھرا کر رکھ دینا۔ سنو ساتھیو! ایک دوسرے کے محاسن و مصائب کو فراموش کر دو۔ طبقاتی تصادم کو پس پشت ڈال دو۔ معاشرتی تضاد کو بھول جاؤ۔ لحہ وصال بن کر دشمن پر نزول کرنا۔ اپنی تمناؤں اور مقاصد کو کہکشاں بنانا اور اپنے لئے اس خاک کو جلوہ گاہ زار بنا کر رکھنا۔ یہ دشمن تمہیں خام و نومولود سمجھتا ہے۔ یہ تم سے مقابلہ کرنے والے انسانیت کے بیابانوں میں قزاق، تمدن کے مرغزاروں میں رہزن اور تہذیب کے تاکستانوں کے اندر ایک خزاں کی مانند ہیں۔ میرے بھائیو! میرے عزیزو! ایک ہمہ جہت جنگجو اور ہمہ صفت مجاہد کی طرح ان کا مقابلہ کرنا۔

سنو میرے تپتے صحراؤں کے باجبروت فرزندو! تم تیرگی میں نہاں نور کی مانند ہو۔ تم گردش چشم میں گردشِ دہر ہو۔ اس کائنات کے اندر انسان بذاتِ خود فانی ہے لیکن شرف آدمیت فانی نہیں۔ اگر تم اس میدانِ جنگ میں کارہائے نمایاں سرانجام دو تو آنے والی نسلیں اپنی تاریخ کے اوراق میں تمہیں ہمیشہ کے لئے زندہ اور جاوید بنا کر رکھیں گی۔ اپنے دشمنوں کے خیالوں کے معبد میں سنگ و شرر، آگ و اجالا بن کر وارد ہونا اور اپنی فتح اور کامرانی کو یقینی بنا کر رکھنا۔

سنو میرے ساتھیو! جنگ کی ابتداء کرنے سے پہلے اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کو اپنے ذہن میں لانا اور ان کی صفات کو مدنظر رکھنا۔ وہ ادراک کے اصول اور فتح کے رسول قافلہ در قافلہ، کارواں در کارواں ایک نئے انقلاب کی یلغار بن کر کبھی طغیانِ نیل، کبھی دجلہ کے چڑھاؤ اور کبھی فرات کی طغیانی کی طرح عناصر کے طوفان بن کر اپنے دشمنوں پر ضرب لگاتے رہے اور کامیابی، کامرانی حاصل کرتے رہے۔ سنو ساتھیو! اگر اپنے آباؤ اجداد کی طرح تم بھی اپنے رب کی عظمت کے قصیدے گاتے، خداوند کی کبریائی کے گیت اور اس کی یکتائی کے نغمے بلند کرتے ہوئے دشمن پر حملہ آور ہو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہاری فتح مندی یقینی اور واضح ہے۔ اپنے پیچھے نگاہ دوڑا کر دیکھو۔ میں نے ان کشتیوں کو آگ لگا دی ہے جن میں ہم نے افریقہ کے ساحل سے اسپین کی اس سرزمین تک سفر کیا تاکہ کسی لشکری کے ذہن میں یہ بات نہ رہے کہ اس میدان سے نکل کر وہ افریقہ کی طرف بھاگ جانے میں کامیاب ہو جائے گا۔

سنو، ہمارے پیچھے اب سمندر اور سامنے دشمن کا جرار لشکر ہے۔ خداوند کی قسم اب سوائے صبر و استقلال کے ہمارے لئے کوئی چارہ کوئی طریقہ کار باقی نہیں رہا۔ اور یہی دو طاقتیں ہیں جو کبھی بھی مرعوب نہیں کی جا سکتیں۔ اگر تم نے میری باتوں پر عمل نہ کیا تو پھر سن رکھو میری اور

Marfat.com

تم سب کی حالت بخیلوں، دستر خوان پر مفت خوروں کی سی ہو کر رہ جائے گی۔

سنو میرے عزیزو! میں تمہیں جو دعوت دے رہا ہوں اس دعوت کو قبول کرنے والا سب سے پہلا شخص میں ہوں۔ مجھے تم جو کرتے دیکھو اس کی پیروی کرنا۔ اگر میں حملہ آور ہوں تو تم بھی حملہ آور ہو کر دشمن پر ٹوٹ پڑنا۔ اگر میں رک جاؤں تو تم بھی رک جانا۔ لڑائی کے میدان میں سب مل کر ایک شخص واحد کی طرح اپنا کام سرانجام دینا۔ جس وقت دونوں لشکر آپس میں ٹکرائیں اس وقت میں خاص طور پر رازرک پر حملہ آور ہوں گا اور اس سرکش کا کام تمام کرنے کی کوشش کروں گا۔ اگر وہ میرے ہاتھوں اس جنگ میں مارا گیا تو فتح مندی اور فوزیابی لمحوں کے اندر تمہارے قدم چومے گی اور اگر میں خود اس جنگ میں کام آ گیا تو سنو، تمہارے اندر طریف بن مالک، مغیث اور عبداللہ جیسے جرأت مند سالار ہیں۔ میرے بعد وہ تمہاری رہنمائی کریں گے اور تمہیں فتح مندی کی منزل پر پہنچا کر رہیں گے۔ اگر میں منزل تک پہنچنے سے پہلے مارا جاؤں تو میرے عزم کو پورا کرنا۔ دشمن پر حملہ آور ہو کر اس کا کام تمام کرنا اور اس سرزمین کی فتح کو مکمل کرنا۔

ساتھیو! اگر میں اس جنگ میں مارا جاؤں تو غمگین نہ ہونا، رنج و ملال نہ کرنا اور نہ آپس میں جھگڑا کر کے ایک دوسرے سے لڑنا۔ ورنہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور دشمن کے لئے تم پیٹھ پھیر دو گے اور قتل و گرفتار ہو کر برباد ہو کر رہ جاؤ گے۔ خبردار کسی بھی صورت شکست اور پستی کو قبول نہ کرنا اور اپنے آپ کو ہرگز دشمنوں کے حوالے نہ کرنا۔ تمہارے لئے مشقت اور فاقہ کشی کے ذریعے شرف عظمت اور راحت و آرام اور حصولِ شہادت کے لئے ثوابِ آخرت مقرر کیا گیا ہے۔ ان سعادتوں کو حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھنا اور اگر تم نے یہ کر لیا تو اللہ کا فضل اور احسان تمہارے ساتھ ہو گا اور وہ تمہیں آئندہ ہونے والے بڑے گھاٹے سے اور تمہیں آنے والی نسلوں میں برے الفاظ سے یاد کئے جانے سے بچا کر رکھے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد طارق بن زیاد خاموش ہو گیا تھا۔ اس کی تقریر کے پُرجوش الفاظ سے اس کے لشکریوں کے دل عظمت و ہمت، جوش و خروش، فتح و ظفر کی امیدوں سے بھر گئے تھے۔ اس موقع پر لشکر کے کئی ساتھی اور لشکری اٹھ کر سامنے آئے اور بلند آوازوں میں اپنے لشکر کے ساتھیوں اور طارق بن زیاد کے ساتھ آخری فتح تک اپنی جانوں کو قربان کر دینے کا عزم کرنے لگے۔ اس کے بعد طارق بن زیاد، طریف بن مالک، مغیث اور عبداللہ کے ساتھ اپنی صفوں کا آخری جائزہ لینے کے بعد اپنے لشکر کے

Marfat.com

سامنے آکر کھڑا ہو گیا تھا۔
جنگ کا آغاز رازرک کی طرف سے کیا گیا تھا۔ انفرادی جنگ کے لئے اس نے اپنے ایک سورما کو اتارا جو سر سے لے کر پاؤں تک لوہے میں غرق تھا۔ وہ جنگجو اور سورما اپنے گھوڑے کو بڑی تیزی اور خونخواری کے ساتھ دوڑاتا ہوا میدان کے وسط میں آیا اور اپنی تلوار کو فضا کے اندر بلند کر کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں لہراتے ہوئے اس نے بلند آواز میں اسلامی لشکر کو مخاطب کر کے مقابلے کے لئے للکارا۔ اس موقع پر طارق بن زیاد نے اپنے دائیں طرف اپنے گھوڑے پر سوار طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اے ابنِ مالک! تم میدان میں اترتے ہو یا میں خود دشمن کے اس جنگجو کا مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں اتروں؟"

اس پر طریف بن مالک نے فوراً بڑی عاجزی و انکساری سے طارق بن زیاد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے ابنِ زیاد، میرے بھائی! میرے دوست! میرے محسن! آپ کو میدان میں اتر کر زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ان اسپینی سورماؤں اور جنگجوؤں کے طریقۂ جنگ سے خوب اچھی طرح آگاہ ہوں۔ میں خود میدان میں اترتا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ لمحوں کے اندر میں میدان میں اترنے والے اس جنگجو کو میدان سے بھاگ جانے پر مجبور کر دوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک نے اپنے خوذ کا نقاب اپنے منہ پر گرا دیا۔ کندھے پر لٹکتی کمان اور پیٹھ پر تیروں بھرا ترکش اس نے درست کیا۔ اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال کر اس نے مضبوطی سے تھامی پھر اس نے گھوڑے کو ایک سخت ایڑ لگا کر میدان کے اس وسطی حصے کی طرف بھگا دیا تھا جہاں پر رازرک کی طرف سے میدان میں اترنے والا جوان مقابلے کا منتظر تھا۔

اس اسپینی جوان کے سامنے آکر طریف بن مالک نے جب اپنے گھوڑے کو روکا تو اس اسپینی جوان نے اپنے چہرے سے اپنے آہنی خود کا نقاب ہٹا دیا۔ طریف بن مالک نے دیکھا، وہ روجر تھا جسے وہ ایک بار ٹولیڈو شہر میں موت کے میدان میں بری طرح شکست دے چکا تھا۔ اپنے چہرے سے اپنا آہنی نقاب ہٹانے کے بعد روجر نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے اجنبی! اے نو وارد! قبل اس کے کہ میں موجِ غم کی طرح تم پر حملہ آور ہوں۔

Marfat.com

تجھے شاخوں کی طرح توڑ دوں، جنون کی فرزانگی کی طرح تجھ پر نزول کر کے تیری حالت خوابوں کے اجڑے کھیت، خود فریبی کے خواب اور اندھیری اجاڑ کٹھیا جیسی کروں تُو اپنے چہرے سے اپنے خود کا نقاب ہٹا۔ مجھے اپنا نام کہہ تا کہ میں جانوں کون میرے ہاتھوں مرنے کے لئے میدان میں اترا ہے۔ سن، میرا نام روجر ہے۔ میں رازرزک کے لشکر کا وہ جوان ہوں جو اپنے مد مقابل پر وارد ہو کر لمحوں کے اندر اس کی ساری اکڑ فوں نکال کر رکھ دیتا ہے۔ لہٰذا تُو اپنے چہرے سے اپنا نقاب ہٹا اور اپنا نام کہہ۔ اس کے بعد میں اس میدان میں تم پر موت طاری کروں گا۔"

روجر کی اس گفتگو کے جواب میں طریف بن مالک اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے خریدارِ حقیقت! اے منحنی بیمار انسان! اس ساعتِ درزیدہ و نایاب لمحوں میں تُو مجھے گمنام اور ناآشنا ہی رہنے دے۔ میں اس گمنامی کی حالت میں تم پر موت کا مایوس لہجہ یا جگر دوز سعی ہو کر نازل ہونا چاہتا ہوں۔ اگر اس موقع پر میں نے اپنے چہرے سے اپنا نقاب ہٹا دیا اور تجھ پر میں نے اپنا آپ ظاہر کر دیا تو پھر اپنے دل کے قرطاس پر تُو یہ لکھ رکھ، میری اصلیت جاننے کے بعد تیری حالت اجڑے سنسار و دیار، جور و خزاں، جنوں افروز شام کی سی ہو کر رہ جائے گی اور اس میدان کے اندر میرے سامنے تیرے جسم و روح کی ساری کیفیت عریاں ہو جائے گی اور تُو مجھ سے مقابلہ کئے بغیر اپنے آپ کو سرحدِ مرگ و موت پر کھڑا دیکھے گا اور مجھے دیکھنے اور مجھے پہچاننے کے بعد اے روجر! تیری حالت یقینی طور پر غیر کی دریوزہ کرنے والے درماندہ و لاچار انسان، نان جویں کے محتاج بھکاری اور فکر معاش میں تھکے مسافر جیسی ہو کر رہ جائے گی! اے روجر! میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جب میں خواب کی سی آسودگی کے ساتھ تجھ پر حملہ آور ہو کر تجھے اجل کی بیڑیاں پہناؤں گا تو تیری تنی ہوئی شریانوں کے اندر خون منجمد ہو جائے گا اور تُو اس میدان کے اندر ذلت کی ایک مثال بن کر رہ جائے گا۔ لہٰذا تیری بہتری اور تیری منفعت اسی میں ہے کہ میرے چہرے پر خود کا نقاب پڑا رہنے دے اور اسی حالت میں تُو میرے ساتھ جنگ کر۔ اگر میں نے نقاب ہٹا دیا تو پھر تُو میرے ساتھ مقابلہ نہ کر سکے گا۔"

جواب میں روجر ہٹ دھرمی اور ضد کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "اے اجنبی نووارد! مجھے باتوں کی بھول بھلیوں میں ڈال کر وقت گزارنے کی کوشش نہ کر۔ جب تک تُو اپنے چہرے سے نقاب نہیں ہٹائے گا تب تک میں تیرے ساتھ مقابلے کی ابتداء نہ کروں گا اور اگر تُو اپنے چہرے سے خود کا نقاب نہیں ہٹانا چاہتا تو میں سمجھوں گا کہ تُو میرے

Marfat.com

ساتھ مقابلہ کرنے سے گریزاں ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں تُو واپس چلا جا اور کسی دوسرے کو میرے مقابلے کو بھیج تاکہ میری خواہش اور میری مرضی کے مطابق اس کے اور میرے درمیان کوئی مقابلہ ہو سکے۔"

روجر کی یہ گفتگو سن کر طریف بن مالک حرکت میں آیا اور اپنے چہرے سے خود کا نقاب ہٹا دیا۔

طریف بن مالک کو اپنے گھوڑے پر سوار اپنے سامنے دیکھ کر روجر کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ وہ کچھ کہنے کی بجائے بے کراں رات کے سناٹے کی سی خاموشی اختیار کر کے رہ گیا تھا۔ اس کی آنکھوں کے اندر کلفتوں کے سنگریزے برسنے لگے تھے اور اس کے جسم پر خوف کی کپکپی طاری ہو گئی تھی۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے طریف بن مالک نے نمی میں ڈوبی ہوئی ہوا جیسے لہجے میں مخاطب کر کے اسے کہا۔

"اے روجر! میں نے تمہیں کہا نہ تھا کہ میرے چہرے سے نقاب نہ ہٹا اور مجھے اجنبی اور ناآشنا کی حیثیت سے اپنے ساتھ مقابلہ کرنے دے۔ لیکن تُو نے میری بات نہ مانی۔ اب جب کہ میں نے اپنے چہرے سے تیرے کہنے کے مطابق نقاب ہٹایا ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ تیری حالت چیخوں کے کہرام اور صدیوں کے جلتے لمحات جیسی ہو کر رہ گئی ہے دیکھ، تُو اپنی حالت کو سنبھال کر آگے بڑھ اور پھر دونوں آپس میں مقابلہ کریں۔"

طریف بن مالک کو دیکھتے ہی روجر پر خوف طاری ہو چکا تھا لہٰذا مقابلہ کرنے کی بجائے وہ مڑا اور اپنے گھوڑے کو واپس موڑتا ہوا میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ طریف بن مالک نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے اس کا تعاقب کیا اور لمحوں کے اندر اس نے اپنی تلوار برسا کر بھاگتے ہوئے روجر کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔ اس کے بعد وہ پلٹا اور اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا اپنے لشکر کی طرف چلا گیا۔

اس مقابلے کے بعد عام جنگ کی ابتداء ہو گئی تھی۔ دونوں طرف لشکری گرمیٔ حُسن جواں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے۔ آرزوؤں کی جلوہ گاہوں میں چیخیں چیخوں سے ٹکرانے لگی تھیں۔ نبضیں ڈوبنے لگی تھیں۔ روعمیق ایسے لذت کش جذبوں کے اندر بڑے بڑے گرانڈیل جوان ابھرنے اور ڈوبنے لگے تھے۔ موت وقت کی طیلساں کی طرح ہر طرف چھاتی جا رہی تھی جس کے باعث ساحل کی ریت انسانی خون سے لذت و آسودگی اٹھا رہی تھی۔ رازرک کا خیال تھا کہ مسلمانوں کے مقابلے میں اس کے لشکر کی تعداد چونکہ کئی گنا زیادہ ہے لہٰذا وہ ساعتوں کے اندر مسلمانوں کو شکست دے کر ان کا

Marfat.com

تعاقب کرے گا اور پھر خچروں پر لاد کر جو رسے وہ اپنے ساتھ لایا تھا ان رسوں مسلمانوں کو باندھ کر اسیر اور قیدی کی حیثیت سے انہیں اپنی ساری سلطنت میں گھما پھرا ان کی بے عزتی اور ذلت کا باعث بنے گا۔

لیکن قدرت کو یہاں کچھ اور ہی منظور تھا۔ مسلم مجاہدین اپنے جذبات کی شوریدہ کاری، انوار سحر، رنگیں سہالی، حدت اور تابندہ لمحات کی طرح عجیب سے انداز سے اپنے دشمن پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ اس سے وہ میٹھی تمازت سے مسحور اپنے چہروں کے ساتھ ندیوں کے جھرمٹ میں محصور دریا کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے اور جس طرح بارش قطرہ قطرہ ہو کر زمین کے بدن کے اندر گھستی ہے ایسے ہی وہ بھی دشمن کے لشکر کے اندر نوکیلی میخوں کی طرح گھستے چلے گئے تھے۔

جنگ کا یہ سماں دیکھتے ہوئے رازرک کی کیفیت ایسی ہو گئی تھی جیسے وہ ہزاروں برسوں کی گھنی نیند سے چونک کر اٹھ کھڑا ہوا ہو۔ چونکہ اسے یہ امید تک نہ تھی کہ اس کے لاکھوں پر مشتمل لشکر کے سامنے مٹھی بھر آہنی مجسموں اور سلگتی چٹانوں کی طرح جم کر رہ جائیں گے۔ اپنے جواہرات سے مرصع تخت کے اندر جسے دو گھوڑے کھینچ رہے تھے وہ بڑی بے چینی اور بے تابی سے جنگ کا نظارہ کر رہا تھا۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ اس کے سامنے مسلح مجاہدین اپنے چہروں پر قرب کی موہنی دلکشی، اچھلتے کودتے جوان جھرنوں کے کھولتے دریاؤں، بپھرے سمندر اور بل کھاتے تیز دھاروں کی طرح اس کے لشکریوں پر حملہ آور ہو کر نہ صرف یہ کہ زمین کی لرزتی روک کو خون سے بھر رہے تھے بلکہ اس کے لشکر کی حالت چتاؤں کے شہر اور خزاں کی پیاس جیسی بناتے چلے جا رہے تھے۔

جنگ کا یہ سماں دیکھتے ہوئے رازرک نے تھوڑی دیر کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ پر ایسا کرنے سے جنگ میں نہ تو نرمی آ سکتی تھی اور نہ ہی وہ ذلت، تباہی اور کھولتے سیلاب سے بچ سکتا تھا۔ اس لئے کہ موت تو نفس نفس کے بیابان میں سلگتی زندگی کو اپنی انتہا تک پہنچانے لگی تھی۔ طارق بن زیاد، طریف بن مالک، مغیث اور عبداللہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کچھ اس انداز میں حملہ آور ہو رہے تھے جیسے بجلی کے برستے کوندے فضا میں رقص کر گئے ہوں یا سایوں کے قافلے نفس نفس کو دھمکانے کے لئے اچانک اٹھ کھڑے ہوئے ہوں۔

تھوڑی دیر تک اپنی آنکھیں بند رکھنے کے بعد رازرک نے پھر آنکھیں کھول کر دیکھا اور اسے یہ احساس ہوا کہ اس کے لشکری اپنی ذات کے حصار میں تیرگی کے جمود کی طرح

Marfat.com

مقید ہوتے جا رہے تھے جبکہ ان کے مقابلے میں طارق بن زیاد کے لشکری روشنی کے پرچم اٹھائے الوہی تجلی کی طرح اپنے اخوت کے پیغام کو حقیقت کے طوفان میں تبدیل کرتے چلے جا رہے تھے۔

شام تک یوں ہی گھمسان کی جنگ ہوتی رہی۔ رازرک کا لشکر اپنی پوری کوششوں کے باوجود مٹھی بھر مسلمانوں کو پسپا کرنے میں ناکام رہا تھا۔ دوسری طرف مسلمان اپنے مقابل آنے والے رازرک کے ایک لشکری کو قتل کرتے تو اس کی جگہ دس لشکری ان کے سامنے آ کھڑے ہوتے تھے۔ اس لئے کہ رازرک کے لشکر کی تعداد بے شمار تھی۔ ایسا لگتا تھا لوگوں کا ایک جنگل ہو جو وہاں پر جمع ہو گیا ہو اور لشکر کے پیچھے اسپین کے پادری، اسقف، راہب، راہبائیں اور ننیں پُر جوش انداز میں نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے لشکریوں کے جذبات کو ابھار کر جنگ کے لئے ان کے اندر ایک جوش اور نیا ولولہ پیدا کرتے جا رہے تھے۔ لیکن ان سب کے باوجود بھی رازرک کے لشکری شام تک مسلمانوں کے خلاف کوئی کامیابی اور فوزمندی حاصل کرنے میں ناکام رہے تھے۔

اس طرح سات روز تک متواتر جنگ ہوتی رہی۔ طرفین کے سپاہی ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے اپنی اپنی جرأت رنداں کا اظہار کرتے رہے لیکن پھر بھی جنگ کسی فیصلہ کن مرحلے میں داخل نہ ہو سکی۔

آٹھواں یوم جنگ کا آخری اور فیصلہ کن دن تھا۔ اس روز صبح ہی صبح اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے کے بعد طارق بن زیاد اس جگہ آیا جہاں لشکر کے سامنے طریف بن مالک، مغیث اور عبداللہ اپنے گھوڑوں پر سوار دشمن کی نقل و حرکت کا اپنی گہری نگاہوں سے جائزہ لے رہے تھے۔ اپنے گھوڑے کو تیز رفتاری کے ساتھ دوڑاتا ہوا طارق بن زیاد ان تینوں کے پاس آیا اور پھر وہ طریف بن مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے ابنِ مالک! میرے دوست! میرے بھائی! تم دیکھتے ہو کہ اس جنگ کا آٹھواں روز ہے اور اس دن کو میں اس جنگ کے آخری دن میں تبدیل کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ یہ جنگ یوں ہی طول پکڑتی رہی تو دشمن کے لئے سود مند اور ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہوتی چلی جائے گی۔ کیونکہ جوں جوں جنگ طول پکڑے گی دونوں لشکروں کے نقصان میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ دشمن چونکہ خود اپنی سرزمین کے اندر ہے لہٰذا وہ اپنے نقصان کا ازالہ کرے گا۔ اسے اپنی زمین سے رسد اور کمک بھی ملتی رہے گی

Marfat.com

اور وہ نئے اور تازہ دم جوان بھرتی کر کے ہمارے سامنے میدان میں لاتے رہیں گے اور ان کے پادری اور راہب، راہبائیں شہر شہر اور گلی گلی گھوم کر اپنے نوجوانوں کو جنگ کا ایندھن بنانے کے لئے میدان کے اندر جمع کرتے رہیں گے۔ لیکن ہمارے پاس نہ رسد ہو گی نہ کمک ہو گی سوائے اس کے کہ ہم اپنے رب کے نام پر بھروسہ کر کے دشمن کے سامنے چٹانوں کی طرح جمے رہیں۔ لہٰذا اے میرے بھائی! اس جنگ کو اس کی آخری شکل وصورت دینے کے لئے میں نے آج ایک نئے طریقے اور ایک نئے طرز سے جنگ کی ابتداء کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

سنو میرے بھائی! میں چاہتا ہوں کہ اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک حصہ تمہارے پاس رہے گا اور تمہارے ساتھ مغیث تمہارے نائب کی حیثیت سے کام کرے گا۔ دوسرا حصہ میرے پاس ہو گا اور امیر البحر عبداللہ میرے نائب کی حیثیت سے کام کرے گا۔ تم اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ دائیں طرف سے دشمن کی صفوں پر حملہ آور ہونا جب کہ میں بائیں طرف سے حملہ آور ہو کر آگے بڑھنے کی کوشش کروں گا۔ تم بھی دشمن کے سپاہیوں کو سمیٹتے اور ان کا صفایا کرتے ہوئے آگے بڑھنا اور دونوں بھائی اپنے اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ ملنے کی کوشش کریں گے جہاں پر اسپین کا بادشاہ رازرک اپنے زر و جواہرات سے جڑے ہوئے تخت پر بیٹھا اس جنگ کا نظارہ کرتا ہے اور اگر ہم دونوں نے مل کر بھرپور جنگ کے اندر اس رازرک کا خاتمہ کر دیا تو پھر لکھ رکھو کہ آج کا دن نہ صرف اس جنگ کے فیصلے کا آخری دن ہو گا بلکہ ہماری فتح اور ہماری کامرانی کا دن ہو گا۔''

طارق بن زیاد کی اس تجویز پر طریف بن مالک کے ہونٹوں پر ہلکی ہلکی خوش کن مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ بڑے خوش کن انداز میں طارق بن زیاد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''سنو میرے بھائی! میرے دوست! جو تجویز تم نے پیش کی ہے واللہ یہ بات میں بھی تم سے کہنے والا تھا اس لئے کہ جب تک ہم جنگ کا حلیہ تبدیل نہیں کریں گے اس وقت تک کوئی بھی فیصلہ کن مرحلہ ہمارے سامنے نہیں آئے گا۔ یہ جو تجویز تم نے پیش کی ہے اس بناء پر میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آج کا دن انشاء اللہ اس جنگ کا فیصلہ کن دن ہو گا اور ہمارا خدا جو دلوں کے بھید اور لاشعور سے اٹھنے والے خیالات کو بھی جانتا ہے وہ ضرور ہماری مدد کرے گا اور اجنبی دیس کے اس میدانِ جنگ کے اندر وہ ہمیں کامرانی اور کامیابی عطا کرے گا۔''

طریف بن مالک کا جواب سن کر طارق بن زیاد خوش ہو گیا تھا اور پھر وہ دونوں مل

Marfat.com

کر اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنے لگے تھے۔ اس تقسیم کے بعد انہوں نے اپنے حصے کے لشکر علیحدہ علیحدہ کر لئے تھے اور ان دونوں حصوں کے درمیان کچھ خالی جگہ چھوڑ دی تھی تاکہ اگر دشمن آگے بڑھنے کی کوشش کرے تو دائیں بائیں ضربیں لگا کر وہ ان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب رہیں۔

طارق بن زیاد نے حملہ آور ہونے کی ابتداء کر دی تھی۔ وہ اپنے لشکر کے ساتھ صبح کی نقرئی کرنوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا اور جس طرح قطرے میں سورج کا اولیں لمس بیدار ہو کر داخل ہوتا ہے ایسے ہی وہ بھی رازرک کے لشکر کے اندر اپنے تیز رفتار دستوں کے ساتھ گھستا چلا گیا تھا۔ رازرک کے لشکر کے کئی حصوں نے طارق بن زیاد کے لشکر سے ٹکراتے ہوئے اس کی راہ روکنے کی کوشش کی لیکن رازرک کے لشکر کے ہر حصے کی حالت طارق بن زیاد سے ٹکرانے کے بعد کچھ اس طرح ہو گئی تھی جیسے چٹان سے ٹکرا کر بل کھاتا ہوا پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ میدانِ کارزار کی ہنگامہ آرائی میں طارق بن زیاد اور اس کے ساتھی جرس کارواں کی موسیقی کی طرح اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے ہوئے رازرک کے لشکر کے بائیں حصے پر کچھ اس طرح حملہ آور ہوئے تھے جیسے خرمن میں بجلی گری ہو۔ جیسے جنگل میں آگ بھڑک اٹھی ہو۔

دوسری طرف طریف بن مالک بھی اپنے رب کے نام کی بھلائی اور تکبیر بلند کرتا ہوا شام کے ہاتھوں میں شعاعوں کے انگاروں، صبح کی تجلی کے امڈتے سیلاب اور لپکتی جھپکتی کوندتی برق کے انداز میں بیک جست خونخواری حملہ آور ہوا تھا۔ اس موقعے پر طریف بن مالک نے اپنے حصے کے لشکریوں کو بلند آواز میں مخاطب کر کے کہا۔

''سنو میری قوم کے باجبروت فرزندو! اپنے ان گنت پتوں کے ملبوس میں تند یلغار کی طرح حملہ آور ہو جاؤ اور سن رکھو، اگر تم اپنے رب کے نام سے ابتداء کرتے ہوئے خلوص نیت اور اپنے رب کی رضامندی حاصل کرنے کی خاطر حملہ آور ہوئے تو پھر میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ دریاؤں سے کوہساروں تک نیلے سمندروں سے صحراؤں تک ہواؤں سے خلاؤں تک خزاؤں سے بہاروں تک ہر شے تمہاری ہے۔''

طریف بن مالک کے ان الفاظ کا اس کے لشکر پر خاطر خواہ اثر ہوا اور اس کے لشکری المناک سناٹوں میں اٹھتی شوریدگی اور ہر طرف جگمگاتی آندھیوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

مجموعی طور پر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ ہر

Marfat.com

سمت پیچ کھاتے ہوئے طوفان، دھوپ کے جلتے الاؤ کی طرح دشمن کے اندر گھسنا شروع ہو گئے تھے اور راستوں میں جہنم سجاتی گرمی کی طرح وہ تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے اور رازرک کے لشکریوں کو کاٹتے ہوئے اس سمت بڑھتے جا رہے تھے جہاں رازرک اپنے سنہری تخت پر بیٹھا اپنے لشکر کے سالاروں کو احکامات جاری کر رہا تھا۔

دوپہر تک یہ جنگ اپنی ہولناکی کے ساتھ جاری رہی۔ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک دشمن کے لشکر کو کچھ اس طرح کاٹتے رہے جس طرح ان گنت لکڑ ہارے جنگ کے اندر ہری شاخوں کو کاٹتے چلے جاتے ہیں۔ پھر جلد ان دونوں نے رازرک کے حملہ آور ہونے والے ہر راستے کو اپنے سامنے بے حقیقت و بے دست و پا کرنا شروع کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد رازرک کے لشکر میں شکست اور ہزیمت کے آثار نمایاں ہو کر دکھائی دینے لگے تھے۔ اس کے لشکر کے چاروں طرف بھگدڑ مچ گئی تھی۔ عین اس موقع پر طارق بن زیاد اور طریف بن الک دائیں بائیں سے بھرپور طوفانی یلغار کرتے ہوئے اس جگہ آ پہنچے تھے جہاں پر رازرک اپنے سنہری تخت میں کھڑا اپنے لشکر کے لئے احکامات جاری کر رہا تھا۔

قریب جا کر طارق بن زیاد نے رازرک کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے اپنے لشکریوں کو مخاطب کر کے کہا۔ ”یہی سپین کا بادشاہ رازرک ہے۔ اب یہ اس جنگ سے بچ کر نہ جانے پائے۔“

رازرک نے بھی طارق بن زیاد کی یہ بات سن لی تھی لہٰذا وہ فوراً اپنے تخت سے اترا اور تخت کے پیچھے کھڑے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اس نے گھوڑے کو دریائے رباط کی طرف سرپٹ دوڑا دیا تھا۔ اسی وقت کچھ گمنام مسلمان مجاہدوں نے اس کے پیچھے لگ کر اس پر حملہ آور ہو کر اسے بری طرح زخمی کر دیا تھا۔ رازرک اپنے گھوڑے سے گر پڑا کیونکہ اس کا گھوڑا دریا کے کنارے کی دلدل میں دھنس گیا تھا پھر رازرک گرتا پڑتا زخمی حالت میں دریائے رباط میں کود گیا اور اپنے آپ کو خود ہی موت کی لہروں کے حوالے کر دیا تھا۔

اس دلدلی علاقے میں صرف رازرک کا گھوڑا ملا جس پر جواہرات کا پالان تھا جو دلدل میں پھنسا ہوا تھا۔ وہیں رازرک کے پاؤں کا ایک سنہرا موزہ پڑا ہوا ملا تھا۔ اس موزے پر بھی موتی و جواہرات لگے ہوئے تھے۔ اپنے بادشاہ کو جنگ میں زخمی ہوتے پھر بھاگ کر دریائے رباط میں کود کر اپنی جان بچاتے ہوئے سپین کے لشکریوں میں بددلی اور کم حوصلگی سی پیدا ہو گئی تھی۔ جس جس نے اپنے بادشاہ کو زخمی حالت میں دریا میں کودتے

Marfat.com

دیکھا، اس نے اپنی تلوار نیام میں کر لی اور میدان جنگ سے بھاگنا شروع کر دیا۔ یوں رفتہ رفتہ یہ بھگدڑ مچتی چلی گئی اور جب طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کی طرف سے حملوں میں اور زیادہ سختی پیدا کی گئی تو رازرک کا پورا لشکر بھاگ اٹھا۔ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے آندھیوں کی طرح بھاگتے سپاہیوں کا تعاقب کیا۔ اکثر کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اس جنگ میں بچنے والے لشکری سپین کے جنوبی شہر مدینہ سدونہ کی طرف چلے گئے تھے اور وہاں پر مقامی لشکر اور جنوبی صوبے کی حیثیت کو مسلمانوں کے مقابلے کے لئے مضبوط اور مربوط کرنا شروع کر دیا تھا۔

رازرک کے خلاف وادی رباط کی اس شان دار فتح کے نتیجہ میں مسلمانوں کے ہاتھ مال غنیمت کی صورت میں بے شمار اور ان گنت اموال لگے۔ جنگ کے بعد جب ہر طرف دور دور تک سپینی لشکریوں کی لاشیں پھیلی تھیں۔ مسلمان مجاہدین مال غنیمت سمیٹ سمیٹ کر طارق زبن زیاد کے خیمہ کے سامنے جمع کرتے جا رہے تھے جب کہ اس خیمہ کے سامنے طارق بن زیاد، طریف بن مالک، مغیث اور عبداللہ کھڑے اس کام کی نگرانی کر رہے تھے۔ ایسے میں دو مسلمان مجاہد اسقف ستیوس اور اس کے ساتھ ایلسا کو پکڑ کر طریف بن مالک کے سامنے لائے اور ان دونوں مجاہدوں میں سے ایک طریف بن مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”اے امیر! یہ پادری اور اس کے ساتھ یہ راہبہ آپ سے ملنے کے خواہش مند ہیں۔“

ان دونوں کو دیکھتے ہی طریف بن مالک کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے اپنے دونوں مجاہدوں کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی نرمی سے کہا۔

”تم ان دونوں کو چھوڑ دو یہ میرے خوب جاننے والے ہیں۔“ اس کے ساتھ ہی طرف بن مالک آگے بڑھ کر بڑے تپاک کے ساتھ ان دونوں کو ملا۔ وہ دونوں مجاہد واپس چلے گئے۔ پھر اسقف ستیوس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”اے ابن مالک! اس جنگ میں رازرک نے کلیسا کے سارے اسقف، پادریوں، راہبوں تک کو جنگ میں حصہ لینے کے لئے کہا تھا تاکہ وہ سب مل کر اپنے لشکریوں کا جذبہ اور جوش ابھار سکیں لیکن ان سب انتظامات کے باوجود بھی رازرک کو اس میدان کارزار میں شکست ہوئی ہے۔ اے ابن مالک! میں اور ایلسا نے جنگ کا یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور جنگ کے ان سارے مناظر کے نتائج کو دیکھتے ہوئے ہم دونوں نے اپنے دین کے متعلق ایک اہم فیصلہ بھی کیا ہے اور اس فیصلہ سے آپ کو آگاہ کرنے کے لئے

Marfat.com

میں اور ایلسا آپ اور طارق بن زیاد سے اپنے سکون قلب کے لئے کچھ رہنمائی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔اس کے بعد اس جنگ میں ہم نے جو اپنے دین کے متعلق فیصلہ کیا ہے اس سے آپ کو آگاہ کریں گے۔"

اسقف ستیوس کی یہ گفتگو سن کر اس بار طریف بن مالک کے بجائے طارق بن زیاد نے بولتے ہوئے کہا۔"اے بزرگ! تم ہمارے ساتھ خیمہ میں آؤ اور کہو تم ہم دونوں سے کیا کہنا چاہتے ہو؟"

طارق بن زیاد کے کہنے پر مغیث اور عبداللہ وہیں کھڑے رہے۔طارق بن زیاد اور طریف بن مالک، ستیوس اور ایلسا کو لے کر خیمے میں داخل ہو گئے تھے۔جب وہ چاروں ایک دوسرے کے سامنے خیمے کے اندر بیٹھ گئے تب ستیوس نے طریف بن مالک اور طارق بن زیاد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اے صاحبو! دین کی تبدیلی کے متعلق میں اور ایلسا نے جو ایک اہم فیصلہ کیا ہے اس سے آپ کو آگاہ کرنے کے لئے میں آپ دونوں کی زبانی پہلے آپ کی اس شاندار فتح کے اسباب جاننا چاہوں گا۔ میں نے دیکھا اس جنگ کے اندر آپ کا لشکر رازرک کے مقابلے میں مٹھی بھر سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا تھا لیکن آپ دونوں نے مٹھی بھر لشکر کو ایسی حرکت دی اور اس انداز میں بجلی کی طرح حملہ آور ہوئے کہ رازرک کے لاکھوں نفوس کے لشکر کو بدترین اور ذلت آمیز شکست دے کر رکھ دی۔ بس میں آپ دونوں سے اسی فتح کے اسباب جاننے کے بعد اپنے فیصلہ کا انکشاف آپ پر پھر کروں گا اور اے ابن زیاد! اس موقعہ پر میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ طریف بن مالک تو مجھے اور ایلسا کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ پر آپ کے لئے ہم دونوں اجنبی ہیں۔ میرا نام ستیوس ہے اور میں قادس شہر کے کلیسا کا اسقف ہوں جب کہ یہ ایلسا اسی کلیسا کے اندر ایک راہبہ کی حیثیت سے کام کرتی ہے۔ طریف بن مالک کو ہم اس وقت سے جانتے ہیں جب یہ پہلی بار افریقہ سے اغوا ہو کر ٹولیڈو شہر آنے والی راہبہ لوسیہ کی تلاش میں سپین میں داخل ہوئے تھے۔"

طارق بن زیاد، اسقف ستیوس کی گفتگو سن کر تھوڑی دیر خاموش رہا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سنو اسقف! جہاں تک تمہاری بات میری سمجھ میں آتی ہے سپین کی اس سرزمین کے اندر ہماری فتح کا پہلا راز ہمارا عقیدہ توحید ہے۔ ہم عقیدہ توحید کی وجہ سے ناقابل تسخیر قوت رکھتے ہیں۔ اس لئے جو باطل قوت ہم سے ٹکرائی وہ پاش پاش ہو گئی۔ ایران

Marfat.com

اور روما جیسی عظیم الشان سلطنتوں کی شکست کا بھی یہی راز تھا۔ اس لئے کہ ہمارے مقابلے میں عیسائیت مختلف فرقوں میں بٹی ہے جو ایک دوسرے کے جانی دشمن ہیں۔ کلیسا اور عوام میں ہم آہنگی نہیں۔ کلیسا میں اس قدر برائیاں اور خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں کہ لوگوں کا اعتماد اس سے اٹھ چکا ہے اور وہ اس سے بیزار ہیں۔ سب سے بڑھ کر کلیسا ہی کی وجہ سے لوگوں کے اندر شرک اور بت پرستی کا ایسا زور دار رواج ہو چکا ہے جس کا کوئی سدباب ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اس وجہ سے عیسائیت میں روحانی قوت مفلوج ہو چکی ہے اور وہ کبھی فرزندان توحید کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اے اسقف ستیوس! اس موقعہ پر میں اس نقطہ کی بھی وضاحت اور سراحت کرتا چلوں کہ توحید کے عقیدے سے انسان میں ایک ایسی قوت اور طاقت پیدا ہوتی ہے جس کے باعث انسان خداوند کے سوائے کسی طاقت سے نہیں ڈرتا خواہ وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔ اس کے برعکس شرک اور بت پرستی سے انسان خوف اور بے یقینی کا شکار ہو جاتا ہے اور وہ اللہ پر بھروسہ کرنے کے بجائے مادی وسائل پر ہی انحصار کرنے لگتا ہے۔ اس مادیت کی ہی وجہ سے مشرکوں اور بت پرستوں کے دلوں میں نفاق اور اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ سپین کی سرزمین میں لاکھوں کے لشکر کے مقابلے میں ہمارے مٹھی بھر مجاہدین کی فتح کا پہلا راز اسی عقیدہ توحید میں ہی پنہاں ہے۔

اس سرزمین کے اندر ہماری شاندار فتح کا دوسرا راز ہمارا جذبہ جہاد ہے۔ اے اسقف ستیوس! تم کو میں یہ بھی واضح کر دوں توحید اور جہاد کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور اصل بات یہ ہے کہ عقیدہ توحید ہی سے جذبہ جہاد پیدا ہوتا ہے۔ اس کی تشریح میں کچھ یوں کر سکتا ہوں کہ عقیدہ توحید کا مفہوم یہ ہے کہ اس کائنات کا حاکم اور مالک صرف اللہ ہی ہے اور اس کے سوائے کوئی ہستی اور طاقت انسان کو نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ دوسرے الفاظوں میں اگر انسان اللہ پر یہ ایمان لے آئے کہ وہی معبود اور قادر مطلق ہے تو اس کے دل میں صرف اور فقط رب کا خوف پیدا ہوتا ہے اور باقی تمام باطل قوتوں کا خوف اس کے دل سے نکل جاتا ہے تو اللہ پر توکل کر کے بڑی سے بڑی طاقت کے ساتھ ٹکرا جاتا ہے اس کے لئے یہ بے خوفی اس میں ایک ایسا جذبہ جہاد پیدا کرتی ہے کہ وہ ہر بڑی سے بڑی قربانی کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ پس ہماری فتح کا دوسرا راز یہی ہمارا جذبہ جہاد ہے۔

ہماری فتح کا تیسرا راز میرے ذاتی نظریہ کے مطابق کلیسا اور مسجد میں بھی فرق

Marfat.com

ہے۔ اسلام ایک فطری دین ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں حاوی ہے۔ اس لئے وہ کلیسائی نظام کے مفہوم سے آج تک ناآشنا ہے۔ اس کے برخلاف کلیسا زندگی کے فقط روحانی پہلو پر حاوی ہے اور اس روحانی زندگی پر کلیسا کی حکومت ہوتی ہے جب کہ مادی زندگی کے ہر شعبہ پر مثلاً سیاسی، اقتصادی، ثقافتی سمتوں پر حکومت کا اثر ہوتا ہے۔ کلیسا اور حکومت یا روحانی مادی زندگی میں اس تفریق کی وجہ سے عیسائیت کا نظریہ حیات مسلمانوں کے نظریہ حیات کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اس کی مزید وضاحت میں یوں کر سکتا ہوں کہ عیسائیوں کی روحانی یا مذہبی زندگی پر پیشوا پادریوں کی حکومت ہوتی ہے چنانچہ ہر عیسائی کو کسی نہ کسی کلیسا سے وابستہ ہونا پڑتا ہے اور یہ وابستگی اس عمل پر دلالت کرتی ہے کہ وہ دینی معاملات میں اس کلیسا کے پیشواؤں کی حاکمیت اور سیاست کو تسلیم کرتا ہے۔ اسی طرح اسے دنیاوی معاملات میں کسی نہ کسی کو اپنا حاکم، اپنا بادشاہ، اور راہبر تسلیم کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ سیاسی اقتصادی اور ثقافتی طور پر کسی کے ساتھ وابستہ ہو سکے۔ اسکے برعکس اسلام نہ کسی کلیسا سیادت یعنی مذہبی پیشواؤں کی حاکمیت تسلیم کرتا ہے اور نہ ہی وہ دنیاوی معاملات میں کسی کو اپنے اوپر حاوی ہونے دیتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اسلام روحانی اور دنیاوی ندگی میں کوئی فرق تسلیم نہیں کرتا اور وہ دونوں کے لئے فقط اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا قائل ہے۔ مسلمانں کی مسجد فقط مسلمانوں کی عبادت کرنے یعنی نماز پڑھنے کی جگہ ہر انسان نماز پڑھ اور پڑھا سکتا ہے۔ اس لئے کلیسا اور مسجد میں خاصہ فرق ہے۔ وادی رباط کی اس جنگ میں ہماری فتح اور رازرک کی شکست کا چوتھا سبب میرے خیال کے مطابق یہی فرق ہی ہے۔ اے اسقف ستیوس! مسلمانوں کے سامنے ایک واضح اور نہایت ارفع و اعلیٰ مقصد ہے اور وہ یہ کہ افراد نسل انسانی کو اسلامی ثقافت تعلیمات کے اصول پرکار سے روشناس کرایا جائے۔ دنیا میں امن و امان قائم کیا جائے۔ شرک و بت پرستی کا قلع قمع کیا جائے تو انسانی بادشاہوں اور جاگیرداروں، مذہبی پیشواؤں اور فرضی دیوتاؤں کی غلامی سے نجات دلائی جائے۔۔ دنیا سے جہالت اور اوہام دور کر کے علم و حاکمیت سے منور کیا جائے۔ اولاد آدم کو مفلسی، بیماری، فتنہ اور فساد سے نجات دلائی جائے۔ دنیا میں عدل و انصاف کی حکومت قائم کی جائے۔

اے اسقف! مقصد جتنا اعلیٰ اور عالمگیر ہو اسی قدر ہی انسان کو قوت عمل بخشتا ہے اور انسان کو قربانی پر آمادہ کرتا ہے۔ چنانچہ ہماری اس فتح کا ایک ذریعہ ہمارا یہ عالم گیر مقصد بھی ہے جس کی وجہ سے ہمارے اندر بے پناہ قوت عمل اور جذبہ قربانی پیدا ہوتا ہے۔ اس

Marfat.com

کے خلاف ہسپانی حکمرانوں کے سامنے کوئی واضح اور بلند مقصد نہ تھا۔ کیونکہ ہسپانی عوام جنگ کو اپنی نہیں بلکہ حکمرانوں کی جنگ خیال کرتے ہیں۔ ایسا کرنے میں وہ حق بجانب بھی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ وہ قربانی کرتے تو کس کے لئے لڑتے مرتے تو کس کی خاطر۔ وہ لڑے مگر بے دلی کے ساتھ۔ انہوں نے حکومت کا ساتھ دیا مگر بحالت مجبوری۔ الغرض ہسپانوی رعایا کے سامنے کوئی واضح اور اعلیٰ مقصد نہیں۔ ان میں وہ جوش وخروش اور عزم و ہمت نہ تھا جوان کے مقابلے میں ہمارے اندر موجود تھا۔ اس لئے ان کے مقابلے میں اس میدان کے اندر ہمیں شاندار فتح نصیب ہوئی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد طارق بن زیاد خاموش ہو گیا تھا۔ اسقف ستیوس تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر طارق بن یاد کے کہے ہوئے الفاظ پر غور کرتا رہا پھر اس نے اپنی جھکی ہوئی گردن سیدھی کی اور طارق بن زیاد اور طریف بن مالک دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔

"اے مسلمانوں کے عظیم سالارو! ایک اسقف کی حیثیت سے رازرک کے لشکر میں رہ کر میں نے آپ دونوں اور آپ کے لشکریوں کا بغور جائزہ لیا ہے جو میں نے اس میدان جنگ میں دیکھا اس کو میں کچھ یوں بیان کر سکتا ہوں۔

آپ کے لشکری سمندر کی طرح سر اٹھائے اور پرچم و دامن و صداقت بلند کئے تقدس میں فرشتوں سے بھی بالاتر ہو کر اس میدان کے ذرے ذرے کو خورشید میں تبدیل کر دینے کی کوشش کر رہے تھے گو انسان کی کاملیت محدود ہے۔ پھر بھی آپ کے لشکری موت کے پیغامبر بن کر تقدیر کی لوحیں تبدیل کرنے کی ان تھک کوشش کر رہے تھے۔ حملہ آور ہوتے ہوئے وہ اپنی آنکھوں کے اندر موت کی سی نگاہ لئے ہوئے تھے اور اپنے جنگی نعرے بلند کرتے ہوئے تباہ کن سیلاب اور دھول نچاتے بگولوں کی طرح اپنے چہرے پر ایک عجیب سی چمک لئے رازرک کے لشکریوں کو جنگل کے درختوں اور دلدل کی چھاؤں کی طرح کاٹ رہے تھے۔ ان کے حملہ آور ہونے کے انداز کچھ ایسے تھے جیسے افق پار سے اچانک کوئی ابر نمودار ہو گئے ہوں یا دریاؤں کے بند اچانک کھول دیئے گئے ہوں۔

اے میرے عزیزو! آپ کا دین چونکہ ہر انسان کو اپنی ذات عدل اور اس کی بنیاد پر استوار کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ عبادت میں اپنا رخ ٹھیک رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ خدا کے سوا کسی اور کی بندگی کا شائبہ تک اس کی عبادت میں نہ ہو معبود حقیقی کے سوا کسی اور طرف اس کی غلامی اور عجز و نیاز کا رخ ذرا نہ پھرنے پائے پھر یہ کہ رہنمائی اور تائید و

Marfat.com

نصرت اور نگہبانی اور حفاظت کے لئے خدا ہی سے دعا مانگنے پر شرط یہ ہے اس چیز کی دعا مانگنے والا آدمی پہلے اپنے دین کو خدا کے لئے خالص کر چکا ہو۔ یہ نہ ہو کہ زندگی کا سارا نظام کفر و شرک، معصیت اور بندگی اغیار پر چلا رہا ہو اور مدد خدا سے مانگی جائے کہ اے خدا یہ جو حاجت ہم تجھ سے کر رہے ہیں اس میں ہماری مدد فرما اور پھر وہ اس پر بھی یقین رکھے جس طرح وہ اس دنیا میں پیدا ہوا ہے اس طرح ایک دوسرے عالم میں بھی پیدا کیا جائے گا اور اس کو اپنے اعمال کا حساب خدا کو دینا ہو گا۔

آپ کے دین کی اسی تعلیم نے آپ اور آپ کے لشکریوں کے اندر وفا کی آنچ میں عقیدتوں کے دیئے، شب ہجر کے زہر میں التفات کے پھول، دھرتی پر پھیلے ظلمت کے غبار میں صبح کا نور بن کر ابھرنے کی ہمت اور قوت پیدا کرتی ہے۔ ان ہی چیزوں کو دیکھتے ہوئے میں نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ کیا ہے اور وہ یہ کہ میں عیسائیت کو ترک کر کے اسلام کی طرف مائل ہو چکا ہوں اور میں اپنی اس راہبہ کو بھی اپنے ساتھ لایا ہوں جسے میں اپنی بیٹی سمجھتا ہوں تاکہ ہم دونوں آپ کے سامنے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کی سعادت قبول کریں۔ اے میرے دوستو! اس جنگ کے دوران میں نے یہ بھی جائزہ لیا کہ رازرک کے وہ لشکری جو زمانہ امن میں لوگوں کے اندر طاقت و جبروت کا مظاہرہ کرتے تھے اور اپنی زبان لوگوں کے خلاف برق کی طرح چلاتے تھے دوپہر کی لو بن کر عہد سیاہ کے تاریک باب کی طرح لوگوں کے اندر گھومتے پھرتے تھے، گناہوں کے سرچشمے اور مجروح شیطان کی طرح وہ اکڑتے ہوئے اور تفاخر کا اظہار کرتے ہوئے اپنے آپ کو گناہوں میں ملوث کرتے تھے۔ یہاں اس جنگ کے اندر میں نے دیکھا کہ ان کی حالت کالے کوس کی پر ہولناک رات اور خزاں کی شاموں میں اور غم کی بے نور گزرگاہ کی طرح اپنی جانیں بچانے کے لئے ادھر اُدھر بھاگے اور مارے مارے پھر رہے تھے جیسے وہ ہر صورت میں اپنی زندگی کو موت سے بچالینا چاہتے ہوں جب کہ آپ کے لشکری صبح کا شباب اور جمال کی حرارت بن کر اپنی زندگی اپنے ہاتھوں میں لئے خود موت کی تلاش میں بھاگے بھاگے پھرتے تھے۔ آپ کے لشکریوں نے یقیناً بدی کے تاریخ دیوتاؤں پر گرفتگی خستگی و درماندگی طاری کر کے رکھ دی تھی۔ وہ اپنے جسموں میں ایک طوفان لئے طلسماتی فضا کے سحر میں گم رازرک کے لشکریوں کے کانپتے بدنوں کو دھنی ہوئی نرم اون کی طرح اڑا رہے تھے۔

اے ابن زیاد اور ابن مالک! خدا کا قانون کبھی ساقط نہیں ہوتا۔ اہل سپین چونکہ گناہوں اور بدیوں میں بری طرح ملوث ہو چکے تھے لہٰذا قانون فطرت نے انہیں اس

Marfat.com

میدان جنگ میں شکست سے دوچار کر کے نہ صرف یہ کہ انہیں بے ہنر و درماندہ کیا ہے بلکہ اس جنگ کو انکی تاریخ کے سرمائے اور حادثے میں تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ اے میرے عزیزو! آپ اور اہل سپین میں نمایاں فرق یہ ہے کہ اہل سپین بھوک و موت کے بیابانوں کے ہجوم میں اجسام کی ناموس کا مول لگاتے ہیں۔ جب کہ آپ لوگ اوج ادراک میں رہ کر اور اپنے دل میں اپنے خدا کا خوف رکھتے ہوئے اور اپنے رسول (ﷺ) کے احکامات کا اتباع کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ ناموسوں کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ توالمین قدرت کا اتباع کرتے ہوئے اپنی زندگی میں ایک پسندیدہ انقلاب برپا کرتے ہیں۔ بس میرے عزیزو! ہم دونوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم بھی دونوں اسلام قبول کر کے اپنی زندگی کے لئے ایسا ہی پسندیدہ انقلاب برپا کریں گے لہٰذا آپ دونوں سے ہماری گزارش ہے ہم دونوں کو اسلام میں داخل کرنے کی رسم ادا کیجئے۔

یہاں سے واپس جانے کے بعد اس وقت تک ہم دونوں اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھیں گے جب تک آپ اس سرزمین میں خوب پھیل کر اپنے آپ کو خوب متعارف نہیں کر لیتے اور مسلمان یہاں ایک طاقت اور قوت بن کر نمودار نہیں ہوتے اس کے بعد اس طرح اسلام کی تبلیغ کا کام شروع کروں گا جس طرح میں آج تک عیسائیت کے لئے کام کرتا رہا ہوں۔''

اسقف ستیوس کی یہ گفتگو سن کر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک دونوں کے چہروں پر خوشی سے بھرپور مسکراہٹ نمودار ہو گئی تھی۔ اس کے بعد طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے ان دنوں کو کلمہ طیبہ یاد کروایا۔ انہیں دائرہ اسلام میں داخل کیا اور کچھ دیر ان کو اپنے ساتھ بٹھا کر انہیں ارکان اسلام کے بارے میں تفصیل سے سمجھاتے رہے۔ اس کے بعد اسقف ستیوس نے طارق بن زیاد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اے امیر! اگر آپ برا نہ جانیں تو اس موقع پر میں امیر طریف بن مالک سے ان کی ذات سے متعلق گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔''

جواب میں طارق بن زیاد نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''ضرور کرو اگر تم اس کے لئے تنہائی چاہتے ہو تو میں باہر چلا جاتا ہوں۔''

ستیوس نے فوراً بڑی عقیدت کے انداز میں اپنا ہاتھ طارق بن زیاد کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔ ''نہیں امیر! ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ کی موجودگی میں ہی وہ گفتگو ان کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں۔ اے امیر! اس سرزمین میں ایک ایسی لڑکی ہے

Marfat.com

جس کا نام اقلیما ہے وہ طریف بن مالک کو اپنے دل کی گہرائیوں سے پسند کرتی ہے اور
لمحہ اس کا انتظار کرتی ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ طریف بن مالک کو جب موقع ملے
اس سے ملنے کے لئے آئے ورنہ وہ اس کی چاہت کی آگ میں مکمل مکمل کر اپنے آپ کو
خاتمہ کر لے گی۔ یہاں سے واپس جانے کے بعد میں اس کے سامنے بھی اسلام پیش
کروں گا۔ مجھے امید ہے میں اسے اور اس کی ماں کو عیسائیت سے نکال کر دائرہ اسلام میں
داخل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ بس میری خواہش اس موقع پر صرف یہ ہے کہ
طریف بن مالک کو جب بھی فرصت ملے، اقلیما سے ملنے کے لئے ضرور آئے۔ اس طرح
وہ خوش ہو جائے گی اور اسے اس انتظار کی اذیت سے نجات مل جائے گی جو آج تک امیر
طریف بن مالک کے لئے کرتی رہی ہے۔"

اس کے بعد ستیوس نے مختصر سے الفاظ میں وہ سارے حالات طارق بن زیاد کو سنا
دیئے تھے جس کے تحت اقلیما طریف بن مالک کی طرف مائل ہوئی تھی۔

ستیوس کی ساری گفتگو سن کر طارق بن زیاد کے چہرے پر خوشیاں اور گہری ہو گئی
تھیں۔ پھر اس نے مسکراتے ہوئے ستیوس کی طرف دیکھا اور کہا۔ "اے میرے بزرگ
آپ بے فکر اور مطمئن رہیں۔ سابق بادشاہ کی بیٹی اقلیما اگر طریف بن مالک کو پسند کرتی
ہے اور اس کا انتظار کرتی ہے تو آپ کو اس سے متعلق فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔
طریف بن مالک اسے ملنے کے لئے ضرور آئے گا۔ اس نے اگر ایسا نہ کیا تو میں خود اس کو
اقلیما کی طرف بھیجوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی ستیوس اور ایلسا اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ طریف بن
مالک اور طارق بن زیاد بھی ان دونوں کے ساتھ اٹھ کر باہر آئے، طارق کے کہنے پر
ستیوس اور ایلسا کو بھی مال غنیمت میں سے کچھ حصہ دیا گیا۔ پھر ان دونوں کو بڑی عزت
اور احترام کے ساتھ وہاں سے رخصت کر دیا گیا تھا۔

*...... *

Marfat.com

شام ڈھلتے ستیوس، ایلسا کو لے کر اپنی رہائش گاہ میں داخل ہوا۔ گھوڑوں کو اصطبل میں باندھنے کے بعد جب وہ سکونتی حصے کی طرف گئے تو انہوں نے دیکھا اقلیما اور اس کی ماں الیانہ بڑی بے چینی سے ان کا انتظار کر رہی تھیں۔ جب وہ چاروں کمرے کے اندر یک دوسرے کے سامنے بیٹھ گئے تب اقلیما نے بڑی فکرمند اور غموں سے بھرپور آواز میں اسقف ستیوس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اے مقدس باپ! اب اسپین کا کیا ہوگا۔ میدان جنگ سے بے شمار ہمارے لشکری بھاگ کر قادس شہر کی طرف آئے ہیں اور ان میں سے یہ پتہ چلا ہے کہ میدان جنگ میں نہ صرف یہ کہ اسپین کے لشکر کو بدترین شکست ہوئی ہے بلکہ رازرک بھی مارا گیا ہے۔ اے میرے بزرگ، رازرک کا مارا جانا تو ہمارے لئے خوشی اور سکون کا باعث ہے لیکن یہ جو ہمیں شکست ہوئی ہے اس سے اسپین اور ہمارا کیا بنے گا۔''

اقلیما کے اس سوال پر ستیوس نے تھوڑی دیر مسکراتے ہوئے کچھ سوچا پھر اس نے اقلیما سے پوچھا۔

''اے میری بیٹی! کیا تم نے یہ بھی سوچا کہ اسپین کو کس کے ہاتھوں شکست ہوئی ہے؟''

اس پر اقلیما فوراً کہنے لگی۔ ''نہیں ...... میں نہیں جانتی کہ یہ حملہ آور کون ہیں۔''

اس پر ستیوس نے اس پر نیا اور خوش کن انکشاف کرتے ہوئے کہا۔ ''اگر تمہیں نہیں معلوم تو سنو، یہ حملہ آور افریقہ کے مسلمان ہیں ...... ان کے سالار اعلیٰ کا نام طارق بن زیاد ہے اور طریف بن مالک اس کے نائب سالار کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے رازرک کے لاکھوں نفوس پر مشتمل لشکر کو بدترین شکست دی ہے وہ دونوں جب ہسپانی لشکریوں کو مار کاٹ کر ادھر اُدھر ہٹاتے ہوئے رازرک پر حملہ آور ہونا چاہتے تھے تو رازرک ان کا سامنا کرنے کے بجائے بھاگ کھڑا ہوا پر اس کا گھوڑا

Marfat.com

دلدل میں پھنس گیا وہ زخمی ہو چکا تھا۔ کسی گمنام مسلمان مجاہد نے اس پر حملہ کر کے اسے بری طرح زخمی کر دیا تھا۔ وہ اپنی جان بچانے کے لئے دریائے رباط میں کودا پر پانی کی لہروں کا سامنا نہ کر سکا اور موت سے بغل گیر ہو گیا۔"

ستیوس کے اس انکشاف پر اقلیما اور اس کی ماں الیانہ کے چہرے پر سے ساری افسردگی، غم، فکر، بے چارگی و کسمپرسی جاتی رہی تھی وہ دونوں خوش اور پرسکون دکھائی دینے لگی تھیں پھر اقلیما نے پرندوں کے چہچہانے اور ندیوں کے گنگنانے کے انداز میں ستیوس کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے بزرگ باپ! رازرک کے مارے جانے سے میں سمجھتی ہوں کہ ہماری اسیری بھی ختم ہو چکی ہے۔ اس کے مارے جانے کے بعد اب ہم اس کلیسا کی عمارت میں محبوس رہنے کے بجائے آزادی کے ساتھ دونوں ماں بیٹی جس بستی میں، جس قصبے میں، جس شہر میں چاہیں گھوم سکتی ہیں لیکن اے بزرگ باپ! اس موقع پر میرے ذہن میں ایک تفکر اور غم ابھر رہا ہے کہ کہیں طارق بن یاد اور طریف بن مالک دریائے رباط کے کنارے ہسپانی لشکر کو شکست دینے کے بعد واپس نہ لوٹ جائیں اور ہمارے لئے پھر غموں اور بدبختیوں کے دروازے نہ کھل جائیں۔"

اس پر ستیوس چھاتی تان کر کہنے لگا۔ "اے اقلیما میری بیٹی! ایسی بات نہیں ہے۔ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک دریائے رباط سے واپس نہیں جائیں گے بلکہ اب وہ رازرک کی موت اور ہسپانی لشکر کی شکست کے بعد ملک کے اندرونی حصے کی طرف بڑھیں گے اور ان کا عزم، ان کے حوصلے مجھے یہ بتاتے ہیں کہ وہ اسپین کے ہر قصبے اور ہر شہر کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنا کر رکھ دیں گے۔"

اس موقع پر اقلیما نے پرامید نگاہوں سے ستیوس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "اے میرے بزرگ باپ! کیا جنگ میں آپ نے اپنی آنکھوں سے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کو دیکھا۔"

اس پر ستیوس کہنے لگا۔ "دیکھا نہیں بیٹے بلکہ جنگ کے بعد میں اور ایلسا ان دونوں سے ملنے کے لئے بھی گئے۔ ان دونوں کے پاس ہم بیٹھے" پھر ایک خرجین ستیوس نے اقلیما کے سامنے رکھتے ہوئے کہا "اور ان دونوں نے ہمیں جنگ سے حاصل ہونے والے مال غنیمت سے کچھ حصہ بھی ہمارے حالات سنوارنے کے لئے دیا ہے۔"

اقلیما نے فوراً پوچھ لیا۔ "اے میرے بزرگ باپ! اس ملاقات کے موقع پر طریف

Marfat.com

بن مالک سے میرا بھی ذکر کیا؟"
ستیوس مسکرا کر کہنے لگا۔ "ہاں! میں نے ان دونوں کے سامنے تمہارا بھی ذکر کیا اور میں نے طارق بن زیاد سے یہ بھی کہا کہ کن حالات میں اقلیما طریف بن مالک کی طرف مائل ہوئی اور سنو! میں نے طریف بن مالک سے یہ بھی گزارش کی کہ وہ تم سے ملنے کے لئے ضرور کلیسا کی طرف آئے اور مجھے امید ہے عنقریب وہ تم سے ملنے کے لئے یہاں آئے گا اور طارق بن زیاد نے تو مجھے یہاں تک حوصلہ دیا تھا کہ اگر طریف بن مالک اقلیما سے ملنے نہ آیا تو وہ خود اسے تجھ سے ملنے کے لئے بھیجے گا۔"
ستیوس کی یہ گفتگو سن کر اقلیما اور اس کی ماں دونوں خوش ہوئیں کہ تھوڑی دیر تک وہ کچھ کہہ نہ پائی تھیں۔ ستیوس نے پھر ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ "اور سنو اقلیما اور الیانا! میں تم پر اپنی زندگی کے سب سے بڑے انقلاب کا انکشاف کرتا ہوں۔ آج کے بعد تم مجھے مقدس باپ کے الفاظ سے مخاطب نہ کرنا۔ اب میں اسقف راہب یا پادری نہیں رہا اور نہ ہی میں عیسائی ہوں بلکہ جس طرح طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے مٹھی بھر لشکر نے لاکھوں پر مشتمل رازرک کے لشکر کو شکست دی ہے اس سے میں بے حد متاثر ہوا ہوں۔ ان حالات میں میں اور ایلسا نے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا ہے۔ اب ہم دونوں نصرانی نہیں مسلمان ہیں۔ میں تم دونوں ماں بیٹی کو بھی اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔"
اس پر اقلیما نے فوراً خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "اے ستیوس میرے بزرگ! میں آپ کی اس دعوت پر للکار کر لبیک کہتی ہوں۔ میں اسلام قبول کرتی ہوں اور میری ماں بھی ایسا کرنے پر خوش اور رضامند ہو گی۔ اب آپ ہمیں اسلام کے ارکان کے متعلق آگاہ کیجئے...... میں چاہتی ہوں جب طریف بن مالک مجھ سے ملنے کے لئے آئیں تو میں ایک مسلمان لڑکی کی حیثیت سے ان کا سامنا کروں۔"
ستیوس، اقلیما کی یہ گفتگو سن کر خوش ہو گیا تھا پھر اس نے بڑی رازداری سے دونوں ماں بیٹی کو کہا "کچھ عرصہ تک اپنے اس قبول اسلام کو مخفی اور راز میں رکھنا ورنہ یہ کلیسا کے پادری ہمارے خلاف حرکت میں آئیں گے اور ہماری جانوں کے دشمن ہو جائیں گے۔ جب ہم دیکھیں گے کہ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اسپین میں اپنے لشکر کے ساتھ خوب پھیل چکے ہیں اور لوگ اسلام کی طرف مائل ہونے لگے ہیں تو ہم بھی اپنے قبول اسلام کو لوگوں پر ظاہر کر دیں گے بلکہ جس طرح ہم عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں اس طرح

Marfat.com

اسلام کی بھی تبلیغ کریں گے۔ اقیما اور الیانا نے قبول اسلام کو مخفی رکھنے کا عہد کیا پھر ستون نے ان دونوں کو پہلے کلمہ طیبہ یاد کروایا اس کے بعد انہیں ارکان اسلام سمجھانے لگا تھا۔

❖

وادی رباط میں دریائے رباط کے کنارے رازرک کے لشکر کو بدترین شکست دینے کے بعد طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے ہاتھ ڈھیروں مال غنیمت لگا تھا۔ چند دن تک وہ اس مال غنیمت کو جمع کر کے اس کی حفاظت کے انتظام کرتے رہے اس کے بعد انہوں نے اپنے اگلے ہدف کا رخ کیا۔ ان کا اگلا نشان اور ہدف صوبہ قادس کا مشہور شہر مدینہ سدونہ تھا۔ اس شہر پر سب سے پہلے حملہ آور ہونے کی دو وجوہات تھیں اول یہ کہ اسپین کے جنوبی صوبے کے حاکم تدمیر نے رازرک کی شکست کے بعد سدونہ شہر میں ایک بہت بڑا لشکر جمع کر لیا تھا جس کی مدد سے اسے امید تھی کہ وہ مسلمانوں کو اسپین سے نکالنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ دوسری وجہ مدینہ سدونہ کو ہدف بنانے کی یہ تھی کہ دریائے رباط میں جب رازرک کے لشکر کو بدترین شکست ہوئی تو اس جنگ سے رازرک کے وہ سپاہی جو بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے، انہوں نے مدینہ سدونہ کا رخ کیا تاکہ وہ جنوبی صوبے کے حاکم تدمیر کے پاس سدونہ شہر میں پناہ لیں۔

اس طرح تدمیر کے پاس دو طرح کی قوتیں جمع ہو گئی تھیں۔ ایک وہ قوت جو لشکر کی صورت میں اس نے خود جمع کی تھی۔ دوسری قوت اسپین کے بادشاہ رازرک کے وہ لشکری تھے جو دریائے رباط کے کنارے مسلمانوں کے ہاتھوں بدترین اور ذلت آمیز شکست اٹھانے کے بعد اپنی جانیں بچاتے ہوئے بھاگ کر جنوبی صوبے کے حاکم تدمیر کے پاس مدینہ سدونہ میں جمع ہو گئے تھے۔

مدنیہ سدونہ کو فوجی اور عسکری لحاظ سے بھی بڑی اہمیت تھی اس لئے کہ اس شہر کے ارد گرد ایک بہت بڑی اور مضبوط فصیل تھی جو اس قدر چوڑی تھی کہ اس کے اوپر گھوڑے تک دوڑائے جا سکتے تھے۔ وادی رباط میں رازرک کو شکست دینے، مال غنیمت کا انتظام کرنے اور اپنے لشکر کو تھوڑا سا ستانے کا موقع دینے کے بعد طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے اپنے لشکر کے ساتھ مدینہ سدونہ کا رخ کیا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔

انہوں نے دو ایک بار حملہ کر کے شہر کے اندر جمع ہونے والی عسکری قوت کا اندازہ لگانے کی بھی کوشش کی شہر کی فصیل کے اوپر سے پھینکے جانے والے پتھروں، آگ کے انگاروں اور کھولتے ہوئے پانی نے ان پر یہ ثابت کر دیا تھا کہ شہر آسانی سے فتح نہ ہوگا۔

Marfat.com

لہٰذا طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے باہم مشورہ کرنے کے بعد اس شہر کی فتح کا سامان کرنا شروع کیا۔ انہوں نے شہر کے اطراف میں بڑے بڑے درختوں کو کاٹ کر ان سے بڑے بڑے متحرک دمدے بنانے شروع کیے تاکہ ان کی آڑ میں آگے بڑھ کر وہ شہر پر حملہ آور ہو کر اسے فتح کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔

❖

ایک روز صبح ہی صبح اقلیما کی بے پناہ خوشیوں کو دیکھتے ہوئے اس موقع پر الیانہ کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ اقلیما کیا کہہ رہی ہے۔ پر اس موقع پر الیانہ نے دیکھا کہ اس کی بیٹی اقلیما خوش دل پرندوں کی چہکار جیسی خوش، پتیوں کی لطیف سرسراہٹ جیسی مطمئن، نور قمر کی لطافت جیسی پرکشش، نسیم سحر کی نرمی جیسی مسرت انگیز اور گل ہائے چمن کی خوشبو کی طرح نظر فریب دکھائی دے رہی تھی۔ اقلیما کی یہ حالت دیکھتے ہوئے خود الیانہ بھی خوش ہو گئی تھی پھر اس نے پیار سے اقلیما کی پیشانی چومتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس سے پوچھا "کون آ گیا ہے......؟"

اقلیما چہکتے ہوئے کہنے لگی۔ "وہ آ گئے ہیں ...... ماں! وہ آ گئے ......"

الیانہ نے پیار و شفقت بھری آواز میں پوچھا۔ "میری بیٹی! تمہارا اشارہ کس طرف ہے۔"

اس پر اقلیما کہنے لگی۔ "آج میری ماں! طریف بن مالک آ رہے ہیں ...... میں مکان سے باہر ان ہی کے انتظار میں کھڑی تھی کہ میں نے دیکھا وہ اپنے گھوڑے پر سوار اخروٹ کے درختوں کے اس پار جو چنبیلی، جوہی اور بنفشے کے پھولوں سے لدی ہوئی کیاریاں ہیں ان کے بیچوں بیچ اپنے گھوڑے کو آہستہ آہستہ چلاتے ہوئے اس طرف آ رہے ہیں ...... اے میری ماں! میں نے یہ بھی دیکھا ان کے ساتھ ستیوس اور ایلسا بھی ہیں اور وہ ادھر ہی آ رہے ہیں۔ اے میری ماں! طریف بن مالک یقیناً ہم لوگوں سے ہی ملنے کے لئے ادھر آئے ہیں۔"

اقلیما کے اس انکشاف پر الیانہ خوش ہو کر رہ گئی تھی پھر اس نے اقلیما کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے کہا۔

"اے میری بیٹی! آؤ مکان سے باہر نکل کر طریف بن مالک کا استقبال کریں ...... وہ ہمارا محسن، ہمارا مربی ہے ...... اس ہی کی وجہ سے ہمیں اس کلیسا سے ملحقہ عمارت کے اندر پرسکون زندگی بسر کرنے کے مواقع میسر آئے ہیں۔ ورنہ ابھی تک ہم دونوں ماں بیٹی

Marfat.com

موت کی گہری نیند سو چکی ہوتیں اور اب اس کی اور طارق بن زیاد کی وجہ سے ہم اس مکان سے باہر نکل کر بھی زندگی بسر کر سکتی ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے ہمارے سب سے بڑے اور بدترین دشمن رازرک کو بھی میدان جنگ میں موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں اسپین کی سرزمین اب ہم دونوں ماں بیٹی کے لئے محفوظ اور پرسکون ہے...... اے میری بیٹی! آؤ، مکان سے باہر نکل کر طریف بن ملاک کا استقبال کریں۔"

اقلیما نے اپنی ماں الیانہ سے اس معاملے میں اتفاق کیا پھر وہ دونوں ماں بیٹی مکان سے باہر نکل کر کھڑی ہو گئی تھیں۔ انہوں نے دیکھا تھوڑے فاصلہ پر طریف بن مالک، ستیوس اور ایلسا کے ساتھ ان ہی کی طرف آ رہا تھا۔ اس موقع پر الیانہ نے بڑی رازداری سے اقلیما کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"اے اقلیما میری بیٹی! غور سے سن تو جانتی ہے کہ تیرے ناروا الفاظ اور برے سلوک کی وجہ سے اب تک طریف بن مالک تیرے ساتھ ناراض رہا ہے اور میں جانتی ہوں کہ اپنی دل کی گہرائیوں سے تو طریف بن مالک کو پسند کرتی ہے...... اس سے بے پناہ محبت کرتی ہے اور اس کے بغیر تو رہ بھی نہیں سکتی...... لہٰذا اے میری بیٹی! یہ تیرے لئے بہترین موقع ہے، میں تجھے طریف بن مالک کے ساتھ تنہائی مہیا کروں گی تو اس سے اپنے رویے، اپنی غلطی کی معافی مانگ کر اس کے ساتھ اپنی محبت استوار کر لینا...... اسی میں تیری خوشی، اسی میں تیرا سکون اور اسی میں تیری زندگی اور حیات پوشیدہ و پنہاں ہے۔"

الیانا کہتے کہتے خاموش ہو گئی کیونکہ طریف بن مالک، ستیوس اور ایلسا اب قریب آ گئے تھے۔ الیانہ نے آگے بڑھ کر پیار سے طریف بن مالک کی پیشانی چومی اور اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا جب کہ اقلیما گم صم اپنی جگہ پر کھڑی تھی اور آنکھیں جھپکے بغیر وہ طریف بن مالک کو دیکھے جا رہی تھی۔ اس موقع پر طریف بن مالک نے بھی اس پر ایک گہری نگاہ ڈالی تھی۔ اس نے دیکھا اقلیما پہلے سے بھی زیادہ حسین اور پرکشش ہو رہی تھی شاید اس کا بچپنا اب رخصت ہو چکا تھا اور جوانی اپنے بھرپور انداز میں اس پر وارد ہو چکی تھی۔

طریف بن مالک نے دیکھا اس کے ریشمی پاؤں، اس کے خوب صورت بازو، اس کی چمک دار گردن، اس کے نرم و نازک بال، اس کا گلاب سا چہرہ، اس کی نیلی جھیل آنکھیں اسے خوبصورتی اور کشش کے خوشگوار جھونکوں سے حسین اور جوانی کا ایک طوفان بنائے ہوئے تھے۔ اقلیما پر ایک نگاہ ڈالنے کے بعد طریف بن مالک نے اپنی آنکھیں جھکا لیں اس کے بعد وہ ستیوس، ایلسا اور الیانا کے ساتھ اس عمارت میں داخل ہو گیا تھا۔

Marfat.com

❖

ایلسا، طریف بن مالک کے گھوڑے کو پکڑ کر اصطبل کی طرف لے گئی تھی۔ طریف بن مالک کو دیوان خانے میں بٹھایا۔ پھر اس نے الیانا کو اشارے سے باہر بلوایا اور جب الیانا دیوان خانے سے باہر اس کے پاس آئی تو ستیوس نے بڑی رازداری سے اسے مخاطب کر کے کہا۔

"سنو الیانا! اقلیما کو طریف بن مالک کے ساتھ تنہائی مہیا کرنا تاکہ وہ طریف بن مالک کے ساتھ اپنے گزشتہ اور ماضی کے رویہ کی تلافی کر سکے اور ان دونوں کے تعلقات خوشگوار ہو سکیں کہ تم جانتی ہو طریف بن مالک کے بغیر اقلیما زندہ نہ رہ سکے گی۔ اس لئے کہ وہ اسے پسند کرتی ہے اور اس سے وہ محبت کرتی ہے۔"

ستیوس کی یہ گفتگو سن کر الیانا کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے کہا۔ "اے میرے بزرگ! یہ باتیں میں پہلے ہی اقلیما کو سمجھا چکی ہوں۔"

اس پر ستیوس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ "اگر یہ بات ہے تو میں ابھی طریف بن مالک کے پاس جاتا ہوں اور اسے کہتا ہوں کہ میں کلیسا میں چند ضروری احکامات دینے کے بعد اس کے پاس آ کر بیٹھتا ہوں۔ اتنی دیر تک تم اور ایلسا مل کر کھانا تیار کرو پھر اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھائیں گے۔ اتنی دیر تک طریف بن مالک اور اقلیما کو علیحدگی میں بیٹھ کر گفتگو کرنے کا موقع مل جائے گا۔"

الیانہ نے ستیوس کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں دیوان خانے میں آئے جہاں طریف بن مالک ایک نشست پر بیٹھا تھا اور اقلیما ابھی تک اس کے سامنے کھڑی تھی۔ ستیوس، طریف بن مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے ابن مالک میرے بیٹے! میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں اور تمہارے پاس بیٹھتا ہوں۔ میں کلیسا میں جا کر کچھ ضروری احکامات جاری کر آؤں۔ اس کے بعد میں تمہارے پاس آتا ہوں"

ستیوس کی اس گفتگو پر طریف بن مالک نے اثبات میں اپنی گردن ہلا دی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ستیوس وہاں سے نکل گیا تھا اور اس کے جانے کے بعد الیانا نے اپنے قریب کھڑی اقلیم کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے اقلیما میری بیٹی! تم طریف بن مالک کے لئے پینے کے لئے کچھ لاؤ۔ اتنی دیر تک میں ایلسا کے ساتھ مل کر کھانا تیار کرتی ہوں پھر اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔"

Marfat.com

اتنی بات کہہ کر الیانہ بھی وہاں سے چلی گئی تھی جب کہ اقلیما دیوان خانے کے دوسرے راستے سے عمارت سے ملحقہ باغیچے میں داخل ہوئی، وہاں سے اس نے کچھ تازہ پھل توڑے۔ شیشہ کی ایک صراحی میں اس نے انگور کا رس نچوڑا، دوبارہ وہ دیوان خانے میں طریف بن مالک کے پاس آئی، شیشے کے ایک تشت میں اس نے پھل سجا کر طریف بن مالک کے سامنے رکھے اور ایک گلاس میں انگور کا رس بھر کر اسے پیش کیا۔ اس موقع پر طریف بن مالک نے ایک گہری نگاہ اقلیما پر ڈالی پھر خاموشی کے ساتھ اس نے انگور کے رس سے بھرا ہوا گلاس لیا اور پی گیا تھا۔

گلاس طریف بن مالک سے لینے کے بعد اقلیما نے اپنی آواز کے ترنم اور روح کے سرور میں اسے مخاطب کر کے پوچھا "اور پئیں گے؟"

اس پر طریف بن مالک نے اپنے انگوچھے سے اپنا منہ صاف کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں......"

اقلیما نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شیشے کی صراحی اور گلاس ایک طرف رکھ دیا پھر وہ خاموشی سے طریف بن مالک کے سامنے بیٹھ گئی تھی۔

تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی رہی پھر اقلیما نے بولنے میں پہل کی اور بڑے دھیمے اور رازدارانہ انداز میں طریف بن مالک کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"اے ابن مالک! کیا آپ اب بھی مجھ سے ناراض اور خفا ہیں ...... اگر ایسا ہے تو میں اپنے اس رویے، اپنی اس غلطی کی معافی مانگتی ہوں جو مجھ سے موت کے میدان میں آپ کے سلسلے میں سرزد ہوئی تھی۔" اس کے ساتھ ہی اقلیما آگے بڑھی اور اس نے اپنے آپ کو طریف بن مالک کے پاؤں میں گرا دیا اور ساتھ ہی اقلیما نے اس کے دونوں پاؤں پکڑتے ہوئے اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انتہائی کرب انگیز لہجے میں کہا۔ "اے ابن مالک! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ میری ماضی کی غلطی کو فراموش کر کے مجھے ایک بار معاف کر دیں۔"

اقلیما کے اس رویہ پر طریف بن مالک تڑپ سا اٹھا اور اس نے اقلیما کے دونوں ہاتھ پکڑ کر واپس اس کی نشست پر بٹھایا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے اقلیما! تجھے مجھ سے معافی مانگنے اور یوں عاجزی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے......"

اس پر اقلیما پہلے سے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔ "اے ابن مالک!

Marfat.com

آپ صرف ایک بار کہہ دیجئے کہ آپ مجھ سے ناراض اور خفا نہیں ہیں ...... آپ کے ایسا کہنے سے مجھے ایک حیات نو اور نئی زیست مل جائے گی......"

اس موقع پر طریف بن مالک نے پھر غور سے اقلیما کی طرف دیکھا پھر وہ مسکراتے ہوئے بڑی فراخ دلی سے کہنے لگا۔"اقلیما! میں تم سے قطعاً کوئی ناراض نہیں ہوں......"

طریف بن ملک کے ان الفاظ پر اقلیما کی خوشیوں میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر پھیلے حیا نے اس کے حسن اور دلکشی میں ایک طرح سے اضافہ کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر تک پھر کمرے کے اندر خاموشی رہی اس کے بعد پہلے کی طرح اقلیما نے ہی گفتگو میں پہل کرتے ہوئے کہا۔

"اے ابن مالک! رازرک کے ساتھ جنگ کے دوران انقف اور ایلسا آپ سے ملے تھے اور انہوں نے واپس آ کر ہم دونوں ماں بیٹی کو بتایا تھا کہ آپ ہم سے ملنے کے لئے ضرور یہاں آئیں گے تب سے میں اس عمارت سے باہر نکل کر ہر روز آپ کا انتظار کیا کرتی تھی ...... اس عمارت اور کلیسا کے درمیان پھولوں سے لدا ہوا بلند ٹیلہ ہے اس پر بیٹھ کر میں صبح اور شام آپ کا انتظار کرتی تھی اور صبح کی کرنوں اور شام کے بادلوں کو مخاطب کر کے پوچھا کرتی تھی کہ میرا یہ موت نیستی میں ڈوبا ہوا انتظار کب صراحت و اطمینان میں تبدیل ہو گا۔

اے ابن مالک! یہ رات جو پردیسیوں کی رفیق اور تنہا پسندوں کی انیس ہوتی ہے جس کے اندر شاعروں کے جذبات رینگتے ہیں، جس کے اندر ادیب الفاظوں کی سانسوں میں محبت کی مہک بھرتے ہیں، ان راتوں کا انتظار میں نے بڑے کرب ناک انداز میں گزارا ہے۔ ابن مالک! اس وقت جو آپ میرے پاس تنہا ہیں آپ مجھ سے عدہ کیجئے کہ آپ آئندہ بھی مجھ سے ملنے آتے رہیں گے اور یہ کہ مرنے کے لئے آپ مجھے تنہا نہیں چھوڑ دیں گے۔"

اقلیما کی اس گفتگو پر طریف بن مالک نے کچھ سوچا، اس موقع پر اس کے لبوں پر ہلکی ہلکی سی مسکراہٹ اور چہرے پر گہرا سکون رقص کر رہا تھا پھر اس نے اقلیما کو مخاطب کر کے کہا۔

"سنو اقلیما! اگر تم مجھے اپنے دل کی گہرائیوں سے پسند کرتی ہو تو میں ایسا احسان فراموش نہیں ہوں کہ تمہاری محبت کا جواب نہ دے کر بوڑھے سپنوں کا الم اور زندگی کی آخری رمق کا شکار ہونے دوں۔ سنو اقلیما! میں اپنے دشمنوں کے لئے موت کے نذرانہ

Marfat.com

زہر کا پیانہ ضرور ہوں پر میں تمہاری محبتوں کے مردہ گمان کو زندگی کی حقیقت میں بدل کر رہوں گا ...... اب تم اکیلی نہیں ہو، اقلیما! میری زندگی کا ایک ساتھی ہو اور میں تمہیں ظلمت کے بھنور، شام کے بے انت اندھیروں میں، کڑے سفر اور تاریکیوں کے تیز جھکڑوں اور فاصلوں کی رت کا شکار نہ ہونے دوں گا۔

سنو اقلیما! تمہارے یہ عارض گلاب، تمہارے صندلی چہرے کے خطوط، تمہارے ہونٹوں کی سرخ کپکپاہٹ، تمہارے چہرے پر شرماؤں کے نقاب میرے لئے ایک سرمایہ حیات ہیں ...... نیلگوں فلک پر ستاروں کے ہجوم میں تمہارا نام ہی میرا حوصلہ اور میرے دل کا مرہم ہے۔ قرطاس وقت پر تبسم سے لکھے حروف کی طرح اب میرا اجالا، میرا حوالا، میرا قرار جسم و جاں، قلب کی راحت، راحت نظر کی روشنی، فکر کی درخشندگی اور عزم کی پائندگی ہو ...... سنو اقلیما! تم میرے لئے سراپا بہار ہو، میرے لئے متاع سکون، اجالوں کا سرور، ماہ و انجم کا نور ہو ...... آج کے بعد تم میری زندگی کا ایک ساتھی ہو ...... تمہاری محبت، تمہاری چاہت کا جواب میں محبت ار چاہت سے ہی دوں گا۔ موسموں کی گرد اور ہر طرح کے اٹھتے طوفانوں سے اب میں تمہاری حفاظت کروں گا۔ تمہیں اپنے جسم کا اعضاء اور اپنی جان کا ایک حصہ سمجھ کر تمہارے پاس آتا رہوں گا اور تم سے ملتا رہوں گا۔"

حسین اقلیما جو تھوڑی دیر قبل کسی ٹوٹنے والے ستارے کے انتظار کی طرح پریشان کن گہرائیوں میں ڈوب جانے والے خوابوں جیسی منتظر اور اداس دعاؤں کی طرح پر تجسس انداز میں بیٹھی ہوئی تھی۔ طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر وہ بگلوں کی لمبی قطاروں جیسی خوشگوار اور رنگوں کی قوسوں اور قدم قدم پر مستی برساتی لہروں جیسی تلاطم خیز، نئی دھن کے گیت اور رقصاں کلیوں جیسی پرسکون، ذہن کی منڈیر پر رس برساتے بادلوں اور رقص کرتے حروف راز کی طرح خوشیوں سے لبریز دکھائی دینے لگی تھی۔ اس کے گلابی گلابی نازک ہونٹوں پر برق بن کر گر جانے والا تبسم بکھر گیا تھا پھر اس نے اپنی آواز کی پوری شیرینی اور اپنے لہجے کی پوری مٹھاس میں طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نے جو الفاظ کہے ہیں اللہ اور اس کے جلال کی قسم یہ الفاظ میری موت تک میری زندگی کا سب سے عظیم سرمایہ اور قیمتی متاع بن کر رہیں گے ...... آپ کی ہی وجہ سے ستیوس اور ایلسا نے اسلام قبول کیا اور پھر اس کے بعد ان دونوں کی وجہ سے میں اور میری ماں اسلام قبول کر چکی ہیں۔ اس حوالے سے آپ ہی نے مجھے جہالت کی زنجیروں سے نکالا اور بدبختی کے سمندر میں ڈوبنے سے بچایا۔ میں اب اللہ کے فضل و کرم سے مسلمان

Marfat.com

ہوں اور آپ کی طرح دریائے نیل کے کناروں اور فرات کے ساحلوں تک پھیلی ہوئی مسلم قوم کی ایک فرد ہوں۔ آپ نے جو میری محبتوں اور چاہتوں کا جواب محبت اور چاہت میں دینے کا عزم کیا ہے تو میں ہمیشہ اس عزم اور آپ کے اس ارادہ پر فخر کرتی رہوں گی اور جب تک میرے جسم میں خون کا آخری قطرہ بھی باقی ہے میں ہر ضرورت کے وقت آپ پر اپنی روح کو نچھاور کرتی رہوں گی۔''

اقلیما کے خاموش ہونے پر طریف بن مالک کہنے لگا۔ ''سنو اقلیما! مجھے تمہارے ساتھ تعلقات استوار ہونے کی خوشی تو ہے لیکن مجھے اس انکشاف پر بہت زیادہ خوشی ہوئی ہے کہ تم اور تمہاری ماں دونوں اسلام قبول کر چکی ہو۔ اب تمہارے ساتھ میرا صرف محبت اور چاہت کا رشتہ نہیں بلکہ دینی روح کا بھی رشتہ تمہارے ساتھ ہے۔''

اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک نے اپنے لباس کے اندر سے چھوٹی سی ایک چرمی خرجین نکالی جو نقدی سے بھری ہوئی تھی پھر اس نے وہ خرجین اقلیما کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''سنو اقلیما! یہ نقدی کی ایک چھوٹی سی تھیلی ہے اسے تم اپنے پاس رکھ لو یہ ضرورت کے وقت تمہارے اور تمہاری ماں کے کام آئے گی۔''

طریف بن مالک کی اس گفتگو پر حسین اقلیما کے خوب صورت چہرے پر دلفریب اور پرکشش مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اس نے تھیلی لے لی پھر تھوڑی دیر تک وہ نقدی کی تھیلی کو بڑے غور سے دیکھتی رہی اور مسکراتے ہوئے دوبارہ وہ تھیلی اس نے طریف بن مالک کے لباس میں رکھتے ہوئے کہا۔

''اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ جانتے ہی میرے پاس پہلے ہی نقدی کے ڈھیر اور قیمتی زر و جواہرات ہیں۔ میں پہلے ہی سوچ رہی تھی کہ جب آپ مجھ سے ملنے کے لئے آئیں گے تو وہ ساری نقدی زر و جواہرات اب میں آپ کی حفاظت اور تحویل میں دے دوں گی جب کہ آپ الٹا اپنی طرف سے مجھے نقدی کی تھیلی سونپ رہے ہیں۔ میں آپ کی طرف سے نقدی کی یہ تھیلی لینے سے انکار نہیں کر رہی اس لئے کہ آپ کے اور میرے درمیان ایک ایسا رشتہ اور ایسا ساتھ ہے جس کی بنا پر میں آپ کی طرف سے کسی بھی چیز کو لینے سے انکار نہیں کر سکتی اس لئے کہ اب ہم دونوں زندگی بھر کے لئے ایک دوسرے کے ساتھی ہیں لیکن میں آپ کو یہ احساس دلانا چاہتی ہوں کہ میرے پاس پہلے ہی بہت نقدی ہے۔ اگر آپ کو ضرورت ہو تو اس میں سے جس قدر چاہیں آپ لے سکتے ہیں۔
اس پر طریف بن مالک مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ اس ساری نقدی اور زر و جواہرات کو تم

Marfat.com

اپنے پاس سنبھال کر رکھو، ضرورت کے وقت وہ تمہارے اور تمہاری ماں کے کام آئیں گے۔ ودی رباط کی جنگ میں میرے حصے میں مال غنیمت سے بہت کچھ آیا ہے۔ اب میں تم دونوں ماں بیٹی کا کوئی مستقل ٹھکانہ بنانے کے بعد اپنے حصے کے وہ سارے مال و اموال تمہارے سپرد کر دوں گا۔"

طریف بن مالک جب خاموش ہوا تب اقلیما کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگی۔ "میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں اور وہ یہ کہ اب جب کہ رازرک وادی رباط کی جنگ میں مارا جا چکا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ مجھے اسپین کی سرزمین میں سب سے زیادہ خطرہ اسی رازرک ہی کی طرف سے تھا اور میں اسی کی وجہ سے یہاں اس کلیسا کی عمارت کے اندر گمنامی کی زندگی بسر کر رہی تھی آپ کے خیال میں کیا اب میں یہاں سے باہر نکل سکتی ہوں...... میرے لئے کوئی خطرہ تو نہیں......؟"

اس پر طریف بن مالک کہنے لگا۔ "تمہارے خیالات درست ہیں۔ تمہیں سب سے زیادہ خطرہ رازرک ہی کی طرف سے تھا اب تم بلا جھجک باہر نکل سکتی ہو۔"

اس پر اقلیما نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "میرا اندازہ ہے کہ آپ اسپین کی سرزمین کے اندر طویل جنگوں میں الجھ اور مصروف ہو کر رہ جائیں گے اور اگر آپ نے کبھی میری طرف آنے میں تاخیر یا دیر کی تو میں خود آپ سے ملنے چلی آیا کروں گی اور مجھے امید ہے کہ آپ میری اس حرکت پر ناراض اور خفا نہیں ہوا کریں گے۔"

اس پر طریف بن مالک ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہنے لگا۔ "تمہاری اس حرکت پر کیوں خفا ہوں گا بلکہ اگر تم مجھے خود ملنے آیا کرو گی تو میرے لئے ایک خوشی اور سکون کا باعث ہو گا۔"

طریف بن مالک کی باتوں سے ملنے والی خوشیوں کے باعث اقلیما پرسکون ہو کر رہ گئی تھی پھر اس نے اپنے چہرے پر پھیلے تبسم میں اپنے لہجے کی انتہائی نرمی گھولتے ہوئے طریف بن مالک کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "آپ آج یہاں سے واپس تو نہ جائیں گے۔"

اس پر طریف بن مالک نے نظر بھر کر اقلیما کی طرف دیکھا اور اس نے بھی مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "تمہارا دل اس معاملے میں کیا کہتا ہے۔"

اقلیما مسرت اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔ "میرا دل اس معاملے میں کہتا ہے کہ آپ کم از کم آج کی رات تو یہاں ہمارے پاس رہیں۔"

اس پر طریف بن مالک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "اے اقلیما! اگر ایسا ہے تو میں آج کی رات ضرور یہاں تم لوگوں کے پاس بسر کروں گا اور صبح سویرے ہی یہاں سے

Marfat.com

کوچ کر جاؤں گا۔"

اس پر اقلیما خوشی سے بے چاری پھولی نہ سما رہی تھی وہ طریف بن مالک سے کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی کہ کمرے میں اس کی ماں الیانا، اسقف ستیوس اور ایلسا داخل ہوئے۔ ایلسا اس وقت کھانے کے برتن اٹھائے ہوئے تھی اور کھانے میں طریف بن مالک نے دیکھا شہد چپڑی روٹیوں کے ساتھ سرکہ میں ڈوبی ہوئی ترکاری اور خشک پھل بھی تھے۔ کھانے کے برتن ایلسا نے ایک طرف رکھ دیئے۔ اس وقت ستیوس نے بولتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"کھانا شروع کرنے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ طریف بن مالک اور اقلیما کے درمیان صلح کرا دیں۔ ان دونوں کے درمیان ٹولیڈو کے موت کے میدان میں اقلیما کے رویہ کے باعث جو غلط فہمیاں اور دوریاں پیدا ہوئی تھیں میں سمجھتا ہوں کہ پہلے دور کر کے پھر کھانا شروع کیا جائے۔ اب میں سوچتا ہوں کہ ان دوریوں کو رفع کرنے کے لئے کیسے اور کس طرح ابتدا کرنی چاہیے۔"

اس پر اقلیما مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔ "اے بزرگ ستیوس! آپ کو کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے ...... میرے اور طریف بن مالک کے درمیان اب کوئی غلط فہمی اور ناراضگی نہیں ہے۔ ہمارے درمیان جو کچھ تھا وہ ہم نے باہمی طور پر مل جل کر حل کر لیا ہے۔ اب ہم دو پکے اور سچے ساتھی ہیں اور ہم نے پوری زندگی ایک دوسرے کے ساتھ گزارنے کا عزم اور عہد کر لیا ہے۔"

اقلیما کی یہ گفتگو سنکر جہاں ستیوس اور ایلسا خوش ہو گئے تھے وہاں اس کی ماں الیانا کے چہرے پر بھی مسرتوں اور خوشیوں کا ایک طوفان تھا۔ آگے بڑھ کر اس نے باری باری طریف بن مالک اور اقلیما کی پیشانی چومی پھر وہ سب مل کر کھانا کھانے لگے تھے۔ اس طرح وہ آنے والی رات طریف بن مالک نے اقلیما کے ہاں گزاری اور دوسرے روز وہ وہاں سے سدونہ شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

✲ ...... ✲

Marfat.com

جنوبی اسپین کے حکمران تدمیر نے دن رات محنت کر کے سدونہ شہر کے دفاع کو کافی حد تک مضبوط اور ناقابل تسخیر بنا کر رکھ دیا تھا۔ شہر میں پہلے ہی اس کے پاس ایک جرار لشکر تھا جب کہ وادی رباط میں شکست اٹھانے کے بعد جو لشکر وہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے وہ بھی فرار ہو کر تدمیر کے پاس سدونہ شہر میں آ گئے تھے جس سے تدمیر کی عسکری قوت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا تھا۔ شہر کے اردگرد پتھروں سے بنی ہوئی ایک فصیل تھی جو چوڑائی میں اس قدر زیادہ تھی کہ اس کے اوپر گھوڑے تک دوڑائے جا سکتے تھے۔ تدمیر نے ایک اور انتظام کیا کہ اس نے فصیل کے اوپر درختوں کے موٹے موٹے تنوں سے آڑیں کھڑی کر دی تھیں اور ان آڑوں کے پیچھے رہ کر اس کے لشکری طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے لشکر پر تیز اندازی کرتے تھے۔ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے کئی بار شہر پر حملہ آور ہوتے ہوئے فصیل پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن لکڑی کے تنوں کی بنائی ہوئی ان آڑوں کے پیچھے سے تدمیر کے سپاہیوں نے تیراندازی کر کے طارق بن زیاد کے لشکریوں کی پیش قدمی کو روک دیا تھا۔

ان حالات میں طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے شہر کے اطراف میں درختوں کو کاٹ کر متحرک دمدمے بنانا شروع کر دیئے تھے تاکہ ان دمدموں کی اوٹ اور آڑ میں آگے بڑھ کر شہر پر حملہ کیا جائے چند ہی دنوں تک یہ متحرک دمدمے تیار ہو گئے پھر ایک روز صبح ہی صبح ان دمدموں کی آڑ میں طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے اپنے لشکر کو حملہ آور ہونیکا حکم دیا۔ ان دمدموں کی آڑ میں رہتے ہوئے مسلمان لشکری آگے بڑھتے ہوئے دشمن پر تیر اندازی کرتے رہے تاکہ دشمن کو جنگ میں معروف رکھ کر انہیں آگے بڑھنے کے بہتر مواقع میسر آ سکیں اس طرح اسلامی لشکر ان لکڑیوں کے دمدموں کی آڑ میں آگے بڑھتا ہوا فصیل کے قریب جا پہنچا تھا۔

طارق بن زیاد اور طریف بن مالک جب اپنے لشکر کے ساتھ سدونہ شہر کی فصیل

Marfat.com

کے پاس پہنچ گئے تو تدمیر کے وہ لشکری جو شہر کی فصیل کے اوپر کام کر رہے تھے اور آگے بڑھتے ہوئے مسلمانوں پر بے پناہ تیر اندازی کر رہے تھے ان کے لئے دشواریاں اور مشکلات اٹھ کھڑی ہوئی تھیں وہ اس طرح کہ مسلمانوں کی جوابی تیر اندازی سے بچنے کے لئے تدمیر کے لشکریوں نے فصیل کے اوپر اپنے سامنے درختوں کے موٹے موٹے تنوں سے برج تعمیر کر رکھے تھے ان برجوں کی اوٹ میں رہ کر وہ دور سے آتے دشمن پر ہی تیر اندازی کر سکتے تھے اور جس وقت طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کا لشکر شہر کی فصیل کے قریب پہنچ گیا تو فصیل کے اوپر لکڑی کے برجوں کے پیچھے گھات میں بیٹھے ہوئے تدمیر کے لشکریوں کے لئے ان گنت مسائل اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ یہ اپنے سامنے کھڑے لکڑی کے برجوں کے پیچھے رہ کر ان مسلمانو کے اوپر تیر اندازی نہیں کر سکتے تھے جواب شہر کی فصیل کے پاس پہنچ گئے تھے۔ اس لئے کہ ان کے سامنے لکڑی کے برج تھے وہ کافی بلند تھے اور یہ ان کی اوٹ میں رہ کر صرف اپنے سامنے فصیل سے تھوڑے فاصلے پر ہی تیر اندازی کر سکتے تھے اور فصیل کی بنیاد کی طرف وہ تیر نہ پھینک سکتے تھے۔ لہٰذا فصیل کے قریب پہنچ کر اسلامی لشکر ایک طرح سے تدمیر کے لشکریوں کی تیر اندازی سے محفوظ ہو گیا تھا۔

پھر طارق بن زیاد کے حکم پر مسلمان لشکری آن کی آن میں بجلی کے کوندوں کی طرح حرکت میں آئے اور فصیل پر انہوں نے رسوں کی سیڑھیاں پھینک کر اوپر چڑھنا شروع کر دیا تھا۔ تدمیر کے لشکریوں نے اپنے تیروں سے بھرے ہوئے ترکش اور اپنی کمانیں پھینک کر اپنی تلواریں سنبھال لیں اور اوپر چڑھتے ہوئے مسلمانوں کو روکنے کی پوری کوشش کی تھی لیکن مختلف جگہوں سے مسلمان لشکری اوپر چڑھنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ تدمیر کے لشکریوں نے اوپر چڑھنے والے مسلمان لشکریوں کو دھکیل کر فصیل سے نیچے گرا دینے کی کوشش کی پر وہ ایسا نہ کر سکے اس لئے کہ جواب میں مسلمان لشکری بھی اپنے مرگ بخش ہرزہ انداز حملوں سے ان پر بھٹکے قافلوں کے ناخداؤں کی طرح حملہ آور ہونے لگے تھے۔

اوپر چڑھنے والے مسلمان لشکریوں نے جن کی تعداد اور قوت میں لحہ بہ لحہ اضافہ ہوتا جا رہا تھا وہ تدمیر کے سپاہیوں کے سامنے کوہستانی پتھروں کی طرح مضبوط اور ناقابل تسخیر ثابت ہو رہے تھے اور وہ رات کی آنکھ کا تارا اور نور کا روشن دھارا بن کر اپنے حملوں میں تیزی پیدا کرتے جا رہے تھے۔ بیابانوں کے وحشیوں کی طرح خوفناک انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے وہ تدمیر کے لشکریوں کے لئے سوختہ جان موت ثابت ہو رہے تھے۔

Marfat.com

لمحوں کے اندر ان مسلمان لشکریوں نے اپنی انفرادی شجاعت کو اپنی اجتماعی قوت میں بدل دیا تھا۔ جس کے باعث وہ تدمیر کے تقدیر کے بدترین نوشتے تحریر کرتے جاڑے کی ٹھٹھری رات کی طرح حملہ آور ہو کر تدمیر کے لشکریوں کے برجوں کو گرانے اور ان کے رشتوں کی زنجیروں کو کاٹنے کے عمل کی ابتدا کر چکے تھے جواب میں تدمیر کے لشکری اپنی انتہائی کوشش کر رہے تھے کہ مسلمانوں کو آگے بڑھنے سے روک دیں لیکن وہ یہ محسوس کر رہے تھے جیسے مسلمان قعر گمنامی سے نکلے آسیب، شرار برق کی طرح حملہ آور ہو کر ان کے دفاع کے آخری بندھ اور ان کے سطوت کے ایوانوں کو گرا کر رکھ دیں گے۔ تدمیر کے لشکری یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ مسلمان ان پر کالی آندھی، سرخ شعلوں کے رقص، بجلی کے ہواروں اور ہمہ سوز سموم کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے۔ وہ ان کے دامن کو تار تار کرتے جا رہے تھے اور ان پر تباہی کی آگ اور مایوسی کا اندھیرا بن کر تیزی سے چھانے لگے تھے۔

اب طارق بن زیاد بھی سندونہ شہر کی فصیل پر اوپر چڑھ گیا تھا اور دشمن کے ساتھ ہولناک جنگ کرتے ہوئے وہ اپنے سپاہیوں کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں ابھارتے، ان کے جذبہ شوق و جوش میں اضافہ کرنے لگا تھا۔ طارق بن زیاد کے ساتھ امیر البحر عبداللہ بھی فصیل کے اوپر جنگ کر رہا تھا۔ یوں وہ لمحہ بہ لمحہ تدمیر کے لشکریوں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے فصیل کا کافی حصہ اپنے لئے صاف اور محفوظ کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

دوسری طرف طریف بن مالک اور مغیث اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ابھی تک فصیل کے شرقی دروازے کے سامنے کھڑے فصیل کے اوپر لکڑی کے بنے ہوئے برجوں سے ان دشمن سپاہیوں پر تیر چلا رہے تھے جو برجوں سے اوپر جھانکتے ہوئے مسلمانوں کے اوپر تیر اندازی کرنے کی کوشش کر رہے تھے جس وقت فصیل کے اوپر جنگ اپنے زوروں پر تھی اور تدمیر کے لشکری لمحہ بہ لمحہ مسلمانوں کی تلواروں کا شکار ہوتے ہوئے فصیل سے نیچے گرتے جا رہے تھے اور فصیل کے ایک بڑے حصے پر طارق بن زیاد قابض ہو چکا تھا۔ تدمیر نے ایک جنگی چال چلی اس نے یہ ارادہ کیا کہ شہر پناہ کا شرقی دروازہ کھول کر مسلمانوں کے اس لشکر پر حملہ آور ہو جائے جو ابھی تک شہر پناہ سے باہر طریف بن مالک کی سرکردگی میں فصیل کے اوپر تدمیر کے سپاہیوں پر تیر اندازی کر رہا تھا۔ تدمیر کا ارادہ یہ تھا کہ مسلمانوں کے باہر کھڑے لشکر کے حصے کو اپنے سامنے زیر کرنے کے بعد وہ اس حصے کو آسانی سے اپنے سامنے مغلوب کرے گا جو فصیل کے اوپر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اپنی اس تدبیر کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تدمیر نے اپنے لشکر کا بہترین حصہ اپنے

Marfat.com

ساتھ لیا اور یہ حصہ سدونہ شہر کے عمدہ قسم کے جنگجوؤں پر مشتمل تھا اس لشکر کے ساتھ تدمیر نے اچانک شہر پناہ کا شرقی دروازہ کھولا اور طریف بن مالک اور مغیث پر اس نے خوفناک حملہ کر دیا تھا۔

اس اچانک اور غیر متوقع حملہ سے تدمیر نے ایک بار مسلمان لشکریوں کو بوکھلا کر رکھ دیا تھا۔ تدمیر اپنے لشکر کے ساتھ حیرت افزا انداز میں کروٹیں لیتے طوفان اور کسی ویرانہ نورد کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ اس کے حملہ آور ہونے کے انداز بتاتے تھے کہ وہ مسلمانوں پر خستگی اور بے چارگی طاری کرتے ہوئے ان کے نیچے سے زمین کا کمر بند کھینچ لینا چاہتا ہے اس کا لشکر اس قدر زیادہ تھا کہ وہ ٹڈی دل کی طرح پھیل کر آتش زنی اور خون ریزی کرتا ہوا کچھ اس انداز میں حملہ آور ہوا تھا جیسے ان گنت بھوکی اور خونخوار لومڑیاں اپنے بھٹ سے حملہ آور ہو کر اچانک کسی قافلے کی شہ رگ پر حملہ آور ہو گئی تھی۔ تدمیر کا یہ حملہ انتہائی خوفناک تھا وہ اپنے لشکر کے ساتھ اندھے ریگستانوں، طوفانوں کے سایوں اور شر و غدر کے ساتھ حملہ آور ہوا تھا۔ ایک بار مسلمانوں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے اس نے اسلامی لشکر کو جوالا مکھی کے دھانے پر لا کھڑا کیا تھا۔

تدمیر کے شورہ پشت جنگجو لشکری سیلاب کے ریلے اور صحرائی خوف کی طرح آگے بڑھے تھے وہ زہر آلود خنجر کی طرح اسلامی لشکر کی صفوں میں گھسنے لگے تھے اور کچھ اس انداز میں اپنے خوفناک نعرے بلند کرنے لگے تھے جیسے گندھک کے کوئلے کے دھماکے ہونے لگے ہوں۔ ان کے حملہ آور ہونے کا انداز کچھ ایسا ہی تھا جیسے عقابوں کے نشیمن میں ان گنت خونخوار گدھ داخل ہو گئے ہوں۔

اس موقع پر طریف بن مالک نے انتہائی دانش مندی اور فراست سے کام لیا۔ اس نے تدمیر کے لشکر کے سامنے کھلے میدانوں میں بھاگنے کی بجائے شہر کی فصیل کا رخ کیا وہ اور مغیث اپنے لشکر کے آگے آگے تھے اور اپنے لشکر کو اشارہ کرتے ہوئے لڑتے بڑھتے فصیل کی طرف سے ہٹنا شروع ہو گئے تھے۔ ان کے سامنے تدمیر کے لشکر کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ اگر طارق بن زیاد کے لشکر کا حصہ بھی ان سے آملتا تب بھی تدمیر کا لشکر کم از کم اس سے کئی گنا زیادہ تھا۔ تاہم طریف بن مالک نے حوصلہ نہیں ہارا وہ دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کے ساتھ ساتھ بلند آوازوں سے اپنے لشکریوں کو الٹے پاؤں فصیل کی طرف ہٹنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ یہ طریف بن مالک کی بہترین جنگی تدبیر اور اس کی بہترین عسکری مہارت تھی جو وہ اپنے سے کئی گنا زیادہ لشکر رکھنے والے تدمیر کے ساتھ جنگ کر

Marfat.com

رہا تھا۔

تدمیر کے جرار لشکر کے سامنے طریف بن مالک اپنے لشکر کو بڑی تیزی کے ساتھ فصیل کے اس حصہ کی طرف لے جا رہا تھا جس کے اوپر طارق بن زیاد دشمن کے ساتھ برسرپیکار تھا۔ شاید طریف بن مالک اس نازک موقع پر طارق بن زیاد سے مدد حاصل کرنے کا عزم کر چکا تھا۔ دوسری طرف فصیل پر دشمن پر کاری ضرب لگاتے ہوئے طارق بن زیاد نے بھی نازک صورت حال کو دیکھ لیا تھا۔ اس نے دیکھا تدمیر اپنے لشکر کے ساتھ شہر پناہ کا دروازہ کھول کر طریف بن مالک اور مغیث کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا اور جب طارق بن زیاد نے دیکھا کہ طریف بن مالک دشمن کے ساتھ جنگ کرتا ہوا اپنے لشکر کو الٹے پاؤں فصیل کے اس حصے کی طرف لا رہا تھا جس طرف طارق بن زیاد مصروف کار تھا اس موقع پر طریف بن مالک کی دانش مندی اور اس کی فراست پر طارق بن زیاد کے لبوں پر سکون آمیز مسکراہٹ بکھر گئی تھی اس نے فوراً اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصے کو اس نے فصیل کے اوپر دشمن کے ساتھ جنگ میں مصروف رکھا جب کہ دوسرے حصے کی خود کمان داری کرتے ہوئے وہ فصیل پر بیٹھ گیا۔ تلواریں رکھ کر انہوں نے اپنی کمانیں سنبھال لی تھیں۔

طریف بن مالک اور مغیث کو اپنے سامنے الٹے پاؤں پسپائی اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہوا تدمیر جب شہر پناہ کے قریب آیا تو فصیل کے اوپر طارق بن زیاد کسی شاہین، کسی طوفان کی طرح حرکت میں آیا۔ اس نے اپنے لشکریوں کو تدمیر کے لشکر پر تیر اندازی کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ طارق بن زیاد کی طرف سے طوفانوں کے خیابانوں کی طرح سنسناتے تیر دشمن کے حاشیہ خیال میں صاعقہ آسمانی کی طرح گرنے لگے تھے۔ ان کی گتھی صفوں میں تیر اندازی کے باعث شکست و ریخت ہونے لگی تھی اور اس تیر اندازی سے تدمیر کے لشکر کی حالت لحہ بہ لحہ رات کے سینے کے ویران گوشوں، فنا کی تحریروں اور طوفانوں میں گھری کشتی جیسی ہونے لگی تھی۔

طارق بن زیاد کی طرف سے اس ردعمل کے بعد طریف بن مالک اور اس کے لشکریوں کے حوصلے بھی بلند ہو گئے تھے۔ اس موقع پر طریف بن مالک اپنے طوفانوں سے لڑنے اور بجلیوں سے کھیلنے والے مجاہدوں کے ساتھ تباہی کی آگ اور مایوسی کے اندھیرے پھیلا دینے والے عجیب سے ہیولوں کی طرح کچھ اس انداز سے دشمن پر حملہ آور ہوا تھا جیسے بہت سے خونخوار شکاری بارہ سینگوں کے گلوں میں گھس کر اپنا عزم اور ارادہ پورا

Marfat.com

کرنے لگے ہوں۔ تانبے کی طرح سخت طریف بن مالک کے لشکری اپنی خون آشام تلواروں کو حرکت میں لاتے ہوئے تدمیر کے لشکریوں پر موت بن کر کھیلنے لگے تھے۔ خود طریف بن مالک بھی اپنے لشکر کی رہنمائی کرتے ہوئے موت کی منڈی میں بے چین شراروں کے خروش بے روک آندھی بے تحاشہ طوفان کی طرح دشمن پر قضا بن کر نازل ہونے لگا تھا۔ اس کے جان لیوا حملوں کے اندر ایک سپاہیانہ وقار اور کھولتے سمندر جیسا جوش اور جذبہ تھا۔ وہ وقت کی آندھیوں کے بدترین غبار کی طرح اپنی آخری ضربیں لگاتا ہوا لحہ بہ لحہ تدمیر کے لشکریوں پر اضمحلال و پژمردگی طاری کرنے لگا تھا۔

فصیل کے اوپر سے طارق بن زیاد کی تیز تیر اندازی اور سامنے کی طرف سے طریف بن مالک کے غضب ناک حملوں کے سامنے تدمیر زیادہ دیر تک جم کر لڑائی کو جاری نہ رکھ سکا۔ اس نے دیکھا لحہ بہ لحہ اس کے لشکر کی صفوں کے اندر انتشار اور بدنظمی پیدا ہونے لگی تھی۔ پھر تھوڑی دیر بعد جب طریف بن مالک نے اپنے رب کے نام کی تکبیریں بلند کرتے ہوئے اپنے حملوں میں اور زیادہ جوش و جذبہ پیدا کر دیا تو تدمیر کے لشکر کی اگلی صفوں کی ہوا اکھڑنے لگی اور اس کے لشکری بھاگ کر پیچھے ہٹنے لگے تھے۔ یہ سماں دیکھتے ہوئے تدمیر کے لشکر کی پچھلی صفیں بھی درہم برہم ہونا شروع ہو گئی تھیں اور اس کے لشکری مسلمان مجاہدوں کا سامنا کرنے کے بجائے اپنی پیٹھیں پھیر کر اپنی جانیں بچانے کی خاطر میدان جنگ سے بھاگنے لگے تھے۔

تدمیر کو اپنی شکست صاف دکھائی دے رہی تھی لہٰذا وہ اپنے لشکر کا مزید نقصان کروانا نہیں چاہتا تھا لہٰذا اس نے اپنے اردگرد لڑنے والے اپنے محافظوں کو حکم دیا کہ وہ لشکر کو پسپا ہونے کا حکم دیں۔ تدمیر کا یہ حکم آن کی آن میں اس کے لشکر تک پہنچا دیا گیا اور اس کے بعد اس کے شکری چاروں طرف سے پسپا ہو کر تدمیر کے اردگرد جمع ہونے لگے تھے اور اس کے بچے کھچے لشکر کو لے کر تدمیر بھاگ کھڑا ہوا اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ مسلمانوں کے پاس مختصر سا لشکر ہے اور وہ شہر پر حملہ آور ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا تعاقب نہ کریں گے۔ اپنے دل میں یہ عزم اور ارادہ لئے تدمیر میدان جنگ سے بچ نکلنے والے اپنے لشکر کو لے کر بھاگ کھڑا ہوا اور مرسیہ شہر میں جا کر اس نے دم لیا۔ مرسیہ شہر جا کر بھی اس شخص نے سکون سے بیٹھنا پسند نہ کیا وہاں جو پہلے موجودہ لشکر تھا اسے اپنے ساتھ ملا کر اس نے مرسیہ شہر کے اندر اپنی عسکری قوت کو بڑھانا شروع کر دیا تھا اور دیگر مختلف شہروں کی طرف اس نے قاصد روانہ کر دیئے تھے تاکہ دوسرے شہروں کے لشکری

Marfat.com

بھی اس کے پاس آ کر جمع ہوں اور ایک مضبوط قوت بنا کر پھر مسلمانوں کا سامنا کیا جائے۔ اس طرح اسپین کے مختلف شہروں سے رضا کار، مسلح جنگ جو اور پیشہ ور لشکری مرسیہ شہر میں تدمیر کی کمان داری میں جمع ہونے لگے تھے۔

تدمیر کے اپنے آزمودہ کار لشکریوں کے ساتھ شہر سے باہر نکل کر حملہ آور ہونے کے عمل نے شہر کے اندر باقی لشکر اور شہر کے دیگر لوگوں کے اندر ایک حوصلہ اور اعتماد پیدا کر دیا تھا۔ انہیں امید بندھ گئی تھی کہ تدمیر ضرور کھلے میدانوں میں مسلمانوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس لئے کہ مسلمانوں کا لشکر دو حصوں میں بٹا ہوا تھا۔ آدھا لشکر فصیل کے اوپر چڑھ چکا تھا جبکہ دوسرا آدھا لشکر فصیل سے باہر شہر میں ہے۔ دروازے کھلنے کا منظر تھا لیکن شہر کے باہر کھلے میدان میں جب تدمیر کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ سدونہ شہر سے مرسیہ کی طرف بھاگ گیا۔ تب شہر کے لوگوں نے جی چھوڑ دیئے۔ شہر کے اندر جو لشکر تھا اس نے بھی لڑنا ترک کر دیا۔ شہر کے اکابر آپس میں صلاح مشورہ کر کے طارق بن زیاد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صلح کرنے کے علاوہ انہوں نے شہر طارق بن زیاد کے حوالے کر دینے کی پیش کش کی تھی۔

شہر کے اکابر کی اس پیش کش کے جواب میں طارق بن زیاد نے جنگ روک دی۔ شہر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ طارق نے چند روز تک یہاں قیام کر کے شہر کا نظم ونسق درست کیا۔ اس کے بعد وہ اپنے لشکر کے ساتھ نکلا اور بڑی تیزی کے ساتھ اسپین کے شہر حصن الدور کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ حصن الدور کے باہر خیمہ زن ہوئے اور شہر کا جائزہ لیا۔ انہوں نے دیکھا اس شہر کے دفاعی انتظامات بہترین اور مستحکم تھے۔ شہر بہت بڑا تھا اور اس کے اردگرد مضبوط اور کافی چوڑی فصیل تھی اور یہ فصیل بڑے بڑے کوہستانی پتھروں سے بنائی گئی تھی جس کی بنا پر اس کا استحکام سدونہ شہر سے بھی زیادہ مضبوط اور پائیدار تھا۔

چند روز تک اپنے لشکر کے ساتھ شہر سے باہر خیمہ زن ہو کر طارق بن زیاد نے شہر کے اطراف کا جائزہ لیا۔ انہوں نے دیکھا شہر کی فصیل کے اوپر جگہ جگہ پتھروں کے مضبوط برج بنے ہوئے تھے اور ان برجوں کے اندر شہر کے محافظ ہمہ وقت مستعد اور جنگ کے لئے تیار کھڑے تھے۔ اپنے جاسوسوں سے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کو یہ خبریں بھی مل گئی تھیں نہ صرف یہ کہ اس شہر کے اندر کی حفاظت کے لئے ایک بہت بڑا اور جرار

Marfat.com

لشکر موجود ہے بلکہ تدمیر جو سدونہ شہر سے مریسہ کی طرف آ گیا تھا اس نے بھی اس شہر کی حفاظت کے لئے ایک کمک روانہ کر دی تھی۔

طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنے خیموں کے شہر کے باہر صبح کے وقت دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ طارق بن زیاد نے طریف بن مالک کو مخاطب کر کے کچھ کہنے کا رادہ ہی کیا تھا کہ اتنے میں مغیث اور عبداللہ بھی ایک طرف سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ طارق ان کی آمد پر خوش ہوا، ہاتھ کے اشارے سے انہیں اپنے سامنے بیٹھنے کو کہا جب وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے تب طارق بن زیاد نے ان تینوں کو مخاطب کر کے کہا۔

''سنو میرے صاحبو، میرے رفیقو! اس حصن المدور شہر پر حملہ آور ہونے سے پہلے میں انہیں اسلام کی دعوت اور سلامتی کا پیغام دیتا ہوں۔ اگر ان لوگوں نے میری اس پیش کش کو قبول کرتے ہوئے شہر ہمارے حوالے کر دیا تو اس میں ان کی بقا اور سلامتی پنہاں ہو گی اور اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو پھر ان کے ساتھ جنگ کی ابتدا کر دی جائے گی۔ یہی پیغام میں سدونا شہر کے لوگوں کو بھی دینا چاہتا تھا لیکن میرے جاسوسوں نے مجھے یہ خبر دی تھی کہ اس شہر کے اندر زیادہ تر لشکری وہ ہیں جو اسپین کے بادشاہ رازرک کے ساتھ تھے اور وادی رباط میں ہمارے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد پناہ گزین ہو گئے تھے اور ہمارے ساتھ ایک نئی جنگ کی ابتدا کرنا چاہتے تھے۔

اسی بنا پر میں نے انہیں یہ پیغام نہیں دیا تھا۔ اب اس حصن المدور شہر کے لشکریوں اور اس کے رہنے والوں کو میں یہ دعوت دینا چاہتا ہوں اگر انہوں نے میری یہ دعوت قبول کر لی تو اس میں ان کی بہتری ہے اور اگر یہ انکار کر دیں تو پھر ہم شہر پر حملہ آور ہو جائیں گے۔''

طارق بن زیاد کی اس گفتگو کے جواب میں طریف بن مالک نے بولتے ہوئے کہا۔ ''اے امیر! آپ درست کہتے ہیں یہ تجویز بہترین تجویز ہے ...... شہر کے لوگوں کو سلامتی کا یہ پیغام پہنچانا چاہیے پر یہ پیغام انہیں کیسے اور کس طرح پہنچایا جائے۔''

اس پر طارق بن زیاد مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ ''اے ابن مالک! میرے دوست، میرے بھائی میں شہر کے حاکم کے نام پیغام لکھتا ہوں اور یہ پیغام ایک تیر کے ساتھ باندھ کر شہر کی فصیل کے برج میں مارا جائے گا اور پھر شہر کے حاکم کی طرف سے اس پیغام کے جواب کا انتظار کیا جائے گا۔''

طریف بن مالک کے علاوہ مغیث اور عبداللہ نے بھی اس سے اتفاق کیا۔ اس کے

Marfat.com

بعد طارق بن زیاد نے قلم اور دوات منگوائی اور وہ حصن المدور شہر کے حاکم کے نام پیغام لکھنے لگا تھا۔

کچھ دیر سوچ کر طارق بن زیاد حصن المدور شہر کے حاکم کے نام خط لکھتا رہا جب کہ طریف بن مالک اور مغیث اور عبداللہ اس کے سامنے بیٹھے بڑے غور اور انہاک سے اس کی طرف دیکھتے رہے۔ جب طارق بن زیاد خط لکھ چکا تب وہ خط اس نے طریف بن مالک کو تھماتے ہوئے کہا۔

''تم تینوں بھی میرے لکھے ہوئے اس خط کو پڑھو اور اگر اس میں تم کوئی خامی یا کمی محسوس کرتے ہو تو اس کی نشاندہی کرو۔''

طریف بن مالک نے طارق بن زیاد سے وہ خط لے لیا اور پڑھنے لگا۔ مغیث اور عبداللہ نے بھی اس خط پر نظریں جمادی تھیں اور وہ بھی پڑھنے لگے تھے۔ خط میں لکھا تھا۔

''حصن المدور شہر کا حاکم آگاہ ہو کہ میں اسلامی لشکر کا سالار اعلیٰ طارق بن زیاد ہوں اور میرے ساتھ میرے نائبین میں سے طریف بن مالک، مغیث اور عبداللہ ہیں۔

ہم اسپین کی سرزمین کے اندر جہاد کی ابتداء کر چکے ہیں اور تمہیں یہ خبریں مل چکی ہوں گی کہ اس سے پہلے ہم وادی رباط میں اسپین کے بادشاہ راذرک کو شکست دینے کے بعد سدونہ شہر کو بھی اپنے سامنے زیر کر چکے ہیں۔ اب ہم نے تمہارے شہر کا محاصرہ کیا ہے۔

سنو، جہاد اسلام کا ایک اجتماعی فریضہ ہے اس کے انجام دینے میں ہر کوشش، محنت اور سعی عبادت میں شامل ہے۔ ہماری ملت کے استحکام میں جملہ اجتماعی امور میں عام مجاہد سے لے کر بڑی بڑی قربانیوں تک مثلاً حق کی سربلندی اور ارتقاء مظلوموں کی فریاد رسی وغیرہ سب جہاد میں شامل ہیں حتیٰ کہ ہم سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنا بھی جہاد سمجھتے ہیں۔

شہر کے حاکم کو خبر ہو کہ جہاد اسلام میں شامل ہے اور جہاد ایک آخری اور انتہائی ضرورت ہے جو دعوت دینے والی قوم کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسا نظریہ ہوتا ہے جو عالمگیر ہونے اور دنیا کے موجودہ نظاموں کی اصلاح کا دعوے دار ہو وہ یہ جہاد باطل کی قوتوں کے لئے ایک چیلنج ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم باطل قوتوں کی طرف سے مقابلے کی توقع رکھتے ہوئے جہاد کی ضرورت کے لئے اپنے پیروکاروں اور اپنے مجاہدوں کو ہر وقت تیار رکھتے ہیں۔

اسلام چونکہ رہبانیت میں یقین نہیں رکھتا اور زندگی کی حقیقتوں کو نظر انداز نہیں کرتا اس لئے کہ جہاد کی ضرورت سے غفلت نہیں برتتا اور وہ اپنے ماننے والوں کو ہمہ وقت اس

Marfat.com

کے لئے تیار اور مستعد رہنے کا حکم دیتا ہے۔ اے حاکم گہر! اگرچہ آگاہ رہو کہ دنیا کی ہر کوشش، ہر سعی جہاد نہیں ہوتا۔ جہاد کا اپنا ایک مقصد اور طریقہ کار ہے اور نصب العین کے اعتبار سے کلمہ حق کی سربلندی اور خداوند کے احکامات کی تشہیر اولین جہاد ہوتا ہے۔ یہ اندھا دھند جنگ کا نام نہیں بلکہ مقاصد کی خاطر ایک مقدس جنگ ہے جو پہلے سے متعین اصولوں اور پابندیوں اور قاعدوں کے ساتھ لڑی جاتی ہے۔ اے حاکم شہر ان ہی اصولوں اور پابندیوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ہم تمہارے خلاف جنگ کا اعلان کر چکے ہیں اور تمہیں یہ پیش کش کرتے ہیں کہ اسلام قبول کرلو اگر تم ایسا نہیں کرتے ہو تو جزیہ دینا قبول کرو۔ اس کے بدلے میں ہم تمہاری حفاظت کریں گے اور اگر تم ایسا بھی کرنے پر تیار نہیں ہوتو پھر تیسری اور آخری صورت یہ ہے کہ ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تیار رہو۔

اے حاکم شہر! اگر تم نے آخری صورت اختیار کی اور ہمارے ساتھ جنگ پر آمادہ ہوئے تو پھر اپنے ذہن پر لکھ رکھنا کہ تم اپنی خود داریوں کا خون ارزاں کرو گے۔ میرے ساتھ جو مجاہدین ہیں وہ حیات کے پردے میں موت، طوفانوں کے تلاطم سلگتے راز اور بحر ذخار جیسے ہیں۔

یہ مجاہد سینے میں تیر کھا کر مسکرانے والے ہیں اور جب یہ آگ اور خون کا ہیجان اور موت و مرگ کا پیغام اور کروٹیں لیتے طوفان کی طرح حملہ آور ہوں گے تو اے حاکم شہر! تیری اور تیرے لشکر کی حالت سایہ ابر گریزاں، ستم خوردہ ادبار اور افتادگی و اعضاء شکنی جیسی بنا کر رکھ دیں گے۔ سنو اے حاکم شہر! اگر اس سے پہلے وادی رباط کے اندر اور سدونہ شہر کی جنگ میں قدرت ہماری رہنمائی اور تمہاری شکست کا سامان کر چکی ہے۔ میرے لشکر کی تعداد کو کم سمجھ کر کسی غلط فہمی میں نہ پڑ جانا۔ اس شہر کو اپنا مطیع اور فرماں بردار کیے بغیر میں یہاں سے ہٹوں گا نہیں۔ میرے ساتھ میرے خاموش صحرا، بھولے بسرے انسانوں جیسے مجاہد اپنے سالار کا اتباہ کرتے ہوئے زہریلے جنگجو، سرخ بجلیوں کے گھواروں، لہروں کی تڑپ، خوابیدہ امنگوں اور نئے اسلوب کی طرح حملہ آور ہونے کا فن خوب جانتے ہیں۔ قسم مجھے قسام ازل کی، اگر تم نے ہمارا مطیع اور فرمانبردار بنا پسند نہ کیا تو ہم فعلاً وعملاً حرکت میں آئیں گے اور تمہیں اپنا فرماں بردار بنا کر رکھیں گے۔ لہٰذا اے ظلمت کے فرزندو، قضاء کو آواز نہ دو اور ہمیں مجبور نہ کرو کہ ہم تمہارے فاصلوں کی زنجیریں کاٹنے پر مجبور ہو جائیں۔

اے حاکم شہر! ہمارے سامنے ہتھیار ڈال دینے میں ہی تمہاری بہتری اور بھلائی ہے

Marfat.com

اور اگر تم نے ضد، ہٹ دھرمی اور سرکشی سے کام لیا تو پھر لکھ رکھو اس شہر کے اندر اور باہر قیامت مچے گی۔ حشر اٹھے گا۔ تمہاری ساری امیدیں بھاری بوجھ اور زندگی کی وزنی زنجیروں میں تبدیل ہوں گی۔ تمہارے سارے عزائم غیر مستقل جذبوں میں تبدیل ہو جائیں گے اور تمہاری اور تمہارے لشکریوں کی حالت وقت کی دھول، شام کے ماتمی سایوں، آگ اور خون کے کھیل اور مایوسی کی گھٹاؤں جیسی ہو کر رہ جائے گی۔ اے حاکم شہر ان سرزمینوں کے اندر ہم سحر کی بڑھتی ہوئی روشنی ہیں۔ ہمارے باعث ان سرزمینوں کے اندر انسانیت ایک نیا جنم لے چکی ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم اور تمہارے لشکری رنگینیوں، رعنائیوں اور دل فریبیوں کے عادی اور طلب گار ہیں لہٰذا جب میرے طوفانی مجاہد تم پر حملہ آور ہوں گے تو تم ان کا راستہ نہ روک سکو گے۔ لہٰذا میں تم کو تنبیہ کرتا ہوں کہ سرکشی اور بغاوت ترک کر دو۔ اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہم تمہارا دفاع اور تمہاری حفاظت کریں گے اور اگر یہ باتیں تمہیں منظور نہیں ہیں تو پھر فیصلہ کن جنگ کے لئے تیار رہو۔"

خط پڑھنے کے بعد طریف بن مالک نے جب واپس طارق بن زیاد کی طرف بڑھایا تو طارق بن زیاد نے جواب میں اسے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اے ابن مالک! خط کو اپنے پاس ہی رکھو۔ اس کو مناسب طریقے سے تہہ کر کے کسی تیر کے پروں کے ساتھ باندھو اور پھر اسے فصیل پر سامنے برج پر دے مارو۔ مجھے امید ہے کہ فصیل کے اوپر بنے برج کے محافظ جو پہرہ دے رہے ہیں وہ اس تیر کے ساتھ بندھے ہوئے پیغام کو ضرور اپنے حاکم تک پہنچائیں گے اور وہ حاکم جس طریقے سے ہم اسے پیغام پہنچا رہے ہیں ایسے ہی وہ اس پیغام کا جواب ضرور دے گا۔"

طارق بن زیاد کی اس تجویز پر طریف بن مالک نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور اس کے پروں کے ساتھ اس خط کو تہہ کرنے کے بعد باندھا پھر اپنی کمان سنبھال کر اس نے وہ تیر خوب قوت سے چلایا اور وہ تیر سرسراتا ہوا سامنے والے برج میں پیوست ہو گیا تھا۔ وہاں پہرہ دینے والے محافظوں نے تیر نکال لیا تھا اور پھر وہ اس کے ساتھ بندھا ہوا پیغام کھول کر فصیل سے نیچے اتر گئے تھے۔ جب کہ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک، مغیث اور عبداللہ وہاں بیٹھ کر حاکم شہر کی طرف سے اس کے جواب کا انتظار کرنے لگے تھے۔

طارق بن زیاد اور طریف بن مالک، مغیث اور عبداللہ کو کچھ زیادہ دیر انتظار نہ کرنا

Marfat.com

پڑا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد ان سے تھوڑے فاصلے پر ایک تیر آ کر گرا۔ طارق بن زیاد کے کہنے پر ایک سپاہی بھاگا بھاگا گیا اور اس تیر کو اٹھا لایا اور انہوں نے دیکھا تیر کے پروں کے ساتھ ایک پیغام بندھا ہوا تھا۔ طارق بن زیاد نے اس لپٹے ہوئے کاغذ کو کھولا اور پڑھنا شروع کیا۔ طریف بن مالک، مغیث اور عبداللہ نے بھی بڑے شوق سے اس کاغذ پر نگاہیں جماتے ہوئے پڑھنا شروع کر دیا تھا، لکھا تھا۔

''مسلمان حملہ آور سالار کو خبر ہونی چاہیے کہ مسلمان خود اپنے مقدر کے خدا نہیں ہیں۔ اپنی حفاظت اور اپنے دفاع کے لئے ہمارے پاس دریاؤں کی روانی اور ہواؤں کے تیز جھونکوں کے خروش جیسے سپاہیوں کی افواج کا ایک سیلاب ہے جو پیچ و تاب کھاتے شعلوں، زرد آنکھوں والے چیتوں، زہریلے سیاہ ناگوں کی طرح حملہ آور ہونے کا فن خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔

اے مسلمانوں کے سالار! تم لوگ رات بھر کا الاؤ روشن کرنے والے ایک بدیشی مسافر ہو۔ تم لوگ اپنے جلالی چہروں سے ہم پر حملہ آور ہو کر ہمیں دھمکیاں دے کر ہماری آسودہ فضاؤں اور ہمارے خواب انگیز ماحول کو سنگین رات، منزل خونبار، یخ بستہ اداسی اور جنونی کیفیت میں تبدیل کرنا چاہتے ہو پر ایسا ہم ہرگز نہ ہونے دیں گے۔ میں جانتا ہوں کہ وادی رباط میں اسپین کے بادشاہ رازرک کو شکست دینے اور اس کے بعد سدونہ شہر پر قبضہ کرنے کے بعد تمہارے اور تمہارے لشکریوں کے حوصلے بلند ہیں لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اسپین کی سرزمین میں تم لوگوں کا ابھی تک اس زمین کے صحیح جنگجوؤں اور سورماؤں سے پالا نہیں پڑا اور جس وقت ایسا ہوا، تم اس سرزمین کی پاتال میں اتر جاؤ گے یا یہاں سے بھاگ جانے ہی میں اپنی عافیت اور بہتری سمجھو گے۔

اے مسلمانوں کے سالار! اس شہر کے باہر میں تمہارے سامنے ایک ایسا لشکر لا کھڑا کروں گا جس کے ارادے ایسے ہیں، جن میں پسپائی نہیں ہو گی اور اس کے حملوں میں بے لوثی اور جانثاری ہو گی۔ اس شہر کے باہر ہم تمہارے ساتھ ایک فیصلہ کن جنگ کریں گے اور تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ تمہاری حالت اور تمہارے لشکریوں کی کیفیت اس جنگ کے بعد بریدہ رنگوں اور بے چین و بے کل کر دینے والی کیفیت جیسی ہو گی۔ لہٰذا تمہارے لئے یہ آخری موقعہ ہے، یہاں سے اپنے لشکر کے ساتھ ہٹ جاؤ اور اسپین کی سرزمین سے نکل جاؤ ورنہ یاد رکھو، تمہارے اس انکار کا جو انجام ہو گا وہ تم لوگوں کے لئے انتہائی مضر اور ہولناک ہو گا۔''

Marfat.com

حاکم شہر کا خط پڑھ کر طارق بن زیاد کے لبوں پر زہریلی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ خاموش رہا پھر خط اس نے اپنے سامنے زمین پر رکھتے ہوئے طریف بن مالک، مغیث اور عبداللہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کیا تم نے حصن المدور کے حاکم کا یہ خط پڑھ لیا ہے۔''

اس کے جواب میں طریف بن مالک نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ ''اے امیر! اس خط کو ہم تینوں نے پڑھ لیا ہے۔ اس خط کے الفاظ سے ہمیں خود حاکم شہر اور اس کے لشکریوں کی شکست اور موت کی بو آتی ہے۔ ہم اپنے لشکر کے ساتھ شہر کے باہر انتظار کریں گے اور دیکھیں گے کہ وہ کب ہمارے سامنے اپنے لشکر کے ساتھ صف آرا ہو کر ہمارے ساتھ جنگ کی ابتدا کرتا ہے۔''

طارق بن زیاد اور مغیث، عبداللہ نے طریف بن مالک کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ چاروں وہاں سے اٹھ کر اپنے لشکر کے انتظامات میں لگ گئے تھے۔

❖

چند دن اسی حالت میں گزر گئے اور حصن المدور کے حاکم کی طرف سے کسی قسم کے حملے یا ردعمل کی ابتدا نہ کی گئی تھی۔ شام سے ایک روز پہلے طارق بن زیاد اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ایک پہرے دار کو بھیج کر طریف بن مالک، مغیث اور عبداللہ کو طلب کیا۔ جب وہ تینوں طارق بن زیاد کے خیمہ میں داخل ہو کر اس کے سامنے بیٹھ گئے تب طارق بن زیاد نے ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''سنو میرے رفیقو، میرے دوستو، میرے بھائیو! تم دیکھتے ہو کہ حصن المدور کے حاکم نے ہمیں جنگ کی دھمکی دی تھی لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس دھمکی پر کئی روز گزر چکے ہیں اور اس نے کسی حملے، کسی ردعمل کی ابتدا نہیں کی۔ اس سے میرے ذہن میں ایک خدشہ اٹھتا ہے وہ یہ کہ حاکم شہر اس محاصرے کو طول دینا چاہتا ہے۔ شاید وہ جنگ کرنے کی ابتدا کے لئے وقت چاہتا ہے۔ اس امید پر کہ اسے ہمسایہ شہروں سے اور رسد و کمک کا انتظام میسر ہو جائے گا اور وہ اپنی حالت بہتر بنا کر ہمارے خلاف جنگ کی ابتدا کر سکے گا لیکن میں اسے ایسا نہیں کرنے دوں گا۔ اس شہر سے محاصرے کو طوالت نہیں پکڑنے دوں گا۔ میرے رفیقو! تم جانتے ہو کہ آنے والی رات بے چاند ہو گی اور اس رات کی تاریکی میں میں نے طے کر لیا ہے، حصن المدور شہر پر شب خون مار کر رات کی تاریکی میں ہی اس شہر کو فتح کر کے اس پر قبضہ کر لیا جائے۔

Marfat.com

جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے میرا لائحہ عمل یہ ہوگا کہ طریف بن مالک آدھے لشکر کے ساتھ اپنے اسی پڑاؤ میں رہے گا۔ مغیث بھی اس کے ساتھ ہوگا اور رات جب گہری ہو جائے گی تو یہ شہر پر حملہ آور ہونے کی ابتدا کر دے گا۔ میں رات کے پہلے حصے میں ہی اپنے آدھے لشکر کے ساتھ شہر کے اطراف میں ایک لمبا کاوا کاٹ کر شہر کے دوسری سمت چلا جاؤں گا اور اپنے لشکر کے ساتھ کسی گھات میں بیٹھ رہوں گا اور جب طریف بن مالک کی طرف سے حملہ کی ابتدا ہو گی تو شہر کی فصیل کے اوپر پھیلے ہوئے سارے لشکری اور محافظ طریف بن ملک کی طرف سمٹ آئیں گے اور شہر کے دوسری طرف کی فصیل وہ ایک طرح سے خالی کر دیں گے۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاؤں گا اور اپنے لشکر کے ساتھ شہر کی فصیل پر رسیوں کی سیڑھیاں پھینک کر شہر پناہ پر چڑھ جاؤں گا اور فصیل کے اوپر پھیلے ہوئے دشمن کا قتل عام شروع کر دوں گا۔ ان پر قابو پانے کے بعد ہم شہر کا شرقی دروازہ کھولنے کی کوشش کریں گے اور جب یہ دروازہ کھلے گا تو طریف بن مالک بھی اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو جائے گا۔ اس طرح ہم بہت جلد رات ہی رات میں شہر کو فتح کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

طارق بن زیاد جب خاموش ہوا تو طریف بن مالک نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابن زیاد، میرے دوست، میرے بھائی! سدونا شہر پر حملہ آور ہوتے وقت آپ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ فصیل پر چڑھے تھے جب کہ میں شہر کی فصیل کے پاس دروازہ کھولنے کا انتظار کرتا رہا تھا۔ اس طرح جہاد کی ساری نیکیاں فصیل پر چڑھ کر آپ ہی نے سمیٹی تھیں۔ لہٰذا اس حصن المدور شہر پر حملہ آور ہوتے وقت ترتیب پہلے کی نسبت مختلف ہو گی۔ آپ اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ یہیں رہیں گے اور رات گہری ہونے پر شہر پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ میں اپنے لشکر کے ساتھ شہر سے دور ہی دور ایک لمبا کاوا کاٹ کر شہر کے مغربی حصے میں شہر پناہ کے قریب ہی گھات میں بیٹھ جاؤں گا اور جب آپ شہر پر حملہ آور ہوں گے تو میں رسیوں کی سیڑھیوں کی مدد سے فصیل پر چڑھ کر اس کے محافظوں کا خاتمہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ اس کے بعد جو کچھ ہم نے کرنا ہے وہ پہلے ہی آپ ہم پر واضح کر چکے ہیں۔"

طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر طارق بن زیاد کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے ابن مالک! اگر تم ایسا چاہتے ہو تو میں تمہاری خواہش، تمہاری تجویز سے

Marfat.com

اتفاق کرتا ہوں۔ میں اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ یہیں رہوں گا اور امیر البحر عبداللہ میرے ساتھ رہے گا۔ تم دور ہی دورہ کر شہر کے مغربی حصے کی طرف جا کر گھاٹ میں بیٹھ جانا۔ رات جب گہری ہو جائے گی تو میں اس سمت سے شہر پر حملہ آور ہوں گا اور میرے حملہ آور ہونے کے ساتھ ساتھ جب تم دیکھو کہ فصیل پر پہرہ دینے والا لشکر سمٹ کر میری طرف آ گیا ہے تو تم فصیل پر چڑھنے کی کوشش کرنا۔

میرا خیال ہے کہ اب تم تینوں اٹھ کھڑے ہو، لشکر کے کھانے کا انتظام کرو۔ اس کے بعد مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد جب تم دیکھو کہ فضاؤں کے اندر تاریکی گہری ہو گئی ہے تو تم اپنے لشکر کے ساتھ ایک لمبا چکر کاٹ کر شہر کی مغربی سمت جانا۔"

اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک، مغیث اور عبداللہ اٹھ کھڑے ہوئے اور طارق بن زیاد کے خیمہ سے نکل گئے تھے۔

❋ ...... ❋

Marfat.com

شام کے غمگین سائے برگشتہ بخت رات کے سرد ویران اندھیروں میں کھو گئے تھے۔ گہرے نیلے آسمان سے تاروں بھری رات میں اوس میں رچی ہوئی خوشبو برسنے لگی تھی اور فضاؤں کے اندر جنگلی پھولوں کی ایک مہک سی رچ بس گئی تھی۔ ایسے میں طریف بن مالک اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا، اپنے پڑاؤ سے نکل کر وہ شہر سے دور ہوتا گیا پھر رات کی تاریکی میں ایک لمبا کاوا کاٹتے ہوئے وہ شہر کی مغربی سمت آیا۔ وہاں آ کر اس نے اپنے پورے لشکر کو زمین پر لٹا دیا اور پھر طریف بن مالک کی رہبری اور رہنمائی میں پورا لشکر زہریلے سانپ کی طرح رینگتا ہوا شہر کی فصیل کے قریب جا کر گھات میں بیٹھ گیا تھا۔

رات جب کافی گہری ہو گئی تو اس وقت حصن المدور شہر کی فصیل پر پہرہ دینے والے محافظ وقت گزارنے کے لئے طنبورے کے ارتعاس ارغنوان کے ساتھ نغمہ سرا تھے۔ رات کے اس وقت جنگل صحرا صحرا خاموش اور چپ تھا اور چاروں طرف ایک شیر گرم سکون پھیلا ہوا تھا۔ ایسے میں حصن المدور شہر کی فضائیں اور اس کا ماحول لاوے کی طرح کھول اٹھا۔ اس لئے کہ طارق بن زیاد اپنے شرار برق امیدوں کی روشنی جیسے سپاہیوں اور بے خزاں مجاہدوں کے ساتھ فطرت کی پراسرار قوت کے ساتھ بے کراں آرزوؤں کے سرسام کی طرح حصن المدور شہر پر حملہ آور ہوا تھا۔ طارق بن زیاد کے بادیہ نشین، صحرا کے بیٹے، بیابانوں اور جنگل کے باسی مجاہد آہستہ آہستہ آگے بڑھتے ہوئے حصن المدور شہر کی فصیل پر پہرہ دینے والوں پر بڑی تیزی سے تیر اندازی کرنے لگے تھے۔

اس اچانک حملے سے فصیل پر پہرہ دینے والے محافظ اور ان کے کمان دار چونک اٹھے اور وہ ہر طرف سے سمٹ کر اس طرف جمع ہونا شروع ہو گئے تھے جس طرف سے طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا تھا۔

Marfat.com

طارق بن زیاد کے حصن المدور شہر پر حملہ آور ہونے کے باعث جب فصیل پر پہرہ دینے والے شہر کے محافظ اپنے کمان داروں کی پکار پر اس طرف جمع ہونا شروع ہو گئے تھے جس طرف سے طارق بن زیاد نے حملہ کیا تھا تو طریف بن مالک نے اپنے کام کی ابتدا کی۔ اپنے لشکریوں کے ساتھ وہ زمین پر لیٹے لیٹے ہی رینگتا ہوا فصیل کے قریب آیا۔ پھر لمحوں کے اندر فصیل کے اوپر رسیوں کی سیڑھیاں ڈال دیں اور طریف بن مالک کی کمان داری میں اس کے لشکری بڑی تیزی سے فصیل پر چڑھنے لگے تھے۔ آن کی آن میں طریف بن مالک کے ساتھ بہت سے لشکری فصیل پر چڑھ گئے اور باقی بھی بڑی برق رفتاری کے ساتھ فصیل پر چڑھتے چلے آ رہے تھے۔

اس موقع پر طریف بن مالک نے ان جوانوں کو ساتھ لیا جو فصیل پر چڑھ آئے تھے پھر وہ موت کے متلاشیوں، سمندر کی ہیبت، تباہی کی آگ اور مایوسی کی جلن کی طرح حملہ آور ہوا اور قریبی برجوں کے اندر جو شہر کے محافظ موجود تھے انہیں اس نے کاٹ کر ان سارے برجوں پر قبضہ کرتے ہوئے ان کے اندر اپنے سپاہی متعین کر دیئے تھے۔

اب طریف بن مالک کا تقریباً سارا لشکر فصیل پر چڑھ آیا تھا۔ اس کے بعد طریف بن مالک نے فصیل کے اوپر بلند آوازوں میں اللہ اکبر کی تکبیریں بلند کیں پھر اس نے اپنا دائرہ عمل بڑھاتے ہوئے آگ کے ایندھن کی طرح حملہ آور ہوا۔ صحرا کی وسعت اور سمندر کی گہرائی کی طرح دشمن پر حملہ آور ہو کر آگے بڑھنا شروع کر دیا تھا۔

شہر کے رہنے والوں اور ان لشکریوں نے جو طارق بن زیاد کے ساتھ فصیل کے دوسرے حصوں میں مصروف جنگ تھے، اپنے شہر کی فصیل پر اللہ اکبر کے نعرے سن کر ان کی عجیب سی حالت ہو گئی تھی۔ ان نعروں سے ان کے دل میں ایک تجسس، ذہن میں ایک خلجان اور آنکھوں میں حیرت بھر کر رہ گئی تھی۔

اس موقع پر وہ اپنی جگہیں چھوڑ کر پیچھے بھی نہیں ہٹ سکتے تھے اس لئے کہ اگر وہ اپنی جگہ چھوڑتے ہیں تو طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ فصیل پر چڑھ کر ان کا قتل عام کر سکتا تھا لہٰذا وہ طارق بن زیاد اور اس کے لشکر کے خلاف برسرپیکار رہے۔ اس نے برق رفتاری سے آگے بڑھتے ہوئے فصیل کے محافظوں کا خاتمہ کرنا شروع کر دیا تھا اور جس برج پر اس نے قبضہ کیا وہاں اس نے اپنے سپاہی متعین کر دیئے تھے۔

اس طرح اس نے اپنے لیے فصیل کو محفوظ کر دیا تھا کہ شہر کے اندرونی حصے سے جو شخص بھی فصیل پر چڑھنے کی کوشش کرتا، برجوں میں کھڑے طریف بن مالک کے لشکر

Marfat.com

کے جوان ان کا خاتمہ کر دیتے تھے۔ اس طرح طریف بن مالک آگے بڑھتا ہوا اس لشکر کی پشت پر حملہ آور ہو گیا تھا جو طارق بن زیاد کے خلاف برسر پیکار تھا۔

طارق بن زیاد نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ طریف بن مالک نے اپنے لشکر کے ساتھ فصیل پر چڑھ کر دشمن کی دفاع کے اندر تباہی اور بربادی کا سماں پیدا کر دیا ہے اور یہ کہ دشمن کے سپاہی اب اس کی تیر اندازی کا پہلے کی طرح جواب نہیں دے رہے تو یہ امر اس کے لئے مزید اطمینان کا باعث تھا کہ فصیل پر پہرہ دینے والی سپاہ طریف بن مالک سے برسر پیکار ہو گئی تھی۔ اس حالت سے پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے طارق بن زیاد اپنے لشکروں کے ساتھ بڑی تیزی سے آگے بڑھا۔ آن کی آن میں رسوں کی سیڑھیاں حصن الмدور شہر کی فصیل پر ڈال دی گئیں اور پھر طارق کی رہنمائی میں اس کے لشکری بڑی تیزی سے فصیل پر چڑھ کر فصیل کے اوپر طریف بن مالک کے خلاف جنگ کرنے والے دشمنوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

اس طرح دونوں طرف سے دشمن کے لشکریوں کا قتل عام شروع ہو گیا تھا۔ دشمن نے جب دیکھا کہ مسلمان دونوں طرف سے ان کا قتل عام کر چکے ہیں تو وہ جنگ سے جی چراتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے اور فصیل سے اتر کر شہر میں گھسنے لگے۔ جب کہ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک بھی اپنے لشکریوں کے ساتھ ان کا تعاقب کرتے ہوئے شہر میں گھس گئے تھے۔ صبح تک مسلمان مجاہدین مدافعت کرنے والوں کو اپنے آگے آگے بھگاتے ہوئے ان کے چہروں پر شکست کی ضربیں لگاتے رہے اور جب سورج طلوع ہوا تو شہر کے لوگوں نے مسلمانوں کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اور صلح کی درخواست کی جو طارق بن زیاد کی طرف سے قبول کر لی گئی۔ اس طرح حصن المدور شہر پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔

❖

چند روز تک طارق بن زیاد اور طریف بن مالک شہر کے حالات درست کرنے میں مصروف رہے۔ اس کے بعد وہ پنے پڑاؤ میں منتقل ہو گئے تھے۔ سرما کا موسم اب اپنی پوری آب و تاب سے شروع ہو گیا تھا۔ سرد ہواؤں کے جھکڑ اور برفانی طوفان اسپین کی سرزمین کے اندر ہلچل مچانے لگے تھے۔ طریف بن مالک ایک روز اپنے پڑاؤ سے باہر چوگان کھیلنے کے بعد اپنے خیمے میں داخل ہوا۔ ایک پہرے دار نے اس کے لئے پانی گرم کر دیا تھا۔ سب سے پہلے اس نے غسل کیا اس کے بعد اس نے مغرب کی نماز ادا

Marfat.com

کی اور خیمہ میں آگ کے جلتے ہوئے الاؤ کے پاس آ کر وہ بیٹھ گیا تھا۔ اس نے وہاں بیٹھ کر ابھی تھوڑی دیر تک ہی اپنے آپ کو گرم کیا تھا کہ رات کی گہری خاموشی میں کے اچھوتے حسن قوس وقزح کی رنگین تہہ، ستاروں کے سیلاب اور دھکیلی روشنی کی طرح اقلیما طریف بن مالک کے خیمے میں داخل ہوئی اور اس کے ساتھ ایلسا بھی تھی۔

اقلیما اور ایلسا کے اس طرح اچانک آنے پر طریف بن مالک دم بخود سا رہ گیا تھا۔ اقلیما کے خیمہ میں داخل ہوتے ہی اس کے کنوار پنے کی مہک پورے خیمے میں بھر گئی تھی۔ پھر وہ شوخ و طرار لڑکی کسی طائر فردوس کی طرح جلتی ہوئی آگ کے الاؤ کی طرف بڑھی کہ جس کے پاس طریف بن مالک بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت اقلیما شباب کی امنگوں کا ابلتا ہوا ایک چشمہ، نسوانیت کا وقار لگ رہی تھی اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے پوری کائنات مسکرا کر اس کی آنکھوں میں سما گئی ہو۔

اقلیما کی آمد پر طریف بن مالک ایک طرح سے خوش ہو گیا تھا۔ اس نے ہاتھ کے اشارہ سے اقلیما کو آگ کے الاؤ کے پاس بیٹھنے کو کہا۔ اسی وقت ایک پہرے دار بھی خیمہ میں داخل ہوا اور کچھ سامان خیمے میں رکھ کر باہر نکل گیا تھا۔ شاید وہ اقلیما اور ایلسا کا سامان تھا۔ اقلیما، ایلسا کے ساتھ آگے بڑھتی ہوئی طریف بن مالک کے سامنے الاؤ کی جلتی آگ کے پاس بیٹھ گئی۔ طریف بن مالک نے محسوس کیا اس سے اقلیما کے گالوں پر خوشگوار حرارت، دل میں لطیف دھڑکنیں رقص کر رہی تھیں۔ پھر طریف بن مالک نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

”تم دونوں کب اور کس وقت آئی ہو اور تمہارے ساتھ اور کون ہے۔“

طریف بن مالک کے اس سوال کے جواب میں اقلیما نے ایک بار اپنی شوخ نگاہوں سے طریف بن مالک کی طرف دیکھا پھر اس نے اپنی پھول برساتی آواز میں آبشاروں کے ترنم جیسے لہجے میں کہا۔

”میں اور ایلسا اکیلی ہی آپ سے ملنے کے لئے آئی ہیں۔ آپ اس وقت چوگان کھیلنے گئے ہوئے تھے لہٰذا آپ کا ایک لشکری ہمیں طارق بن زیاد تک لے گیا۔ طارق بن زیاد اپنے خیمے میں موجود تھے اور انہوں نے ہم دونوں کا بہترین استقبال کیا اور ہماری عمدہ تواضع کی۔ اس کے بعد انہوں نے ایک لشکری کے ساتھ ہم دونوں کو آپ کے خیمہ کی طرف بھیج دیا ہے اور وہ لشکری ہمارا سامان بھی اٹھا کر خیمہ میں رکھ گیا ہے۔“

جس وقت اقلیما طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے گفتگو کر رہی تھی، اس

Marfat.com

وقت طریف بن مالک نے محسوس کیا کہ اقلیما کی گفتگو، اس کی آواز، اس کے انداز میں قہقہوں کی جلترنگ، محبت کی بازگشت، میٹھے سہانے نغموں جیسا حیات بخش انداز تھا اور اسکے معصوم و دلکش حسین نقوش لعل بدخشاں کی طرح چمک رہے تھے اور آسمان کے ستاروں کی طرح دھکتا ہوا اس کا گلابی گلابی جوان جسم طریف بن مالک کی موجودگی میں آہستہ آہستہ لرز رہا تھا۔ اس سے اس کی پراسرار گرم نیلی آنکھوں کے اندر رنگین شام جیسی سحر کاری اور زمزمہ ریزی تھی۔ تھوڑی دیر تک خیمے میں خاموشی رہی اس کے بعد پھر اقلیما نے جھرنے کی طرح معصوم، ساز نوید جیسی خوش کن، صندلی خوشبو، پرکشش آواز اور پھولوں کی مہک جیسے پراسرار انداز میں طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"جنگوں کے دوران اسپین کی سرزمین میں آپ کی صحت کیسی رہی۔"

اس پر طریف بن مالک مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ "سنو اقلیما! میں کوئی پہلی بار اسپین میں داخل تو نہیں ہوا۔ تم جانتی ہو اس سے پہلے میں اس سرزمین میں رہ کر گیا ہوں لہٰذا اس سرزمین سے اب میں مکمل طور پر مانوس ہو چکا ہوں۔"

تھوڑی دیر کے لئے خاموشی چھا گئی۔ اس طرح اقلیا کی گھری گھنی پلکیں، شفاف آنکھوں پر جھکی رہیں۔ وہ تخیل کی اڑان اور خوابوں کی اسیری کی طرح خاموش اور چپ بیٹھی رہی۔ ہاں کبھی کبھی وہ اپنے تبسم آفریں چہرے کو اٹھا کر اپنی غزل خواں آنکھیں طریف بن مالک کے چہرے پر جما دیتی تھی اور یہ انداز کچھ ایسا تھا گویا وہ بہتے پانی کے دھیمے راگ کے انداز میں طریف بن مالک پر یہ انکشاف کر رہی ہو کہ میں آپ کے لئے پیدا ہوئی ہوں۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد طریف بن مالک نے پھر اقلیما اور ایلسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"تم دونوں کچھ اس طرح سنبھل کر بیٹھی ہو جیسے کسی اجنبی کے خیمہ میں موجود ہو یا پہلی بار مجھ سے مل رہی ہو۔ طارق بن زیاد کے خیمے سے تمہیں کچھ کھانے کو بھی ملا کہ نہیں۔"

اس پر اقلیما مسکراتی ہوئی کہنے لگی۔ "انہوں نے ہمیں کھانے کی پیش کش کی تھی لیکن ہم نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہی کھانا کھائیں گے۔ تاہم انہوں نے تازہ رس اور کچھ پھلوں سے ہماری تواضع ضرور کی تھی۔ ہم اپنے ساتھ کچھ سامان بھی لائی ہیں اور ہمارے سامان میں کچھ گرم کپڑے بھی موجود ہیں۔ یہ میں نے اور ایلسا دونوں نے اپنے ہاتھ سے سیئے تھے اور اس کام میں میری ماں بھی ہم دونوں کی مدد کرتی رہی ہیں۔ کپڑوں

Marfat.com

کا ایک بہترین اور قیمتی جوڑا ہم طارق بن زیاد کو بھی پیش کر کے آئی ہیں اور انہوں نے بخوشی اسے قبول کر لیا ہے۔

وہ اس انکشاف پر بڑے حیران اور پریشان تھے کہ ہم دونوں نے قادس شہر سے یہاں تک کا سفر اکیلے کیا ہے اور جب میں نے ان پر یہ انکشاف کیا کہ مسلمانوں کی آمد سے اسپین کے اندر ایک طرح سے امن اور سکون چھا گیا ہے اور کسی پر کسی کو حملہ آور ہونے کا خطرہ نہیں رہا تو وہ بے حد خوش ہوئے اور وہ ہم سے یہ بھی پوچھ رہے تھے کہ تم دونوں کب تک یہاں لشکر میں رہو گی۔ اس پر میں نے انہیں بتایا کہ جب تک طریف بن مالک چاہیں گے ہم لشکر کے اندر رہیں گے۔ جب چاہیں گے ہم واپس قادس شہر کی طرف کوچ کر جائیں گے۔"

اقلیما کی اس گفتگو پر طریف بن مالک تھوڑی دیر تک اسے مسکرا کر دیکھتا رہا تھا پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا بولا۔ "تم دونوں بیٹھو ...... میں کھانا منگواتا ہوں ...... میں نے خود بھی ابھی کھانا نہیں کھایا کیونکہ شام سے پہلے میں پڑاؤ کے باہر چوگان کھیلنے چلا گیا تھا ...... واپس آ کر میں نہایا ہوں اور مغرب کی نماز ادا کی اور ابھی تھوڑی دیر ہوئی میں اس الاؤ کے پاس بیٹھا ہوں کہ تم آ گئی ہو۔"

اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک اٹھ کر باہر گیا اور ایک پہرے دار کو اس نے کھانا لانے کو کہا اور دوبارہ آ کر وہ آگ کے الاؤ کے پاس اقلیما اور ایلسا کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔

اتنے میں اقلیما اٹھی اور جو پہرے دار خیمہ کے اندر سامان رکھ گیا تھا وہ سامان اٹھا لائی۔ وہ سامان دو بڑے چرمی تھیلوں پر مشتمل تھا۔ وہ دونوں تھیلے لا کر اقلیما نے طریف بن مالک کے سامنے رکھ دیئے۔ خود بھی وہ طریف بن مالک کے سامنے بیٹھ گئی۔ دونوں تھیلوں کا منہ کھولا اور ان میں سے سامان نکال نکال کر وہ طریف بن مالک کے سامنے رکھنے لگی تھی۔ اس سامان میں گرم کپڑے، اونی کمبل، خشک پھل اور کچھ دیگر چیزیں تھیں۔

وہ ساری چیزیں طریف بن مالک کے سامنے رکھنے کے بعد اقلیما نے بڑے پیارے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ ساری چیزیں میں اور ایلسا آپ کے لئے لائی ہیں۔"

طریف بن مالک مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ "میں تم دونوں کا شکر گزار اور ممنون

Marfat.com

ہوں کہ تم دونوں نے میرا اس قدر خیال رکھا۔ پر یہ تو کہو کہ بزرگ ستیوس اور تمہاری ماں کیسی ہیں۔"

اس پر اقلیما نے اپنے ہاتھ آگ پر پھیلاتے ہوئے اور طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"بزرگ ستیوس اور میری ماں دونوں خوش اور بخیریت ہیں۔ ہمارے لئے سب سے بڑی مصیبت اس سے پہلے رازرک تھا۔ ہم دونوں ماں بیٹی بلکہ ستیوس کو بھی خطرہ تھا کہ اگر کسی وقت ہماری شناخت کر لی گئی تو رازرک کی طرف سے ہمارے لئے خطرات کے طوفان اٹھ کھڑے ہوں گے لیکن وادی رباط میں آپ لوگوں کے ہاتھوں رازرک کی موت نے اسپین کی سرزمین کے اندر ہمارے سارے اندیشے، سارے خطرے مٹا کر رکھ دیئے ہیں۔ اب ان سارے خطروں کے بعد اس سرزمین میں ایک اور خطرہ ہمارے لئے اٹھ کھڑا ہوا ہے اور وہ یہ کہ آپ جانتے ہیں کہ ہم چاروں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور اپنے قبولیت اسلام کو ابھی تک ہم نے خفیہ اور راز میں رکھا ہے۔ اس لئے کہ اگر قادس شہر کے لوگوں اور پادریوں کو خبر ہو گئی تو وہ ہم پر حملہ آور ہو جائیں گے اور وہ ہمیں زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اسی لئے اس معاملے کو ہم نے خفیہ اور راز میں رکھا ہوا ہے اور ہم چاروں نے عہد کر رکھا ہے کہ جب قادس شہر کے دوسرے لوگ بھی اسلام کی طرف مائل ہونا شروع ہو جائیں گے تو ہم بھی اپنے قبول اسلام کو لوگوں پر ظاہر کر دیں گے۔"

جواب میں طریف بن مالک کہنے لگا۔ "مجھے امید ہے کہ بہت جلد قادس شہر کے لوگ اسلام قبول کرلیں گے پھر تم لوگوں کو اپنے اس قبول اسلام کو خفیہ اور راز میں رکھنا نہ پڑے گا۔ سنو اقلیما اور ایلسا! تھوڑی دیر تک پہرہ دار کھانا لے کر آئے گا۔ اس کے آنے سے پہلے ہی آؤ، آگ کے اس الاؤ کے گرد اپنے بستر درست کرلیں۔ اس لئے کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم دونوں سفر کے بعد تھکی ہوئی ہو اور کھانا کھانے کے بعد تم دونوں فوراً آرام کے لئے سو جانا۔"

طریف بن مالک کے کہنے پر اقلیما اور ایلسا دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں اور تینوں نے مل کر آگ کے جلتے الاؤ کے اردگرد تین بستر لگا دیئے تھے۔ اتنی دیر تک ایک پہرے دار کھانا لے آیا تھا۔ پھر وہ تینوں آگ کے پاس بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

❖

اقلیما اور ایلسا نے چند روز تک حصن المدور شہر سے باہر طریف بن مالک کے

Marfat.com

پاس اس کے خیمہ میں قیام کیا اور پھر وہ دونوں وہاں سے کوچ کرتی ہوئیں قادس شہر کی طرف روانہ ہو گئی تھیں۔ جب کہ طارق بن زیاد نے بھی حصن المدور شہر کا نظم و نسق درست کرنے کے چندروز بعد طریف بن مالک اور مغیث کو اپنے خیمہ میں طلب کیا۔ جب وہ دونوں طارق بن زیاد کے خیمہ میں اس کے سامنے آ کر بیٹھے تو طارق بن زیاد نے ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

''سنو میرے بھائیو، میرے رفیقو، میرے عزیزو، شہر کو فتح کرنے کے بعد تم دونوں بھائی دیکھتے ہو کہ ہم نے اس کا نظم و نسق درست کر دیا ہے اور اس پر اپنا والی بھی مقرر کر دیا ہے۔ اب میں دوسرے شہروں کی طرف پیش قدمی کرنا چاہتا ہوں اور اس سلسلے میں تم دونوں سے صلاح و مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔ امیر البحر عبداللہ کو میں نے اس لئے نہیں بلایا کہ اس سلسلے میں، میں پہلے ہی اس سے بات کر چکا ہوں۔ وہ بھی میری اس تجویز سے پوری طرح متفق ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد طارق بن زیاد تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر دوبارہ ان دونوں سے کہنے لگا۔

''میرے دوستو، میرے بھائیو! میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ اگر ہم ایک ایک شہر کو فتح کرتے رہے تو ایسا کرنے میں اس سرزمین پر مکمل طور پر چھا جانے کے لئے ہمیں ایک طویل مدت درکار ہو گی۔ اس وقت تک ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کو باہر سے عسکری قوت مل جائے جس کے باعث ہمارے لئے پریشانیاں اٹھ کھڑی ہوں۔ لہٰذا میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنے لشکر کو مختلف حصوں میں بانٹ کر اسپین کے شہروں کی فتح کی رفتار پہلے سے بھی تیز کر دی جائے۔ پہلے تجربہ کے طور پر میں نے ارادہ کیا ہے کہ مغیث کو سات سو کا ایک لشکر دے کر قرطبہ شہر کی فتح کے لئے روانہ کیا جائے۔ مغیث کو اس قدر کم لشکر دینے کی دو وجوہات ہیں۔

اول یہ کہ قرطبہ شہر کے اندر محافظوں کی تعداد اس قدر زیادہ نہیں لہٰذا مغیث اگر کوشش کرے تو وہ اپنے سات سو لشکریوں کے ساتھ قرطبہ شہر کو فتح کر سکتا ہے اور دوسری وجہ اتنے کم لشکری مہیا کرنے کی یہ ہے کہ آپ دونوں بھائی جانتے ہیں کہ اس سرزمین کے اندر ہمارے لشکر کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے لہٰذا لشکر کا بڑا حصہ میں اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ضرورت کے وقت میں اس میں سے تم لوگوں کے لئے کمک روانہ کر سکوں اور اے طریف بن مالک! مغیث کے لئے قرطبہ شہر کا چناؤ کرنے کے بعد میں

Marfat.com

تمہارے لئے دو شہروں کا انتخاب کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ یہاں سے کوچ کرنے کے بعد تم اسپین کے شہر آرکیڈونا کی طرف پیش قدمی کرو۔ اس شہر پر حملہ آور ہونے اور پھر اپنا تسلط قائم کرنے کے بعد تم اسپین کے بڑے شہر مالقہ کا رخ کرو گے اور اس کو اپنے سامنے سرنگوں اور زیر کرنے کی کوشش کرو گے۔

سنو میرے بھائیو! میں اپنے لشکر کے ساتھ یہاں اسپین کے شہر البیرہ کی طرف پیش قدمی کروں گا۔ اس شہر کو فتح کرنے کے بعد میں اسپین کے دوسرے اور بڑے شہر مرسیہ کا رخ کروں گا۔ تم لوگ جانتے ہو کہ اسپین کے جنوبی صوبہ کے حاکم تدمیر نے قادس شہر سے بھاگ کر اسی مرسیہ شہر میں پناہ لے رکھی ہے اور اس نے اس شہر کے اندر بہت بڑی عسکری قوت جمع کر رکھی ہے۔ لہٰذا البیرہ شہر کو زیر کرنے کے بعد میں مرسیہ کا محاصرہ کر لوں گا۔ مغیث بھی قرطبہ شہر پر قابض ہونے اور اس کا انتظام درست کرنے کے بعد میرے پاس مرسیہ میں چلا آئے گا اور اے طریف بن مالک! تم بھی آرکیڈونا اور مالقہ فتح کرنے کے بعد مرسیہ میں میرے پاس چلے آنا اور اس طرح ہم سب مل کر مرسیہ شہر میں تدمیر کی قوت کو توڑ کر رکھ دیں گے اور مرسیہ کی فتح کے بعد ہم اسپین کے دیگر شہروں کی فتوحات کا لائحہ عمل تیار کریں گے۔"

اپنی بات ختم کرنے کے بعد طارق بن زیاد نے تھوڑی دیر تک خاموشی اختیار کیے رکھی۔ پھر اس نے طریف بن مالک اور مغیث کی طرف دیکھتے ہوئے دوبارہ پوچھا۔

"جو تجویز میں نے تمہارے سامنے پیش کی ہے تم دونوں کا اس معاملے میں کیا خیال ہے۔"

اس موقع پر مغیث نے سوالیہ انداز میں طریف بن مالک کی طرف دیکھا گویا وہ اس کا اشارہ تھا کہ میری جگہ بھی طریف بن مالک ہی جواب دے گا۔ اس پر طریف بن مالک، طارق بن زیاد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے ابن زیاد! میرے دوست، میرے بھائی، جو تجویز آپ نے پیش کی ہے اسے ہم دل و جان سے قبول کرتے ہیں اور میرے خیال میں آپ کی اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے ہم اسپین کی فتوحات کا سلسلہ پہلے کی نسبت اور زیادہ تیز کر دیں گے لہٰذا میرا ارادہ اور عزم یہ بھی ہے کہ آج شام تک ہم تینوں کو اپنی اپنی منزل پر روانہ ہو جانا چاہیے۔"

طریف بن مالک کا یہ جواب سن کر طارق بن زیاد کے لبوں پر ایک گہری اطمینان

Marfat.com

بخش مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر اس نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''میں تم دونوں کی نسبت اپنے ساتھ لشکر زیادہ رکھ رہا ہوں۔ اس سے تم اپنے ذہن میں کوئی غلط فہمی پیدا نہ کرنا۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ تم جانتے ہو کہ میں امیر البحر عبداللہ کو بھی اپنے ساتھ ہی لئے جا رہا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تم دونوں کی طرف سے جب کبھی بھی رسد و کمک کی ضرورت پیش آئی تو میں اپنے لشکر کا ایک حصہ امیر البحر عبداللہ کی سرکردگی میں فی الفور تم دونوں کی مدد کے لئے روانہ کر سکتا ہوں..........''

طارق بن زیاد کہتے کہتے رک گیا۔ طریف بن مالک نے طارق بن زیاد کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ''اے ابن زیاد! ہمیں اس معاملے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک بہترین طریقہ کار ہے کہ ضرورت کے وقت آپ کی طرف سے ہمیں رسد و کمک حاصل ہوگی لہٰذا آپ کے ساتھ لشکریوں کی تعداد زیادہ ہونی چاہیے۔''

اس کے ساتھ ہی طارق بن زیاد نے ایک فیصلہ کن انداز میں کہا۔ ''تم دونوں میری تجویز سے اگر متفق ہو تو پھر جا کر آرام کرو۔ اس لئے کہ شام کو لشکر کی تقسیم کا کام کریں گے پھر اپنی اپنی منزلوں کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔''

اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک اس جگہ سے اٹھ کر باہر نکل گئے تھے۔ اسی روز مغیث قرطبہ کی طرف، طریف بن مالک آرکیڈونا کی طرف اور خود طارق بن زیاد لشکر کے بڑے حصے کے ساتھ البیرہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

سب سے پہلے طریف بن ملاک سپین کے شہر آرکیڈونا پہنچا۔ مریسہ میں اسپین کے جنوبی حصے کے حکمران تدمیر کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ طارق بن زیاد نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر کے اسپین کی سرزمین میں پھیلا دیا ہے۔ سب سے پہلے تدمیر نے آرکیڈونا کی حفاظت کا سامان کیا اور فوراً اس شہر کی حفاظت کے لئے مریسہ سے ایک بہت بڑا لشکر آرکیڈونا روانہ کر دیا اور طریف بن مالک کے اس شہر کے پاس پہنچنے سے قبل ہی یہ لشکر شہر میں داخل ہو گیا تھا اور اس طرح آرکیڈونا شہر میں اسپین کے لشکریوں کی طاقت اور قوت میں خوب اضافہ ہو گیا تھا۔ آرکیڈونا پہنچ کر طریف بن مالک کو یہ بھی پتہ چلا کہ اس شہر کے اندر دشمن کی بہت بڑی عسکری طاقت موجود ہے بلکہ وادی رباط اور قادس شہر سے بھاگ کر بڑے بڑے جنگجو سردار بھی اس آرکیڈونا شہر میں جمع ہو گئے ہیں لہٰذا طریف بن مالک کو محتاط ہونا پڑا اور اس نے کسی جنگی تدبیر کے تحت اس شہر کو فتح کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

Marfat.com

شام سے تھوڑی دیر پہلے وہ آرکیڈونا پہنچا اور سب سے پہلے اس نے یہ کام کیا کہ حاکم شہر کو یہ پیغام بھجوایا کہ ہتھیار ڈال دے، اسی میں اس کی بہتری ہے وگرنہ بزور شمشیر شہر کو فتح کر لیا جائے گا۔

شہر کے اندر جو ہسپانوی لشکریوں کی طاقت تھی اس کے گھمنڈ پر حاکم شہر نے ہتھیار ڈالنے سے انکار کر دیا تھا اور صلح کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اس نے طریف بن مالک کو یہ پیغام بھجوایا تھا کہ وہ کل کھلے میدان میں مسلمانوں سے جنگ کرے گا اور ان پر یہ ثابت کرے گا کہ اسپین کے اندر بھی ایسے سردار اور لشکری ہیں جو مسلمانوں کو اسپین کی سرزمین سے نکال باہر کرنے کی ہمت و جرأت رکھتے ہیں۔ حاکم شہر کا یہ جواب سن کر طریف بن مالک نے شہر سے ہٹ کر اپنا پڑاؤ کر لیا تھا اور جنگ کا سامنا کرنے کے لئے اس نے اپنے لشکریوں کو مستعد اور تیار کر لیا تھا۔

دوسرے روز حاکم شہر اپنے لشکر کے ساتھ شہر سے نکلا اور اپنے لشکر کو اس نے طریف بن مالک کے پڑاؤ کے سامنے صف آرا کیا۔ جواب میں طریف بن مالک نے بھی اپنے لشکر کو صف آرا کر کے اس کی صفیں درست کیں۔ اس نے اندازہ لگایا کہ دشمن کے لشکر کی تعداد اس کے لشکر سے کئی گنا زیادہ ہے لہٰذا اس نے اپنے لشکر کی صفوں کو خوب پھیلا دیا تھا تاکہ دشمن انہیں اپنے مقابلے میں تعداد کے لحاظ سے بالکل ہی کمتر نہ سمجھے۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ دشمن کے لشکر کے سامنے ان کے بڑے بڑے سردار اور پادری طبل جنگ بجاتے ہوئے اور رزمیہ گیت گاتے ہوئے اپنے لشکر کا حوصلہ بڑھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس موقع پر جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے طریف بن مالک نے پہلے اپنے لشکریوں کے اندر جذبہ جہاد کے فروغ کے لئے اپنی زہر بھری آواز میں انہیں مخاطب کر کے کہا۔

''سنو میرے ساتھیو، میرے بھائیو، میرے باجرأت رفیقو! یہ آرکیڈونا شہر سے اپنے لشکر کے آگے آگے نکلنے والے سرمنڈھے پادری طبل جنگ بجا بجا کر اور رزمیہ گیت گا گا کر چاہتے ہیں کہ یہ اپنی جنونی طلب میں تہذیب کے کھردرے ہاتھ بن کر تمہارے شیر گرم سکون کو صبح کے خاموش اندھیروں میں اور تمہاری ذہنی رفعت کو ویران کھنڈروں اور سنسان دیولاخوں میں تبدیل کر کے رکھ دیں۔

سنو میرے ساتھیو، خداوند قدوس نے اس سرزمین کے اندر انسان کے تصرف میں جو نعمتیں دے رکھی ہیں وہ نہ صرف یہ کہ اس سرزمین کی زیب و زینت ہیں بلکہ یہ ساری

Marfat.com

نعمتیں انسان کے لئے خداوند کی طرف سے ایک امتحان بھی ہے کہ آیا وہ زمین میں ان نعمتوں کے اندر کھو کر اپنے خداوند کو بھول جاتا ہے یا ان نعمتوں سے مستفید ہوتے ہوئے اپنے لئے عافیت کی تیاری کرتا ہے۔ تو اے میرے ساتھیو، یہ دشمن تم سے خداوند کی عطا کردہ ان ہی نعمتوں کو چھین لینا چاہتا ہے لہٰذا امید کی چنگاری اور قطرت کی پراسرار قوت بن کر ان پر حملہ آور ہونا اور ان کی طمانیت کی گود میں بے بسی و شکستگی و منفریت کے ان علمبرداروں کی بے لگام خوفناک اور غصیلی چمک کو اس میدان کے اندر درہم برہم سکوت اور موت کی ہلچل جیسا بنا کر رکھ دینا۔

میرے ساتھیو! جنگ کا یہ میدان، یہ رزم گاہ ہمارے لئے ایک امتحان اور آزمائش کی گھڑی ہے۔ دیکھو اس آزمائش میں، اس امتحان میں پورا اترنے کی کوشش کرنا۔ اپنے دشمن پر گردش رطل گراں، ازلی التہاب ابدی اضطراب اور موج سموم و سراب بن کر حملہ آور ہونا اور دشمن کے ہر لشکری کو اتھاہ غم اور زہر آلودہ کیفیت میں ڈبو کر رکھ دینا۔ ان کی حالت آندھیوں کا شکار پنکھ پکھیرو جیسی بنا کر رکھنا اور ان کی ساری سطوت، ساری تمکنت او سارے جاہ جلال پر اس میدان کے اندر دل آشوبی طاری کر کے رکھ دینا۔ میں تمہارے ساتھ ہوں، تمہارے آگے رہ کر اور اپنی چھاتی تان کر نہ صرف تمہاری حفاظت کا سامان کروں گا بلکہ دشمن کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے اس پر غلبہ فتح حاصل کرنے کی بھی کوشش کروں گا۔ خداوند قدوس میرا اور تم سب کا اس میدان کے اندر حامی اور ناصر رہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد طریف بن مالک خاموش ہو گیا تھا۔ طریف بن مالک کی اس تقریر نے اس کے مجاہدوں کے اندر ایک عجیب جوش پیدا کر دیا تھا اور جس وقت جنگ شروع ہوئی تو وہ ایک انوکھے جذبے کے تحت ہر حربہ آزما، جنگجو عناصر کی تقدیر کو مات کرنے والے وجدان عرفان اور طلسمات کے شنگرفی رنگوں کی طرح حرکت میں آئے تھے۔ اس سے جب کہ جنگ کی ابتدا ہوئی تھی اس کی حالت کچھ اس طرح کی تھی کہ جیسے ہوا درندوں کی طرح دھاڑتی ہے اور سائے لرزنے لگتے ہیں۔ جیسے سویا ہوا سمندر بیدار ہوتا ہے اور بے یقینی کے دھند لکے پھیلنے لگے ہیں۔ جیسے صحرائے بے کراں آندھیوں سے بغل گیر ہو کر زندگی پر موت کی طیلسان طاری کرنے لگتا ہے۔ بس ایسی ہی کچھ کیفیت جنگ کی ابتدا کے وقت مسلمان مجاہدوں کی ہو گئی تھی۔

دوسری طرف دشمن کے ان گنت لشکری بھی اپنے سرداروں اور اپنے سرمنڈھے

Marfat.com

پادریوں کی سرکردگی میں خوب گرم جولان ہو کر موت کے تاریک ہیولوں، قہر ریخت کی طرح حرکت میں آئے تھے اور مسلمانوں پر آفاق تنگ کرنے کا عزم لیے وہ مٹھی بھر مجاہدوں پر ٹوٹ پڑے تھے لیکن انہیں خبر نہ تھی کہ اس میدان کے اندر قدرت کچھ اور فیصلے کر چکی تھی۔ اس لئے کہ جس وقت اپنے سرداروں اور سر منڈھے پادریوں کی سرکردگی میں آرکیڈونا شہر کا لشکر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا جواب میں مسلم مجاہد بھی نجم صبح کوکب سحر کی طرح ایک عجیب سے وجدان اور عرفان میں طوفان بلاخیز اور دام فطرت کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔ ان کے جوان تازہ اور جان لیوا حملوں کے اندر سالوں کی کسک، مہینوں کی تڑپ، راتوں کی جلن، دنوں کی دھڑکن، نغموں کا تواں اور نگاہوں کے خمار کے علاوہ بحر ہیبت ناک جیسی کیفیت اور رجز خوانی تھی۔ رات کے چوکنے سکوت میں بھڑک اٹھنے والی چنگاریوں کی طرح وہ آرکیڈونا شہر کے لشکر پر حملہ آور ہوتے ہوئے ان کی حالت کچھ اس طرح کر رہے تھے جیسے کوزہ گر چاک کو چکر دے کر مٹی کو اپنی مرضی اور منشا کے مطابق صورت تشکیل دیتا چلا جاتا ہے۔ وہ اپنے اوپر ایک شہودی کیفیت طاری کرتے ہوئے کتاب زندگی کے اوراق میں حسین نقوش کا اضافہ کرتے ہوئے لوح و قلم کے فروغ کا کام سرانجام دینے لگتے تھے۔

آرکیڈونا کے سرداروں کا خیال تھا کہ اپنے سامنے مسلمانوں کے اس مٹھی بھر لشکر کو لمحوں کے اندر اکھاڑ کر رکھ دیں گے اور بہت جلد ان کا قلع قمع کر کے ان پر ایک یادگار فتح حاصل کر لیں گے لیکن جب مسلمان مجاہد اپنی ترچھی تلواروں کو حرکت میں لائے اور دشمن کا خون بہاتے ہوئے انہوں نے جنگ کو لالہ زار بنانا شروع کیا تو تب ان سرداروں اور سر منڈھے پادریوں کی آنکھیں کھلیں اور انہیں خدشہ ہوا کہ ان مسلمانوں پر قابو پانا نہ صرف مشکل بلکہ ان سے اپنی جان چھڑانا بھی ناممکن دکھائی دے رہا ہے اور پھر شہر کے سرداروں نے یہ بھی دیکھا کہ مسلمان مجاہد اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر ان کے لشکر صفوں کے اندر دور دور تک گھستے چلے گئے تھے اور ان کے لشکریوں کو کچھ اس طرح کاٹنے لگے تھے جیسے باغ بان درختوں کی ناکارہ ٹہنیوں کو کاٹ اور جلا کر رکھ دیتا ہے۔

یہ جنگ کچھ زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکی جب مسلمانوں نے دشمن کے آدھے لشکر کو کاٹ کر رکھ دیا تو باقی لشکر پسپا ہو کر شہر کی طرف بھاگا۔

بھاگنے کی اس کیفیت میں شہر کے سردار اور سر منڈھے پادری سب سے آگے آگے تھے۔ اس موقع پر طریف بن مالک نے بڑی عقل مندی اور دانش مندی کا ثبوت دیا۔

Marfat.com

اس نے اپنے لشکر کے ساتھ دشمن کے بھاگتے ہوئے عسکریوں کا تعاقب کیا اور وہ ان کو مارتا کاٹتا ان کے پیچھے پیچھے شہر میں داخل ہوا۔ شہر کے اندر تھوڑی دیر تک اس نے دشمن کے ساتھ ایک اور جنگ کی۔ اس کے بعد اس نے دشمن کے سارے لشکریوں کو کاٹ کر آرکیڈونا شہر پر مکمل قبضہ کر لیا تھا۔

چند روز تک آرکیڈونا شہر میں قیام کرنے اور یہاں پر اپنا حاکم مقرر کرنے کے بعد طریف بن مالک اس شہر سے نکلا اور اپنے لشکر کے ساتھ اس نے اسپین کے شہر مالقہ کا رخ کیا۔ مالقہ کے لوگوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ مسلمانوں کا ایک جرنیل جس کا نام طریف بن مالک ہے وہ ان کے شہر آرکیڈونا کو فتح کرنے کے بعد مالقہ کا رخ کر رہا ہے تو انہوں نے شہر سے باہر نکل کر طریف بن مالک اور اس کے لشکریوں کا استقبال کیا اور بغیر کسی مزاحمت اور لڑائی کے انہوں نے مالقہ مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔ اس طرح آکیڈونا کے بعد مالقہ بھی مسلمانوں کے سامنے زیر ہو گیا تھا۔

✿ ...... ✿

Marfat.com

دوسری طرف طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ البیرہ شہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے کوچ سے پہلے البیرہ اور مرسیہ شہر کی طرف اپنے جاسوس پھیلا دیئے تاکہ وہ اسے بدلتے حالات کی بروقت خبر کرتے رہیں۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد جب طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ البیرہ شہر سے چند میل کے فاصلے پر تھا تو اس کا ایک جاسوس اس کے پاس آیا اور اسے خبر دی کہ البیرہ کا لشکر جسے مرسیہ سے تدمیر نے کمک بھی روانہ کر دی ہے وہ البیرہ جانے والی شاہراہ کے کنارے گھات میں بیٹھا ہوا ہے تاکہ جب طارق بن زیاد کا لشکر وہاں سے گزرے تو اس پر شب خون مار کر اسے ناقابل تلافی نقصان پہنچایا جائے اور اسے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا جائے۔

اپنے اس جاسوس سے یہ خبر پا کر طارق بن زیاد نے اس جاسوس کی رہبری اور رہنمائی میں اپنا راستہ بدل لیا تھا۔ شاہراہ کو چھوڑ کر وہ گمنام سے راستے سے ہوتا ہوا البیرہ شہر کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

اپنے جاسوس کی رہبری اور رہنمائی میں طارق بن زیاد جب اس جگہ کے قریب آیا جہاں البیرہ کا لشکر گھات میں بیٹھا ہوا تھا تاکہ مسلمانوں پر شب خون مار کر انہیں نقصان پہنچائے۔ طارق بن زیاد نے وہاں اپنے لشکر کو روک دیا۔ اپنے لشکر کی تنظیم درست کی اور رات کی تاریکی میں گھات میں بیٹھے ہوئے دشمن پر شب خون مارنے کے لئے وہ تیزی سے آگے بڑھا۔

رات تیزی سے بھاگتی جا رہی تھی۔ خاموشی کے متلاشی عناصر کائنات کے اندر سرگرداں تھے۔ آدھی رات کے آسمان پر تابندہ ستارے دنیا کے آغاز و ابتدا کے گیت اور خداوند کے لئے بے آواز ترانہ وحمد گاتے ہوئے اپنی اپنی منزلوں کو رواں دواں تھے۔ رات کے پرندے خاموش اور چپ تھے۔ اکناف عالم میں سکر و سرور کا ایک عالم چھایا ہوا تھا۔ داستانوں کا ہمزاد آسمان چپ اور پرسکون تھا۔ سینہ کوہ سے رستے جھرنے کسی

Marfat.com

انقلاب کے رونما ہونے کے منتظر تھے۔ چاند اپنے وجدان و عرفان میں ڈوبا کائنات کے مبصر و نقاد کی طرح ہر سو اپنی کرنیں پھیلائے ہوئے تھا۔ فضاؤں کے اندر چاروں طرف صنم خانوں کی سی خاموشی اور سکوت طاری تھا۔

ایسے میں طارق بن زیاد گھات میں بیٹھے ہوئے البیرہ کے لشکر کے سر پر چڑھ آیا اور حملہ آور ہوا۔ اس کے حملہ آور ہونے کا اندازہ کچھ ایسے تھا جیسے وہ افلاک کو تسخیر کرنے کا عزم رکھتا ہو۔ وہ اپنے لشکر کے آگے آگے اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے مینائے سحر کی جھل، ابھرتی قرمزی موجوں، بحر شفق پوش کی پنہائی، الام کے مژدہ اور ہیولوں کے غبار کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ اس کا اتباع کرتے ہوئے اس کے لشکری بھی ستاروں بھری رات میں شب گردی خوانوں، اجل قانع اور سوز سریع کی طرح شب خون مارتے ہوئے البیرہ کے لشکر پر حملہ آور ہوئے تھے۔

رات کی سنسانیوں اور فضا کی ویرانیوں کے اندر طارق بن زیاد نے دشمن پر اچانک شب خون مارتے ہوئے ان کے روح روح میں اضطراب، ان کی رگ رگ میں وحشت اور برگ برگ میں آتش بے درد بھر کر رکھ دی تھی۔ وہ اپنے لشکر کے آگے آگے چیختے چنگاڑتے بحر شور، شعلہ ریز آگ کی طرح حملہ آور ہوتا اور اپنے چاروں طرف طلسمات کا سماں باندھتا ہوا امورج تندور کی طرح دشمن کی صفوں کے اندر گھس کر اس کے شیرازہ خیال کو منتشر کرنے لگا تھا۔

رات کی سنسان مسافتوں کے اندر طارق بن زیاد کی رہبری اور رہنمائی میں مسلمان مجاہد تاریکیوں کا سینہ چیرتے ہوئے سنگین موت، پریشان لمحوں کے فروغ، نا آشنا تب و تاب کی طرح دشمن کے لشکر کے اندر تک گھس کر کاوش و اخلاص کے صاعقہ وار جھپٹتے ہوئے دشمن کی جولاں گاہ نفس پر تاریکی پھیلاتے ہوئے انہیں اپنے سامنے کف خاک کی طرح اڑانے لگے تھے۔

جس وقت طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ رات کی تاریکی میں دشمن کے لشکریوں کو کاٹتا ہوا ان پر مکمل طور پر چھاتا جا رہا تھا اس سے مسلمانوں کی حالت سے کچھ ایسا لگتا تھا جیسے کارگاہ شیشہ گراں میں کوئی سنگ تراش اپنے تیشے کے ساتھ داخل ہوا ہو اور ہر چیز کو توڑتے پھوڑتے ہوئے اس نے ایک انقلاب اور ایک تبدیلی برپا کر کے رکھ دی۔ وہ کچھ ایسا ہی سماں باندھ کر رکھ دیا تھا۔ چاروں طرف موت رقص کرنے لگی تھی اور مسلمان رات کے وقت اپنی ترچھی تلواروں کے ساتھ سر کاٹتے ہوئے باہمہ کو بے ہمہ میں

Marfat.com

تبدیل کرتے جا رہے تھے۔ طارق بن زیاد تاریکیوں کے اندر کچھ ایسی شان، کچھ ایسی مہارت کے ساتھ حملہ آور ہوا تھا کہ بہت جلد اس نے دشمن کے لشکر کو چاروں طرف سے گھیر کر مکمل طور پر اس کا صفایا کر دیا تھا اور دشمن کے کسی بھی سپاہی کو اس نے البیرہ شہر کی طرف بھاگ نکلنے کا موقع فراہم نہ کیا تھا۔ طارق بن زیاد نے جب مکمل طور پر دشمن کے لشکر کا صفایا کر دیا تو ان کے ہتھیاروں اور ان کے دیگر سامان پر قبضہ کرنے کے بعد اس نے رات کی تاریکی میں پھر البیرہ شہر کی طرف بڑی تیزی سے سفر شروع کر دیا تھا۔

❖

رات کی تاریکی میں طارق بن زیاد البیرہ شہر کے شرقی دروازے پر آیا، اپنے گھوڑے کو اس نے دروازے کے سامنے روکا پھر اس نے کڑکتی ہوئی آواز میں دروازے کے محافظوں کو شہر پناہ کا دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔

محافظ یہ سمجھے شاید ان کا لشکر دشمن کی سرکوبی کرنے کے بعد رات کی تاریکی میں لوٹ آیا ہے۔ لہٰذا انہوں نے بلا جھجک شہر پناہ کا شرقی دروازہ کھول دیا۔ دروازے کا کھلنا تھا کہ طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ سیلاب کی طرح البیرہ شہر میں داخل ہوا۔ شہر کے اندر شہر کی حفاظت کے لئے جو چھوٹا سا ایک لشکر تھا اس کو اس نے لمحوں کے اندر کاٹ دیا۔ شہر کے محافظوں کا بھی اس نے قلع قمع کر دیا اور ہر دروازے پر اس نے اپنے محافظ مقرر کرنے کے بعد لشکر کا ایک حصہ اس نے فصیل پر مقرر کیا اور باقی لشکر کو اس نے شہر کے ایک کھلے میدان میں پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ اس طرح رات کی تاریکی میں بغیر کسی مزاحمت کے طارق بن زیاد نے البیرہ شہر پر قبضہ کر لیا تھا۔

طریف بن مالک کی طرح اس نے بھی چند یوم تک البیرہ شہر میں قیام کیا اس کے بعد وہ یہاں اپنا ایک حاکم مقرر کرنے کے بعد مرسیہ شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

❖

تیسری طرف مغیث اپنے مختصر لشکر کے ساتھ قرطبہ شہر کی طرف بڑھا تھا وہ دن کے پچھلے حصے میں قرطبہ کے نواحی جنگل میں پہنچ کر وہاں چھپا رہا اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگا تاکہ شب کی تاریکی میں وہ شہر پر حملہ آور ہو کر اپنے لئے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ مغیث کی خوش قسمتی کہ رات کے وقت جب کہ وہ قرطبہ کے ایک نواحی جنگل میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے تھا اولوں کا طوفان اُمڈ پڑا۔ قرطبہ کے گرد و نواح میں اس قدر اولے پڑے کہ زمین کے نشیب و فراز برابر ہو کر رہ

Marfat.com

گئے اور ہر طرف اولوں کی وجہ سے سفیدی ہی سفیدی بکھر کر رہ گئی تھی۔

اس صورت حال سے مغیث نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور جب رات گہری ہو کر چاروں طرف پھیل گئی تو قرطبہ کے نواحی جنگل سے نکل کر اپنے لشکر کے ساتھ وہ قرطبہ کی فصیل کے قریب آن رکا چونکہ زمین پر چاروں طرف اولے پھیلے ہوئے تھے لہٰذا قرطبہ شہر کے محافظ مغیث کے لشکریوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز نہ سن سکے تھے اور اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر مغیث شہر پناہ کے قریب پہنچ گیا تھا۔

اپنے لشکر کو شہر پناہ کے دور گھات میں بٹھانے کے بعد مغیث اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ فصیل کے قریب آیا۔ فصیل کے ارد گرد چکر لگاتے ہوئے اس نے حالات کا جائزہ لیا۔ اس وقت فضاؤں کے اندر اولوں کے طوفان کے بعد ہلکی پھلکی بوندہ باندی ہو رہی تھی اور فصیل کے محافظ برجوں کے اندر آگ کے الاؤ گرم کر کے بیٹھے ہوئے تھے۔

اب مغیث نے دیکھا کہ شہر پناہ کے بیرونی حصے میں ایک بڑا درخت تھا جس کی کچھ چھوٹی بڑی شاخیں شہر پناہ کی طرف پھیل چکی تھیں۔ ان شاخوں کے ذریعہ فصیل پر جانا انتہائی مشکل کام تھا چونکہ شاخیں نازک تھیں اور وہ انسانی بوجھ نہ برداشت کرتے ہوئے ٹوٹ بھی سکتی تھیں۔ تاہم مغیث نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ شہر پناہ پر چڑھنے کے لئے اور شہر پر غلبہ اور فتح حاصل کرنے کے لئے وہ اسی درخت سے کام لے گا۔

یہ فیصلہ کرتے ہوئے وہ واپس اپنے لشکر میں آ گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک اس نے اپنے لشکر کو از سر نو منظم کیا اور لشکر میں سے ایک انتہائی پتلے اور ہلکے پھلکے نوجوان کا انتخاب کیا جو اس درخت پر چڑھنے کے بعد شہر پناہ کی دیوار پر کود سکے۔ اس طرح یہ سارے انتظام کرنے کے بعد مغیث اپنے لشکر کو ساتھ لے کر اس درخت کے پاس آن رکا تھا۔

جس ہلکے پھلکے تیز وطرار نوجوان کو مغیث نے فصیل کے باہر اس درخت پر چڑھنے کے لئے چنا تھا وہ نوجوان مغیث کے کہنے پر بڑی تیزی سے اس درخت پر چڑھا اور وہ نازک شاخیں جو فصیل کے اوپر تک چلی گئی تھیں ان شاخوں کے ذریعے وہ اپنی جان کو خطرے میں ڈالتا ہوا اور بڑی احتیاط سے کام لیتا ہوا فصیل کے اوپر کود گیا تھا۔ فصیل کے اوپر جانے کے بعد اس نوجوان نے اپنے سر پر بندھا ہوا اپنا لمبا عمامہ کھول کر اس کا ایک سرا فصیل کے اوپر باندھ دیا اور عمامہ کا دوسرا سرا اس فصیل سے نیچے گرا دیا تھا۔ اس طرح اس نے عمامہ کی کمند بنا کر اس نے اپنے ساتھیوں کے لئے اوپر آنے کا ایک راستہ بنا دیا تھا۔

Marfat.com

چند نوجوان اس عمامے کی مدد سے اوپر چڑھ گئے اور پھر انہوں نے بھی اپنے عمامے سروں سے کھول کر انہیں کمند کی شکل میں فصیل سے نیچے گرا دیا تھا۔ اس طرح مغیث کے لشکری عماموں کی ان کمندوں کے ذریعے بڑی تیزی سے شہر پناہ پر چڑھنے لگے تھے۔

شہر پناہ کے وہ محافظ جو درخت کے ایک قریبی برج کے اندر آگ کے آلاؤ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہیں مسلمانوں کے فصیل پر چڑھنے کی خبر اس وقت ہوئی جب مغیث کے لشکریوں کی بڑی تعداد فصیل پر چڑھ چکی تھی اور جب وہ محافظ مسلمانوں کو روکنے کے لئے آگے بڑھے تو مسلمانوں نے لمحوں کے اندر ان کا خاتمہ کرتے ہوئے اس برج پر قبضہ کر لیا تھا پھر اس برج سے ہوتے ہوئے وہ دوسرے برج پر گئے۔ وہاں بھی قبضہ کرنے کے بعد دوسرے سے تیسرے اور پھر چوتھے برج پر بھی قبضہ کرتے چلے گئے تھے۔ یہاں تک کہ فصیل کے نیچے بیٹھے ہوئے قرطبہ شہر کے لشکریوں کو خبر ہو گئی کہ مسلمان کسی طریقہ سے فصیل پر چڑھ آئے ہیں لہٰذا وہ لشکری بھی بڑی تیزی سے فصیل پر چڑھتے ہوئے مسلمانوں کا راستہ روکنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

قرطبہ شہر میں تھوڑی دیر تک جہاں اولوں اور ہلکی ہلکی بارش کے باعث خمار ابلس عزا خانہ کا ایک سماں تھا وہاں اب کچھ اس طرح ہلچل مچ گئی تھی جیسے اجنام خیال کے اندر چاروں طرف تزویر کی رنگ آمیزی پھیل گئی ہو۔ مسلمانوں کی راہ روکنے کے لئے قرطبہ شہر کے لشکری بڑی تیزی سے فصیل پر چڑھتے آ رہے تھے جب کہ دوسری طرف مسلمان لشکری بھی بڑے حوصلے اور بڑے ضبط کے ساتھ وفا کے نئے مضامین باندھتے ہوئے زندہ عزم کے ساتھ قرطبہ شہر کے محافظوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ شہر کے اندر اب زور زور سے نوبت و نقارے اور جنگ کے طبل بجنے لگے تھے اور شہر میں ایک شور اور غل سا مچ کر رہ گیا تھا۔

قرطبہ کے لشکریوں نے بڑی کوشش کی کہ مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر انہیں فصیل سے نیچے اتر جانے پر مجبور کر دیں لیکن ان کی ہر کوشش، ان کی ہر سعی ناکام اور نامراد ہو کر رہ گئی جب کہ ان کے مقابلے میں مسلمان لشکری کچھ اس طرح بے باکی کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے جیسے صبح کی روشنیاں رات کی تاریکیوں کے اندر گھستی چلی جاتی ہیں۔

قرطبہ کے لشکریوں نے اپنی ان تھک کوشش کی کہ کسی طرح مسلمانوں سے اپنی شہر

Marfat.com

پناہ کو خالی کروالیں لیکن انہیں ناکامی ہوئی تھی۔ اس لئے کہ مغیث کی سرکردگی میں مسلمان مجاہدین مینار نور اور سحر فن ہو کر لپکتے شعلوں کی طرح اسرار و تجسّس بن کر اور دھوئیں کے مرغولوں کی طرح ممتحن جوہر انسان کی صورت میں اور تقدیر کے ترکش کی طرح تیرگی ایام کا روپ دھارتے ہوئے دشمن پر حملہ آور ہوئے تھے۔ ان حملوں کے اندر ایک عجیب طرح کی دلکشی اور عشق کی دلسوزی تھی جس کی بنا پر دشمن کے نفس عمارہ پر حملہ آور ہوتے ہوئے انہوں نے دشمن کے لشکریوں کی حالت تھکے ہارے راہی اور تشنہ لب مسافر جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔

چونکہ رات کی گہری تاریکی میں مغیث کی کارکردگی میں مسلمان مجاہدین کا یہ حملہ کچھ ایسا اچانک اور غیر متوقع تھا کہ قرطبہ کے لوگ سنبھل تک نہ سکے اور یہ اندازہ تک نہ لگا سکے کہ ہم پر حملہ آور ہونے والوں کی تعداد کس قدر ہے۔

دوسری طرف مغیث کو بھی یہ احساس ہو چکا تھا کہ جو کچھ وہ کرنا چاہتا ہے وہ اسے رات کی رات میں کر لینا چاہیے ورنہ اگر سورج طلوع ہو گیا اور دشمن کو یہ خبر ہو گئی کہ اس کے ساتھ صرف سات سو لشکری ہیں تو وہ ایک بار پھر ان کے ساتھ قسمت آزمائی پر تیار ہو جائیں گے۔ لہٰذا اس نے چیختے چلاتے ہوئے اور بار بار اپنے لشکریوں کو یوں مخاطب کرنے اور انہیں جنگ پر ابھارنے کے عمل نے مسلمان مجاہدین کے اندر نیا جذبہ اور ولولہ پیدا کر دیا تھا۔ وہ دشمن کی تعداد کی پرواہ کیے بغیر طوفان مہیب اور ہلاکت خیزی کی طرح آگے بڑھتے ہوئے بڑی تیزی سے حملہ آور ہونے لگے تھے اور اپنے جذب تمنا میں محکم حصار سی کیفیت اختیار کرتے ہوئے وہ کچھ اس طرح آگے بڑھنے لگے تھے جیسے کوئی آہن شکن اسرار خمستان میں داخل ہو جاتا ہے۔ مسلمان مجاہدین مژدہ مرگ و اجل بن کر قرطبہ کے لشکریوں کو پراگندہ نصیب اور جگر آشوب بنانے لگے تھے۔ تھوڑی دیر تک یوں ہی فصیل کے اوپر جنگ ہوتی رہی یہاں تک مغیث نے اپنے لشکریوں کی مدد سے قرطبہ کے لشکریوں کو فصیل سے اتر جانے پر مجبور کر دیا تھا اس کے بعد شہر کے اندر ہولناک جنگ ہونے لگی تھی۔

شہر کے اندر بھی زیادہ دیر تک جنگ جاری نہ رہی۔ اس لئے کہ حاکم شہر کو خبر ہو گئی تھی کہ مسلمان اب شہر پر پوری طرح چھاتے جا رہے ہیں۔ دوسرے اسے یہ نہ پتہ چل سکا تھا کہ حملہ آور کی تعداد کس قدر ہے لہٰذا وہ اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر شہر کے رؤسا کے ساتھ قرطبہ کے قلعہ میں محفوظ ہو گیا تھا اس طرح گویا اس نے شہر مسلمانوں کے

Marfat.com

حوالے کرنے کے بعد محصور ہو گیا تھا۔

دوسری طرف مغیث نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ چند یوم تک وہ شہر کے نظم ونسق میں مشغول رہا اس کے بعد اس نے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا تھا جس کے اندر حاکم شہر نے اپنے بچے کھچے لشکر اور معززین شہر کے ساتھ پناہ لے رکھی تھی۔ مغیث نے گو اس قلعہ کا محاصرہ تو کر لیا تھا لیکن وہ دشمن پر دباؤ ڈالنے میں ناکام رہا تھا۔ اس کی دو وجوہات تھیں اول یہ کہ قلعے کی دیواریں بہت بلند اور مضبوط تھیں۔ ان پر چڑھنا ناممکن تھا۔ دوسرے یہ کہ اس کے لشکر کی تعداد صرف سات سو تھی۔ اس طرح وہ مکمل طور پر اس چھوٹے سے لشکر کے ساتھ قلعہ کا محاصرہ کر کے محاصرین پر دباؤ نہیں ڈال سکتا تھا۔ اس کے علاوہ مغیث نے اپنے لشکریوں کو گھات میں بٹھا رکھا تھا تاکہ قلعہ میں محصور ہونے والے اس کے لشکریوں کا صحیح اندازہ لگا سکیں۔ اس طرح مغیث نے اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ قرطبہ شہر کے قلعہ کا محاصرہ جاری رکھا۔

✲ …… ✲

Marfat.com

تاریخ عالم کی روح کو سنوارتی ہوئی رات ازل سے ابد کی طرف بھاگتی چلی جا رہی تھی۔ تاروں بھری رات چپ اور خاموش تھی ہر طرف سکوت سے بھرا ہوا ایک سناٹا اور انتظار کے سے عالم کا سماں بنا ہوا تھا۔ طارق بن زیاد نے اپنے لشکر کے ساتھ مریسہ شہر کا ابھی تک محاصرہ کر رکھا تھا اور ابھی تک اس نے اس شہر پر آخری ضرب لگانے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ رات کے اس سے طارق بن زیاد اپنے خیمے سے باہر جلنے والے آگ کے الاؤ کے پاس عبداللہ کے ساتھ بیٹھا ہوا گفتگو کر رہا تھا۔ ان دونوں کی گفتگو کا موضوع طریف بن مالک اور مغیث تھے۔ ایسے میں رات کی تاریکی کے اندر ایک سوار ان کے پاس آ کر رکا۔ آگ کے جلتے الاؤ کے پاس وہ سوار اپنے گھوڑے سے اترا اور طارق بن زیاد اور عبداللہ کے پاس آ کھڑا ہوا۔ اتنی دیر تک لشکر کے کچھ اور سپاہی بھی وہاں جمع ہو گئے تھے پھر اس آنے والے سوار نے بڑی عزت اور احترام کے ساتھ طارق بن زیاد کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"اے امیر محترم! میں مغیث کے لشکر میں شامل تھا۔ اس کی طرف سے ایک قاصد بن کر آپ کے لئے ایک پیغام لے کر آیا ہوں یا امیر! جہاں تک قرطبہ شہر پر حملہ آور ہونیکا تعلق ہے تو جس رات ہم نے قرطبہ شہر پر حملہ آور ہونے کا رادہ کیا تھا اس رات قرطبہ شہر کے نواح میں بڑے زور کے اولے پڑے تھے اور شہر کے اطراف میں برف ہی برف پھیل گئی تھی۔ اس ژالہ باری کو ہم نے تائید خداوندی سمجھا اور شہر پر حملہ آور ہوئے۔ اس ژالہ باری میں ہمارے بھاگتے ہوئے گھوڑوں کی ٹاپ کی آواز سنائی نہ دیتی تھی لہٰذا مغیث بڑی جانفشانی اور سرفروشی کے ساتھ قرطبہ شہر پر حملہ آور ہوا اور رات کی تاریکی میں جلد ہی ہم نے شہر کو فتح کر لیا۔ اے امیر! شہر کا جو محافظ لشکر تھا وہ شہر کے قلعہ میں محصور ہو گیا اور اس محافظ لشکر کی جو تعداد جہاں تک ہمارا اندازہ ہے مغیث کے لشکر سے دس گنا سے زیادہ ہو گی۔ مغیث نے چونکہ رات کی تاریکی میں قرطبہ شہر پر حملہ آور

Marfat.com

ہو کر اس پر قبضہ کر لیا لہٰذا دشمن کو ابھی تک یہ خبر نہیں ہوئی کہ حملہ آوروں کی تعداد کس قدر ہے۔ اب بھی مغیث قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے ہے جس کے اندر قرطبہ شہر کے لشکر نے پناہ لے رکھی ہے اور مغیث نے اپنے لشکر کو یوں گھات میں بٹھا رکھا ہے تا کہ دشمن کو خبر تک نہ ہو کہ اس کے ساتھ کس قدر لشکری ہیں۔

لہٰذا اے امیر! میں آپ کے پاس یہ گزارش لے کر آیا ہوں کہ قبل اس کے قرطبہ شہر کے سالارں کو یہ علم ہو جائے کہ مغیث کے ساتھ صرف سات سو مجاہدین ہیں، آپ مغیث کی مدد کا انتظام کیجئے۔ اگر دشمن کو خبر ہو گئی کہ حملہ آور کل سات سو ہیں تو یاد رکھیئے وہ قلعہ سے نکل کر مغیث پر اور اس کے لشکریوں پر یوں حملہ آور ہوں گے کہ مغیث اور اس کے لشکریوں کا بچنا مشکل و محال ہو جائے گا لہٰذا اس خطرے اور اندیشے سے بچنے کے لئے مغیث نے مجھے آپ کی طرف روانہ کیا ہے تا کہ اس کے لئے آپ کمک مہیا کریں جس کی مدد سے وہ قلعہ میں محصور قرطبہ شہر کے لشکر کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ قاصد جب خاموش ہو گیا تب طارق بن زیاد نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے مغیث کے قاصد! میں خود ایک لشکر کے ساتھ اس نازک وقت میں مغیث کی مدد کو پہنچوں گا۔ اگر تم تھکاوٹ محسوس نہیں کر رہے تو میں ابھی اور اسی وقت قرطبہ شہر کی طرف کوچ کرنا پسند کروں گا۔"

طارق بن زیاد کا یہ جواب سن کر اس قاصد کے چہرے پر خوشیاں اور اطمینان برسنے لگا تھا اور پھر اس نے اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا۔

"یا امیر! میں راستے میں کھانا کھانے کے علاوہ ستا بھی چکا ہوں اور اپنے گھوڑے کو بھی دم لینے کا موقع فراہم کر چکا ہوں لہٰذا میں ابھی اور اسی وقت آپ کے ساتھ کوچ کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

اس قاصد کا جواب سن کر طارق بن زیاد نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے عبداللہ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"سنو عبداللہ! میں ابھی اور اسی وقت رات کی تاریکی میں اس قاصد کے ساتھ مغیث کی مدد کے لئے قرطبہ کی طرف کوچ کروں گا۔ میرا یہ کوچ خفیہ اور راز میں رہنا چاہیے اور مرسیہ شہر کے سرداروں کو اس کوچ کا علم نہیں ہونا چاہیے۔ میری غیر موجودگی میں تم حسب معمول مرسیہ شہر کا محاصرہ جاری رکھو اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دو کہ

Marfat.com

میں قرطبہ کی طرف کوچ کر چکا ہوں۔ مغیث کی مدد کرتے ہوئے اور قرطبہ شہر کو اپنے سامنے زیر نگیں کرنے کے بعد مغیث کو لے کر پھر تمہارے پاس آ جاؤں گا اور مجھے امید ہے کہ اتنی دیر تک طریف بن مالک بھی آرکیڈونا اور مالقہ شہروں کو فتح کرتا ہوا یہاں ہمارے پاس پہنچ جائے گا اور پھر ہم سب مل کر مریسہ شہر پر ایسی ضرب لگائیں گے کہ مریسہ کے جرار لشکر کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیں گے۔ اس کے بعد پھر ہم اپنے مستقبل کا لائحہ عمل تیار کریں گے۔"

عبداللہ نے طارق بن زیاد کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں آگ جلتے ہوئے الاؤ کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور تھوڑی دیر بعد طارق بن زیاد لشکر کے ایک حصے کے ساتھ مریسہ سے قرطبہ شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

❖

جو قاصد مغیث کی طرف سے طارق بن زیاد کے پاس پیغام لے کر گیا تھا اس نے پہلے ہی پہنچ کر مغیث کو طارق بن زیاد کے آنے کی خبر کر دی تھی۔ لہٰذا مغیث نے شہر سے باہر نکل کر طارق بن زیاد کا استقبال کیا اور اسے اپنے ساتھ شہر کے اندر لے کر آیا۔ دم اور سانس لینے کے بجائے طارق بن زیاد نے قرطبہ شہر میں داخل ہونے کے ساتھ ہی پہلے حالات اور شہر کے مختلف مقامات کا جائزہ لیا۔ اس وقت رات اپنے آخری حصے میں داخل ہو چکی تھی اور سحر ہونے کے آثار نمایاں ہو چکے تھے۔ اپنے ارد گرد کا اچھی طرح سے جائزہ لینے کے بعد طارق بن زیاد اس قلعہ کے قریب مغیث کے ساتھ گیا جس قلعہ کے اندر دشمن کا لشکر محصور ہو کر مقابلہ کر رہا تھا پھر طارق بن زیاد نے بڑے رازدارانہ انداز میں مغیث کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"سنو مغیث میرے ساتھی، میرے رفیق! میں شہر اور اس قلعہ کا بھی بغور جائزہ لے چکا ہوں جس کے اندر دشمن اپنے لشکر کے ساتھ محصور ہو چکا ہے۔ یہ قلعہ اپنی نوعیت اور اپنی ساخت کے لحاظ سے انتہائی مضبوط اور فتح کرنے میں دشوار گزار ہے جب کہ ہمارے پاس اس قدر لشکر بھی نہیں ہے کہ ہم اس کے چاروں طرف پھیل کر بڑی سختی سے اس کا محاصرہ جاری رکھ سکیں اور اگر محاصرہ کو ہم طول دیتے ہیں تو شہر کے اندر محصور لشکر کو اپنے دوسرے شہروں سے رسد اور کمک ملتی رہے گی جب کہ ہمارے لئے طویل محاصرہ اس اجنبی سرزمین میں یقیناً نقصان دہ ثابت ہوگا۔

لہٰذا یہاں قلعہ اور اس کے ارد گرد پھیلی ہوئی عمارتوں کا جائزہ لینے کے بعد میں

Marfat.com

نے ایک فیصلہ کیا ہے اور وہ فیصلہ مجھے یقین ہے کہ تم بھی پسند کرو گے۔ چونکہ حملہ کے اس انداز میں ہمیں کسی قسم کی تیاری یا اخراجات میں نہ پڑنا ہوگا بلکہ یہ ایک ایسا سادہ طریقہ جنگ ہوگا جسے استعمال کر کے ہم یقیناً قلعہ پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

سنو مغیث میرے بھائی! تم دیکھتے ہو کہ سحر ہونے والی ہے۔ تھوڑی دیر تک سورج طلوع ہوگا اور ہر چیز عیاں اور روشن ہو کر رہ جائے گی۔ سنو، روشنی پھیلنے سے پہلے پہلے قلعہ کے شرقی حصے کے قریب قریب جس قدر مکانات ہیں ان سب پر اپنے لشکری متعین کر دو اور ان کے پاس تیروں کے ڈھیر لگا دو۔ جب سورج طلوع ہوگا تب اس کی روشنی میں ہم دونوں مل کر قلعہ کی شرقی طرف سے حملہ آور ہوں گے اور رسیوں کی سیڑھیاں پھینک کر قلعہ پر چڑھنے کی کوشش کریں گے۔ ظاہر ہے کہ قلعہ کی فصیل کے اوپر قلعہ کے محافظ ہم پر تیر اندازی کریں گے لیکن وہ ہمیں زیادہ نقصان نہ پہنچا سکیں گے کہ قلعہ کے شرقی حصے کی طرف جو مکانات ہیں ان پر ہم نے تیر انداز بٹھائے ہوں گے۔ وہ ان پر تیر اندازی کریں گے جس کے نتیجے میں دشمن کے سپاہی نہ صرف یہ کہ فصیل کے اوپر سے ہم پر تیر اندازی کر سکیں گے بلکہ میں یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ ان کا فصیل کے اوپر کھڑا رہنا بھی محال اور مشکل ہو کر رہ جائے گا۔

لہٰذا اے مغیث میرے بھائی! تم اپنے لشکریوں کو قلعہ کے شرقی مکانوں کی چھتوں پر متعین کرو۔ اتنی دیر تک میں اپنے حصے کے لشکر کو قلعہ کی شرقی جانب نظم کر کے ان کی ترتیب درست کرتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی مغیث حرکت میں آیا اور اپنے تیر اندازوں کو اس نے قلعہ کے شرقی مکانوں کی چھتوں پر بٹھا کر ان کے پاس تیروں کے ڈھیر لگا دیئے تھے پھر وہ اس جگہ واپس آ گیا جہاں قلعہ کے مشرقی جانب طارق بن زیاد اپنے لشکر کی ترتیب درست کر کے اس کا انتظار کر رہا تھا۔

سورج جب مشرق سے طلوع ہوا اور اس کی کرنوں نے ہر چیز کو لحہ بہ لحہ تیز ہوتی ہوئی دھوپ کے اندر غسل دیا اس سے قلعہ کے اوپر پہرہ دینے والے دشمن کے محافظوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کا لشکر طارق بن زیاد اور مغیث کی سرکردگی میں قلعہ کی مشرقی جانب اپنی تنظیم اور اپنی صفوں کو درست کر چکا ہے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے انہوں نے اپنے سالار کو اس کی اطلاع کر دی۔ اس

Marfat.com

کے جواب میں شہر کے اندر طبل اور دفیں بجنے لگی تھیں اور گرجا گھروں کے اندر زور زور سے گھنٹیاں بجائی جانے لگی تھیں۔ اس وقت جب کہ شہر کے اندر سے جنگ کے طبل، دفیں اور گھنٹیوں کی صدائیں بلند ہوتی ہوئی چاروں طرف ایک شور کا سماں برپا کر رہی تھیں اس موقع پر طارق بن زیاد اپنے لشکر کے سامنے ایک قدرے بلند جگہ پر کھڑا ہوا۔ پھر وہ اپنے لشکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"کہکشاں کے فرزندو! جلیل النفس مجاہدو! میرے بھائیو، میرے رفیقو! تھوڑی دیر تک ہم دشمن کے خلاف اپنے حملہ کی ابتدا کریں گے۔ میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ سنگ وشرر و تیشہ بن کر کاوش بے کنار کی صورت میں دشمن پر حملہ آور ہونا اور اس کے رگ و پے میں سنسنی اور درماندگی دوڑا کر رکھ دینا۔ سنو میرے ساتھیو، میرے مجاہدو! خداوند ہر عیب سے پاک اور ہر خطا سے لاریب ہے وہ خالق وقت ہے اور صبح و شام کا اسیر نہیں۔ اس کی حکمت میں شکایت کی مجال نہیں ہے۔ میرے مجاہدو! وہی خداوند، وہی رب، وہی خالق، وہی مالک، وہی آقا اس جنگ میں تمہارے ارادوں اور تمہارے خلوص کو دیکھتے ہوئے تمہاری نصرت، تمہاری مدد اور تمہاری اعانت فرمائے گا۔

اے رفیقان و دلنواز! یہ دشمن اور اس کے لشکری تمہارے لئے ایک خوابیدہ ارادوں کو پکارتی موت، کثیف دھوئیں اور بادوباراں کے طوفان کی شکل و صورت اختیار کر کے تمہیں یہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کرنا چاہتے ہیں لیکن سن رکھو میرے آفاق گیر مشعل بردار ساتھیو! ہم نے دوپہر سے قبل اس قلعہ کو پانے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے لہٰذا تم سے میں استدعا کروں گا کہ مضبوط چٹانوں کی صلابت اور افلاک کے محافظوں کی طرح آگے بڑھتے ہوئے دشمن پر حملہ آور ہونا اور اس کے باطن کو خباثت کو کم اندیشی اور کم حوصلگی میں اور اس کے سارے شعور اور ساری جرأت کو تعجل اور حماقت میں تبدیل کر کے رکھ دینا۔ سن رکھو! وقت و نماشور مبازا طلبی کے ساتھ ساتھ اپنے خداوند کی تکبیریں بلند کرتے ہوئے حملہ آور ہونا اس لئے کہ وہی خدا ہے جو تاجوروں کو خاک نشین کرتا ہے اور وہی خدا ہے جو فتح اور نصرت عطا کرنے والا ہے۔ سن رکھو! اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر دشمن تمہاری رگ رگ میں خوف کی دھڑکن بن کر دوڑ اٹھے گا اور خوشامد کا لقمہ چرب جیسا تمہارا یہ دشمن مست و مگن ہو کر تمہارے خون کا پیاسا بن کر بیٹھ جائے گا۔

ان حالات میں میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ اپنے روایتی انداز میں اپنے رب کو یاد

Marfat.com

کرتے ہوئے حملہ آور ہونا اور قلعہ کے اندر محصور دشمنوں پر آدم کی بساط ادراک سے ماورا ہو کر سنگین موت کی شکل و صورت اختیار کرتے ہوئے اس قلعہ کی فصیل پر چڑھ کر اپنے سامنے آنے والے دشمن کے ہر سپاہی کو کاٹتے چلے جانا۔ دشمن کے ہر تسمہ فتراک کو اپنے زیر کمند رکھنا اور ان کے تحت الشعور میں قصر زندان بن کر داخل ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے یگانہ یگانہ جذبوں کے اندر ایک مصور و سنگ تراش کی طرح سرایت کرنا اور ان کی بساط زمین پر ضربیں لگاتے ہوئے ان پر اپنی فتح اور کامیابی کی شرح و اسرار کا انکشاف کرتے چلے جانا۔

سنو میرے ساتھیو! اس دھوپ پھیلی فضاؤں کے اندر دشمن کی ساری خوشگوار امیدوں کو گہرے دبیز خوفناک سائے میں تبدیل کرتے چلے جانا اور ان کی ساری آرزوؤں کو برگشتہ کرتے ہوئے ان کی حالت شکستہ پائیدان اور پرانی اور بوسیدہ لکڑی کی طرح بناتے چلے جانا۔ میرے ساتھیو! میں تمہیں یقین دلاتا ہوں اگر تم اپنے ارادوں اور اپنے خلوص میں اپنے رب کی تکبیر بلند کرتے ہوئے اس شہر پر حملہ آور ہو تو یہ شہر، یہ قلعہ اور اس کے محافظ لمحوں کے اندر تمہارے سامنے زیر ہو کر رہ جائیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد طارق بن زیاد خاموش ہو گیا تھا۔ اب وہ اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کے لئے ہدایات جاری کرنے لگا تھا۔ دشمن کے محافظ جو قلعہ کی فصیل کے اوپر پہرہ دے رہے تھے انہوں نے ابھی تک مسلمانوں پر تیر اندازی نہیں کی تھی۔ اس لئے کہ ابھی مسلمان دور تھے اور اُن کے تیروں کی زد سے باہر تھے۔ پھر جب طارق بن زیاد نے اپنے لشکر کے آگے آگے چلتے ہوئے حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی شروع کی تو قلعہ کے اوپر محافظوں نے تیر اندازی شروع کر دی تھی تاہم ابھی تک تیر مسلمانوں تک نہیں پہنچ رہے تھے۔ اس کے علاوہ قلعہ کے اندر بجتی دفوں، طبل اور گھنٹیوں کی آواز پہلے سے زیادہ تیز ہو گئی تھی۔ طارق بن زیاد کی ہدایت کے مطابق مسلمان لشکریوں نے اپنی ڈھالوں کو اپنے سامنے رکھ کر آگے بڑھنا شروع کر دیا تھا تاکہ وہ دشمن کی تیر اندازی سے محفوظ رہ سکیں۔

اس وقت قلعہ کے اوپر ایک ہلچل اور انقلاب سا برپا ہو گیا تھا۔ جب قلعہ کے شرقی حصے کے مکانوں کی چھتوں پر بیٹھے مجاہدین نے جوابی تیر اندازی شروع کر دی تھی اور اس تیر اندازی کے نتیجہ میں قلعہ کے اوپر محافظوں کے اندر چیخ و پکار اور ایک ہنگامہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور وہ اپنے زخمیوں کو لے کر بڑی تیزی سے بھاگتے ہوئے فصیل کے نیچے اترنے لگے

Marfat.com

تھے اور جو محافظ ابھی تک مسلمان مجاہدوں کے تیروں سے بچے ہوئے تھے ان میں سے کچھ نے یا تو فصیل کے اوپر برجوں کی آڑ میں جا کر اپنے آپ کو تیر اندازوں کے تیروں سے محفوظ کر لیا یا یہ کہ وہ کسی نہ کسی طرح نیچے اتر کر مسلمانوں کی اس جان لیوا اور سخت تیر اندازی سے اپنے آپ کو محفوظ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس صورت حال سے طارق بن زیاد نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور وہ بڑی تیزی سے قلعہ کی فصیل کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

طارق بن زیاد کی رہنمائی اور رہبری میں مسلمان مجاہد ایک قوت اشتراق اور جذب استغراق کی طرح آگے بڑھتے ہوئے قلعہ کی فصیل سے قریب گئے اور طارق بن زیاد کے حکم کے مطابق انہوں نے قلعہ پر رسیوں کی سیڑھیاں پھینک کر بڑی تیزی سے اوپر چڑھنا شروع کر دیا تھا۔ چونکہ مکانوں کی چھتوں پر بیٹھے ہوئے مسلمان مجاہدین ابھی تک زور دار تیر اندازی کر رہے تھے لہٰذا قلعہ کے محافظوں کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ قلعہ کی فصیل پر آ کر فصیل پر چڑھتے ہوئے مسلمانوں کو روک سکیں۔

لہٰذا طارق بن زیاد بڑی آسانی کے ساتھ رسیوں کی سیڑھیوں کے ساتھ قرطبہ شہر کے اس قلعہ پر چڑھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی مکانوں کی چھتوں پر بیٹھے ہوئے مجاہدین نے تیر اندازی بند کر دی۔ اب وہ مکانوں کی چھتوں سے اتر کر قلعہ کی طرف بھاگے تا کہ رسیوں کی سیڑھیوں پر چڑھ کر وہ بھی طارق بن زیاد کے ساتھ شامل ہو کر جنگ میں بھرپور حصہ لے سکیں۔

قلعہ کے محافظوں نے جب دیکھا کہ طارق بن زیاد اپنے لشکر کی راہبری کرتے ہوئے قلعہ کی فصیل پر چڑھ آیا ہے تو وہ چونک کر رہ گئے۔ اب انہوں نے یہ بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ ان پر چونکہ مسلمانوں کی طرف سے تیر اندازی بند ہو چکی ہے لہٰذا وہ بڑی تیزی سے قلعہ کی فصیل پر چڑھنے لگے تا کہ قلعہ پر چڑھ کر آنے والے مسلمانوں کو دھکیل کر نیچے اتر جانے پر مجبور کر دیں۔ اس طرح دشمن کا ایک سیلاب تھا جو سیڑھیاں چڑھتے ہوئے طارق بن زیاد اور اس کے لشکریوں پر امڈ پڑا تھا۔

دوسری طرف طارق بن زیاد نے بھی یہ انتظار نہ کیا کہ دشمن جب فصیل پر چڑھ آئے تو وہ ان پر حملہ آور ہو بلکہ وہ اپنے لشکریوں کے ساتھ لفظوں کی دھوپ اور سورج کی سرخ سوت کی طرح آگے بڑھا اور اک عجیب سے جذب، اک انوکھی کہربائی اور اک لذت ان خوابیں کا سا منظر پیش کرتے ہوئے دشمن پر حملہ آور ہوا اور اپنے تیز حملوں

Marfat.com

سے اس نے دشمن کی فکر و نظر میں استعداد و اندیشے ذہن میں مد و جزر، جگر میں التہاب، دل کی کریدلی بھر کر رکھ دی تھی۔ طارق بن زیاد نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے روایتی انداز میں اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے ہوئے ایک نا آشنا کے سے انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے دشمن کی صنم گر آرزوؤں کی آہنگی اور توازن بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔ اس نے اپنے سامنے آنے والے دشمن کے لشکریوں کی حالت پراگندہ حواس اور بے خانماں حالات جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔

اب طارق بن زیاد اور مغیث اپنے پورے لشکر کے ساتھ قلعہ کی فصیل سے اتر کر قلعہ میں داخل ہو گئے تھے اور ان کے دشمن پر حملہ آور ہونے کا انداز اب کچھ ایسا تھا جیسے وہ مشیت خداوندی کدورت بشریت بن کر دشمن پر وسوسہ و اضطراب طاری کرتے ہوئے انہیں قیود زمان و مکان سے آزاد کرنے لگے ہوں۔

طارق بن زیاد اپنی جان اور جسم کی پرواہ کیے بغیر قحط زاروں میں روشنی کی کرن کی طرح چپکے چپکے دشمن کی رگ و جان میں نفوذ کرنے لگا تھا اور اس کے لشکری بھی اس جیسی دلیری اور جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کا ساتھ دیتے جا رہے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑی ہی دیر کی جنگ کے بعد طارق بن زیاد اور لشکریوں کے سامنے دشمن کی حالت کاروان رفتہ کی داستان جیسی علیل و مریض، پراگندہ و فرومایہ دکھائی دینے لگی تھی جب کہ ان کے مقابلے میں ابھی مسلمان مجاہدین طارق بن زیاد کی سرکردگی میں شب عروسی کے قصے کی سی تازگی کے ساتھ اپنی جانوں کی پرواہ کیے بغیر دشمن پر حملہ آور ہوتے ہوئے اسے لہولہان کرتے جا رہے تھے اس طرح تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد دشمن کے لشکر کی اکثریت موت کے گھاٹ اتار دی گئی۔ باقی نے طارق بن زیاد کے سامنے ہتھیار ڈال کر امان طلب کر لی تھی۔

اس طرح طارق بن زیاد اور مغیث نے مل کر قرطبہ کا قلعہ فتح کر لیا تھا اور پھر وہ شہر اور قلعہ کے نظم و نسق میں لگ گئے تھے۔

✿ ...... ✿

Marfat.com

ہسپانیہ کا نامور سپہ سالار تدمیر مریسہ شہر کے محل کے اندر اپنے رفیقوں اور اپنے اراکین کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا ایک مخبر اس کے پاس آیا اور مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اے آقا! میں آپ کے لئے ایک خوش کن اور بہت ہی اچھی خبر لے کر آیا ہوں۔''

اس پر تدمیر نے چونک کر اپنے مخبر کی طرف دیکھا پھر ہلکے ہلکے تبسم میں اس نے پوچھا۔ ''تم میرے لئے کیسی خوش خبری لے کر آئے ہو۔''

اس پر وہ مخبر کہنے لگا۔ ''اے آقا! مسلمانوں کو ہسپانیہ کی سرزمین سے نکال باہر کرنے کے مواقع پیدا ہو گئے ہیں اور وہ اس طرح کہ آپ جانتے ہیں اسپین پر حملہ آور ہونے والے سالار طارق بن زیاد کے پاس صرف بارہ ہزار کا ایک لشکر ہے اور یہ لشکر اس وقت چار حصوں میں تقسیم ہے۔ اس موقع پر اگر ہم مریسہ شہر سے باہر نکل کر مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہو جائیں تو ہماری فتح اور کامیابی یقینی ہے۔''

اپنے اس مخبر کی گفتگو پر تدمیر خوش ہوا اور پوچھنے لگا۔ ''یہ تم نے مسلمانوں کے لشکر کو چار حصوں میں کیسے اور کب سے تقسیم کر دیا ...... جہاں تک مجھے علم ہے اس وقت مسلمانوں کا لشکر تین حصوں میں تقسیم ہے۔ چھوٹا سا ایک لشکر اس وقت مغیث کی سرکردگی میں قرطبہ شہر کی طرف ہے۔ جب کہ اس سے بڑا ایک لشکر طریف بن مالک کی سرکردگی میں آرکیڈونا اور مالقہ کی مہموں میں مصروف ہے۔ جہاں تک مجھے خبر ملی ہے اس طریف بن مالک نے آرکیڈونا اور مالقہ دونوں شہروں کو اپنے سامنے زیر کر لیا ہے۔''

اس پر وہ مخبر بیچ میں بولتے ہوئے کہنے لگا۔ ''اے میرے آقا! قرطبہ شہر بھی مغیث کے سامنے سرنگوں ہو چکا ہے۔ تاہم قرطبہ شہر کا محافظ لشکر شہر کے قلعہ کے اندر محصور ہو گیا تھا لیکن ایک خوفناک جنگ کے بعد اس لشکر کے زیادہ حصے کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور باقی

Marfat.com

لشکر نے مسلمانوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ یوں قرطبہ پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔"

اس پر تدمیر دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔" یہ جو تم نے قرطبہ کے سقوط کی خبر دی ہے یہ میرے لئے نئی اور افسوس ناک ہے۔"

اس پر وہ مخبر گلوگیری سی آواز میں تدمیر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔" اے آقا! مغیث رات کی تاریکی میں قرطبہ شہر پر حملہ آور ہوا تھا اور اس کے لئے آسانی یہ پیدا ہوئی کہ جس رات اس نے شہر پر حملہ آور ہونا تھا اس رات آسمان سے خوب اولے پڑے جن کے باعث اس کے بھاگتے ہوئے گھوڑوں کی آوازیں قرطبہ شہر والوں کو سنائی نہ دیں اور وہ چپکے چپکے ژالہ باری اور سردی سے فائدہ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ قرطبہ کی فصیل پر چڑھ گیا اور شہر اس نے فتح کر لیا۔ پھر رات کی تاریکی میں قرطبہ شہر کے محافظ لشکر کو یہ خبر نہ ہوئی تھی کہ مغیث کے پاس صرف سات سو لشکری ہیں۔ اگر انہیں پتہ ہوتا تو رات کی تاریکی میں مغیث پر حملہ آور ہو کر اس کا اور اس کے لشکر کا خاتمہ کر کے رکھ دیتے۔

قرطبہ کے محافظ لشکر کو یہی خطرہ تھا کہ مسلمانوں کے متحدہ لشکر نے شہر پر حملہ کر دیا ہے لہٰذا وہ شہر چھوڑ کر قلعہ میں محصور ہو گئے۔ یہاں پر مغیث نے بڑی چالاکی سے کام لیا۔ اس نے اپنے لشکر کو گھات میں بٹھا کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور ہمارے لشکر پر یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ اس کے ساتھ کتنا لشکر ہے، اس کی تعداد کتنی ہے۔ جب یہ محاصرہ طول پکڑنے لگا تو مغیث کو خدشہ ہوا کہ اگر یہ محاصرہ طول پکڑ گیا اور اسپین کے لشکر کو خبر ہو گئی کہ اس کے صرف سات سو لشکری اس کے ساتھ ہیں تو وہ قلعہ سے باہر نکل کر ان پر حملہ آور ہوں گے اور ان کا خاتمہ کر کے رکھ دیں گے۔

اے آقا! اسی خدشہ کے پیش نظر مغیث نے اپنا ایک قاصد طارق بن زیاد کی طرف روانہ کیا اور اس سے کمک طلب کی۔ جس رات مغیث کا یہ قاصد طارق بن زیاد کے پاس آیا اسی وقت طارق بن زیاد رات کی تاریکی میں لشکر کے ایک حصے کو لے کر قرطبہ کی طرف روانہ ہو گیا اور اس نے مغیث کے ساتھ مل کر اس قلعہ پر ایسا خوفناک حملہ کیا کہ ہمارے قلعہ کے محافظوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ باقیوں نے طارق بن زیاد کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس طرح قرطبہ شہر مسلمانوں کے سامنے زیر ہو چکا ہے۔

اے آقا! مسلمانوں کا لشکر چونکہ اس وقت چار حصوں میں تقسیم ہے۔ ایک حصہ

Marfat.com

پہلے ہی قرطبہ میں موجود تھا جس کا سردار مغیث تھا۔ دوسرا حصہ کمک کے طور پر طارق بن زیاد مریہ میں اپنے پڑاؤ سے لے کر گیا تھا وہ بھی ابھی تک وہیں پر ہے۔ تیسرا حصہ طریف بن مالک کی سرکردگی میں مالقہ کی طرف ہے اور چوتھا مختصر سا حصہ اس وقت مریہ شہر سے باہر مسلمانوں کے چوتھے سالار عبداللہ کی سرکردگی میں پڑاؤ کیے ہوئے ہے۔

اے آقا! اگر ہم رات کی تاریکی میں مریہ شہر سے باہر پڑاؤ کرنے والے مسلمانوں کے لشکر پر شب خون ماریں تو مجھے امید ہے کہ ہم انہیں زیر کر کے رکھ دیں گے۔ اگر ہم نے مریہ شہر سے باہر پڑاؤ کرنے والوں کو شکست دے دی تو یہ ہمارے لئے بہت بڑا معرکہ ہوگا اور یہ ہمارے لئے ممکن بھی ہے کہ اس لشکر کا سالار عبداللہ ہے جو جنگ کا زیادہ تجربہ نہیں رکھتا۔ اسے شکست دینے کے بعد ہم مالقہ کا رُخ کریں گے اور مالقہ میں طریف بن مالک کے لشکر کو شکست دینے کے بعد پھر طارق بن زیاد اور مغیث کا رخ کیا جائے۔ اور ان حالات میں ان دونوں کو کھلے میدانوں کے اندر شکست دینا ہمارے لئے زیادہ مشکل اور تکلیف دہ نہ رہے گا۔'' یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر خاموش ہو گیا تھا۔

اس مخبر کی یہ خوش کن خبر سن کر تدمیر کے چہرے پر آتش شب سرما جیسا اطمینان اور شیر گرم سکون بکھر گیا تھا۔ اس کی آنکھوں کے اندر جنونی وخفقانی اور جلال و قتال سے بھرپور جذبوں کے اندر غم دہر کی کدورت رقص کرنے لگی تھیں۔ اس کے مسکراتے چہرے سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ یہ خبریں سن کر اس کے لئے قرار جان فروغ دل اور امید و وصل جیسا سامان فراہم کر دیا گیا ہو۔

تھوڑی دیر تک تدمیر اسی حالت میں بیٹھا کچھ سوچتا رہا پھر اس نے مخبر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''سنو اے ہسپانیہ کے خوش نوا مخبر! تم نے یہ ساری خبریں دے کر میرا دل خوش کر دیا ہے کہ اب ہم مسلمانوں پر شب خون نہیں ماریں گے اس وقت جب کہ مسلمانوں کا لشکر چار حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے ہم کھلے میدان میں مریہ شہر سے باہر پڑاؤ کرنے والے مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہوں گے اور جس طرح کوئی خون خوار قوت کسی شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیتی ہے اسی طرح ہم بھی مسلمانوں کے لشکر کے اس حصے کو ان ہی کے خون میں نہلا کر رکھ دیں گے۔ اس وقت دوپہر ہونے والی ہے اور تھوڑی دیر تک ہم اپنے لشکر کے ساتھ مریہ شہر سے نکلیں گے اور مسلمانوں

Marfat.com

کے لشکر پر حملہ آور ہوں گے۔ پھر وقت، فضائیں اور زمانہ دیکھے گا کہ ہم اس لشکر کی کیسی بری حالت کرتے ہیں۔

سنو میرے دردمند مخبر! میں تمہیں اور اپنے سامنے بیٹھے سارے رفیقوں اور ارا کین کو یقین دلاتا ہوں کہ آج دوپہر کے بعد مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہو کر ہم ان کی حمیت اور ان کی شباہت تبدیل کر کے رکھ دیں گے۔ اے مخبر! آج دن کی روشنی میں مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہو کر ہم ان کے تمام رامشن و ریحان کو اور ان کے تمام اعمال و افعال، ان کی ساری جرأت مندی، دلیری کو اعمال نامہ گناہ گار جیسا سیاہ بنا کر رکھ دیں گے۔ سنو مخبر! آج کا دن مسلمانوں کے لئے انتہائی منحوس ہو گا کہ شہر کے باہر کھلے میدانوں میں ہم انہیں ست و پامال کر کے رکھ دیں گے۔ اب تم جا سکتے ہو تا کہ میں لشکر کو تیار کرنے کا کام شروع کر سکوں۔" اس کے ساتھ ہی وہ مخبر وہاں سے نکل گیا تھا۔

دوپہر کے بعد اسپین کا سپہ سالار تدمیر بڑی خونخواری کے ساتھ مریسہ شہر سے اپنے لشکر کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے نکلا تھا۔ دوسری طرف عبداللہ نے بھی اسے اپنے لشکر کے ساتھ شہر کے دروازے سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا اس نے فوراً اپنے لشکر کو جنگ کے لئے تیار کر لیا تھا۔

تدمیر پر مسلمانوں کے تعداد میں کم ہونے کا ایسا نشہ سوار ہو گیا تھا کہ وہ اپنے لشکر کو کوئی ترتیب دیئے بغیر ہی اجاڑ غاروں کی ویرانی کی طرح حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھا۔ وہ اور اس کے ساتھی بڑے بھیانک انداز میں لحن ستیز اور صوت حمیر کی طرح نعرے بلند کرتے اور شور کرتے ہوئے آگے بڑھے تھے۔ مسلمانوں کے قریب پہنچ کر اپنے گھوڑے کو اسی طرح بھگاتے اور پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوئے تدمیر نے اپنے لشکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز میں اور طوفان میں جوش مارتی ہوئی دیگ کے سے انداز میں کہا۔

"سنو میرے ساتھیو! آج کے دن ان مسلمانوں پر کچھ اس طرح حملہ آور ہونا کہ ان سے اپنے وادی رباط کے سارے نقصانات کا انتقام لو اور انہیں درطۂ ہلاکت میں جھونک کر رکھ دو۔"

تدمیر کے ان احکامات کے جواب میں اس کے لشکری خونخوار انداز میں شور کرتے ہوئے نعرے مارتے ہوئے اپنے پورے خمار و خرافات، اونچی آنکھ اور جھوٹی زبان کی

Marfat.com

نفرت و کراہت کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

عبداللہ نے کمال جرأت مندی میں اپنے لشکر کی صفوں کو سنبھالتے ہوئے تدمیر کے حملہ کو مکمل طور پر روک دیا تھا اور اس کے بعد وہ جارحیت پر اترنے کے بجائے اپنے دفاع پر ہی محدود ہو کر رہ گیا تھا اور اس نے اپنے لشکریوں پر یہ واضح کر دیا تھا کہ وہ صرف تدمیر کے حملوں کو روکنے پر ہی اکتفا کریں۔ دوسری طرف تدمیر نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کے سالار نے اپنے لشکریوں کو صرف دفاع تک ہی محدود کر دیا ہے تو اس کے حوصلے اور بلند ہو گئے اور اس نے بڑی تیزی کے ساتھ اپنے لشکر کو پھیلاتے ہوئے مسلمانوں کا ایک طرح سے محاصرہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ عبداللہ بھی تدمیر کی اس سازش کو بھانپ گیا تھا۔ لہٰذا وہ اپنے لشکر کو لے کر اپنا دفاع کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ پیچھے ہٹنے لگا تھا تاکہ دشمن اس کا حصار نہ کر سکے۔

دشمن کی اس جارحانہ اور مسلمانوں کی دفاعی جنگ کو شروع ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ بائیں طرف سے کچھ فاصلہ پر کچھ اس طرح دھول اڑتی ہوئی دکھائی دی جیسے کوئی تازہ دم لشکر اس میدان جنگ میں وارد ہونے والا ہو۔ جب وہ دھول کے بادل چھٹے تو سب نے دیکھا، ایک لشکر اس دھول کے اندر سے نمودار ہوا تھا جسے دیکھ کر عبداللہ اور اس کے لشکری خوش ہو گئے تھے کیونکہ اس آنے والے لشکر کے سامنے طریف بن مالک اپنے گھوڑے کو مارتا اور بھگاتا بڑی تیزی کے ساتھ میدان جنگ میں بڑھ رہا تھا۔ یہ سماں دیکھتے ہوئے عبداللہ کے لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور اس نے لڑتے لڑتے تھوڑا سا بائیں جانب کو ہٹتے ہوئے بلند آواز میں اپنے لشکریوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

''سنو میرے ساتھیو! میدان جنگ میں یہ سمجھنا کہ کوئی ہمارا مغیث اور ہمارا دادخواہ نہیں ہے۔ سب سے پہلے ہمارا خدا جو ہر خطا سے لاریب اور ہر سہو سے بے عیب ہے وہ ہمارا مغیث، ہمارا دادخواہ ہے لیکن اے میرے ساتھیو! اپنی نگاہیں اٹھا کر بائیں طرف دیکھو امیر طریف بن مالک ہماری مدد کو پہنچ چکے ہیں۔ تھوڑی دیر تک وہ میدان جنگ میں کودنے والے ہیں اور ان کے جنگ میں حصہ لیتے ہی تم دیکھو گے کہ ہم دفاع سے نکل کر جارحیت پر اتر آئیں گے اور دشمن کو دھکیل کر شہر کے اندر محصور ہو جانے پر مجبور کر دیں گے۔''

عبداللہ کے یہ پیغام سن کر اس کے لشکریوں میں ایک خوشی اور ایک اطمینان کی لہر

Marfat.com

دوڑ گئی تھی وہ پہلے سے بھی زیادہ خوش اور جذبے سے کام لیتے ہوئے تازہ برگ زیتون کی سی تازگی کے ساتھ دشمن پر حملہ آور ہوتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگے تھے کہ ان میں نہ قحط ہمت ہے اور نہ حوصلوں کی کمی۔

طریف بن مالک اپنے وآں کے جذبوں سے بلند اور اندیشہ وعواقب سے بے نیاز ہو کر نئے افق کے متلاشی اور نئی دنیا کی جستجو رکھنے والے کسی شیر دل سردار کی طرح پروردگار کریم کی حمد اور اس کی صمدیت کی صفت کے گیت اور ترانے گاتا ہوا اپنے لشکر کے ساتھ سحر و جذب، جمال بے ثبات، قضائے الٰہی، مشیت ایزدی کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ اس کے شاہین کی طرح جھپٹنے کے انداز میں ورق ناخواندہ کی سی تازگی اور طلسم زندگی کی سی ایک کشش تھی وہ عجیب سے جانثارانہ انداز میں حملہ آور ہوتا ہوا دشمن کے لشکریوں کے اندر لازوال نقوش چھوڑتے ہوئے ان میں دل خراش صدائیں بلند کرتا جا رہا تھا۔

گو طریف بن مالک نے اپنے سامنے آنے والے تدمیر کے دستوں کے سارے جمال وحدت کو پامال کرتے ہوئے ان پر فقدان ذوق و جرأت طاری کرتے ہوئے نور سحر اور سورج کی روشنی کی مانند ان کے اندر گھسنا شروع کر دیا تھا جو دوپہر تک بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ یوں طریف بن مالک ایک روشن طاق کی طرح دشمن کے اندر ان کی ساری دلیری کو، دھوکے اور جرأت مندی کو فریب میں تبدیل کرتا ہوا انہیں اپنے سامنے اطاعت و پابندی پر مجبور کرنے لگا تھا۔

تھوڑی دیر پہلے تدمیر جہاں مسلمانوں کے لشکر کا محاصرہ کرنے کی فکر میں تھا وہاں اب اس نے طریف بن مالک کے آ جانے کی وجہ سے اپنے لشکر کی ساری صفوں کو متحد اور منظم کرتے ہوئے محاصرہ کا ارادہ ترک کر کے صرف یہ عزم کر لیا تھا کہ وہ مسلمانوں کو یہاں سے شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کر دے گا۔ اب بھی اس کے حوصلے انتہائی بلند تھے۔ اس لئے کہ طریف بن مالک اور اس کے لشکریوں کے آ جانے کے باوجود تدمیر کے ساتھ جو لشکر کام کر رہا تھا اس کی تعداد مسلمانوں کے لشکر سے دس گنا سے بھی کہیں زیادہ تھی۔ لہٰذا تدمیر کو کچھ اتنا فکر نہ تھا۔ اس لئے اپنی تعداد کا خیال کرتے ہوئے اسے یقین تھا کہ وہ میدان جنگ میں مسلمانوں کو ضرور شکست سے دوچار کر کے رہے گا۔ تاہم دوسری طرف طریف بن مالک کے آ جانے کے باعث مسلمانوں کے لشکر میں بھی ایک تبدیلی آ چکی تھی اس سے پہلے مسلمان لشکری عبداللہ کی سرکردگی میں صرف اپنا

Marfat.com

دفاع کیے ہوئے تھے لیکن طریف بن ملاک کے آ جانے کے باعث اسلامی لشکر بھی اب اپنے دفاع سے نکل کر جارحیت پر اتر آیا تھا اور اس طرح دونوں طرف کے لشکری ایک دوسرے پر خونخوارانہ انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے ایک دوسرے کو زیر اور مغلوب کرنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

یہ جنگ جب اپنے زوروں پر تھی تو اسلامی لشکر میں ان کے دو مخبر داخل ہوئے جنہوں نے طریف بن مالک اور عبداللہ کو یہ خبر دی کہ تھوڑی دیر تک طارق بن زیاد اور مغیث بھی مریسہ شہر پہنچنے والے ہیں۔ یہ خبر آن کی آن میں پورے لشکر میں پھیلا دی گئی جس کے باعث مسلمان لشکریوں کے حوصلے پہلے سے بھی کہیں بلند ہو گئے تھے اور وہ اپنے سر ہتھیلیوں پر رکھ کر دشمن کی صفوں کے اندر گھسنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر ایسا ہی سماں رہا پھر مریسہ شہر سے باہر ایک انقلاب رونما ہونے کے آثار دکھائی دیئے۔ اس لئے کہ دائیں طرف سے طارق بن زیاد اور مغیث کا لشکر آتا دکھائی دیا تھا۔ خود طارق بن زیاد اس لشکر کی راہبری اور راہنمائی کرتے ہوئے بڑی تیز سے امیدان جنگ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ یہ سماں دیکھتے ہوئے طریف بن مالک اور عبداللہ کے لشکریوں نے بھی زور زور سے اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے ہوئے دشمن پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا اور تھوڑی ہی دیر بعد جب طارق بن زیاد بھی اپنے لشکر کے ساتھ تکبیریں بلند کرتا ہوا حملہ آور ہوا تو ان تکبیروں کی بلند آوازوں سے یوں محسوس ہونے لگا جیسے زمین دہل جائے گی، کوہستان ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، ستارے ٹوٹ پڑیں گے اور آسمان کی مشکیں کھل کر رہ جائیں گی۔

طارق بن زیاد نے دشمن پر حملہ آور ہونے کے لئے بہترین جگہ کا انتخاب کیا۔ دشمن کی پشت کی طرف سے شہر کے دروازے کے پاس سے ہوتا ہوا تدمیر کے لشکر پر ماہی گیروں کے ترسول کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے اس نے ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ اپنے لشکر کے ساتھ طارق بن زیاد اک عجیب سی ترکیب اور حکمت کے ساتھ حملہ آور ہوا تھا اور دشمن کی ساری شرارت اور کجروی، خرابی و ویرانی، زخم و ذلت، حماقت اور خجالت میں بدلنا شروع کر دی تھی۔

تدمیر کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ طارق بن زیاد بھی اپنے لشکر کے ساتھ پہنچ گیا ہے اور اس نے اس کے لشکر کی پشت کی طرف سے حملہ کر دیا ہے۔ تاہم اپنے لشکریوں کا حوصلہ بلند رکھنے کے لئے وہ سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے حملہ آور ہونے لگا تھا۔ نئے نئے

Marfat.com

کانٹے اور نئے نئے پھندے استعمال کرتے ہوئے اس نے لحہ بہ لحہ غضب اور لحظہ بہ لحظہ انت آور طوفانوں کی صورت اختیار کرتے ہوئے مسلمانوں پر ماندگی اور کسل طاری کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس کی ہر کوشش ناکام ہوئی تھی اس لئے کہ طارق بن زیاد، طریف بن مالک، عبداللہ اور مغیث نے اس کے کسی بھی حربے کو کامیاب نہ ہونے دیا تھا۔ سامنے کی طرف سے طریف بن مالک اور عبداللہ قہر کی لاٹھی کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے دشمن کے دل کی طرح پر موت کی اترائی کا نزول کرتے ہوئے اس کی اقبال مندی کا خاتمہ کرتے چلے جا رہے تھے جب کہ پشت کی طرف سے طارق بن زیاد اور مغیث کچھ ایسے انداز میں دشمن پر ٹوٹ رہے تھے جیسے وہ آسمان کی اونچائی اور زمین کی گہرائی کو ہموار کر دینے کا عزم کر چکے ہوں وہ اپنے لشکریوں کے ساتھ دشمن کے جس دستے کا بھی رخ کرتے انہیں یوں ختم کرتے جاتے تھے جس طرح پاتال مُردوں کو نگل جاتا ہے اور ان کے حملوں کے سامنے تدمیر کے لشکریوں کی حالت کچھ اس طرح ہو رہی تھی جیسے بیل کو مذبح کی طرف دھکیلا جاتا ہے۔ جیسے پرندوں کو جال میں لے جایا جاتا ہے۔

مجموعی طور پر سارے اسلامی لشکر نے ایک محکم برج کی صورت اختیار کرتے ہوئے دشمن کی ہڈیوں تک میں خوف اتار کر رکھ دیا تھا۔ اب ان کے سامنے تدمیر اور اس کے لشکریوں کی حالت بے فصیل اور مسمار شدہ شہر، اُڑتی پھرتی بے آشیانہ ابابیلوں اور انگاروں پر رکھے تازہ کوئلوں جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

❖

مرسیہ شہر سے باہر جنگ جاری تھی۔ طارق بن زیاد، طریف بن مالک کی سرکردگی میں مسلمان مجاہد قہر کا سیلاب اور ایسی روشنی کے مانند جس میں بادل نہ ہو دشمن کے لشکر کے اندر گھستے چلے جا رہے تھے۔ انہوں نے دشمن کے باطل خیالات کو کمہار کے برتن کی طرح چکنا چور کرتے ہوئے ان کے باطل کی مخفی شرارت کو اپنی صداقت اور سلامتی کے سامنے زیر کرنا شروع کر دیا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ تدمیر کے لشکریوں کے فتح مندی کے نعرے مغلوبوں کی سی فریاد میں تبدیل ہونے لگے تھے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے ہسپانیہ کے لشکر کا سالار تدمیر اپنے گھوڑے کو بھگاتا ہوا ایک قدرے بلند جگہ پر آیا اور اپنے لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔

”سنو اسپین کے فرزندو! مضبوط ہو جاؤ، حوصلہ رکھو، خوف نہ کھاؤ اور بد دل نہ ہو۔

Marfat.com

یہ مسلمان اب ہمارے سامنے چند گھڑیوں کے مہمان ہیں۔ انہیں آگ کا ایندھن بنا کر رکھ دو اور اس کی حالت اسپین کی سرزمین میں اس طائر کی مانند کر دو جو اپنے گھونسلے سے بھٹک گیا ہو۔ سنو ہسپانیہ کی بلند کردار نسل کے فرزندو اور اسپین کے سورماؤں کی اولادو! ان مسلمانوں پر شکار کے طالب ریچھ کی طرح حملہ آور ہو جاؤ۔ یہ تمہاری سرزمین میں کانٹوں کی جگہ صنوبر اور جھاڑیوں کی جگہ آس کے درخت کی امید رکھتے ہیں۔ ظلم کا عصا اور قہر شدید بن کر ان پر حملہ آور ہو جاؤ اور جس طرح روشنی ظلمت، اندھیرے اور تیرگی کو کھدیڑ کر رکھ دیتی ہے ایسے تم بھی اس کی حالت بیابانوں کے ویرانوں جیسی بنا کر رکھ دو۔" یہاں تک کہنے کے بعد تدمیر خاموش ہو گیا۔

گو اسپین کے لشکریوں نے تدمیر کی اس انگیخت پر بڑی تیزی اور خونخواری کے ساتھ حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا لیکن مسلمان مجاہدوں نے بھی جواب میں اپنے حملوں میں تیزی پیدا کرتے ہوئے اسپین کے لشکریوں کی ہڈیوں تک میں بے قراری بھر دی تھی اور ان کے اندر وہ چاروں طرف موت کی خاک اڑانے لگے تھے۔ اسپین کے لشکریوں کی ساری قوت، ساری طاقت، سارے تجربے اور ساری مہارت کو انہوں نے ٹھیکروں کی طرح خشک کر کے رکھ دیا تھا۔ تھوڑی دیر تک گھمسان کی جنگ رہی۔ اس دوران تدمیر کے لشکر میں پوری طرح افراتفری مچ گئی تھی اور اس کے لشکری اگلی صفیں چھوڑ کر پیچھے بھاگنے لگے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ پچھلی صفوں کی تنظیم بھی تتر بتر ہو کر رہ گئی تھی۔

اس موقع پر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے اپنے حملوں میں اور زیادہ جوش پیدا کر لیا اور تیزی سے تکبیریں بلند کرتے ہوئے برستی بوندوں کے انداز میں حملہ آور ہونے لگے تھے جس کے بعد تدمیر کے لشکری مکمل طور پر افراتفری کا شکار ہو کر بھاگنے لگے اور مسلمانوں نے ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ مسلمانوں نے مکمل طور پر تدمیر کے لشکر کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ بہت کم لشکری اپنی جانیں بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہوئے تھے جب کہ کسی من چلے مسلم مجاہد نے تدمیر کو زندہ گرفتار کر لیا تھا اور اسے رسیوں میں جکڑ کر وہ مجاہد تدمیر کو طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کی طرف لے جانے لگا تھا۔

تدمیر کو جب طارق بن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو اس موقع پر طریف بن مالک بھی طارق بن زیاد کے ساتھ کھڑا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ دونوں تدمیر کو بڑے غور سے دیکھتے رہے۔ پھر طارق بن زیاد اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

"اے تدمیر! تو نے دیکھا میرے مجاہدوں نے تیری بدی کی ساری دھول کو کیسے روح مستقیم میں بدل کر رکھ دیا ہے۔ اے تدمیر! یہ آسمان میرے خدا کا جلال ہے۔ یہ فضائیں اس کی دستکاری ہیں اور زمین جس کی خدائی ہے وہی خدا ہماری چٹان، ہمارا برج ہے۔ اسی کے نام کو بلند کرتے ہوئے ہم حملہ آور ہوتے ہیں۔ اپنے دشمنوں کو پچھاڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ اے تدمیر! تو نے دیکھا تیرے لشکر کی تعداد مجموعی لشکر سے کئی گنا زیادہ تھی پھر بھی ہم نے مرسیہ شہر سے باہر ایک بدترین شکست سے تمہیں دوچار کیا ہے اور یہ اس لئے کہ ہم بالکل مخلص ہو کر اپنے اس خدائے واحد کو پکارتے ہیں۔ اسے ہی اپنا کارساز سمجھتے ہیں جو سارے جہانوں کا مالک اور خالق ہے۔

طارق بن زیاد کی اس گفتگو کے جواب میں تدمیر بڑی عاجزی و انکساری کے ساتھ کہنے لگا۔ "اے مسلمانوں کے عظیم سالار! آپ کے ہاتھوں وادی رباط میں اسپین کے شہنشاہ رازرک کی شکست، اس کے بعد مدینہ سدونہ میں اور اب یہاں مرسیہ میں لگاتار میری دو شکستوں نے مجھ پر بہت سی حقیقتوں کا انکشاف کر کے رکھ دیا ہے۔ اے امیر! ان جنگوں کے دوران میں نے جو حقیقت پائی ہے وہ یہ ہے کہ میں خطا کاروں کے گروہ اور بے دینی کے سیلاب کی رہنمائی اور راہبری کرتا رہا ہوں۔ ان جنگوں کے دوران میں نے بڑی اعجازی، انکساری کے ساتھ گڑگڑاتے ہوئے دعا مانگی۔ اے خداوند میری بات سن، میرا انصاف کر۔ پر میری کسی دعا کو قبولیت حاصل نہ ہوئی اور آپ کے لشکری ہمارے سپاہیوں پر اولوں اور انگاروں کی طرح برستے رہے۔ ایسا لگتا تھا جیسے ان کے بازو پیتل کے ہو گئے ہوں اور وہ جنگوں کو بے برگ کر دینے اور زندگی کی طراوت کو چھین لینے کا فن خوب اچھی طرح جانتے ہوں۔

اے امیر! میری ساری دعاؤں کا کوئی اثر نمودار نہ ہوا اور آپ کے لشکر نے ہر میدان جنگ میں اسپین کے لشکریوں کی حالت ٹوٹے برتن کی مانند کر کے رکھ دی تھی۔ آپ کی لگاتار فتوحات سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ آپ سچائی حق اور راستی پر ہیں جب کہ اس کے مقابلے میں ہم بدی، تعصب اور معصیت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ آپ کے لشکر اپنی دینی روح کو لئے ایک انقلابی شعور کے ساتھ اور اپنے جذب جہاد کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے رہے جب کہ ان کے مقابلے میں ہم پر جو بدی لدی ہوئی تھی ہم اسی کو اچھالتے ہوئے جنگوں کے میدانوں کا رخ کرتے رہے لہٰذا ہمیں ہر جنگ میں شکست اور ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔

Marfat.com

اے مسلمانوں کے عظیم سپہ سالار! میں آپ اور آپ کے ان سارے کمان داروں کی موجودگی میں اپنی شکست اور اپنی ہار کو تسلیم کرتے ہوئے اسلام قبول کرتا ہوں اور مسلمان ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔"

تدمیر کا یہ جواب سن کر طارق بن زیاد اور اس کے پہلو میں کھڑے ہوئے طریف بن مالک کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ بکھر گئی تھی پھر طارق بن زیاد نے اسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"سنو تدمیر! میں تمہارے خیالات اور تمہارے فیصلہ کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتا ہوں۔ میں کچھ دن تک اپنے لشکر کے ساتھ یہاں قیام کروں گا۔ اس دوران تمہارے قبولیت اسلام کی بہترین رسم ادا کی جائے گی اور تمہیں ارکان اسلام سے روشناس کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد میں یہاں سے کوچ کروں گا اور تمہیں اپنی طرف سے مریسہ شہر کا حاکم مقرر کر دوں گا۔"

طارق بن زیاد کے اس جواب سے تدمیر خوش ہو گیا تھا۔ اس کے بعد تدمیر کو طارق بن زیاد کے خیمہ میں لے جایا گیا۔ وہاں اسے دائرہ اسلام میں داخل کیا گیا اور لشکر کے اندر اس کے لئے ایک علیحدہ خیمے کا انتظام کر دیا گیا تھا۔ یوں جب طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ ریسہ شہر سے باہر کھلے میدانوں کے اندر پڑاؤ کیے رہا تدمیر کی برابر دینی تربیت ہوتی رہی پھر طارق بن زیاد نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا۔ تدمیر کو اپنی طرف سے مریسہ شہر کا حاکم مقرر کر دیا تھا اور ساتھ ہی اس نے دو قاصد افریقہ کی طرف روانہ کر دیئے تھے تاکہ وہ موسیٰ بن نصیر کو اسپین کے اندر ہونے والی فتوحات سے آگاہ کریں۔

❖

طارق بن زیاد نے اپنے لشکر کے ساتھ اسپین کے مرکزی شہر ٹولیڈو کا رخ کیا تھا۔ ابھی انہوں نے مریسہ شہر سے تھوڑا فاصلہ طے کیا تھا کہ انہیں اپنے آگے آگے لوگوں کا بہت بڑا گروہ جاتا ہوا دکھائی دیا۔ طارق بن زیاد نے اپنے لشکر کے ساتھ اپنی رفتار تیز کر دی اور اس گروہ کو جا لیا۔

طارق بن زیاد اور طریف بن مالک جو اپنے لشکر کے آگے آگے تھے۔ انہوں نے دیکھا اس گروہ نے ایک بہت بڑی میز اٹھا رکھی تھی اور جب انہوں نے مسلمانوں کو تعاقب میں آتے دیکھا تو اس میز کو رکھ کر ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ طارق

Marfat.com

بن زیاد نے بھی اپنی تلوار بے نیام کر کے فضا میں بلند کی اور لشکر کو اس نے رک جانے کا اشارہ کر دیا پھر وہ اور طریف بن مالک دونوں اپنے گھوڑوں سے نیچے اترے اور اس میز کا جائزہ لینے لگے جو وہ لوگ اٹھا کر لے جا رہے تھے۔

طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے دیکھا وہ میز جو کافی بڑی تھی ساری سونے کی تھی اور اس کے چاروں حاشیوں میں نیلم یاقوت موتی کی علیحدہ علیحدہ چار تختیاں لگی ہوئی تھیں۔ اس کے چاروں پائے زمرد کے تھے۔ تھوڑی دیر تک بڑے غور سے وہ دونوں اس میز کا جائزہ لیتے رہے پھر طارق بن زیاد نے ان لوگوں میں سے ایک جوان کے سامنے کھڑا ہو کر مخاطب کر کے پوچھا۔

"یہ میز کس کی اور کیسی ہے اور تم اسے کہاں لے جا رہے ہو......؟"

اس پر وہ شخص جواب دیتے ہوئے کہنے لگا۔ "اے مسلمانوں کے امیر! میں یہودی ہوں اور لوگوں کے اس گروہ میں کچھ یہودی اور کچھ مقامی ہسپانوی بھی ہیں۔ ہمارا یقین بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ یہ جو میز آپ کے سامنے پڑی دیکھ رہے ہیں یہ حضرت سلیمانؑ کی میز ہے اور اسے ہم نے احترام اور عقیدت کے تحت بڑا سنبھال کر رکھا ہوا تھا بلکہ اس گروہ میں اس وقت جو نصرانی شامل ہیں انہوں نے ہمارے بہت سے ساتھیوں کو قتل کر کے اس میز پر قبضہ کر لیا اور ہم میں سے باقی کو مجبور کیا کہ ان کے لئے اس میز کو محفوظ جگہ پہنچا دیں تا کہ یہ مسلمانوں کے ہاتھ نہ لگے۔ ہمیں انہوں نے اس لئے ساتھ لیا کہ اگر اس میز کے متعلق کوئی پوچھے تو ہم یہ کہہ دیں یہ میز ہماری مرضی اور منشاء کے مطابق منتقل کی جا رہی ہے۔ اے مسلمانوں کے امیر! اسپین میں ایک فاتح کی حیثیت سے آپ ہماری اور نصرانیوں کی نسبت اس میز کے زیادہ حق دار ہیں لہٰذا اس میز کو میں تحفتہً آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔"

اس یہودی کا یہ جواب سن کر طارق بن زیاد مسکرایا پھر اس نے ان گٹھڑیوں کی طرف اشارہ کر کے جو اس کے ساتھی اٹھائے ہوئے تھے دوبارہ اس یہودی کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"یہ جو تمہارے ساتھی اپنے سروں پر گٹھڑیاں اٹھائے ہوئے ہیں ان کے اندر کیا ہے۔"

وہ یہودی فوراً کہنے لگا۔ "میں ابھی بتاتا ہوں کہ ان کے اندر کیا ہے۔ ان کو اٹھانے والے بھی نصرانی ہیں۔"

Marfat.com

پھر وہ گٹھڑیوں کو اٹھانے والوں کے پاس گیا پھر انہیں تحکمانہ انداز میں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''ان ساری گٹھڑیوں کو زمین پر رکھ دو۔''

جب وہ گٹھڑیاں نیچے رکھ دی گئیں تو اس یہودی نے ان ساری گٹھڑیوں کے منہ کھول دیئے۔ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے دیکھا ان گٹھڑیوں کے اندر بے شمار طلائی اور نقرئی ظروف اور زیورات بھرے ہوئے تھے۔ اس یہودی نے ان کھلی گٹھڑیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے طارق بن زیاد کو مخاطب کر کے کہا۔

''اے مسلمانوں کے امیر! یہ وہ برتن اور قیمتی ظروف اور زیورات ہیں جو ان نصرانیوں نے ہماری عبادت گاہوں سے اٹھا لئے ہیں اور اب یہ کسی اور جگہ منتقل کرنے جا رہے تھے تاکہ ضرورت کے وقت ان پر اپنا قبضہ جما سکیں۔''

طارق بن زیاد نے ان یہودیوں اور نصرانیوں کو وہاں سے جانے کی اجازت دے دی اور وہ سونے کی میز اور سونے چاندی کے ظروف اور زیورات مال غنیمت کے اس حصے میں شامل کر دیئے گئے جو خلیفہ ولید بن عبدالملک کے لئے جمع کیا جا رہا تھا۔

طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ ٹولیڈو شہر سے ابھی پچپن میل کے فاصلہ پر تھا کہ یہودیوں کا ایک گروہ اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ بھی اپنے ساتھ سونے کی ایک میز اور بیش قیمت خزانے اٹھائے ہوئے تھے اور ساری چیزیں انہوں نے طارق بن زیاد کے سامنے پیش کیں پھر ان کا سرکردہ طارق بن زیاد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اے مسلمانوں کے امیر! یہ جو میز ہے یہ حضرت سلیمانؑ کے کھانے کی میز ہے اور آپ دیکھتے ہیں کہ یہ ٹھوس سونے کی ہے۔ اس میز کے تین سو پینسٹھ پائے ہیں جو سارے ہی جواہرات کے بنے ہوئے ہیں۔ یہ میز اور اس کے علاوہ سارے خزانے ہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ہمیں خطرہ ہے۔ یہ مقامی ہسپانوی ہم سے یہ ساری چیزیں چھین کر فرانس پہنچا دیں گے۔ لہٰذا ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بہتر ہے یہ ساری چیزیں آپ کے حوالے کر دیں۔''

طارق بن زیاد نے یہودیوں کے ان تحائف کو قبول کیا اور ساری چیزوں کو بھی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے غنیمت کے حصے میں شامل کر دیا گیا تھا اور جس بستی میں طارق بن زیاد کو وہ سلیمانؑ کا تاریخی مائدہ پیش کیا گیا تھا اس بستی کا نام ہی طارق بن زیاد نے مدینۃ المائدہ رکھ دیا تھا۔ وہاں سے کوچ کرنے کے بعد طارق بن زیاد پھر اپنے لشکر کے ساتھ ٹولیڈو شہر کی طرف بڑھا تھا۔

Marfat.com

ٹولیڈو شہر کے حکمران اور سرکردہ لوگوں کو جب خبر ہوئی کہ طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ ٹولیڈو شہر فتح کرنے کے لئے آ رہا ہے تو وہ سب اپنے شہر سے باہر نکلے، بڑی گرم جوشی سے انہوں نے طارق بن زیاد اور اس کے لشکریوں کا استقبال کیا اور ٹولیڈو شہر انہوں نے بغیر کسی جنگ کے طارق بن زیاد کے حوالے کر دیا تھا۔

طارق بن زیاد نے چند روز تک یہاں قیام کیا اس کے بعد وہ اسپین کے شمال مغربی حصوں کی طرف آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔

* ...... *

Marfat.com

اقلیما اور ایلسا ایک روز سمندر کے کنارے کنارے پھیلی ہوئی ماہی گیروں کی بستی کے ساتھ ساتھ چہل قدمی کر رہی تھیں۔ اس وقت سورج غروب ہونے کو تھا۔ مغربی افق پر دور دور تک سرخی پھیلنے لگی تھی۔ جب کہ سمندر کی لہریں بھی زرفشاں ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ سمندر کے کنارے ایک جگہ اقلیما اور ایلسا دونوں رک گئیں پھر سمندر کی طرف دیکھتے ہوئے اقلیما نے کسی قدر حسرت سے اپنے پہلو میں کھڑی ایلسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''ایلسا میری بہن! اسلام قبول کرنے کے بعد میں سوچتی ہوں نہ جانے وہ وقت کب آئے گا کہ ہم کھلے عام بغیر کسی بندش، کسی پابندی کے عبادات کر سکیں گے۔ ہماری موجودہ زندگی پابندیوں سے بھری ہوئی ہے اور اس لئے ہم چھپ چھپ کر عبادت کرنے پر مجبور ہیں۔ اگر ایسا نہ کریں تو یہ پادری ہم دونوں کے علاوہ میری ماں اور اسقف ستیوس کی بھی گردن کاٹ کر رکھ دیں۔''

ایلسا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ''سنو اقلیما میری بہن! میرا دل کہتا ہے کہ عنقریب وہ وقت آئے گا جس طرح ہمارے اس کلیسا میں نصرانیوں کو اپنی تمام مذہبی رسومات ادا کرنے کی آزادی ہے ایسے ہی ہسپانیہ کی سرزمین جگہ جگہ مسلمانوں کی مسجدیں تعمیر کی جائیں گی اور ان کے اندر مسلمانوں کو اپنی عبادت اور اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے کی آزادی ہو گی۔''

ایلسا کہتے کہتے خاموش ہو گئی۔ اس لئے کہ ماہی گیروں کی قریبی بستی سے انہیں اذان کی آواز سنائی دی تھی لہٰذا وہ دونوں ہمہ تن گوش ہو کر اذان سننے لگی تھیں۔

جب اذان ختم ہو گئی تو اقلیما نے پھر ویسے ہی حسرت آمیز انداز میں ایلسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''سنو ایلسا میری بہن! ہم سے تو یہ ماہی گیروں کی بستی والے ہی اچھے

Marfat.com

ہیں۔ یہ دیکھو اعلانیہ اذان دیتے ہیں۔ وہ اعلانیہ ہی اسلام قبول کر چکے ہیں۔ کسی پابندی کے بغیر یہ اسلامی رسومات ادا کرتے ہیں۔''

اقلیما کی اس گفتگو کے جواب میں ایلسا کہنے لگی۔ ''آؤ اقلیما! ماہی گیروں کی اس بستی کی طرف چلتے ہیں، دیکھتے ہی یہ لوگ کس جگہ جمع ہوتے ہیں اور انہوں نے نماز پڑھنے کے لئے کیا انتظامات کر رکھے ہیں۔''

اقلیما نے ایلسا کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں تیزی سے ماہی گیروں کی بستی کی طرف ہو لی تھیں۔

جب وہ ماہی گیروں کی اس بستی میں داخل ہوئیں تو ن دونوں نے دیکھا ماہی گیروں نے اپنی بستی سے باہر ایک طرف بانس اور سرکنڈے پر مشتمل کافی بڑی مسجد بنا رکھی تھی اور اسی مسجد سے انہیں اذان کی آواز سنائی دی تھی۔ جب وہ دونوں مسجد کے پاس سے گزر رہی تھیں تو ایک بوڑھا ملاح ان کے سامنے آن رکا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اگر میں غلطی پر نہیں تو آپ میں سے ایک اقلیما اور دوسری ایلسا ہے۔''

اس بوڑھے ملاح کے اس انکشاف پر اقلیما اور ایلسا دونوں کسی قدر پریشان ہو گئی تھیں۔ پھر اقلیما نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ کسی قدر جرأت مندی کا اظہار کرتے ہوئے اس بوڑھے ملاح سے پوچھا۔

''آپ کو کیسے خبر ہوئی کہ ہم دونوں میں سے ایک اقلیما اور ایک ایلسا ہے۔''

وہ بوڑھا ملاح بڑی معصوم اور پاکیزہ مسکراہٹ میں مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ ''سنو ہسپانیہ کی بیٹیو! میں ہسپانیہ میں اس ساحل پر مدت سے رہ رہا ہوں۔ یہیں میں پیدا ہوا، یہیں میرا بچپن میری جوانی گزری اور اب میں بڑھاپے کا سامنا کر رہا ہوں۔ میرا نام فردیلہ ہے۔ میں ہی مسلمانوں کے عظیم سپہ سالار طریف بن مالک کو افریقہ سے یہاں اور یہاں سے افریقہ لے جاتا رہا ہوں۔''

پھر اس بوڑھے ملاح نے خاص طور پر اقلیما کو مخاطب کر کے کہا۔ ''اگر میں غلطی پر نہیں تو تم اقلیما ہو اور افریقہ کے شہر سبتہ کے حکمران کاؤنٹ جولین کی اہلیہ تمہاری بڑی بہن۔''

فردیلہ کے اس انکشاف پر اقلیما اور ایلسا دونوں خوش ہو گئی تھیں۔ قبل اس کے کہ ان دونوں میں سے کوئی فردیلہ کو جواب دیتی فردیلہ پھر ان دونوں کو مخاطب کر

Marfat.com

کے کہنے لگا۔

''اے میری بیٹیو! طریف بن مالک کے حوالے اور اس کی نسبت تم دونوں ہمارے لئے صاحب تقریم اور قابل عزت ہو۔ اب جب کہ تم ہماری اس بستی میں داخل ہوئی ہو تو آؤ میرے گھر میں تھوڑی دیر بیٹھو تاکہ میں تمہاری مہمان نوازی کرسکوں اور مجھے امید ہے کہ تم ان جھونپڑیوں کے اندر بیٹھنا اور قیام کرنا اپنے لئے عار اور توہین نہ سمجھو گی۔''

اس پر اقلیما فوراً بولتے ہوئے کہنے لگی۔ ''ہم عار اور توہین کیوں سمجھیں گی جب آپ طریف بن مالک کو جاننے والے ہیں تو آپ ہمارے لئے بھی صاحب عزت اور قابل احترام ہیں۔ لہٰذا میں اور ایلسا دونوں ضرور آپ کے ساتھ جائیں گی۔''

فردیلہ خوش ہو گیا اور کہنے لگا۔ ''تم دونوں میرے ساتھ آؤ میں تمہیں اپنے گھر میں بٹھاتا ہوں۔ میری بیوی اور میری بیٹی تم دونوں کو دیکھ کر بے حد خوش ہوں گی اور جب انہیں یہ خبر ہو گی کہ تم طریف بن مالک کی جاننے والی ہو تو ان کی خوشی میں اور اضافہ ہو گا۔ تم دونوں ان کے پاس بیٹھنا، اتنی دیر تک میں مسجد میں نماز ادا کر کے آتا ہوں۔ پھر میں تم دونوں کے پاس آ کر بیٹھوں گا۔''

فردیلہ کی اس گفتگو سے اقلیما اور ایلسا نے اتفاق کیا وہ دونوں فردیلہ کے ساتھ ہو لی تھیں۔ تھوڑا سا آگے جانے کے بعد وہ دونوں فردیلہ کے ساتھ لکڑی کے بنے ہوئے ایک مکان میں داخل ہوئیں۔ صحن میں ایک معمر خاتون اور ایک نوعمر لڑکی وضو کر رہی تھیں۔ فردیلہ نے ان دونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اقلیما اور ایلسا کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

''سنو اقلیما اور ایلسا میری دونوں بیٹیو! یہ جو خاتون وضو کر رہی ہے یہ میری بیوی ہے اور اس کا نام شوران ہے اور جو بچی پانی ڈال کر اسے وضو کرا رہی ہے یہ میری بیٹی ہے۔ اس کا نام عشیرہ ہے۔ تم دونوں ان کے پاس بیٹھو، یہ تمہاری محبت میں خوش ہوں گی۔ اتنی دیر تک میں نماز ادا کر کے آتا ہوں۔''

پھر فردیلہ نے اپنی بیوی شوران اور بیٹی عشیرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''یہ اقلیما اور ایلسا ہیں اور میں گھر میں کئی بار پہلے بھی تم دونوں ماں بیٹی سے ذکر کر چکا ہوں۔ میرے آنے تک تم دونوں ان کو بٹھاؤ اور ان کی خاطر تواضع کرو۔ میں بھی جلد لوٹ کر آتا ہوں۔''

فردیلہ وہاں سے نماز کے لئے جانے والا تھا کہ اقلیما نے اسے مخاطب کرتے

Marfat.com

ہوئے کہا۔ ''اے فردیلہ میرے محترم بزرگ! اگر آپ میرے اور ایلسا کے راز کو راز ہی رکھنے کا عہد کریں اور اس عہد میں آپ کی بیوی شوران اور عشیرہ بھی شامل ہوں تو میں وہ راز آپ پر انکشاف کروں تا کہ شوران اور عشیرہ کے ساتھ ساتھ ہم دونوں بھی اپنا ایک مذہبی فریضہ ادا کریں۔''

اس پر فردیلہ نے چونک کر ان دونوں کی طرف دیکھا پھر وہ بڑے وثوق اور اعتبار سے کہنے لگا۔ ''اے میری دونوں بیٹیو! کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ میں تم دونوں کو یقین دلاتا ہوں میں اور میری بیوی شوران اور بیٹی عشیرہ تمہارے راز کو نہ صرف راز رکھیں گی بلکہ ضرورت پڑی تو ہم تینوں تم پر اپنی جانیں تک قربان کر دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔''

اقلیما شاید فردیلہ کی گفتگو سے مطمئن ہو گئی تھی لہٰذا وہ کہنے لگی۔ ''اے فردیلہ! میرے محترم! میں تم پر یہ انکشاف کرنا چاہتی ہوں کہ میں اور ایلسا، میری ماں اور کلیسا کا بڑا پادری ستیوس چاروں ہی اسلام قبول کر چکے ہیں اور ہم نے اس قبول اسلام کو ابھی تک راز میں رکھا ہوا ہے تا کہ کلیسا کے دوسرے پادری اور آس پاس کے رہنے والے عیسائی ہم پر برہم ہو کر ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ آج تمہاری بیوی اور تمہاری بیٹی کو وضو کرتے دیکھ کر میرا دل بھر آیا اور میں نے چاہا کہ میں اور ایلسا بھی ان دونوں کے ساتھ اس گھر میں آزادی سے نماز ادا کر سکیں۔ یہ ہے وہ انکشاف جسے میں نے راز رکھنے کا تم سے عہد لیا ہے۔''

فردیلہ، اقلیما کی اس گفتگو سے بے حد خوش ہوا۔ دوسری طرف شوران اور عشیرہ بھی اپنی جگہ پر کھڑی مسکرا رہی تھیں پھر فردیلہ نے آگے بڑھ کر باری باری اقلیما اور ایلسا کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر بڑے پیار اور شفقت سے کہنے لگا۔

''تم دونوں شوران اور عشیرہ کے ساتھ مل کر نماز ادا کرو۔ میں ابھی مسجد میں نماز ادا کر کے آتا ہوں۔ میرے آنے تک تم نے جانا نہیں، میں واپسی پر تمہارے ساتھ تفصیل کے ساتھ گفتگو کروں گا۔''

اقلیما نے جب فردیلہ کی ہاں میں ہاں ملا دی تو فردیلہ مسکراتا ہوا گھر سے نکل گیا۔ جب کہ شوران اور عشیرہ حرکت میں آئیں، ان دونوں نے مل کر اقلیما اور ایلسا کا وضو کروایا پھر وہ کمرے میں جا کر چاروں اکٹھی نماز ادا کر رہی تھیں۔

فردیلہ جب مسجد میں نماز پڑھ کر کے لوٹا تو اس نے دیکھا اس کی بیوی شوران اور

Marfat.com

اس کی بیٹی عشیرہ مطبخ میں کھانا تیار کرنے میں مصروف تھیں۔ جب کہ اقلیما اور ایلسا سامنے والے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ فردیلہ سیدھا اقلیما اور ایلسا کی طرف گیا اتنی دیر تک اس کی بیوی شوران بھی مطبخ سے نکلی اور فردیلہ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے۔ کھانا تیار ہے۔ اقلیما اور ایلسا کو بھی میں نے رضامند کر لیا ہے کہ وہ کھانا ہمارے ساتھ کھائیں گی۔ لہٰذا تم ان کے پاس بیٹھو میں اور عشیرہ کھانا لاتی ہیں۔''

فردیلہ آگے بڑھ کر اس کمرے میں جا کر بیٹھ گیا جس میں اقلیما اور ایلسا بیٹھی ہوئی تھیں اس کے بعد شوران نے فوراً عشیرہ کی مدد سے وہاں کھانا لگا دیا۔ پہلے سب نے خاموشی سے کھانا کھایا پھر جب شوران اور عشیرہ برتن اٹھا کر مطبخ میں رکھ آئیں اور جب دوبارہ اقلیما اور ایلسا کے پاس آ کر بیٹھ گئیں تب فردیلہ نے اقلیما اور ایلسا کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

''اے اقلیما اور ایلسا میری دونوں بیٹیو! میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں اب جب کہ تم دونوں اسلام قبول کر چکی ہو اور ہماری طرح مسلمان ہو تو کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم روزانہ نہ سہی لیکن کبھی کبھی تم دونوں بہنیں یہاں میرے گھر میں آؤ، ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ اور ہمارے ساتھ ہی نماز ادا کیا کرو۔ میں سمجھوں گا میری صرف ایک بیٹی عشیرہ نہیں بلکہ اقلیما اور ایلسا کی صورت میں مجھے دو اور بیٹیاں مل گئی ہیں۔ اگر تم ایسا کرو تو یہ میری بڑی خوش بختی اور سعادت ہو گی اور ہاں یہ بھی اطمینان رکھو تمہارے اسلام قبول کو اس وقت تک راز رکھا جائے گا جب تک ایسا ضروری ہے اور جب تم دیکھو آس پاس کے اکثر لوگ اسلام قبول کر چکے ہیں تو پھر تم بھی اپنے قبول اسلام کو ظاہر کر دینا اور اگر تم پر کوئی شک کرے کہ فردیلہ کے ہاں تم کیا لینے جاتی ہو تو تم دونوں یہ کہہ سکتی ہو کہ ہم وہاں اس بستی میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے جاتی ہیں۔ اس طرح تم دونوں پر کوئی شک و شبہ نہ کرے گا۔''

فردیلہ کی اس گفتگو کا جواب دیتے ہوئے اقلیما کہنے لگی۔ ''اے فردیلہ میرے محترم بزرگ! آپ کا کہنا درست ہے۔ میں اور ایلسا ضرور اگر ہر روز نہیں تو گاہے بگاہے آپ کے ہاں ضرور آئیں گی۔ آپ کے ساتھ مل کر کھانا کھائیں گے اور آپ کے ساتھ ہی مغرب کی نماز ادا کیا کریں گی اور اگر کسی نے پوچھا تو ہم یہ کہہ دیں گی کہ ہم عیسائیت کی تبلیغ کے لئے ماہی گیروں کی اس بستی میں جاتی ہیں۔''

Marfat.com

اقلیما جب خاموش ہوئی تو فردیلہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ”اے اقلیما میری بیٹی! اگر تم برا نہ مانو تو اس موقع پر میں ایک بات ضرور کہنا پسند کروں گا۔“

اقلیما نے بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ ”کہو فردیلہ! میں تمہاری کسی بات کا برا نہیں مانوں گی اس لئے کہ تم میرے بزرگ، میرے باپ کی جگہ ہو۔“

اقلیما کے ان الفاظ سے فردیلہ کو کچھ حوصلہ ہوا اور وہ اپنی جگہ پر پہلو بدل کر کہنے لگا۔ ”اے اقلیما! اگر میں غلطی پر نہیں تو میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ طریف بن مالک بھی تم سے محبت کرتا ہے۔“

فردیلہ کی اس گفتگو پر اقلیما بے چاری حیا سے سرخ ہو کر رہ گئی تھی اور اس کی گردن جھک گئی تھی۔ اس موقع پر شوران اور عشیرہ بھی بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ پھر اپنی نگاہوں کو جھکائے ہی جھکائے اقلیما کہنے لگی۔

”آپ کا اندازہ درست ہے میرے بزرگ! میں واقعی طریف بن مالک کو پسند کرتی ہوں۔ میری ماں اور اسقف ستیوس مجھے اس کے ساتھ منسوب بھی کر چکے ہیں۔ اب میں ان ہی کے انتظار میں ہسپانیہ کی سرزمین میں اپنی ماں کے ساتھ پڑی ہوئی ہوں ورنہ میں افریقی شہر سبتہ میں اب تک اپنی ماں کے ساتھ، اپنی بہن اور اپنے بہنوئی کے ہاں جا چکی ہوتی اس لئے کہ یہاں کی نسبت وہ جگہ ہمارے لئے زیادہ محفوظ تھی۔“

اس کے ساتھ ہی اقلیما اپنی جگہ سے اٹھی اور کہنے لگی۔ ”اب ہمیں اجازت دیجئے میں اور ایلسا جاتی ہیں اور آپ سے وعدہ کرتی ہیں کہ ہم آپ کے ہاں آتی جاتی رہیں گی۔“

فردیلہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ان دونوں کو دروازے تک چھوڑنے گیا پھر اقلیما اور ایلسا وہاں سے چلی گئی تھیں۔

اقلیما اور ایلسا جب واپس لوٹیں تو انہوں نے دیکھا اسقف ستیوس اور اقلیما کی ماں الیانا دروازے پر کھڑے ان دونوں کا انتظار کر رہے تھے۔ جب وہ قریب آئیں تو الیانا نے بڑی فکرمندی سے ان دونوں کو مخاطب کر کے پوچھا۔

”تم دونوں بہنیں کہاں چلی گئی تھیں میں اور بزرگ ستیوس بڑی بے چینی سے تم دونوں کا انتظار کر رہے تھے۔“

اس پر اقلیما نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”اے میری ماں! ہم دونوں آپ کو ایک اچھی اور مزے کی بات بتاتی ہیں۔“

Marfat.com

اقلیما کے ان الفاظ پر ستیوس اور الیانا دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی پھر وہ دونوں ان کے ساتھ ہو لئے تھے۔ چاروں ایک کمرے میں آ کر بیٹھ گئے پھر اقلیما ستیوس اور اپنی ماں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میں آپ دونوں پر جو انکشاف کرنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ میں اور ایلسا شام سے تھوڑی دیر پہلے ساحل سمندر پر گھومنے چلی گئیں۔ یہ جو ماہی گیروں کی بستی کلیسا کے عقب میں ہے اس کے سامنے ہم چہل قدمی کر رہی تھیں کہ سورج غروب ہونے کے بعد اچانک اس بستی سے ہمیں مغرب کی اذان سنائی دی۔ آپ جانتے ہیں یہ سب ماہی گیر اسلام قبول کر چکے ہیں۔ یہ اذان سننے کے بعد ہمیں جستجو ہوئی کہ دیکھیں کہ ان ماہی گیر مسلمانوں نے اپنے لئے کس طرح عبادت گاہ تعمیر کر رکھی ہے۔ لہٰذا ہم بستی کی طرف گئیں۔ ہم نے دیکھا انہوں نے لکڑی اور سرکنڈوں سے اپنے لئے ایک بہت اچھی اور صاف ستھری مسجد تعمیر کر رکھی ہے۔ وہیں پر مجھے اور ایلسا کو فردیلہ نام کے اس کشتی بان نے دیکھ لیا جو طریف بن مالک کو افریقہ سے یہاں اور ہسپانیہ سے افریقہ لاتا اور لے جاتا رہا ہے۔ وہ ہم دونوں کو پہچان گیا اور اپنے گھر لے گیا۔ وہ اصل میں نماز پڑھنے کے لئے مسجد کی طرف جا رہا تھا اور جب وہ ہمیں لے کر اپنے گھر میں گیا تو ہم نے دیکھا وہاں اس کی بیوی شوران اور بیٹی عشیرہ وضو کر رہی تھیں۔ ہم دونوں اس ماحول کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئیں۔ لہٰذا میں نے فردیلہ پر یہ ظاہر کر دیا کہ میں اور ایلسا ہی نہیں بلکہ میری ماں الیانا اور اسقف ستیوس بھی اسلام قبول کر چکے ہیں لہٰذا ہمیں بھی اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ نماز ادا کرنے کی اجازت دو ساتھ ہی میں نے فردیلہ سے یہ عہد بھی لیا کہ وہ ہمارے قبول اسلام کو راز ہی میں رکھے گا اور کسی پر انکشاف نہیں کرے گا۔

اور اے میری ماں اور بزرگ ستیوس! فردیلہ نے ہمارے ساتھ عہد کیا ہے کہ اس راز کو وہ راز ہی رکھے گا۔ وہ خود تو نماز پڑھنے کے لئے مسجد چلا گیا۔ جب کہ میں اور ایلسا نے پہلی بار ایک اجنبی جگہ فردیلہ کی بیوی شوران اور ان کی بیٹی عشیرہ کے ساتھ ان کے کمرے میں نماز ادا کی۔ اس کے بعد فردیلہ بھی مسجد سے لوٹ آیا۔ ہم چاروں نے مل کر کھانا کھایا اور اس کے بعد فردیلہ نے ہم سے یہ عہد لیا کہ میں اور ایلسا ان کے ہاں آتی جاتی رہیں گی اور اگر کوئی شک کرے تو ہم یہ کہہ دیں کہ ہم عیسائیت کی تبلیغ کے لئے وہاں جاتی ہیں۔''

اقلیما جب خاموش ہوئی تو ستیوس کسی قدر سنجیدگی سے کہنے لگا۔ ''سنو اقلیما اور

Marfat.com

ایلسا! میں تم دونوں کو وہاں جانے سے منع تو نہیں کرتا۔ تم ضرور جاؤ اس لئے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ماہی گیروں سے ہمارا اخوت اور بھائی چارے کا ایک ناطہ ہے پر میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ تم دونوں بہنیں محتاط رہنا اس لئے کہ کلیسا کے پادری انتہائی خونخوار قسم کے لوگ ہیں۔ اگر ان کو یہ خبر ہو گئی کہ ہم چاروں نے اسلام قبول کر لیا ہے تو یاد رکھو یہ چاروں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دیں گے۔"

اس پر اقلیما، ستیوس کو ڈھارس دینے کے انداز میں کہنے لگی۔ "اے بزرگ ستیوس! آپ فکر مند نہ ہوں میں اور ایلسا محتاط رہیں گی اور جب بھی کسی نے ہم سے پوچھا تو ہم کہیں گی کہ ہم ماہی گیروں کی بستی میں مسلمانوں کے اندر عیسائیت کی تبلیغ کرنے کے لئے جاتی ہیں۔"

اقلیما کے اس جواب سے ستیوس مطمئن ہو گیا تھا لہٰذا اقلیما اور ایلسا وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھیں۔

❖

اس واقعہ کے کئی دن بعد ایک روز جب کہ اس نگار خانہ ہستی میں سورج دن بھر کراہتے کراہتے تھک کر غروب ہونے کو تھا اور تاریکیاں اپنے قہر میں پوری قوت کے ساتھ اٹھنے لگی تھیں۔ آسمان کے حاشیوں پر نقش طرازیاں اور رنگ آمیزیاں بکھر گئی تھیں۔ جب کہ بے کراں سمندر چمکدار جواہرات کی طرح دریائے فکر میں ڈوب گیا تھا۔ ایسے میں ماہی گیروں کی بستی کے قریب ایک کافی بڑی اور خوبصورت کشتی آ کر رکی۔

اس کشتی سے تین مسافر اترے۔ ایک افریقی شہر سبتہ کا حکمران کاؤنٹ جولین، دوسری اس کی بیوی غرسیہ اور تیسری ان کی بیٹی فلورنڈا تھی۔ کشتی سے اترنے کے بعد وہ تینوں اپنا سامان اٹھائے کلیسا سے ملحقہ اس عمارت کی طرف بڑھنے لگے تھے جس کے اندر الیانا اور اقلیما نے رہائش اختیار کر رکھی تھی۔ اس عمارت کی طرف جاتے ہوئے فلورنڈا نے اپنے چہرے پر گہری مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اپنے ساتھ چلنے والی اپنی ماں غرسیہ کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے میری ماں! بڑی ماں اور اقلیما یوں اچانک ہم تینوں کو دیکھ کر بے حد ہوش ہوں گی۔ وہ تو یہ اندازہ بھی نہیں کر سکتی ہوں گی کہ ہم اس قدر اچانک ملنے کے لئے آ سکتے ہیں۔"

فلورنڈا کی اس گفتگو پر غرسیہ نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

میں تمہیں کئی بار پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ اقلیما کا نام لینے کے بجائے تم اسے خالہ کہہ کر پکارا کرو۔"

اس پر فلورنڈا نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔"میں اسے خالہ کہہ کر کیسے اور کیوں پکاروں گی چاہے آپ ناراض ہی کیوں نہ ہوں۔"

دونوں ماں بیٹی کی اس گفتگو پر کاؤنٹ جولین بھی مسکراتا جا رہا تھا جب وہ خاموش ہوئیں تو تب کاؤنٹ جولین کہنے لگا۔"فلورنڈا ٹھیک کہتی ہے۔ اقلیما جب اس سے پانچ سال کے قریب چھوٹی ہے تو اسے اس کا نام لے کر ہی مخاطب کرنا چاہیے۔"

تینوں اس طرح کی گفتگو کرتے ہوئے اس عمارت کے دروازے پر آن رکے جس میں اقلیما اور اس کی ماں الیانا نے اسقف ستیوس اور ایلسا کے ساتھ رہائش اختیار کر رکھی تھی۔

کاؤنٹ جولین نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد جب اقلیما نے دروازہ کھولا تو کاؤنٹ جولین، غرسیہ اور فلورنڈا کو اس نے اپنا سامان اٹھائے عمارت کے دروازے پر کھڑے دیکھا تو اس کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ رہی تھی وہ زور زور سے چلاتے ہوئے کہنے لگی تھی۔

"ماں ...... ماں! بھاگ کے آؤ، دیکھو کون آئے ہیں ......"

اس کے ساتھ ہی سب سے پہلے آگے بڑھ کر وہ اپنی بہن غرسیہ سے بغل گیر ہوئی۔ غرسیہ اسے کافی دیر تک اپنے ساتھ لپٹائے رہی اور اس کا منہ اور پیشانی بار بار چومتی رہی۔ اس کے بعد کاؤنٹ جولین نے آگے بڑھ کر اقلیما کے سر پر ہاتھ پھیرا پھر اقلیما اپنی بہن غرسیہ سے علیحدہ ہو کر فلورنڈا سے بغل گیر ہو گئی تھی۔ اتنی دیر تک الیانا بھی بھاگ کر وہاں آ گئی تھی۔ وہ بھی ان تینوں کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔ وہ بھی غرسیہ اور فلورنڈا سے ملی۔ اتنی دیر تک ستیوس اور ایلسا بھی وہاں آ گئے تھے۔ ستیوس بھی شاید ان کا جاننے والا تھا وہ بھی بڑی گرم جوشی سے ان کے ساتھ ملا۔ اس کے بعد تینوں کا تعارف ایلسا سے کرایا گیا پھر وہ ان تینوں کو لے کر سامنے والے کمرے میں چلے گئے تھے۔

ایک نشست پر بیٹھنے کے بعد غرسیہ نے اپنی ماں الیانہ کی طرف دیکھتے ہوئے شکووں بھری آواز میں کہا۔"اے میری ماں! مجھے آپ سے بے حد شکایت اور شکوے ہیں۔ آپ اور اقلیما کو یہاں بے بسی کی حالت میں نہیں پڑے رہنا چاہیے تھا۔ آپ کو

Marfat.com

مصیبت اور ابتلا کے اس دور میں ہسپانیہ سے نکل کر سیدھا میرے پاس سبتہ آنا چاہیے تھا۔ وہاں آپ میرے ساتھ محفوظ اور خوشگوار زندگی کی ابتدا کر سکتی تھیں۔"

جواب میں الیانا مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔ "تمہارا خیال درست ہے میری بیٹی! پر جس وقت میں اور تمہاری چھوٹی بہن اقلیما رازرک کے خوف سے بھاگی تھیں تو ہماری آخری پناہ گاہ اس وقت یہ کلیسا ہی تھا اگر یہ ستیوس نہ ہوتے تو ابھی تک رازرک، اقلیما کو حاصل کر کے میری گردن تک کاٹ چکا ہوتا۔ اس کے علاوہ میں طریف بن مالک کی احسان مند اور ممنون ہوں کہ اس نے اپنی جان کو خطرات میں ڈال کر اقلیما کو ٹولیڈو شہر سے نکال کر یہاں تک پہنچایا۔ اس شخص کے ہم پر اتنے احسانات ہیں جن کا میں شمار نہیں کر سکتی اور تم یہ بھی تو سوچو کہ ہم تمہارے پاس کیسے آ سکتی تھیں۔ رازرک نے ہماری تلاش میں چاروں طرف اپنے جاسوس اور سپاہی پھیلا دیئے تھے۔ اگر ہم اس ساحل سے کشتی میں بیٹھ کر افریقہ کے لئے روانہ ہوتیں تو ہم ماں بیٹی ضرور پکڑی جاتیں اور ہم دونوں کی جانیں خطرے میں پڑ جاتیں اس لئے کہ رازرک تو پہلے ہی مجھے اپنے لئے خطرہ سمجھتا تھا اور مجھے ٹھکانے لگانے کی ضرور کوشش کرتا۔ اقلیما اس کے سامنے پیش ہوتی تو وہ اس سے شادی کرنے کا خواہش مند ہوتا جواب میں یقیناً اقلیما نے انکار کر دینا تھا جس کے جواب میں رازرک نے اقلیما کی گردن بھی کاٹ دینی تھی۔ لہٰذا رازرک کے ہوتے ہوئے ہم ہسپانیہ سے باہر نہیں بھاگ سکتی تھی۔ لہٰذا اسی کلیسا کو اپنی آخری پناہ گاہ سمجھ کر دونوں ماں بیٹی نے رہائش اختیار کر لی تھی۔"

الیانا کی بیٹی غرسیہ نے پھر کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "اے میری ماں! جب مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں وادی رباط کے اندر رازرک مارا گیا پھر اس کی موت کے بعد تو آپ بغیر کسی خطرے اور بغیر کسی خدشے کے ہسپانیہ سے نکل کر میرے پاس سبتہ آ سکتی تھیں۔"

اس پر الیانا مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔ "رازرک کے بعد میں نے اور اقلیما نے خود ہی ہسپانیہ سے نکل کر تمہارے پاس سبتہ میں جانا پسند نہ کیا اس لئے کہ ہسپانیہ میں ہمیں ایک مضبوط سہارا مل گیا تھا اور وہ طریف بن مالک ہے۔ سنو غرسیہ! شاید یہ بات تمہارے، کاؤنٹ جولین اور میری نواسی فلورنڈا کے لئے نئی ہو کہ اقلیما اور طریف بن مالک ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔ لہٰذا میں نے اقلیما کو طریف بن مالک سے منسوب کر دیا ہے اور عنقریب جب طریف بن مالک ہسپانیہ میں جنگوں سے فارغ ہو گا

Marfat.com

تو میں باقاعدہ طور پر ان کی شادی کر دوں گی۔ اے میری بیٹی! طریف بن مالک ہی کی وجہ سے ہم نے تمہارے پاس سبتہ آنا پسند نہ کیا اس لئے کہ اس کے ہوتے ہوئے ہمیں یہاں کسی قسم کا خطرہ نہ رہا تھا۔"

الیانہ کی اس گفتگو کے جواب میں غرسیہ کے بجائے اس بار کاؤنٹ جولین بولتے ہوئے کہنے لگا۔ "اے میری ماں! تم نے بہت اچھا کیا۔ میں طریف بن مالک سے کئی بار مل چکا ہوں وہ ایک انتہائی مخلص اور ایک شجاع انسان ہے۔ وہ اقلیما کو یقیناً خوش رکھے گا۔"

کاؤنٹ جولین جب خاموش ہوا تو اس موقع پر فلورنڈا نے بولتے ہوئے کہا۔ "میں بھی اپنے باپ کے خیالات کی تائید کرتی ہوں۔ اس لئے کہ طریف بن مالک میرے بھی کام آ چکا ہے وہ مجھے اپنی بہن اور میں اس کو اپنا بھائی سمجھتی ہوں۔ اگر وہ ہسپانیہ میں نہ ہوتا تو میں بھی یہاں سے جان بچا کر سبتہ پہنچنے میں کامیاب نہ ہو سکتی تھی۔ اے بڑی ماں! آپ نے اقلیما کی نسبت طریف بن مالک سے طے کر کے بہت اچھا کیا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ طریف بن مالک کے ساتھ اقلیما بے حد خوش رہے گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد فلورنڈا خاموش ہو گئی پھر اپنا منہ اپنے پہلو میں بیٹھی اقلیما کے کان کے قریب لے گئی اور سرگوشی میں اسے کہنے لگی۔ "سنو اقلیما! میں تمہیں مبارکباد دیتی ہوں کہ تمہیں طریف بن مالک سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ یقین جانو اس سے بہتر، اس سے زیادہ وفادار، اس سے زیادہ دلیر، اس سے زیادہ جرأت مند اور اس سے زیادہ مخلص ساتھی تمہیں کہیں بھی نہ مل سکتا تھا۔"

فلورنڈا کی اس گفتگو کے جواب میں اقلیما بے چاری گردن جھکائے مسکراتے ہوئے شرمائے جا رہی تھی۔ غرسیہ نے پھر بولتے ہوئے کہا۔

"اے میری ماں! ہم تینوں تو سبتہ سے اس غرض کے لئے آئے ہیں تا کہ آپ کو یہاں سے نکال کر اپنے ساتھ سبتہ لے جائیں۔" پر الیانا نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"میری بیٹی! ان حالات میں یہاں سے نکل کر میں سبتہ نہیں جاؤں گی۔ اول یہ کہ مجھے یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میں اور اقلیما دونوں ماں بیٹی اب باہر نکل کر گھوم پھر سکتی ہیں۔ ہمارا اصل دشمن رازرک تھا، اس سے ہمیں خطرہ تھا اب جب کہ وہ مارا جا چکا ہے ہم اس سرزمین میں اب محفوظ ہیں۔ دوسری بات یہ کہ میں چونکہ اقلیما کو طریف بن مالک کے ساتھ منسوب کر چکی ہوں لہٰذا جوں ہی طریف بن مالک ان جنگوں سے فارغ

Marfat.com

ہوا تو میں ان دونوں کی شادی کر دوں گی۔ اس کے بعد اگر طریف بن مالک نے ہسپانیہ میں ہی رہنا پسند کیا تو میں بھی ہسپانیہ میں رہوں گی اور اگر طریف بن مالک نے اقلیما کو اپنے ساتھ افریقہ میں اپنے گھر لے جانا چاہا تو پھر میں تمہارے پاس سبتہ چلی آؤں گی اور اپنی زندگی کے باقی دن تمہارے پاس گزاروں گی۔"

غرسیہ نے بادل نخواستہ اپنی ماں الیانا کے اس فیصلہ سے اتفاق کیا پھر وہ سب اٹھ کھڑی ہوئیں۔ سب نے مل کر کھانا تیار کیا، پھر وہ اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

یوں کاؤنٹ جولین، غرسیہ، فلورنڈا نے چند یوم تک وہاں قیام کیا اس کے بعد واپس افریقہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔"

☆......☆

Marfat.com

طارق بن زیاد کے بھیجے ہوئے دونوں قاصد ایک روز قیروان شہر میں موسیٰ بن نصیر کے سامنے کھڑے تھے۔ موسیٰ بن نصیر تھوڑی دیر تک انہیں بڑے غور و انہماک سے دیکھتا رہا پھر وہ پوچھنے لگا۔

"اے ہسپانیہ کی طرف سے آنے والے دونوں قاصدو! کہو تم میرے لئے وہاں سے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے متعلق کیا خبریں لے کر آئے ہو۔"

اس پر ان دونوں قاصدوں نے ایک بار کچھ معنی خیز انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر آپس میں کچھ فیصلہ کرنے کے بعد ان میں سے ایک بولا اور موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے امیر! طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے سب سے پہلے وادی رباط کے اندر ہسپانیہ کے بادشاہ رازرک کو بدترین شکست دی اس جنگ میں رازرک مارا گیا۔ اس کے بعد طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنے لشکر کی راہنمائی کرتے ہوئے موت کے ہول اور پانی کی اتھاہ گہرائی کی طرح اپنے ہر دشمن کو سمیٹتے اور نیچا دکھاتے ہوئے زندگی کی پوری طراوت اور کمال شوکت و حشمت کے ساتھ آگے بڑھتے رہے۔ ان دونوں نے ہر شہر اور ہر میدان میں اپنے دشمنوں کو پسپا اور رسوا کیا۔ دونوں اپنے لشکر کیلئے مستعد اور مددگار ثابت ہوتے ہوئے پوری دینی روح اور انقلابی شعور، ساحرانہ عزائم، وحدتِ ملی اور جذبہ جہاد کے ساتھ دشمن کے لشکروں پر حملہ آور ہوتے رہے اور ان کے مقابلے میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ وادی رباط میں رازرک کو شکست دینے کے بعد انہوں نے مدینہ سدونہ کا رخ کیا پھر اشبیلیہ، اس کے بعد حصن المدود اور دیگر شہروں کی طرف وہ ارتقائی سفر، نگاہ کی وسعت اور ذہن کی کشادگی کی طرح بڑھتے چلے گئے۔ ان کی تعمیر پسند طبع نے دشمن کی کسی بھی حیلہ گری اور چارہ سازی کو کامیاب نہ ہونے دیا۔

اے امیر! یہ دونوں سپہ سالار کمال بہادری، جرأت مندی اور استقلال کے ساتھ

Marfat.com

دشمن کو اپنے سامنے زیر کرتے رہے اور ہسپانوی لشکر کی حالت ان کے سامنے دم بریدہ سانپ کی طرح دکھائی دیتی رہی۔ وہ دونوں بلند و پست کو فراموش کر کے رعد و برق و طوفان کی طرح اپنا راستہ بناتے ہوئے انہوں نے ہسپانیہ کے اندر فتح مندی کے اعلیٰ مدارج طے کر لئے ہیں۔ اے امیر! اس وقت یہ دونوں سالار اپنے لشکر کے ساتھ ہسپانیہ کے شمال مغربی حصوں میں دشمن کے خلاف برسر پیکار ہیں۔ اپنی ان فتح مندیوں کی خبریں انہوں نے آپ کو دینے کے لئے ہمیں آپ کی طرف روانہ کیا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ قاصد خاموش ہو گیا تو موسیٰ بن نصیر نے مسکراتے ہوئے اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پھر پوچھا۔

"اے خوشخبری لانیوالے قاصدو! مجھے یہ بتاؤ جن علاقوں میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی ہے اور جن پر طارق بن زیاد کا قبضہ ہوا ہے ان میں طارق بن زیاد نے کیا انتظامات کیے ہیں۔"

اس پر دوسرا قاصد بولتے ہوئے کہنے لگا۔ "اے امیر! طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کو ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوئے ایک سال ہونے کو ہے۔ جنوبی وسطی اندلس میں اب وہ کامل اقتدار حاصل کر چکے ہیں۔ قادس، اشبیلیہ، مالقہ، ٹولیڈو کے صوبے جن میں مرکزی شہر جزیرۃ الخضراء، قرطبہ، غرناطہ، تدمیر، مالقہ اور ٹولیڈو وغیرہ شامل ہیں۔ ان پر مسلمانوں کا تسلط ہے مسلمانوں کی تعداد چونکہ ہسپانیہ میں نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے کہ طارق بن زیاد کا مختصر سا لشکر ہے لہٰذا وہ ان سارے شہروں کے اندر مسلمانوں کو تو آباد نہیں کر سکتا تاہم اس نے یہودیوں کو اپنے ساتھ ملا کر ہسپانیہ کے شہروں میں انہیں جگہ جگہ ان لوگوں کو آباد کیا ہے تاہم شہروں پر اس نے اپنے فوجی حکمران مقرر کیے ہیں۔

اے امیر! طارق نے اہل سپین میں دیوانی قانون ان ہی کے مطابق جاری کر رکھا ہے۔ فوج داری میں اسلامی شرح کے مطابق ترامیم کر دی ہیں۔ یہ عیسائیوں کے لئے گوارہ نہیں بلکہ انہوں نے پرانے وحشیانہ قوانین سے چھٹکارہ پا کر مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اس کے علاوہ طارق نے وقتی طور پر ان ہی قوم کے کچھ والی مقرر کیے ہیں۔ والی کو سرکاری محصولات وصول کرنے اور مقدمات کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہے۔ متروکہ جاگیریں جن کے مالک انہیں چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں وہ بھی اپنے لشکریوں میں اس نے تقسیم کر دی ہیں جو لوگ کسی شہر کے فتح ہونے پر اپنی جگہ پر بیٹھے رہے ان کے مال و

Marfat.com

زمین کو نہیں چھیڑا گیا۔ صرف وہاں کے متروکہ گرجوں کو سرکاری طور پر ضبط کر لیا گیا۔ ان سارے صوبوں میں نصرانیوں سے ذرہ بھر مال نہیں لیا گیا وہاں سے صرف خراج کی رقم حاصل کی گئی ہے۔

نصرانی اپنی جائیداد پر قابض ہیں۔ انہیں نجی جائیداد کے انتقال کے اختیارات بھی حاصل ہیں۔ اس کے علاوہ طارق بن زیاد نے جزیہ کی رقم امیر کے لئے ۴۸ درہم، متوسط طبقوں کے لئے ۲۴ درہم، مزدوروں اور پیشہ وروں کے لئے ۱۲ درہم، سالانہ مقرر کی ہے اور عورتیں، بچے، عیسائی راہب، اپاہج اور اندھے جزیہ سے مستثنیٰ قرار دیئے گئے ہیں۔ ان جنگوں کے دوران جو نصرانی مسلمان ہوئے ہیں انہیں جزیہ معاف کر دیا گیا ہے، وہ حکمران طبقے میں شریک ہونے لگے ہیں۔ غیر مسلم باشندوں کو اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ عیسائیوں کو مسلمان بنانے کے لئے کوشش نہیں کی گئی۔ عیسائی جو کبھی بے انتہا متعصب تھے مسلمانوں کی رواداری کی وجہ سے نرم اور وفادار شہری بن کر رہنے لگے ہیں۔

نصرانیوں کو مسلمانوں کے عدل و انصاف پر بھروسہ ہو گیا ہے اور انہوں نے اب تک کبھی بھی بے انصافی کی شکایت نہیں کی۔ وہ مسلمانوں کی حکومت کو اپنے پہلے بادشاہ رازرک کی حکومت سے بہتر سمجھنے لگے ہیں اور وہ یہ خیال کرنے لگے ہیں جو قانون مسلمانوں نے رائج کیا ہے یہ واقعی خدا ہی کا قانون ہے۔ یہاں تک کہ متعصب پادری بھی اپنا تعصب چھوڑ کر مسلمانوں کے ساتھ تعاون اور اعتماد کا ماحول پیدا کرنے لگے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ قاصد جب خاموش ہو گیا تو موسیٰ بن نصیر اپنی جگہ پر تھوڑی دیر کے لئے بیٹھا مسکراتا رہا پھر وہ ان دونوں قاصدوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اب تم دونوں جاؤ میں نے اپنے خادم سے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ وہ شاہی مہمان خانہ میں تم دونوں کے آرام اور خوراک کا بندوبست کر دے گا۔ میں خود اب چند روز تک ایک لشکر کے ساتھ ہسپانیہ کی طرف کوچ کروں گا تاکہ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے ساتھ شامل ہوں اور ان کے دشوار کام کو کسی قدر آسانی فراہم کرنے کی کوشش کروں۔ اب تم دونوں جاؤ اور جا کر آرام کرو۔"

موسیٰ بن نصیر کا یہ حکم پا کر وہ دونوں قاصد وہاں سے نکل گئے تھے۔

چند روز بعد موسیٰ بن نصیر نے قیروان میں اپنے بیٹے عبداللہ کو والی مقرر کیا جبکہ

Marfat.com

مراکش کا والی اس نے اپنے دوسرے بیٹے مروان کو مقرر کیا تھا۔ اپنے تیسرے بیٹے عبدالعزیز کو افریقہ کے اندر کمک اکٹھی کرنے پر مقرر کیا جب کہ اپنے چوتھے بیٹے عبداعلیٰ کے ساتھ وہ عربوں اور شامیوں پر مشتمل اٹھارہ ہزار کے ایک آزمودہ لشکر کے ساتھ افریقہ سے ہسپانیہ کی طرف روانہ ہوا تھا۔ ہجری ۹۳ میں رمضان المبارک میں موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے ساتھ جزیرۃ الخضراء میں اتر پڑا۔ یہ جس پہاڑ کے قریب اترا وہ جبل موسیٰ کے نام سے منسوب ہو گیا۔

موسیٰ بن نصیر کے ذہن میں یہ پروگرام تھا کہ وہ اپنی فتوحات اندلس سے شروع کر کے خشکی کی راہ قسطنطنیہ تک جا پہنچے اور دارالخلافہ دمشق کو اندلس سے ملا کر مواصلات کا نیا سلسلہ قائم کر دے۔ اس ضمن میں اس کی تجویز یہ تھی کہ مفتوحہ ممالک میں عیسائیوں کو آسان شرطوں سے مطیع کر کے وہاں اسلامی نو آبادیاں قائم کرتے چلے جائیں اور تیزی سے آگے بڑھتے رہیں۔ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے خلیفہ وقت ولید بن عبدالملک کی چونکہ رسمی منظوری کی بھی ضرورت تھی لہٰذا موسیٰ بن نصیر نے ایک قاصد ولید بن عبدالملک کی طرف روانہ کر دیا تھا تا کہ اپنے منصوبے پر عمل کرنے کے لئے خلیفہ کی اجازت حاصل کی جائے۔

❖

طارق بن زیاد اور طریف بن مالک دونوں نے مل کر سپین کے اندر دور دور تک اپنی فتوحات کا سلسلہ پھیلا دیا تھا اور جن شہروں کو فتح کرتے وہاں پر وہ اپنا حاکم اور والی مقرر کرتے چلے جاتے تھے لیکن ان کے ساتھ اس قدر مسلمانوں کی تعداد نہ تھی کہ وہ ہر شہر میں باقاعدہ طور پر مسلمانوں کو آباد کرتے اور ہر شہر میں اپنی حیثیت کو مضبوط کرتے جاتے۔ لہٰذا موسیٰ بن نصیر نے نئے انداز میں اپنے کام کی ابتدا کرنے کا فیصلہ کیا۔ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے وادی رباط میں رازرک کو شکست دینے کے بعد مدینہ سدونہ سے اپنے کام کو آگے بڑھایا تھا۔ لہٰذا موسیٰ بن نصیر نے بھی اپنے کام کی ابتدا اسی شہر یعنی مدینہ سدونہ ہی سے کی تھی۔

اس نے مدنیہ سدونہ کو ایک بار پھر فتح کیا وہاں اس نے اپنی حفاظتی چوکی بٹھا دی اس کے بعد وہ شمال کی طرف بڑھا اور وادی رباط میں سے گزرتا ہوا قرمونہ شہر کی طرف آیا۔ نصرانیوں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کا ایک اور لشکر ہسپانیہ میں داخل ہو گیا ہے تو انہوں نے مقابلہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پہلے تو طارق بن زیاد، طریف بن مالک اس شہر کو

Marfat.com

فتح کر چکے تھے لیکن اس کے جانے کے بعد شہر والوں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ وہ مسلمانوں کی اطاعت نہیں کریں گے۔ لہٰذا شہر والوں نے آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد شہر کے تمام دروازے بند کر لئے اور موسیٰ بن نصیر سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے ساتھ طوفان کی طرح اس شہر پر چڑھ آیا اور چند دن میں اس نے اس شہر پر قبضہ کرنے کے بعد یہاں بھی اپنی ایک حفاظتی چوکی مقرر کر دی تھی تاکہ جب وہ آگے نکل جائے تو شہر کے لوگ اس کی غیر موجودگی میں مسلمانوں سے بغاوت اور سرکشی نہ کرنے پائیں۔ یوں جس شہر کو بھی موسیٰ بن نصیر فتح کرتا جا رہا تھا وہاں پر وہ اپنے انتظامات اور قبضہ خوب مستحکم کرتا چلا جا رہا تھا۔ قرمونہ کو فتح کرنے کے بعد موسیٰ بن نصیر اشبیلیہ شہر کی طرف بڑھا تھا۔

اشبیلیہ شہر ہسپانیہ پر حکمرانی کرنے والے سابق گاد خاندان سے پہلے اندلس کا پائے تخت رہ چکا تھا۔ یہ شہر مضبوط اور مستحکم قلعہ اور فصیل کی وجہ سے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ یہاں کے کلیسا کو ہسپانیہ میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ یہ شہر دولت مند لوگوں کا مسکن بھی تھا۔ اس شہر والوں نے رضاکارانہ طور پر طارق بن زیاد کو صرف جزیہ پر رضامند کر لیا تھا لہٰذا قرمونہ کو فتح کرنے کے بعد موسیٰ بن نصیر اس شہر کی طرف بڑھا تو شہر کے اندر نصرانیوں کا ایک بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا اور انہوں نے باہم مل کر یہ فیصلہ کیا کہ شہر کے دروازے بند کر کے مسلمانوں کا مقابلہ کیا جائے۔ شہر والوں کا یہ ارادہ تھا کہ وہ اس جنگ میں موسیٰ بن نصیر کو شکست دے دیں تو پھر وہ طارق بن زیاد کو بھی ہسپانیہ سے بھاگ جانے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ لہٰذا شہر کے دروازے بند کر لئے۔ شہر کی فصیل جو کافی بلند اور بے حد چوڑی تھی، اس کے اوپر انہوں نے کھولتے پانی اور آگ کے انگاروں کا بھی بندوبست کر لیا تھا تاکہ موسیٰ بن نصیر جب شہر پر حملہ آور ہو تو اس پر کھولتا ہوا پانی اور انگارے پھینکے جائیں تاکہ وہ شہر کو کسی بھی صورت فتح کرنے میں کامیاب نہ ہو۔ ان حالات میں موسیٰ بن نصیر نے اپنے لشکر کے ساتھ برق رفتاری سے آگے بڑھتے ہوئے اشبیلیہ شہر کا محاصرہ کر لیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اس نے چاروں طرف جاسوس پھیلا دیئے تھے تاکہ صورت حال سے آگاہ کرتے رہیں۔

اشبیلیہ شہر کا محاصرہ کرنے کے بعد موسیٰ بن نصیر کو اپنے جاسوسوں کے ذریعہ یہ خبر ہو گئی تھی کہ شہر والوں نے فصیل کے اوپر آگ کے انگاروں اور کھولتے ہوئے پانی کا بندوبست کر لیا ہے۔ لہٰذا اس نے بھی مختلف انداز سے شہر پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر لیا

Marfat.com

تھا۔ فصیل پر چڑھ کر حملہ آور ہونے کے بجائے اس نے شہر کے دروازے کے راستے سے شہر پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس نے شہر سے دور اس قدر فاصلہ پر پڑاؤ کیا تھا جہاں دشمن کی تیر اندازی اثر نہ کر سکے۔ پھر اس نے اشبیلیہ کے نواحی جنگلوں سے بڑے بڑے درخت کٹوائے۔ ان درختوں سے اس نے جنگی رتھیں بنوائیں جنہیں چار گھوڑے کھینچ سکتے تھے۔ ان جنگی رتھوں کے اندر موسیٰ بن نصیر نے درختوں کے بڑے بڑے تنے نصب کروائے اور ان تنوں کے اگلے حصوں پر اس نے لوہا چڑھا دیا تھا تاکہ گھوڑوں کو دوڑا کر رتھوں میں نصب ان تنوں کو شہر کے دروازوں سے ٹکرا کر شہر پناہ کے دروازوں کو توڑا جا سکے اور پھر شہر کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی جائے۔ فصیل کے اوپر سے آگ کے انگارے اور کھولتا ہوا پانی جو خطرناک صورت حال پیدا کر سکتا تھا اس سے گھوڑوں اور اپنے آدمیوں کو بچانے کے لئے ان جنگی رتھوں کے اوپر کافی بڑی چھت بنا دی گئی تھی جس کی وجہ سے رتھوں میں جوتے گھوڑے اور اس کے اندر کام کرنے والے جوان فصیل کے اوپر سے پھینکے جانے والے کھولتے ہوئے پانی اور آگ کے انگاروں سے محفوظ رہ سکتے تھے۔ یہ سارے انتظامات کرنے کے بعد ایک روز صبح ہی صبح موسیٰ بن نصیر نے شہر کو فتح کرنے کے لئے اپنے کام کی ابتدا کی تھی۔

موسیٰ بن نصیر نے دو بڑی بڑی جنگی رتھیں تیار کی تھیں جن کو چار گھوڑے کھینچتے تھے اور جن کے اندر درختوں کے بڑے بڑے تنے نصب کیے گئے تھے۔ اپنے کام کی ابتدا موسیٰ بن نصیر نے کچھ اس طرح کی کہ پہلے ایک جنگی رتھ کو دوڑاتے ہوئے شہر پناہ کے دروازے کی طرف لایا گیا اور اس میں نصب تنے کی مدد سے شہر پناہ کے دروازے پر ضرب لگائی گئی۔ پہلی ہی ضرب سے دروازہ بول اٹھا اور اس ضرب کی آواز دور دور تک سنائی دی گئی۔ اس کے بعد پہلی رتھ کو پیچھے ہٹانے کے بعد دوسری رتھ سے ضرب لگائی گئی اس طرح یہ ایک گول چکر میں دروازے پر ضربیں لگانے کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ مسلمان مجاہد اپنے اور اپنے ساتھیوں کے حوصلے بلند کرنے کے لئے اونچی آوازوں میں تکبیریں بلند کرتے جا رہے تھے۔

ان کی ہمت اور ان کی جوانمردی سے ایسا لگتا تھا کہ جیسے ان کے اعمال میں جادو، افعال میں سحر اور ان کے ارادے منفعل صورت اختیار کر گئے ہوں۔ پتھر فولاد کی طرح سنگین مجاہد رعد و برق وطوفان کی طرح تکبیریں بلند کرتے ہوئے کچھ اس طرح اشب...

Marfat.com

شہر پناہ کے دروازے پر ضربیں لگانے لگے گویا وہ قطرے کو سمندر میں ڈبونے اور نبض دوران کو روک دینے کا عزم کر چکے ہوں۔ شہر کے محافظوں نے شہر پناہ کے اوپر سے کھولتا ہوا پانی اور دہکتے ہوئے انگارے پھینک کر مسلمانوں کی اس تدبیر کو ناکام بنانے کی کوشش کی تھی لیکن موسیٰ بن نصیر نے ایسے انتظامات کیے تھے کہ جن کی بنا پر مجاہدوں اور ان کی رتھوں کے آگے جتے ہوئے گھوڑوں پر کھولتا ہوا پانی اور دہکتے ہوئے کوئلے اثر انداز نہ ہوئے تھے۔ یوں موسیٰ بن نصیر اور اس کے لشکریوں نے دشمن کی ساری تدبیروں اور تعزیروں کو ناکام اور نامراد بنا کر رکھ دیا تھا۔

جس وقت مسلمان مجاہد شہر اشبیلیہ کے دروازے پر ضربیں لگا رہے تھے۔ اس وقت موسیٰ بن نصیر اپنے گھوڑے پر سوار بڑی توجہ اور بڑے انہماک کے ساتھ اس کام کی نگرانی کر رہا تھا۔ جب اس نے اپنے مجاہدوں کو زور زور سے تکبیریں بلند کرتے اور دروازے پر ضرب لگاتے ہوئے دیکھا تو اس نے کمال جوش اور ولولے کے ساتھ اپنے مجاہدوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''سنو میری ملت کے جوانو! خدا آسمان اور زمین پر ہم سب برابر ہیں۔ روشنی اور ہدایت کی مشعلیں اٹھا کر آگے بڑھو اور دشمن کی گمراہی کی تاریکیوں کو مٹا دو۔ صبح کی ضوفشانی اور ذوق خود آرائی میں پیش قدمی کرتے رہو۔ دشمن کی خواہشوں کو مضمحل کرتے ہوئے انہیں شکست کے قبائے شب پہنا کر رکھ دو۔ ان کے سارے اسباب ہلاکت کو سناٹے کی چھاؤں اور ان کی کذب کی ریگ کو مایوسی کی نقاب میں بدل دو۔ سنو میرے دیدہ بیدار صفت جوانو! تم سے پہلے تمہارا عظیم المرتبت ساتھی طارق بن زیاد ان شہروں کو روند کر ان سے جزیہ وصول کر کے آگے بڑھ چکا ہے۔ اب یہ لوگ اس کی غیر موجودگی میں پھر بغاوت اور سرکشی پر اترنا چاہتے ہیں۔ ان کی ہر سرکشی کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالو اور ان کی ہر بغاوت کو فرو کر کے رکھ دو۔ زندگی میں ایسے دن بہت کم اور کبھی کبھی ہی نصیب ہوتے ہیں۔

موسیٰ بن نصیر کی اس تقریر نے اس کے جوانوں اور مجاہدوں کے اندر ایک نیا جوش اور ایک نیا ولولہ پیدا کر دیا تھا اور وہ پہلے سے بھی زیادہ جوش اور والہانہ انداز میں شہر پناہ کے دروازے پر ضربیں لگانے لگے تھے۔ یہاں تک کہ تھوڑی دیر تک کی مزید جدوجہد کے بعد شہر پناہ کا دروازہ ٹوٹ کر گر گیا۔ مجاہدوں نے دروازے کے دونوں پٹ ایک طرف ہٹا دیئے پھر موسیٰ بن نصیر کی سرکردگی میں اسلامی لشکر ایک سیلاب کی طرح اشبیلیہ

Marfat.com

شہر میں داخل ہو گیا تھا۔

شہر کے اندر گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی تھی۔ دشمن کا وہ لشکر جو فصیل کے اوپر چڑھا ہوا تھا وہ بھی نیچے اتر آیا تھا اور چاروں طرف سے دشمن کے سپاہی موسیٰ بن نصیر کے لشکر پر ٹوٹ پڑے تھے۔ لیکن موسیٰ بن نصیر کمال مہارت اور جرأت مندی کے ساتھ اپنے لشکر کی راہبری اور راہنمائی کرتا ہوا دشمن کے اس سیلاب کو نہ صرف روکتا رہا بلکہ تھوڑی دیر تک ان پر ضربیں لگانے کے بعد انہیں اپنے آگے آگے ہانکنے لگا تھا۔ دشمن نے جب دیکھا کہ حملہ آور مسلمانوں سے مقابلہ کرنا اب ان کے بس کا روگ نہیں رہا تو وہ بھاگنے لگا۔ جب کہ موسیٰ بن نصیر نے اپنے لشکر کے ساتھ گلی کوچوں کے اندر بڑی برق رفتاری کے ساتھ ان کا تعاقب کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ شہر کے محافظ لشکر کی اکثریت کو تہ تیغ کر دیا گیا اور جو باقی بچ رہے انہوں نے موسیٰ بن نصیر کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اور اطاعت قبول کر لی تھی۔

اپنے لشکر کے ساتھ موسیٰ بن نصیر نے چند یوم تک اشبیلیہ شہر میں قیام کیا اور اس دوران نہ صرف اس نے شہر کے نظم و نسق کو درست کیا بلکہ شہر کے اندر ایک فوجی چھاؤنی بھی قائم کی جس میں اس نے اپنے لشکر کا ایک حصہ متعین کیا۔ اس کے بعد وہ اشبیلیہ شہر سے نکلا اور جبل شادات اور وادی مورینا سے ہوتا ہوا شمال کی جانب ہسپانیہ کے دوسرے شہر ماردہ کی طرف بڑھا تھا۔

ماردہ میں موسیٰ بن نصیر کو بہت بڑی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس لئے کہ کچھ شکست خوردہ دشمن کے لشکری اشبیلیہ شہر سے بھاگ کر ماردہ میں آ گئے تھے۔ دوسرے یہ کہ اشبیلیہ میں محصور نصرانیوں نے جو موسیٰ بن نصیر کی مزاحمت کی تھی اس سے دوسرے شہروں کے نصرانیوں کے حوصلے بلند ہو گئے تھے اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ اگر وہ چاہیں تو ہر شہر میں موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد کے سامنے مدافعت کی ایک دیوار کھڑی کر سکتے ہیں۔ لہٰذا دوسرے مختلف شہروں سے بھی مسلح لشکری اور رضا کار ماردہ شہر میں جمع ہو گئے تھے تاکہ متحد ہو کر وہ موسیٰ بن نصیر کے لشکر کا مقابلہ کر سکیں۔

موسیٰ بن نصیر ماردہ شہر کو بھی اشبیلیہ ہی کی طرح فتح کرنا چاہتا تھا اور یہاں بھی وہ رتھوں کی مدد سے شہر پناہ پر ضربیں لگا کر اور انہیں توڑ کر اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہونے کا عزم اور ارادہ رکھتا تھا۔ لیکن دشمن کو شاید اس طریقہ جنگ کی خبر ہو گئی تھی جو اس نے اشبیلیہ میں استعمال کیا تھا لہٰذا ماردہ شہر والوں نے شہر پناہ کے ہر دروازے کے

Marfat.com

سامنے دور دور تک جگہ جگہ کافی بڑی اور چوڑی خندقیں کھود لی تھیں تاکہ مسلمان اپنے رتھوں کو حرکت میں لا کر شہر پناہ پر ضرب نہ لگا سکیں۔ یہاں موسیٰ بن نصیر نے اپنا ارادہ تبدیل کیا اور اپنے جنگی رتھوں کی مدد سے اس نے شہر پناہ پر ضربیں لگا لگا کر اس میں رخنے پیدا کر کے شہر پناہ میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی۔

اشبیلیہ کی طرح ماردہ شہر بھی بڑا مستحکم تھا اور اس کی فصیل بھی بڑے اور مضبوط پتھروں سے بنائی گئی تھی۔ وہ اپنی چوڑائی میں بھی خاصی بڑی تھی۔ فصیل کو توڑنے کے لئے موسیٰ کے حکم پر جب جنگی رتھوں کی مدد سے اس پر ضربیں لگائی جانے لگیں تو ان ضربوں سے جہاں بھی رخنہ پیدا ہوتا اہل شہر بڑی مستعدی اور جرأت مندی سے کام لے کر فوراً اس رخنے کی مرمت کر لیتے اور ان رخنوں کی حفاظت کرتے ہوئے وہ خوب مقابلہ کرتے تاکہ مسلمان ان رخنوں سے شہر میں داخل نہ ہو سکیں۔ ان رخنوں اور برجوں پر کئی مسلمان مجاہد کام آئے۔ اس لئے ان رخنوں اور برجوں کو برج شہداء کہا جانے لگا تھا۔

بہر حال موسیٰ بن نصیر نے شہر کی فصیل پر ضربیں لگا کر اسے گرانے کی کوشش جاری رکھی تاکہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو سکے۔ موسیٰ بن نصیر کو یہاں یہ دشواری بھی تھی کہ وہ اپنے لشکر کا ایک حصہ مدینہ سدونہ اور اشبیلیہ میں مقرر کر آیا تاکہ اس کی غیر موجودگی میں وہاں کے لوگ بغاوت نہ کر سکیں۔ اب اس کے لشکر کی تعداد پہلے کی نسبت بہت کم تھی لہٰذا اسے کئی ایک دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا لیکن موسیٰ کی خوش قسمتی تھی کہ اسی وقت اس کا بڑا بیٹا عبدالعزیز سات ہزار سواروں اور پانچ ہزار کمان داروں کی ایک کمک لے کر افریقہ سے اس کے پاس پہنچ گیا جس کی بنا پر موسیٰ بن نصیر کی عسکری قوت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا تھا۔

اپنی عسکری قوت مضبوط ہو جانے کے بعد موسیٰ بن نصیر کے حوصلے اور زیادہ بلند ہو گئے تھے اور اس نے زیادہ جوش اور ولولے کے ساتھ ماردہ شہر پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے جگہ جگہ سے شہر کی فصیل کو توڑ کر رکھ دیا اور لشکر کے ساتھ وہ تکبیریں بلند کرتا ہوا شہر میں داخل ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک شہر کے اندر گھمسان کی جنگ رہی پھر دشمن شکست کھا کر پسپا ہوا۔ بہت سے نصرانی بھاگ کر دوسرے شہروں کی طرف چلے گئے اور جنہوں نے مقابلہ کیا وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے اور یوں اشبیلیہ کے بعد ماردہ شہر پر بھی موسیٰ بن نصیر کا قبضہ ہو گیا تھا۔

Marfat.com

شہر کو فتح کرنے کے بعد جس وقت موسیٰ بن نصیر شہر کے اندر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے تھے تو ایک روز اس کا بیٹا عبدالعزیز اس کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے میرے باپ! کچھ نومسلم سپاہی آپ سے ملنے کے خواہش مند ہیں۔ انہوں نے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا تھا۔ یہ ان دونوں کے لشکر میں جہاد میں بھی حصہ لیتے رہ ہیں اور اب چند یوم کے لئے اپنے گھروں میں گئے ہوئے تھے۔ یہ لوگ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے لشکر میں دوبارہ شامل ہونے کے لئے شمال کا رخ کر رہے تھے کہ انہیں خبر ہوئی کہ آپ بھی ہسپانیہ میں داخل ہو چکے ہیں لہٰذا انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اب آپ کے لشکر میں رہ کر جہاد میں حصہ لیں گے اور اسی سلسلے میں وہ آپ سے ملنے کے خواہش مند ہیں۔"

موسیٰ بن نصیر نے کہا "انہیں میرے پاس لاؤ، میں ان سے ملنا پسند کروں گا۔"

عبدالعزیز یہ حکم سن کر باہر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد چند جوانوں کو ساتھ لے کر اندر آیا۔ موسیٰ بن نصیر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے ساتھ گرم جوشی سے مصافحہ کیا پھر انہیں اپنے سامنے بٹھایا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ تم لوگ سپین کے رہنے والے ہو اور تم لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ یہ جان کر میری خوشی میں مزید اضافہ ہوا ہے کہ تم لوگ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے ساتھ جہاد میں حصہ لیتے رہے ہو۔ کیا میں تم لوگوں سے پوچھ سکتا ہوں کہ تم لوگوں نے طارق بن زیاد کو بحیثیت ایک سپہ سالار، حاکم و منتظم اور بحیثیت ایک فاتح کیسا پایا ہے۔ یہ سوال میں تم سے اس لئے کر رہا ہوں کہ تم نومسلم ہو اور طارق بن زیاد کے ساتھ کام کرتے رہے ہو۔"

موسیٰ بن نصیر کے اس سوال پر ان نومسلم مجاہدوں نے تھوڑی دیر کے لئے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر ان میں سے ایک موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے امیر! طارق کی ہسپانیہ کی سرزمین میں آمد سے پہلے ہم راذرک کے لشکر میں رہ کر بہت سی جنگوں میں حصہ لیتے رہے ہیں لیکن ہم نے طارق جیسا سپہ سالار آج تک نہیں دیکھا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ دنیا کے بہترین سپہ سالاروں میں سے ایک ہے۔ بحیثیت ایک انسان کے وہ ایک نہایت متقی، فرض شناس، راست باز، بلند ہمت اور پاک باز مسلمان ہے۔ اس کے حُسنِ اخلاق نے اس کی شخصیت میں بلا کا اثر و نفوذ پیدا کر دیا

Marfat.com

ہے۔ اس کی شخصیت میں جمال و جلال بدرجہ اتم موجود ہیں۔ دوست اس کے جمال شخصیت کی وجہ سے اس کے گرویدہ ہیں۔ سپاہ اسے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور اس کے ایک اشارہ پر اس کے ساتھی کٹ مرنے کو تیار رہتے ہیں۔ لیکن دشمن اس کے جلال سے خوف بدکاں ہیں۔ جب سے وہ ہسپانیہ کی سرزمین میں ہے اس کی تمام زندگی جرم معصیت کے داغ سے مبرا ہے وہ اتنا امین ہے کہ بے انداز مالِ غنیمت حاصل کرنے کے باوجود اپنے حصے سے زیادہ کچھ بھی نہیں رکھتا۔ یہاں تک کہ اس کے بدترین دشمن بھی اس پر خیانت کا الزام نہیں لگا سکتے۔ اس کے علاوہ وہ عادل و فیاض ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے سپہ کے اندر بے حد ہر دلعزیز ہے۔

اے امیر! ایک سپہ سالار کی حیثیت سے طارق بن زیاد جنگی منصوبہ بندی کرنے کا بڑا ماہر ہے۔ چنانچہ اس نے ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر جنگوں کے دوران اپنی منصوبہ بندی سے دشمن کو حیران و ششدر کر کے رکھ دیا ہے۔ میدانِ جنگ میں اس کے اور طریف بن مالک کے لڑنے کا طریق بھی نرالا ہے۔ وہ دونوں میدانِ جنگ میں پینترا بدل بدل کر لڑنے اور قدم قدم پر نئی چال چلنے میں قابل دید مہارت رکھتے ہیں۔ وہ حملوں میں تیزی اور شدت کے قائل ہیں۔ وہ دونوں جنگ میں مختلف طریقے سے لڑتے ہیں اور دشمن کے اندازوں اور منصوبوں کو لمحوں میں خاک میں ملا کر رکھ دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ شب خون مارنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ وہ ہر وقت مستعد اور موقع کی تاک میں رہتے ہیں۔ کسی موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے یہی وجہ ہے کہ نہایت قلیل عرصے میں ان دونوں نے وہ فتوحات حاصل کی ہیں جن کی تاریخ میں بہت ہی کم نظیر اور مثال ملتی ہے۔

"اے امیر! ہسپانیہ کی سرزمین میں جن لوگوں کا طارق بن زیاد کے ساتھ پالا پڑا ہے وہ اس بات پر متفق ہیں کہ طارق بلا کا ذہین اور فراست اور دور اندیشی، تدبر اور اصابت رائے میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ اس کے باوجود وہ اپنے فوجی مشیروں اور خلیفوں سے بھی مشورہ کرنے کا عادی ہے۔ اس طرح وہ ان کو اپنے اعتماد میں لیتا ہے۔ اسے نہ صرف اپنی افواج بلکہ غیر مسلم رعایا کا بھی اب اعتماد حاصل ہے۔ وہ چونکہ متقی، پاک باز ہے اس لئے اس کے لشکری بھی کردار میں بہت بلند ہیں۔ ہم نے اسے میدانِ جنگ میں باقاعدگی سے نماز ادا کرتے اور کثرت سے اپنے خدا کو یاد کرتے دیکھا ہے۔

اے امیر! یہ وہ چند اوصاف ہیں جو طارق بن زیاد کی شخصیت سے تعلق رکھتے ہیں

Marfat.com

جن کا ہم نے آپ کے سامنے ذکر کیا ہے۔ میں اور میرے یہ ساتھی طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے ساتھ رہ کر کئی جنگوں میں حصہ لے چکے اور نومسلم کی حیثیت سے ہم سب کے لئے خوش بختی اور سعادت ہے کہ ہم نے ایسے دو عمدہ قسم کے مجاہدوں کے ساتھ جنگوں میں حصہ لیا ہے۔ اب تک ہم رخصت پر آئے ہوئے تھے اور طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کی طرف جانا چاہتے تھے جو اس وقت شمالی صوبے میں دشمن کے ساتھ برسر پیکار ہیں لیکن ہمیں خبر ہوئی کہ آپ بھی ہسپانیہ میں داخل ہو چکے ہیں لہٰذا ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کے لشکر میں شامل ہو کر جہاد میں حصہ لیں گے۔"

جب وہ جوان خاموش ہوا تو موسیٰ بن نصیر نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"میں تم لوگوں کے جذبہ جہاد کی تعریف کرتا ہوں اور سب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ تم سب میرے بیٹے کے ساتھ جاؤ۔ وہ لشکر میں تمہاری رہائش اور دوسری ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کا بندوبست کرے گا۔"

اس کے ساتھ ہی سب اٹھ کھڑے ہوئے اور موسیٰ بن نصیر کے بیٹے عبدالعزیز کے ساتھ وہاں سے چلے گئے۔

کافی دیر بعد عبدالعزیز اپنے باپ کے پاس لوٹ کر آیا اور بڑی رازداری میں وہ اپنے باپ موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "اے میرے باپ! وہ جو نومسلم مجاہد آپ نے میرے حوالے کئے تھے انہیں میں لشکر گاہ میں چھوڑ کر جب واپس آیا تو آپ کے خیمہ کے باہر میں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ ایک عورت آپ سے ملنے کی خواہش مند تھی اور آپ کے خیمہ کے باہر پہرہ دینے والے اس عورت کو اندر آنے سے روک رہے تھے۔ میں اس عورت سے ملا اور اس سے پوچھ گچھ کی۔ وہ اپنا نام اے جی لونا بتاتی ہے اور وہ یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ ہسپانیہ کے سابق بادشاہ رازرک کی بیوہ ہے۔ میں نے اس کے اس بیان کی تصدیق کرنے کے لئے ماردہ شہر کے مقامی کچھ لوگوں سے بھی اس کے متعلق معلومات حاصل کیں اور سب نے اس بات کی تصدیق کی کہ اس کا نام اے جی لونا ہے اور وہ سابق بادشاہ رازرک کی بیوہ ہے۔ اے میرے باپ! یہ عورت انتہا درجہ کی خوبصورت اور پُرکشش ہے اور آپ سے ملنے کی خواہش مند ہے۔ میں نے جب لوگوں سے اس کے متعلق مزید تفصیل جاننا چاہی تو انہوں نے مجھے یہ بھی بتایا کہ وادی رباط کے اندر جب طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے ہسپانیہ کے بادشاہ رازرک کو شکست دی اور رازرک جنگ میں مارا گیا تو یہ اے جی لونا جو اس کی ملکہ تھی، یہ ٹولیڈو شہر

Marfat.com

سے بھاگ کر یہاں ماردہ میں گوشہ گیری اور گمنامی کی زندگی بسر کرنے لگی۔ اب میں اسے نہیں جانتا کہ یہ کس سلسلے میں آپ سے ملنے کی خواہش مند ہے۔"

عبدالعزیز کی یہ بات سن کر موسیٰ بن نصیر نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ "اس عورت کو اندر لاؤ، میں اس سے ضرور ملوں گا اور دیکھوں گا کہ وہ مجھ سے کیا کہنا چاہتی ہے۔" اس کے ساتھ ہی عبدالعزیز اس خیمہ سے باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عبدالعزیز اپنے ساتھ اس خاتون کو لایا جو ابھی جوان اور توانا تھی۔ وہ انتہا درجہ کی خوبصورت اور جسمانی ساخت میں ایک عجیب سا جذب اور کشش رکھتی تھی۔ موسیٰ بن نصیر بڑے تپاک اور بڑی عزت اور بڑے احترام کے ساتھ اس خاتون سے پیش آیا اور ہاتھ کے اشارے سے اپنے سامنے والی نشست پر بیٹھنے کو کہا۔ جب وہ خاتون اس نشست پر بیٹھ گئی تب موسیٰ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے خاتون! مجھے بتایا گیا ہے کہ تمہارا نام اے جی لونا ہے اور تم ہسپانیہ کے سابق بادشاہ رازرک کی بیوہ ہو اور ٹولیڈو شہر سے نکل کر تم نے ماردہ نام کے اس شہر میں پناہ لے رکھی تھی۔ کہو تم مجھ سے مل کر کیا کہنا چاہتی ہو؟"

موسیٰ بن نصیر کے اس استفسار پر اے جی لونا نامی اس خاتون نے بولتے ہوئے کہا۔ "اے مسلمانوں کے امیر! آپ نے درست فرمایا ہے کہ میں رازرک کی بیوہ ہوں اور کبھی میں ہسپانیہ کی ملکہ ہوا کرتی تھی۔ میں اپنے کچھ جاننے والوں کے ہاں ماردہ شہر میں گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہی تھی۔ اب جب کہ آپ نے شہر فتح کر لیا ہے، بہت سے لوگ یہ جان گئے ہیں کہ میں ہسپانیہ کے سابق بادشاہ رازرک کی بیوہ اے جی لونا ہوں۔ اے امیر! آپ جانتے ہیں کہ کچھ لوگ ہسپانیہ کے سابق بادشاہ رازرک کو ناپسند کرتے تھے اور اس سے دشمنی اور عداوت رکھتے تھے لہٰذا ان سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ بس میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئی ہوں کہ ہسپانیہ کی اس سرزمین میں آپ میری جان کی حفاظت کا کوئی بندوبست کر دیں۔"

اے جی لونا کی یہ گفتگو سن کر موسیٰ بن نصیر کافی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے اے جی لونا کی طرف دیکھا اور کہا۔

"سنو اے جی لونا! میں جانتا ہوں کہ تم ابھی جوان ہو اور تمہیں اپنی زندگی ہسپانیہ ہی کی سرزمین میں گزارنا ہے۔ میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تم کسی سے شادی کر کے اپنی بقیہ زندگی پرسکون طور پر گزارو۔"

Marfat.com

اس پر اے جی لونا جھٹ سے بولی۔ "اے مسلمانوں کے امیر! آپ جانتے ہیں کہ میں کبھی ہسپانیہ کی ملکہ رہی ہوں۔ اب اگر میں ہسپانیہ کے کسی رئیس یا امیر زادے سے شادی کرتی ہوں تو وہ مجھے اپنا محکوم اور اپنا غلام بنا کر رکھے گا اور میں نہیں چاہتی کہ ہسپانیہ کی ملکہ رہنے کے بعد میں کسی رئیس کی غلام بن کر زندگی گزاروں۔"

اے جی لونا کے اس جواب پر موسیٰ بن نصیر نے پھر کچھ سوچا اور پھر دوبارہ اسے مخاطب کر کے اس نے کہنا شروع کیا۔

"اے جی لونا! یہ جوان جو اس وقت میرے بائیں پہلو میں بیٹھا ہوا ہے، میرا بیٹا ہے۔ اس کا نام عبدالعزیز ہے۔ اگر تم چاہو تو میں اس کے ساتھ تمہاری شادی کر سکتا ہوں۔ اس طرح تم ہسپانیہ کے اندر ایک محفوظ اور خوشگوار زندگی بسر کر سکتی ہوں۔"

موسیٰ بن نصیر کی اس پیش کش پر اے جی لونا کے خوبصورت چہرے اور خوبصورت ہونٹوں پر گہری اور خوشگوار مسکراہٹ بکھر گئی اور پھر وہ کہنے لگی۔

"اے مسلمانوں کے امیر! میں آپ کی اس پیش کش کو قبول کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ میں آپ لوگوں کے ساتھ رہ کر ایک پرامن اور خوشگوار زندگی بسر کر سکتی ہوں۔"

اے جی لونا کا یہ جواب سن کر موسیٰ بن نصیر خوش ہوا اور اس نے اسی وقت انتظامات کیے اور اپنے بیٹے عبدالعزیز کی شادی اے جی لونا کے ساتھ کر دی اور تاریخ میں یہ خاتون اُم عاصم کے لقب سے مشہور ہوئی۔

❋ ...... ❋

Marfat.com

ماردہ شہر والوں نے جو چند دن تک مسلمانوں کو شہر کی فصیل سے باہر روکے رکھا اور مسلمانوں نے اس شہر کے اندر جو رخنہ اندازیاں کی تھیں وہ پُر کر کے پھر مرمت کا سلسلہ جاری رکھنے کی خبریں جب دوسرے شہروں میں پہنچیں تو لوگوں نے ایک بار پھر ہمت کر کے مسلمانوں کے خلاف بغاوت کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس کی ابتدا سب سے پہلے اشبیلیہ شہر میں ہوئی۔ وہ اس طرح کہ اس شہر میں جو موسیٰ بن نصیر نے حفاظتی چوکی قائم کر رکھی تھی اس چوکی کے محافظ مسلمان مجاہدوں کو شہر والوں نے قتل کر دیا اور شہر کے یہودیوں نے جو مسلمانوں کے ساتھ عہد و پیمان کیا تھا کہ وہ ہر حال میں مسلمانوں کا ساتھ دیں گے۔ وہ بھی عہد شکنی کر کے اشبیلیہ کے لوگوں کے ساتھ شامل ہو گئے اور انہوں نے مل جل کر اشبیلیہ میں بغاوت کھڑی کر دی تھی۔

موسیٰ کو جب اپنے مخبروں کے ذریعے اشبیلیہ کی بغاوت کا علم ہوا تو وہ خود ماردہ شہر میں ٹھہرا جب کہ اس بغاوت اور سرکشی کو فرو کرنے کے لئے اس نے ایک لشکر اپنے بیٹے عبدالعزیز کو دے کر اشبیلیہ کی طرف روانہ کیا۔ اشبیلیہ شہر کو جب علم ہوا کہ موسیٰ بن نصیر نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو لشکر دے کر باغی اور سرکشوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا ہے تو اشبیلیہ شہر کے محافظ اور عام لوگ مسلح ہو کر شہر سے باہر نکلے۔ وہ چاہتے تھے کہ کھلے میدانوں میں عبدالعزیز کو شکست دیں۔ اس طرح مقامی لوگوں کے حوصلے بلند ہو جائیں گے اور وہ زیادہ سے زیادہ ان کے ساتھ مل کر ایک طاقتور قوت اختیار کر لیں گے۔ جسے استعمال کرتے ہوئے وہ مسلمانوں کو یہاں سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن ان کی ہر خواہش رائیگاں گئی۔ اس لئے کہ جب کھلے میدانوں میں عبدالعزیز کے ساتھ ان کا سامنا ہوا تو عبدالعزیز قہر کی بارش کی طرح ان پر حملہ آور ہوا۔

ان کی نحوست کی گھڑیوں، ان کی ظلمتوں کی زنجیروں کو اپنے پاؤں تلے روند کر رکھ دیا۔ ان کی حالت اسے سوکھے ہوئے پتوں کے ڈھیر، کانٹوں پر رکھی زبان اور پھاندے

Marfat.com

گلی حلقوم کی طرح بنا کر رکھ دی تھی۔ عجیب سے شوق رزم آرائی میں عبدالعزیز نے ان کی زندگی کے رشتوں کو کاٹا اور ان کی ساری حرارت، ان کی ساری بہادری کو مغموم اور حسرت زدہ کر دیا۔ ان کے سارے جذبوں کو مٹی کے گروندے سمجھ کر گرا دیا اور ان کے گرم لہو کو اپنے سامنے اس نے نگوسار کر دیا تھا۔

عبدالعزیز نے اشبیلیہ شہر سے باہر دشمن کو نہ صرف یہ کہ بدترین شکست دی بلکہ اس بغاوت اور سرکشی کے جو سرغنے تھے ان سب کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر اس نے موسیٰ کے حکم پر اپنے لشکر کا ایک حصہ اشبیلیہ شہر میں آباد کیا اور انہیں جاگیروں کا مالک بنا دیا تاکہ وہ مستقل طور پر وہاں رہائش اختیار کر سکیں اور آئندہ کے لئے دیگر شہروں کے اندر بغاوت کے آثار کھڑے نہ ہو سکیں۔ شہر کے اندر یہ انتظامات کرنے کے بعد عبدالعزیز واپس ماردہ میں اپنے باپ موسیٰ بن نصیر کی طرف چلا گیا تھا۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے موسیٰ بن نصیر نے ہسپانیہ کی جاگیروں پر عربوں کو بسانا شروع کر دیا اور جو شہر وہ فتح کرتا وہاں پر کافی سپہ حفاظت کے لئے مقرر کرتا چلا جاتا۔ اپنی سکونت کے لئے بھی اس نے قدیم محل کا انتخاب کیا تھا۔ اب یہ طریقہ کار ہر جگہ اختیار کر لیا گیا کہ مسلمانوں کی نو آبادیاں قائم کی جائیں۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ مختلف علاقوں کی زبان اور روایات رسم و رواج اور خیالات میں تبدیلیاں پیدا ہو گئیں اور یہ علاقے مسلمانوں کے مطیع اور فرماں بردار بن کر رہنے لگے۔

ماردہ شہر کو فتح کرنے اور اشبیلیہ کی بغاوت فرو کرنے کے بعد موسیٰ بن نصیر نے اپنے لشکر کے ساتھ باجہ اور لبلہ شہروں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کیا۔ ان شہروں پر اپنا قبضہ کرنے کے بعد وہاں بھی اس نے دوسرے شہروں کی طرح دفاعی انتظامات کیے۔ یہاں کے سرکش اور بغاوت پر آمادہ امراء کو اس سے بے دخل کر کے اپنے لشکر کے چھوٹے سالاروں کو وہ محلات عطا کیے اور ان کی مدد کے لئے وہاں پر اپنے فوجی دستے مقرر کیے۔ اس کے بعد وہ ماردہ شہر کے گرد و نواح کے علاقوں پر قبضہ کرنے میں مصروف رہا۔

جب یہ کام مکمل ہو گیا تھا وہ مرسیہ کی طرف بڑھا۔ مرسیہ شہر پر گو طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے قبضہ کر لیا تھا اور وہاں تدمیر کو حاکم مقرر کیا تھا لیکن مرسیہ شہر کے نواح میں ابھی تک باغیوں کے اثرات باقی تھے لہٰذا اپنے شہر کے ساتھ موسیٰ بن نصیر مرسیہ کے اطراف میں پھیل گیا اور سارے باغی عناصر کو قلع قمع کر کے اس نے انہیں

Marfat.com

مسلمانوں کی اطاعت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس قدر کام انجام دینے کے بعد موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے ساتھ ٹولیڈو شہر کی طرف بڑھا تھا۔

❖

طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کو جب یہ خبر ہوئی کہ موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے ساتھ ہسپانیہ میں داخل ہوا ہے اور اشبیلیہ شہر فتح کرنے کے بعد اس نے ماردہ کا محاصرہ کر رکھا ہے تو وہ اپنی مشترکہ اور مختلف شہروں کی مہم کو چھوڑ کر واپس لوٹے اور انہوں نے ٹولیڈو شہر کا رخ کیا۔ ان کا خیال تھا کہ وہ ٹولیڈو شہر میں ہی رہ کر موسیٰ بن نصیر کا استقبال کریں گے۔ لہٰذا موسیٰ جب اپنے لشکر کے ساتھ ٹولیڈو شہر کے قریب آیا تو طارق بن زیاد اور طریف بن مالک، مغیث اور عبداللہ نے شہر سے باہر نکل کر موسیٰ بن نصیر اور اس کے لشکر کا استقبال کیا۔ ان چاروں کو دیکھ کر موسیٰ بن نصیر، اس کا بیٹا عبدالعزیز، دونوں اپنے گھوڑے سے اتر پڑے۔ اتنی دیر تک موسیٰ بن نصیر کا دوسرا بیٹا عبدالعلی بھی قریب آ گیا تھا۔ وہ بھی اپنے باپ اور بھائی کی طرح اپنے گھوڑے سے اترا پھر موسیٰ بن نصیر اپنے بازو پھیلاتے ہوئے طارق بن زیاد کی طرف بڑھا اور بڑی گرم جوشی کے ساتھ اس سے گلے ملا۔ اس کے بعد وہ اسی انداز میں طریف بن مالک، مغیث اور عبداللہ سے بھی ملا تھا۔ بعد میں اس کے دونوں بیٹے عبدالعزیز اور عبدالعلی بھی ان چاروں سے بغل گیر ہو کر مل رہے تھے۔

پھر موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے سامنے آیا اور اپنے چہرے پر دھیمی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اس نے ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

''سنو میری قوم کے نایاب مجاہدو! تم نے اپنے شوق رزم آرائی میں سپین کے لشکر پر ان کی بے ضمیری کے جواب پر کیا خوب ضربیں لگائی ہیں۔ تم دونوں اپنے لشکر کے ساتھ گرجتے ہیولوں کی طرح ہسپانیہ کے لشکروں اور شہروں پر حملہ آور ہوئے اور ان کی حالت اپنے سامنے تم دونوں نے مغموم و حسرت زدہ اور مٹی کے گھروندوں جیسی بنا کر رکھ دی۔

تم یقیناً شعور اور آگہی کا کندن ہو اور اپنی متجسس پر جوش جوان آوازوں کے ساتھ تم دونوں نے یہاں کے لشکروں کے لاسمت جذبوں کو سراسیمہ اور وحشت زدہ کر کے رکھ دیا ہے ان کے تصورات کے گرداب کو تم دونوں نے آندھی، سرسراتی ہواؤں اور ان کی

Marfat.com

خواہشوں کی مسافت کو دور تک پھیلے ہوئے گونگے راستوں میں تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ سنو میرے مجاہدو، میں تم دونوں کی کارکردگی سے خوش ہوں اور قیروان میں بیٹھ کر جو امیدیں میں نے تم دونوں سے وابستہ کی تھیں تم دونوں ان امیدوں سے بھی کہیں بڑھ کر ثابت ہوئے ہو۔ لہٰذا ہسپانیہ کے اندر میں تم دونوں کی کارگزاری سے بے حد خوش اور مطمئن ہوں۔

اب تم دونوں میرے اور اپنے لشکر کو ایک جگہ جمع کرو اور نئی مہم شروع کرنے سے قبل میں دونوں لشکروں سے خطاب کر کے کچھ کہنا چاہوں گا اور ہاں مغیث! تم آج ہی دمشق کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ میں نے اس سے پہلے بھی ایک قاصد کو دمشق روانہ کیا تھا دراصل میرے ذہن میں یہ لائحہ عمل ہے کہ میں اپنی فتوحات کو اندلس سے شروع کر کے خشکی کے راستے سے قسطنطنیہ تک جا پہنچوں اور دارالخلافہ دمشق کو اندلس سے ملا کر مواصلات کا سلسلہ قائم کروں۔ اس ضمن میں میری تجویز یہ ہے کہ مفتوحہ ممالک میں عیسائیوں کو آسان شرطوں سے مطیع کر کے وہاں اسلامی نوآبادیاں قائم کر دوں۔ اپنی اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے میں نے خلیفہ ولید سے اس قاصد کے ذریعے اجازت طلب کی تھی لیکن ابھی تک وہ قاصد خلیفہ کا اجازت نامہ لے کر نہیں آیا لہٰذا تم آج ہی دمشق کی طرف روانہ ہو جاؤ اور میری طرف سے خلیفہ ولید بن عبدالمالک سے ملو اور اس سے میری اس تجویز کے سلسلے میں اجازت حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ جب تمہیں ایسا اجازت نامہ مل جائے تو تم فوراً میرے پاس ہسپانیہ میں لوٹ آؤ تاکہ میں اپنے کام کی ابتدا کر سکوں۔"

موسیٰ بن نصیر کے اس حکم کے آگے وہاں کھڑے مغیث نے اثبات میں اپنی گردن کو خم کر دیا پھر اس نے بڑی نرم آواز میں موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے امیر! آپ مطمئن رہیے میں آپ کے حکم کے مطابق آج ہی دمشق کی طرف روانہ ہو جاؤں گا اور میں آپ کے لائحہ عمل کے مطابق خلیفہ ولید سے آپ کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اجازت نامہ حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔"

مغیث کا یہ جواب سن کر موسیٰ بن نصیر خوش ہو گیا تھا پھر وہ دونوں متحدہ لشکروں سے خطاب کرنے کے لئے انتظامات کی نگرانی کرنے لگا تھا۔

جب دونوں لشکروں کو ٹولیڈو شہر سے باہر ایک کھلے میدان میں جمع کر دیا گیا تو موسیٰ بن نصیر اپنے ان لشکریوں سے خطاب کرنے کے لئے ایک بلند جگہ پر کھڑا ہوا اور

Marfat.com

پھر وہ اپنی زوردار آواز میں اپنے لشکریوں کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

"سنو میرے ساتھیو، میرے رفیقو! تم نے اپنی لہو کی حرمت سے کالی بھیانک رات جیسے دشمن کو مٹی کی طرح مطیع اور اس کے لہو کی بشارت کو ٹوٹے ہوئے خوابوں کی دھجیوں جیسا بنا کر رکھ دیا ہے۔ تم لوگوں نے اپنے دشمن کے گرم نعروں کے زور و جوش کو فعل رائیگاں، ان کی سانسوں کی گرمی کو خوابوں کے زندان اور محرومیوں کی آگ میں بدل کر رکھ دیا ہے۔

سنو میرے ساتھیو! اگر تم اسی طرح اپنے خیال میں اپنی دعاؤں میں اپنے خداوند، اپنے خالق، اپنے مالک اور اپنے رب کو یاد کرتے ہوئے دشمن پر ضربیں لگانے کا عزم کرو تو خداوند تمہاری زندگی کے سمندر کو نئے طوفانوں کی شہادت سے ہمکنار کرے گا اور تم اجنبی قہر کی یورش کی طرح اپنے سامنے آنے والی ہر قوت کو روندتے چلے جاؤ گے۔
سنو میرے ساتھیو! اگر تم یقین کی اس علامت اور اخوت اور بھائی چارے کی تمازت بن کر اپنے دشمن کا سامنا کرو تو تم ان کے اعصاب پر ایملوں کے مراحل ان کے سانسوں میں حسرتوں کے نوحے اور ان کی آہوں میں انگارہ بن کر عکس ریز ہو سکتے ہو۔

سنو میرے رفیقو! تم لوگ میرے بازو، میرا دل، میری نمو، میری آبرو ہو۔ آؤ مل کر میرے ساتھ عہد کرو کہ ہم دشمن کے عزت و غرور کے قلعوں کو شمالی ہواؤں کی جنوں خیزی کی طرح پاش پاش کر کے رکھ دیں گے اور تاریخ کے ماتھے پر خود اعتمادی کا ناقابل تسخیر عزم بن کر نمودار ہوں گے۔

سنو میرے ساتھیو، آپس میں دوستی کی صبح جیسا اجلا من کی مٹھاس جیسا خوشگوار بن کر رہو اور اپنے دشمن کے لئے آگ و آہن، آشوب محشر اور صحرائے وحشت بن کر نمودار ہو تو پھر تم اپنے ہر دشمن کو پر بریدہ مسافر فاختاؤں اور وقت کی دہلیز پر پھیلے شام کے سایوں جیسا المناک بنا کر رکھ سکتے ہو۔ پھر کوئی ظلم، کوئی جبر تمہیں اس سرزمین میں دبا نہیں سکتا اور تمہاری حالت ہسپانیہ کے اندر اس دریا کی طرح ہو کر رہ جائے گی جو اپنے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو بہا کر لے جاتا ہے۔ یاد رکھو میرے ساتھیو! تکلیف کے بعد ہی آرام اور دکھ کے بعد ہی سکھ نصیب ہوتا ہے۔ اگر تم پورے خلوص اور دیانت داری کے ساتھ میرا، طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کا ساتھ دو تو ہم ہسپانیہ میں جنوب سے لے کر شمال تک اور مشرق سے لے کر مغرب تک کوئی بھی ایسی قوت اپنے سامنے نہ رہنے دیں گے جو مستقبل میں ہمارے راستے کی رکاوٹ بن کر کھڑی ہو

Marfat.com

جائے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد موسیٰ بن نصیر خاموش ہو گیا تھا اور اپنے سارے لشکروں کو اس نے اپنے خیموں میں جا کر آرام کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ پھر وہ اس جگہ آیا جہاں طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کھڑے تھے۔ مغیث پہلے ہی وہاں سے دمشق کی طرف کوچ کرنے کے لئے اپنے خیمہ کی طرف جا چکا تھا جب کہ عبداللہ لشکریوں کے امور کی دیکھ بھال اور نگرانی کرنے کے لئے پڑاؤ کی طرف جا چکا تھا۔ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے سامنے آ کر موسیٰ بن نصیر ان دونوں سے کچھ کہنے والا ہی تھا کہ طارق بن زیاد کا ایک مخبر وہاں آیا وہ موسیٰ بن نصیر کے سامنے آ کھڑا ہوا پھر وہ بڑے ادب سے بولا۔

"یا امیر! میں آپ کے لئے ایک نئی خبر لے کر آیا ہوں۔ فرانس کا ایک لشکر ہسپانیہ کے شمالی صوبے ارغون کے مرکزی شہر سرقطہ میں آ کر جمع ہوا ہے۔ اس لشکر کی تعداد ان گنت ہے اور اسے فرانس کے ایک کاؤنٹ پلپلین نے روانہ کیا ہے۔ یہ فرانسیسی لشکر نہ صرف یہ کہ ہسپانیہ کے لوگوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف ان کا دفاع کرے گا بلکہ ان کا ارادہ یہ بھی ہے کہ حملہ آور مسلمانوں کو ہسپانیہ سے نکال باہر کریں گے۔ اے امیر! میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ فرانس اس وقت چھوٹی چھوٹی خودمختار ریاستوں میں بٹا ہوا ہے اور ان ریاستوں پر کاؤنٹ اور نواب حکمران ہیں۔ ان میں سب سے طاقتور اور زیادہ لشکر رکھنے والا پلپین آف ہیوشل ہے۔ اس نے سب سے پہلے فرانس کا دورہ کیا اور فرانس کے سارے نوابوں اور کاؤنٹوں کو مسلمانوں کے ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے سے متعلق آگاہ کرنے کے بعد اس نے لوگوں کو اس بات پر بھی آمادہ کر لیا کہ فرانس کو بھی مسلمانوں سے خطرہ ہے لہٰذا اگر مسلمانوں کی یلغار اور پیش قدمی کو روکنا ہے تو ہسپانیہ کے عیسائیوں کی مدد ہر صورت کی جانی چاہیے۔

اے امیر! اسی مقصد کے لئے اس پلپین نے ایک جرار لشکر ہسپانیہ کی طرف روانہ کیا ہے اور یہ لشکر اس وقت صوبہ ارغون کے مرکزی شہر سرقطہ کے باہر خیمہ زن ہے۔ میں اس لشکر کے پڑاؤ کو خود دیکھ کر آ رہا ہوں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر صرف ایک وہ لشکر ہو اور دوسری طرف ہمارا متحد لشکر تو اس پلپین کے لشکر کی تعداد ہمارے کل لشکر سے دس گنا سے بھی زیادہ ہو گی اور مجھے یہ بھی خوف اور خدشہ ہے کہ پلپین ابھی مزید لشکر ہسپانیہ کی طرف روانہ کرے گا تا کہ مسلمانوں کو اس سرزمین سے نکالا جا سکے۔" یہاں تک کہنے کے

Marfat.com

بعد وہ مخبر خاموش ہو گیا۔

وہ مخبر جب خاموش ہو تو موسیٰ بن نصیر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''تم اب جاؤ اور اپنے کام میں لگ جاؤ۔''

وہ مخبر جب چلا گیا تو موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اس مخبر نے میری ساری مشکلیں آسان کر کے رکھ دی ہیں۔ میں تم دونوں سے اس کی آمد سے پہلے یہ مشورہ کرنا چاہتا تھا کہ ہمیں متحد ہو کر کس جگہ سے اور کس شہر اور کس مقام سے اپنے کام کی ابتدا کرنی چاہیے۔ اب اس مخبر نے یہ بتا کر کہ ایک فرانسیسی لشکر صوبہ ارغون کے مرکزی شہر سرقسطہ میں جمع ہے تو اس نے میری سوچوں کا رخ ہی بدل دیا ہے۔ اب ہم تینوں اپنے متحدہ لشکر کو لے کر سرقسطہ شہر کا رخ کریں گے کہ نہ صرف یہ کہ اس صوبے اور اس کے مرکزی شہر کو فتح کیا جائے بلکہ فرانسیسیوں کی قوت کو ہسپانیہ سے مار بھگایا جائے تاکہ آئندہ وہ ہسپانیہ کی مدد کے لئے ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل نہ ہوں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد موسیٰ بن نصیر تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوا پھر وہ ان دونوں سے مخاطب ہو کر دوبارہ بولا۔

''سنو میرے رفیقو! شمالی صوبے ارغون کے مرکزی شہر سرقسطہ کی طرف کوچ کرنے سے پہلے میں اپنے لشکر کے لئے کچھ احکامات جاری کرنا چاہتا ہوں اور یہ احکامات تم ہر ایک لشکری کو پہنچانے کا انتظام کرو گے۔ تاکہ ان نئے احکامات کے متعلق کسی کو کوئی شک وشبہ نہ رہے۔ جو احکامات میں لشکر کے لئے اس سرزمین میں جاری کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں کہ جنگ کے دوران اس ملک کو تباہ و برباد نہ کیا جائے گا۔ دوئم یہ کہ حملے عسکری طریقے کے مطابق صرف ملک گیری کے لئے کیے جائیں گے۔ سوئم یہ کہ رعایا کے مذہبی جذبات کا پورا پورا احترام کیا جائے گا اور کسی کی بھی دل شکنی نہ کی جائے گی۔ چہارم یہ کہ لوٹ مار اور جبر وظلم کے طریقوں سے باز رہا جائے گا۔ پنجم یہ کہ مسلمان سپاہیوں کو ان احکامات کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں موت کی سزا دے دی جائے گی۔

اور سنو میرے ساتھیو، ان احکامات کے علاوہ ارغون کی طرف کوچ کرنے سے پہلے تمہیں اپنے لشکر کے لئے مزید انتظامات کرنے ہوں گے۔ وہ یہ کہ کوچ سے قبل ہر لشکری کو ایک چھوٹا سا تانبے کا برتن، چمڑے کا ایک تھیلا جس میں وہ اپنے خورد ونوش کی چیزیں رکھ سکے گا اور پانی کی ایک چھاگل مہیا کی جائے گی تاکہ کسی موقع پر اگر دشمن کے

Marfat.com

ساتھ ہماری جنگ طول پکڑ جائے تو کھانے پینے اور خورد ونوش کی اشیا ہر سپاہی کے پاس موجود رہنی چاہئیں تاکہ وہ یہ چیزیں استعمال کر کے دشمن کے مقابلے میں تازہ دم ہو کر میدان میں آئے۔ یہ سارے انتظامات مکمل کرنے کے لئے میں تم دونوں کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں۔ اس کے بعد ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔ موسیٰ بن نصیر کا یہ حکم پا کر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنے لشکر کی طرف چلے گئے تھے۔

❖

تین دن بعد موسیٰ بن نصیر نے ٹولیڈو شہر سے ہسپانیہ کے شمالی صوبے ارغون کی طرف جانے کے لئے کوچ کیا۔ اس روانگی سے قبل موسیٰ بن نصیر نے اپنے لشکر کو تین برابر حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا اور ایک معاون کی حیثیت سے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو اس نے اپنے ساتھ شامل کیا۔ لشکر کا دوسرا حصہ طارق بن زیاد کی سرکردگی میں رکھا گیا اور اپنے دوسرے بیٹے عبدالعلیٰ کو موسیٰ بن نصیر نے طارق کا نائب مقرر کیا۔ لشکر کا تیسرا حصہ طریف بن مالک کی سرکردگی میں رکھا گیا جب کہ امیرالبحر عبداللہ کو اس کے ماتحت کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ یوں اس تقسیم کے بعد اسلامی لشکر نے ٹولیڈو شہر سے ہسپانیہ کے شمالی صوبے ارغون کا رخ کیا تھا۔

فرانس سے آیا ہوا ایک بہت بڑا لشکر اس وقت صوبہ ارغون کے مرکزی شہر سرقسطہ میں جمع تھا اس کے علاوہ ایک بہت بڑا مقامی لشکر بھی وہاں موجود تھا اور پھر مزید یہ کہ ہسپانیہ کے مختلف شہروں میں شکست اٹھانے کے بعد جو ہسپانوی سپاہی اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہوئے وہ بھی سرقسطہ میں جا کر جمع ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنی طرف سے جھوٹ گھڑتے ہوئے مسلمانوں کے مظالم کی داستانیں فرانسیسیوں کے آگے خوب نمک مرچ لگا کر بیان کی تھیں۔ سرقسطہ کا رخ کرنے کے بجائے موسیٰ بن نصیر نے اپنے لشکر کے تینوں حصوں کے ساتھ صوبے کے دوسرے بڑے شہر ارغون کا رخ کیا۔ فرانسیسیوں اور ہسپانوی لشکر کو جب یہ خبر ہوئی کہ مسلمانوں کا لشکر سرقسطہ کی طرف آنے کے بجائے صوبے کے دوسرے بڑے شہر ارغون کا رخ کر رہا ہے تو وہ بھی بڑی تیزی سے حرکت میں آئے۔ اسلامی لشکر سے پہلے ہی وہ ارغون شہر پہنچ گئے اور شہر سے باہر وہ پڑاؤ کر کے مسلمانوں کا انتظار کرنے لگے تھے۔

دوسرے روز اسلامی لشکر بھی فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کے اس متحدہ لشکر کے سامنے ارغون شہر سے باہر نمودار ہو کر مسلمان ابھی اپنا پڑاؤ درست کرنے کے بعد فارغ ہی

Marfat.com

ہوئے تھے کہ فرانسیسیوں اور ہسپانیوں نے ایک سوچی سمجھی تدبیر کے تحت جنگ کے لئے اپنی صفیں درست کرنا شروع کر دیں۔ موسیٰ بن نصیر نے جب یہ سماں دیکھا تو اس نے بھی فوراً اپنے لشکر کی صفوں کو استوار کر لیا۔ لشکر کے درمیان میں وہ خود اپنے بیٹے عبدالعزیز ے ساتھ رہا۔ اپنے دائیں طرف اس نے طارق بن زیاد کو لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ رکھا تھا اور لشکر کے تیسرے حصے کے ساتھ طریف بن مالک، موسیٰ بن نصیر کے بائیں جانب اپنے لشکر کی صفیں درست کر چکا تھا۔ دشمن نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کا لشکر تین حصوں میں بٹا ہوا ہے تو انہوں نے بھی اپنے لشکر کے تین حصے کر لئے تھے۔ وسط میں مقامی ہسپانوی لشکر کو رکھا گیا تھا جب کہ اس لشکر کے دائیں اور بائیں فرانسیسی سپاہیوں کی صفیں درست کی گئی تھیں۔ یہ سپاہی سر سے لے کر پاؤں تک لوہے میں غرق تھے اور جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے وہ بڑے پرجوش انداز میں اپنی تلواریں اور ڈھالیں فضا کے اندر بلند کرتے ہوئے نعرے بلند کر رہے تھے۔ ہسپانیوں کو چونکہ مسلمانوں کے ہاتھ لگ چکے تھے لہٰذا وہ خاموش تھے لیکن فرانسیسی اب تک چونکہ مسلمانوں کا سامنا نہیں کر پائے تھے لہٰذا وہ کچھ زیادہ جوش اور جذبے کا اظہار کر رہے تھے۔

اس کے بعد فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کے متحدہ لشکر نے جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے مسلمانوں کی طرف پیش قدمی کی۔ سب سے پہلے فرانسیسیوں کا وہ حصہ حملہ آور ہونے کے لئے بڑھا جس کے سامنے طارق بن زیاد اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ طارق بن زیاد بڑی گہری نگاہوں سے اپنی طرف پیش قدمی کرتے دشمن کو دیکھ رہا تھا جب دشمن آگے بڑھتے ہوئے ان کے قریب آیا تو اس نے اپنی ننگی تلوار فضا میں بلند کی۔ اپنی ڈھال بھی فضا کے اندر اونچی کی اس کے بعد اس نے اپنی پوری قوت کے ساتھ تکبیر بلند کرتے ہوئے اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔

اپنے اپنے لشکروں کے سامنے کھڑے موسیٰ بن نصیر اور طریف بن مالک اس منظر کو بڑے غور اور بڑے انہماک سے دیکھ رہے تھے۔ طارق بن زیاد اپنے لشکر کی راہبری اور راہنمائی کرتے ہوئے دھوپ اور سایوں کی ستیزہ کاری اور ہواؤں میں اڑتے موت کے ہیولوں کی طرح وہ دشمن پر حملہ آور ہوا تھا اور جس طرح تیز ہوا جسموں پر کوڑے برساتی اور دہکتی آگ خوب کھولن پیدا کرتی ہے ایسے ہی طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ دشمن پر حملہ آور ہوا تھا۔ اس نے غصیلی روح اور آگ کی لپٹوں کے گورکھ دھندے کی طرح دشمن کی اگلی صفوں پر نزول کیا تھا۔ دشمن کی صفوں کے اندر گھس کر دریاؤں کے

Marfat.com

جوش کی طرح تکبیریں بلند کرتے ہوئے اس نے فرانسیسیوں کے بدن کی تہوں تک میں خوف و ہراس بھر کر رکھ دیا تھا۔ ارغون شہر سے باہر پتھریلے، اجاڑ، بیابانوں کے اندر دشمن کے خون کی شریانیں کاٹتے ہوئے طارق بن زیاد نے اپنے سامنے ان کی حالت پھڑپھڑاتے پنکھ اور ننگے زخمی پاؤں جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔ فرانسیسی جو پہلی بار مسلمانوں کا سامنا کر رہے تھے اور جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے وہ پرجوش ہو کر جنگ کی ابتدا کرنے میں زور دے رہے تھے اب وہ طارق بن زیاد کا سامنا کرتے ہوئے اپنے آپ کو آنکھوں سے اندھے اور کانوں سے بہرے محسوس کر رہے تھے۔ طارق بن زیاد ان کے اندر گھس کر ان کی حالت کانچ کے ٹوٹے ٹکڑوں، سوکھے پیڑ اور پت جھڑ کی پرانی پتیوں جیسی کرنے لگا تھا۔

جس وقت طارق بن زیاد سر پر کفن باندھ کر فرانسیسیوں کے ساتھ برسر پیکار تھا اور لمحہ بہ لمحہ ان کی تعداد کو کم کرتا جا رہا تھا اسی وقت فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کے متحدہ لشکر کا درمیانی حصہ جو زیادہ تر ہسپانیوں پر مشتمل تھا وہ موسیٰ بن نصیر کے لشکر کے حصے پر حملہ آور ہوا تھا لیکن یہ سپاہی ابھی تک موسیٰ بن نصیر کے لڑنے کے انداز سے روشناس نہ تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ افریقہ کی سرزمین سے نزول کرنے والا وہ مجاہد اپنے راستے کی ہر دیوار کو گرانے اور اپنی راہ میں کھڑی ہونے والی ہر رکاوٹ کو دور کر دینے کا فن خوب جانتا ہے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ انہیں مسلمانوں کے اس جرنیل کے ساتھ پالا پڑ رہا ہے جو ہر جبر سے محاذ آرا ہونے کا فن اچھی طرح جانتا تھا۔

بہرحال جب ہسپانوی لشکر موسیٰ بن نصیر سے ٹکرایا تو ان کی حالت ایسی تھی جیسے اندھیروں کی دیوار کے سرد سینہ سے تیز ہوائیں ٹکرا کر واپس لوٹ جاتی ہیں۔ موسیٰ بن نصیر نے ایک اجنبی اور ایک ناآشنا کے سے انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے ہسپانیوں کے دل کے افق پر کراہیں اور صدائیں بھر کر رکھ دی تھیں۔ اس نے ان کی سانسوں میں دکھ کی پکار اور ان کے چہروں پر چراغوں کی گل ہوتی روشنی جیسا سماں برپا کر دیا تھا۔ ہسپانوی جو فرانسیسیوں کے بل بوتے پر اپنی بے انتہا طاقت، اپنی بے کنار قوت کا گھمنڈ کرتے اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ موسیٰ بن نصیر پر حملہ آور ہوئے تھے کہ چونکہ اب فرانسیسی ان کے ساتھ ہیں لہٰذا وہ مسلمانوں کو میدان جنگ سے مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

لیکن ان کا مدمقابل موسیٰ بن نصیر ان پر اس انداز سے حملہ آور ہوا تھا جیسے کوئی

Marfat.com

صحرائی شاہین انتہائی بھوک کی حالت میں کسی بے بس اور کم پرواز کرنے والے کبوتر پر جھپٹتا ہے جیسے کوئی تیندوا اپنی کئی دنوں کی بھوک مٹانے کے لئے زخمی بارہ سینگوں پر جھپٹتا ہے۔ جیسے تیز آندھی ہواؤں کے طوفان بے کناں صحراؤں کے اندر داخل ہو کر بگولوں کا ایک طوفان کھڑا کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی انداز میں موسیٰ بن نصیر بھی اس ہسپانوی لشکر پر حملہ آور ہوا تھا اور اس کے ہر لشکری کو تشنہ ذہن، مغموم و حسرت زدہ اور پراسرار و بے نام خوابوں جیسا بنا کر رکھ دیا تھا۔ اپنے لشکر کے ساتھ دہکتی آگ کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے موسیٰ بن نصیر نے دشمن کے جسم کی خوشحالی کو اس کی روح کی پامالی میں اور اس کی امیدوں کی حسرتوں میں بدلنا شروع کر دیا تھا۔ اس نے اپنی شجاعت اور اپنی جواں مردی کی ساری داستانوں کے ابواب دشمن کے سامنے کھولتے ہوئے اس کی حالت سحر کے لہو لہو سورج اور گرہن لگے چاند جیسی کر دی تھی اور جس طرح طارق بن زیادؒ نے اپنی طرف بڑھتے ہوئے فرانسیسیوں کے حملے کو روک کر ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا ایسے ہی موسیٰ بن نصیر بھی ہسپانیوں کے اندر گھس کر لحہ بہ لحہ ان کی تعداد کم کرنے لگا تھا۔

دشمن کے لشکر کا تیسرا حصہ جو فرانسیسیوں پر مشتمل تھا وہ اپنے پہلے دو حصوں کی طرح بوجھ لادے جانے والے اونٹ کی طرح بلبلاتے ہوئے اسلامی لشکر کے اس حصے پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھا تھا جس حصہ کی کمان داری طریف بن مالک کر رہا تھا۔ طریف بن مالک بھی طارق بن زیاد کی طرح خاموشی سے تھوڑی دیر تک دشمن کی اپنی طرف پیش قدمی کو دیکھتا رہا۔ جب فرانسیسی قریب آئے تو اس نے بھی بلند آوازوں میں تکبیریں بلند کرتے ہوئے اپنی چمکتی ہوئی بھاری پھل کی تلوار فضا میں بلند کی اور اپنے لشکریوں کو اس نے دشمن پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔

طریف بن مالک کے ایسا کرنے پر اس کے لشکری کچھ اس طرح حرکت میں آئے جیسے رات اپنے مہیب پر پھیلاتی ہے پھر وہ آنکھوں میں آتشی سورج لئے گردش کائنات، غول درغول اترتی کرنوں، لمحوں کے پھیلتے وقت اور دھند کی مسافت کی طرح فرانسیسیوں پر حملہ آور ہوتے تھے ایسا لگتا تھا طریف بن مالک کی سرکردگی میں حملہ آور ہوتے ہوئے مسلمان زندگی کے دنوں کو راتوں میں لامحدود تمناؤں کے سرد تابوت اور پھڑپھڑاتی خواہشوں کو کرب و بلا کے تصادم میں تبدیل کر دینے کا عزم کر چکے ہوں۔

فرانسیسیوں نے اپنی طرف سے بہتیری کوشش کی کہ وہ مسلمانوں کے حملوں کو روک کر خود ان کے اندر داخل ہوں اور انہیں اپنے سامنے بھاگنے پر مجبور کر دیں لیکن ان کی

Marfat.com

ساری خوش فہمیاں اور سارے اندازے اس وقت غلط ثابت ہوئے جب طریف بن مالک کے لشکری زائچوں کی بجھارت اور عجائبات کے الہام کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے فرانسیسیوں کو موت کی راکھ، مقدر نحوست اور بدشگونی کی خاک میں ڈبونے لگے تھے۔ اپنے تیز اور جان لیوا حملوں سے مسلم مجاہدوں نے فرانسیسیوں اور ہسپانویوں کی چوکھٹ پر زلزلوں کی کڑک اور ان کے جسموں کی دہلیز پر کرب کا آخری پہر طاری کرنا شروع کر دیا تھا اور جس طرح طارق بن زیاد اور موسیٰ بن نصیر دشمن کے اندر گھس کر انہیں لہولہان کر رہے تھے ایسا ہی کھیل طریف بن مالک نے بھی ان کے اندر گھس کر شروع کر دیا تھا۔

اسلامی لشکر کے تینوں حصے دشمن کے تینوں حصوں کے ساتھ بڑی بری طرح ٹکرا رہے تھے۔ میدان کا سماں عجیب ہو رہا تھا تلواریں ڈھالوں سے ٹکراتی رہیں، سانسوں کی تسبیح ٹوٹتی رہی، رگوں میں اچھلتا لہو انجانی منزلوں کی طرف کوچ کرتا رہا۔ جسموں میں بہاگتا خون موت کو اپنی سانسوں کی آخری قسط پیش کرتا رہا۔ ایسا لگتا تھا موت اور زندگی کا سفر بے ربط ہکلاہٹوں کے تسلسل میں تبدیل ہو گیا ہو اور خاموشیاں اور صدائیں خاک و خون سازش و سرگوشیاں تہذیب و تاریخ اور تعمیر و تخریب آپس میں ٹکرا کر رہ گئی ہوں۔

خون گرتا رہا اور زمین سرخ ہوتی رہی۔ میدان جنگ کے اندر چیخیں آہیں اور گھوڑوں کی ہنہناہٹیں میدان کے اندر اڑتی دھول اور پھیلتے خون کے ساتھ مل کر عجیب سا سماں پیش کر رہے تھے۔ خوابوں کو دیکھتے مناظر فنا کی پھیلتی انگلیوں کے شکار ہونے لگے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ لحہ بہ لحہ سرخ ہوتے اس میدان جنگ کے اندر عداوت، فیصلے، امن، فرار، مجبوریاں، جنگ، افراط، کثرت، قلت، وبا، موت، سزا و جزا، تنہائیاں، فنا، بھوک، افلاس، نارسائی، ہوس ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گئے ہوں اور ہر طرف، ہر سمت ایک شور، ایک کہرام مچ اٹھا ہو۔

فرانسیسی اور ہسانوی جو تعداد میں مسلمانوں سے کئی گناہ زیادہ تھے لحہ بہ لحہ یہ کوشش کر رہے تھے کہ وہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں پر عبور اور ان پر غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اس وقت انہوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگانا شروع کر دیا تھا۔ وہ چاہتے تھے وہ کسی طرح مسلمانوں کے اس لشکر کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیں۔ اس کے بعد وہ ہسپانیہ کی سرزمین میں کہیں بھی مسلمانوں کے پاؤں نہ جمنے دیں گے لیکن دوسری

Marfat.com

طرف مسلمان تعداد میں کافی کم ہونے کے باوجود بھی کچھ اس طرح ان کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے تھے جیسے کسی سرکش اور طغیانی پر آئے ہوئے دریا کے راستے میں چٹان آ کھڑی ہوتی ہے اور دریا کو دو حصوں میں تقسیم ہو جانے پر مجبور کر دیتی ہے۔ ایسی حالت کچھ اس وقت مسلمانوں کی بھی تھی وہ اپنے سامنے آنے والے ہر فرانسیسی اور ہسپانوی کو دو لخت کرتے جا رہے تھے اور بڑی تیزی سے دشمن کی صفوں کے اندر گھستے ہوئے وہ دشمن کی تعداد کو کم کرتے ہوئے اس کی کثرت کو قلت میں تبدیل کرنے لگے تھے۔

میدان کے اندر کافی دیر تک یہ سماں رہا پھر آہستہ آہستہ صورت حال تبدیل ہونے لگی۔ فرانسیسی اور ہسپانوی تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود یہ محسوس کرنے لگے تھے جیسے ان کی صفوں کے اندر رخنہ اندازی اور ان کے لشکر کے اندر افراتفری کا عالم برپا ہونے لگا ہو۔ اگلی صفیں الٹنے لگی تھیں جن کے باعث پچھلی صفوں پر بوجھ زیادہ بڑھنے لگا تھا اور یہ سب سماں دیکھتے ہوئے ہسپانوی اور فرانسیسی لشکری اپنی اپنی جانیں بچانے کے لئے پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے تھے اور یہ وہ پہلی پسپائی تھی جو ارغون شہر سے باہر مسلمانوں کے مقابلے میں فرانسیسی اور ہسانوی سپاہی دیکھ رہے تھے۔

تھوڑی دیر تک جب اور جنگ جاری رہی تو سب سے پہلے ہسپانوی سپاہی اپنا رخ موڑتے ہوئے میدان جنگ سے بھاگے۔ میدان جنگ سے ان کا یہ فرار فرانسیسیوں کے لئے بھی مصیبت کا باعث بن گیا۔ فرانسیسیوں نے جب دیکھا کہ ہسپانوی مسلمانوں کا مقابلہ کرنے سے جی چراتے ہوئے بھاگنے لگے ہیں تو ان کے حوصلے اور ضابطے بھی جواب دینے لگے اور وہ بھی جان بچانے کی خاطر پیچھے ہٹنے لگے تھے اس لئے کہ ہسپانیوں کے پسپا ہوتے ہوئے مسلمانوں نے بلند آوازوں میں تکبیریں بلند کرتے ہوئے فرانسیسیوں پر پہلے کی نسبت زیادہ بوجھ اور زیادہ زور ڈالنا شروع کر دیا تھا۔ یوں مجبور ہو کر فرانسیسی بھی پسپا ہونے پر مجبور ہو گئے تھے۔ تھوڑی دیر تک یہ پسپائی یہ رازداری سے اندر ہی اندر اور آہستہ آہستہ کام کرتی رہی۔ جب پھر سب ہسپانیوں نے دیکھا کہ ان کے لشکری مسلمانوں کے مقابلے میں پیچھے ہٹنے لگے ہیں تو ان میں ہر کوئی اعلانیہ اپنی جان بچانے کی خاطر میدان جنگ سے بھاگنے لگا تھا یوں فرانسیسی اور ہسپانوی مسلمانوں کے مقابلے میں بھاگ کھڑے ہوئے جب کہ موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد اور طریف بن مالک ان کا تعاقب کرنے لگے تھے۔

Marfat.com

❖

ہسپانوی اور فرانسیسی مسلمانوں کے لشکر سے شکست کھانے کے بعد صوبے ارغون کے مرکزی شہر سرقسطہ کی طرف بھاگ گئے تھے۔ اسلامی لشکر نے کچھ دور تک ان کا تعاقب کیا اور ان کو مارتے کاٹتے ہوئے ان کی تعداد کم کرنے کی کوشش کی پھر موسیٰ بن نصیر کے حکم پر مسلمان لشکری واپس لوٹ آئے اور دشمن کے پڑاؤ پر انہوں نے قبضہ کر لیا۔ یہاں سے مسلمانوں کو بے شمار اور ان گنت مال غنیمت ہاتھ لگا۔ یوں ارغون شہر سے باہر اس ہولناک جنگ کا خاتمہ دشمن کی شکست پر نکلا۔ ارغون شہر کے لوگوں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں نے اس شہر کے باہر فرانسیسی اور ہسپانوی لشکر کو بدترین شکست دی ہے تو انہوں نے اپنی بہتری اسی میں سمجھی کہ مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ نہ کیا جائے لہٰذا خاموشی کے ساتھ ان کے سرکردہ لوگ موسیٰ بن نصیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رضاکارانہ طور پر انہوں نے ارغون شہر مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔

❋ ...... ❋

Marfat.com

مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد اقلیما اور ایلسا کہیں جانے کی تیاری کر رہی تھیں کہ ستیوس ان کے کمرے میں آیا اور انہیں مخاطب کر کے شفیقانہ انداز میں پوچھا۔

''اے میری بیٹیو! کیا تم دونوں اس وقت ماہی گیروں کی بستی کی طرف جانے کی تیاری کر رہی ہو۔''

اس پر جواب میں ایلسا نے مسکراتے ہوئے کہا ''آپ کا اندازہ درست ہے۔ میں اور اقلیما اس وقت ماہی گیروں کی بستی کی طرف ہی جانے کی تیاریاں کر رہی ہیں۔ ہم دونوں وہاں عشاء کی نماز ادا کر کے لوٹیں گی۔''

اس پر ستیوس کہنے لگا ''اے میری بچیو! آج میں اور اقلیما کی ماں الیانا بھی تم دونوں کے ساتھ جائیں گے تاکہ ہم بھی ان مسلمان ماہی گیروں کی گفتگو سے مستفید ہو سکیں اور پھر اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے ساتھ ملنا اور ان کے ساتھ بیٹھنا ہمارے لئے باعث سعادت بھی ہے۔''

اس پر اقلیما نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''اگر آپ نے بھی جانا ہے تو آئیے جلدی کیجئے، اتنی دیر تک میں ماں سے بھی کہتی ہوں کہ وہ بھی تیار ہو جائے۔''

اس پر ستیوس تیزی سے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ اقلیما اور ایلسا اس کمرے کی طرف آئیں جہاں الیانا بیٹھی ہوئی تھی۔ اقلیما نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

''اے میری ماں! میں اور ایلسا ماہی گیروں کی بستی کی طرف جانے والی تھیں کہ بزرگ ستیوس نے کہا کہ وہ اور آپ ہمارے ساتھ چلیں گے۔ اگر ایسا ہے تو پھر آپ اٹھئے اور ہمارے ساتھ چلیں۔''

اس پر الیانا فوراً اٹھ کر انکے ساتھ ہوئی۔ اتنی دیر تک ستیوس بھی جانے کے لئے تیار ہو چکا تھا۔ لہٰذا وہ پھیلتی اور گہری ہوتی تاریکی میں چاروں کلیسا سے ملحقہ اس عمارت سے نکل کر ماہی گیروں کی بستی کی طرف چل دیئے تھے۔

Marfat.com

جب وہ چاروں ماہی گیروں کی بستی میں فردیلہ کے گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا اس کے گھر کے سارے کمروں میں بہت سے لوگ جمع تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے کوئی غیر معمولی واقعہ یا حادثہ رونما ہوا ہو۔ جوں ہی وہ گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ گھر کے صحن اور کمروں کے اندر معمول سے زیادہ مشعلیں روشن تھیں اور گھر کے سارے کمروں کے دروازے بند اور بے شمار جوتے پڑے ہوئے تھے۔ جو اس بات کی غمازی کرتے تھے کہ ان کمروں کے اندر بہت سے لوگ جمع ہیں۔ ابھی وہ تینوں صحن میں ہی کھڑے تھے کہ فردیلہ کی بیوی شوران اور اس کی بیٹی عشیرہ نکل آئیں اور ان دونوں کو دیکھتے ہی اقلیما کہنے والی تھی اتنی دیر تک خود فردیلہ بھی ایک کمرے سے نکل آیا۔ اقلیما نے فوراً ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھ میری ماں ہیں۔ ان کا نام الیانا ہے اور دوسرے ہمارے ساتھ بزرگ ستیوس ہیں ان کو تو آپ جانتے ہی ہوں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اقلیما تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر اس نے کسی قدر تعجب اور پریشانی سے فردیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے میرے بزرگ کیا ہم جان سکیں گے کہ آپ کے ہاں کوئی غیر معمولی اجتماع کیسا اور کیوں ہے اور کیا آپ کے ہاں خیریت تو ہے؟"

اس پر فردیلہ نے مسکراتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "اے میری بیٹی! ہمارے ہاں ہر طرح کی خیریت ہے اصل میں مسلمانوں کا ایک سالار جو کہ طریف بن مالک کے ماتحت کام کرتا رہا ہے وہ آج دن کے وقت ہماری بستی میں داخل ہوا۔ اس کا نام مغیث ہے۔ ہم نے اسے اپنی بستی میں روک لیا۔ آج مسجد میں مغرب کی نماز کی امامت بھی اس مغیث ہی نے کرائی اور لوگ اس سے مقدس کتاب کو سن کر بے حد متاثر اور فیض یاب ہوئے۔ اب سب لوگوں کے کہنے پر مغیث کو میرے ہاں بلوایا گیا ہے اور وہ تھوڑی دیر تک لوگوں کے سامنے قرآن مقدس کا کچھ حصہ پڑھ کر سنائیں گے تاکہ لوگ خالص عربی لہجہ میں قرآن مقدس کے پڑھے جانے سے فیض یاب ہو سکیں۔"

فردیلہ جب خاموش ہوا تو اقلیما نے فوراً اسے مخاطب کر کے کہا۔ "اے میرے بزرگ! جب یہ مغیث نام کا سالار قرآن مقدس کی تلاوت سے فارغ ہو جائیں تو مجھے ان سے ضرور ملائیے گا۔ میں ان سے مسلمانوں کی موجودہ جنگوں کے علاوہ طریف بن مالک کی خیریت کے متعلق بھی کچھ استفسار کروں گی اور ہاں میرے بزرگ میں مغیث کو

Marfat.com

اچھی طرح جانتی ہوں۔ ایلسا بھی انہیں جانتی ہے کیونکہ میں اور ایلسا چند دن حصن المدور شہر سے باہر اسلامی لشکر میں گزار چکی ہیں اور اپنے اس قیام کے دوران ہم طارق بن زیاد اور اس مغیث کے علاوہ مسلمانوں کے امیر البحر عبداللہ کو بھی دیکھ چکی ہیں۔"

اقلیما کی اس گفتگو کے جواب میں فردیلہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ "اے میری بیٹی! تم فکر نہ کرو۔ جوں ہی تلاوت قرآن مقدس سے مغیث فارغ ہوئے، میں تمہیں ان سے ضرور ملاؤں گا۔ اب تم ایسا کرو بائیں طرف والے کمرے میں تم دونوں اپنی ماں کو لے کر چلی جاؤ۔ وہاں ساری عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں۔ یہ شوران اور عشیرہ بھی تمہارے ساتھ جاتی ہیں وہاں تمہارے بیٹھنے کا بندوبست کرتی ہیں۔ جب کہ بزرگ ستیوس کو میں اپنے ساتھ لے جاتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی فردیلہ، ستیوس کا ہاتھ پکڑ کر ان کمروں کی طرف لے گیا جن کے اندر مرد بیٹھے ہوئے تھے جب کہ شوران اور عشیرہ اقلیما، ایلسا اور الیانا کو لے کر اس کمرے کی طرف چلی گئی تھیں جہاں پر بستی کی عورتیں جمع تھیں۔

اقلیما، ایلسا اور الیانا ابھی دوسری عورتوں میں بیٹھی بڑی بے چینی سے کلام مقدس کی تلاوت شروع ہونے کا انتظار کر رہی تھیں اور یہی کیفیت اس وقت مردوں کے اندر بیٹھے ستیوس کی بھی تھی۔ وہ بھی بے چینی سے تلاوت کے شروع ہونے کا انتظار کر رہا تھا پھر مردوں کے ایک طرف بیٹھے ہوئے مغیث نے کلام مقدس کی تلاوت شروع کی۔ اس نے سورۃ مریم کا دوسرا رکوع پڑھنا شروع کیا تھا جس کا ترجمہ کچھ یوں بنتا تھا۔

"اور اے محمد (ﷺ) اس کتاب میں مریمؑ کا حال بیان کرو جب کہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر مشرقی جانب گوشہ نشین ہو گئی تھی اور پردہ ڈال کر ان سے چھپ بیٹھی تھی۔ اس حالت میں ہم نے اس کے پاس اپنے فرشتے کو بھیجا وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہوا۔ مریمؑ اسے دیکھ کر یکایک بول اٹھی کہ اگر تو کوئی خدا ترس آدمی ہے تو میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔ اس فرشتے نے کہا دیکھ میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکے کی خوش خبری دوں۔ مریمؑ نے کہا میرے ہاں کیسے لڑکا ہوگا مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور میں کوئی بدکار عورت بھی نہیں ہوں۔"

Marfat.com

یہاں تک پانچ آیات کی تلاوت کرنے کے بعد مغیث رک گیا تھا اور ان پانچ آیات نے وہاں جمع ہونے والے مردوں اور عورتوں پر ایک عجیب سا سماں باندھ کر رکھ دیا تھا۔ قرآن مقدس کی تلاوت وہ بھی مغیث کی زبان سے خالص عربی لہجہ میں اس ماحول پر یوں لگا تھا جیسے سحر کے تارے کو زبان اور قلم کی نوک کو گویائی مل گئی ہو جیسے پھول پھول میں دوڑتی بھینی باس دیدہ شبنم کو ترنم ریزہ صدائیں عطا کر گئی ہو۔ وہ مقدس آیات فضاؤں کے اندر جسم و روح کو بالیدگی عطا کرنے والے محبت کے زمزمے بکھیر گئی تھیں۔ ایسا لگا تھا جیسے صبح کے نور کی شادابی سے ظلمات شب کا گریبان چاک ہو کر رہ گیا ہو۔ تھوڑی دیر رک کر اور سانس لینے کے بعد مغیث نے تلاوت کی ہوئی آیات کا ترجمہ پیش کیا پھر تلاوت کا سلسلہ جاری کیا۔

"فرشتے نے کہا ایسا ہی ہو گا۔ تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم اس لئے کریں گے کہ اس لڑکے کو لوگوں کے لئے ایک نشانی اور اپنی طرف سے ایک رحمت بنا دیں اور یہ کام تو ہو کر ہی رہنا ہے۔ بس مریمؑ کو اس بچہ کا حمل رہ گیا اور اس حمل کو لئے ہوئے ایک دور کے مقام پر چلی گئی پھر زچگی کی تکلیف نے اسے ایک کھجور کے درخت کے نیچے پہنچا دیا اور وہ کہنے لگی کاش میں اس سے پہلے ہی مر جاتی اور میرا نام و نشان تک نہ ہوتا۔ فرشتے نے پائنتی سے پکار کر کہا فکر نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ رواں کر دیا ہے اور تو ذرا اس درخت کے تنے کو تو ہلا تیرے اوپر تر و تازہ کھجوریں ٹپک پڑیں گی۔ پس تو کھا پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر پھر اگر کوئی آدمی تجھے نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے رحمٰن کے لئے روزے کی نذر مانی ہے اس لئے آج میں کسی سے نہ بولوں گی۔

پھر وہ اس بچے کو لئے ہوئے اپنی قوم میں آئی، لوگ کہنے لگے اے مریمؑ یہ تُو نے بڑا پاپ کر ڈالا۔ اے ہارونؑ کی بہن! نہ تیرا باپ برا آدمی تھا نہ ہی تیری ماں بدکار عورت تھی۔ مریمؑ نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا اس پر لوگوں نے کہا ہم اس سے کیا بات کریں جو گہوارے میں پڑا ہوا ایک بچہ ہے۔ اس پر وہ بچہ بول

Marfat.com

اٹھا اور کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا اور بابرکت کیا ہے، جہاں بھی میں ہوں اور نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا۔ جب تک میں زندہ ہوں اور اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا بنایا اور مجھے جبار اور شقی نہیں بنایا۔ سلام ہے مجھ پر جب کہ میں پیدا ہوا جب کہ مروں جب کہ میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں۔"

یہاں تک تلاوت کرنے کے بعد مغیث پھر رک گیا تھا اور جو آیات اس نے پڑھی تھیں اس سے وہاں بیٹھے مرد اور عورتوں کی حالت عجیب سی ہو کر رہ گئی تھی اور ان میں سے کئی مرد اور عورتیں یہ کلام مقدس سن کر بلند آواز میں برابر رو رہے تھے۔ ستیوس، الیانا، اقلیما اور ایلسا کی بھی حالت ویسی ہو رہی تھی۔ ہچکیوں اور سسکیوں میں یہ کلام سن کر روتے جا رہے تھے۔ ان آیات نے کچھ ایسا سماں وہاں باندھا تھا جیسے وقت کے ساحل پر کھڑے ہو کر کسی نے ستاروں جیسا میٹھا اور مدھ بھرا تبسم بکھیر دیا ہو اور عروس فطرت کے حسن و شاداب کی طرح ہر ایک کی روح پرفشاں اور دیدہ التفات ذوق تقدس سے بھر گیا ہو۔ چاروں طرف نرہب جاوداں کی طرح ایک رنگ سحر نور و سوز کچھ ایسے انداز میں بکھر گیا تھا جیسے بارش کے قطرے جلترنگ بجاتے ہیں۔ گزشتہ آیات کے ترجمہ کے بعد مغیث نے پھر تلاوت شروع کی۔

"یہ ہے عیسیٰؑ ابن مریمؑ اور یہ ہے اس کے بارے میں وہ سچی بات جس میں لوگ شک کر رہے ہیں۔ اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔ وہ پاک ذات ہے وہ جب کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے اور عیسیٰؑ نے کہا تھا کہ اللہ میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی ہے۔ تم اسی کی بندگی کرو، یہی سیدھی راہ ہے۔ مگر پھر مختلف گروہ باہم اختلاف کرنے لگے۔ سو جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے وہ وقت بڑی تباہی کا ہوگا اور وہ ایک بڑا دن دیکھیں گے جب وہ ہمارے سامنے حاضر ہوں گے اس روز تو ان کے کان بھی خوب سن رہے ہوں گے اور ان کی آنکھیں بھی خوب دیکھتی ہوں گی مگر آج ظالم کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ اے محمد (ﷺ)! اس حالت میں جب کہ یہ لوگ غافل

Marfat.com

ہیں اور ایمان نہیں لا رہے ہیں انہیں اس دن سے ڈرا دو جب کہ
فیصلہ کر دیا جائے گا اور پچھتاوے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو گا۔
آخر کار ہم ہی زمین اور اس کی ساری چیزوں کے وارث ہوں گے
اور سب ہماری طرف ہی پلٹائے جائیں گے۔"

یہاں تک تلاوت کرنے کے بعد مغیث خاموش ہو گیا تھا۔ وہ اس لئے کہ سورہ مریمؑ کا دوسرا رکوع ختم ہو چکا تھا۔ اس کے تلاوت بند کرنے کے بعد سارے کمروں میں کافی دیر تک خاموشی رہی کچھ اس انداز میں جیسے دشت و صحرا میں آوارہ گرد اساطیر قدیم نے دانش و حکمت کی قندیلیں روشن کر دی ہوں اور عظمت و توقیر کے راستے خوشگوار کر دیئے ہوں۔ ہر کوئی خاموش اور ان جذبے میں محو تھا جیسے صبح کے مقدر کی طرح ہر ایک کے ذہن کو ان دیکھی قندیلوں نے روشن کر دیا ہو۔

عورتوں کے اندر بیٹھی ہوئی اقلیما، ایلسا اور الیانا ابھی تک رو رہی تھیں جبکہ مردوں میں بیٹھے ہوئے ستیوس نے اپنے آپ کو سنبھالا اپنی نم آلود آنکھیں خشک کیں پھر اپنا ہاتھ فضا کے اندر بلند کرتے ہوئے اس نے زوردار آواز میں کہا۔

"کیا خوب اور کیسا مقدس کلام ہے یقیناً یہ کلام اور جو کچھ عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے، دونوں ایک ہی سرچشمہ سے نکلے ہیں۔ قسم مجھے اس ازل کے حاکم اور ابد کے ناظم کی جو سطح آب پر طوفانوں کو رواں کرتا ہے۔ جس کلام کی ابھی تک تلاوت کی گئی ہے، یہ کلام ایسا ہے جو احاطہ بیان کو تابانی و تابندگی اور فکر کی سنجیدگی کو تخیل کی جہت عطا کرتا ہے۔ کاش ہم لوگ بہت پہلے اس کلام سے روشناس ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہوتے پھر بھی خداوند قدوس کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے اور اسلام لا کر اپنے آپ کو ایمانداروں کے گروہ میں شامل کر لیا ہے۔"

اس تلاوت کلام مقدس کے بعد بستی کے وہاں جمع ہونے والے سب لوگ اٹھ کر اپنے گھروں کو چلے گئے اور صرف وہاں فردیلہ اور اس کے اہل خانہ کے علاوہ ستیوس، اقلیما، ایلسا اور الیانا رہ گئے تھے۔ تب فردیلہ، مغیث کے پاس آیا اور بڑے احترام کے ساتھ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے میری قوم کے عظیم مجاہد! آپ نے کیا خوب انداز میں کلام مقدس کی تلاوت کی ہے کہ لوگوں کی آنکھیں نمناک ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ اب جب کہ آپ اکیلے ہیں تو ایک لڑکی آپ سے ملاقات کرنے کی خواہاں ہے۔ آپ اس لڑکی کو یقیناً جانتے ہوں

Marfat.com

گے۔ اس کا نام اقلیما ہے اور وہ حصن المدور میں اپنی سہیلی ایلسا کے ساتھ لشکر میں طریف بن مالک کے پاس بھی چند یوم رہ کر آئی ہے۔"

فردیلہ کی یہ گفتگو سن کر مغیث کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگا۔ "اے فردیلہ! وہ اقلیما میرے امیر طریف بن مالک کی منسوبہ اور میری بہن ہے۔"

اس پر وہیں بیٹھے بیٹھے فردیلہ نے بلند آواز میں کہا۔ "اقلیما! اقلیما! جلدی سے یہاں آؤ اور مغیث سے ملو۔"

دوسرے کمرے سے اقلیما فوراً اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ پھر وہ الیانا، ایلسا، شوران اور عشیرہ کے ساتھ دوسرے کمرے میں آ کر مغیث، فردیلہ اور ستیوس کے سامنے بیٹھ گئی تھی۔ مغیث نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان سب کا استقبال کیا تھا جب وہ بیٹھ گئیں تب مغیث پھر اپنی نشست پر ہو بیٹھا۔ پھر اقلیما نے بولنے میں پہل کی اور مغیث کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"اے مغیث میرے بھائی! ماہی گیروں کی اس بستی میں آپ کو خوش آمدید کہتی ہوں۔ کیا میں پوچھ سکتی ہوں آپ کس ارادے سے اس طرف آئے ہیں اور کیا میں یہ بھی پوچھ سکتی ہوں کہ اسلامی لشکر نے اپنی کارگزاریوں کو کہاں تک وسیع کیا ہے اور یہ کہ طریف بن مالک کیسے ہیں۔ اس سے متعلق پوچھنا میرا حق بنتا ہے۔ اس لئے کہ میرے ماں باپ میری اور ان کی رضامندی سے ہمیں ایک دوسرے سے منسوب کر چکے ہیں۔"

اقلیما کی گفتگو سن کر مغیث ہلکے ہلکے مسکرایا پھر وہ کہنے لگا۔ "سنو میری بہن! جہاں تک میرا ادھر آنے کا تعلق ہے تو میں یہ کہوں کہ میں اپنے امیر موسیٰ بن نصیر کے حکم پر دمشق جا رہا ہوں۔ وہاں میں خلیفہ ولید بن عبدالملک سے ملوں گا اور انہیں اپنے امیر موسیٰ بن نصیر کا ایک اہم پیغام پہنچاؤں گا اور یہ جو تمہارا دوسرا سوال ہے کہ اسلامی لشکر نے کہاں تک اپنی کارگزاریوں کو وسیع کیا ہے تو میں ٹولیڈو شہر سے اپنے لشکر سے جدا ہو چکا ہوں۔ میری وہاں سے روانگی کے بعد متحدہ اسلامی لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ایک حصہ موسیٰ بن نصیر نے اپنے پاس رکھا تھا دوسرے حصے کا سالار طارق بن زیاد کو اور تیسرے کا سالار طریف بن مالک کو بنایا گیا تھا اور اس طرح اسلامی لشکر تین حصوں میں بٹ کر سپین کے شمالی صوبے ارغون کی طرف بڑھا تھا۔ اس صوبے کے مرکزی شہر سرقسطہ میں ایک بہت بڑا فرانسیسی لشکر بھی جمع ہوا تھا۔ اسلامی لشکر کو صوبہ ارغون میں اب

Marfat.com

فرانسیسیوں اور ہسپانویوں کے متحد لشکر سے ٹکرانا ہو گا۔ اب اس ٹکراؤ کے کیا نتائج نکلے ہیں میں ابھی تک بے خبر ہوں مجھے امید ہے کہ خداوند قدوس نے اسلامی لشکر کو فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کے مقابلے میں شاندار فتح عطا کی ہو گی۔"

مغیث تھوڑی دیر دم لینے کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ اقلیما کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔ "اقلیما میری بہن! سنو طریف بن مالک کے متعلق کچھ پوچھنا واقعی تمہارا حق بنتا ہے۔ تم اس کی زندگی کی ساتھی ہو۔ سنو طریف بن مالک بالکل ٹھیک اور خیریت سے ہے۔ تمہیں اس کے متعلق فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اے میری بہن! وہ ایک ایسا سالار ہے جو بہترین شجاعت اور جنگی فراست رکھتا ہے۔ وہ ایک پکا مسلمان ہے اور اپنے عہد کا بڑا پابند ہے۔ اس نے کبھی کسی سے کئے ہوئے وعدے اور عہد کو نہیں توڑا اور نہ کسی سے بے وفائی کی۔ چنانچہ اپنے دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ اس کا سلوک ایسا بے نظیر ہے کہ سبھی اسے پسند کرتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اپنی رواداری اور اپنی فیاضی کی بنا پر اس نے اپنے ساتھیوں کے دلوں کو بھی مسخر کر رکھا ہے۔

طارق بن زیاد کے بعد وہ اپنے لشکر میں ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ گو وہ ایک غریب خاندان کا چشم و چراغ ہے، اس کا کوئی بہن اور بھائی نہیں جب کہ اس کے ماں باپ بھی مر چکے ہیں وہ پہلے غلام تھا پھر موسیٰ بن نصیر نے اسے آزاد کیا اور آزاد ہونے کے بعد اس شخص نے اپنی ملت، اپنے دین کے لئے وہ کارہائے نمایاں انجام دیا جن پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے۔ اے میری بہن! تو خوش قسمت ہے کہ تجھے میرے امیر طریف بن مالک جیسا زندگی بھر کا ساتھی ملا ہے۔ میں دعوے اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یقیناً وہ تمہیں خوش اور زندگی بھر مطمئن اور آسودہ رکھے گا میں تمہیں اس کا ساتھی بننے پر مبارکباد دیتا ہوں۔

تھوڑی دیر تک وہ سب مغیث کے پاس بیٹھے رہے اور وہ ان کے لئے مختلف دینی امور پر روشنی ڈالتا رہا پھر اقلیما، ایلسا، الیانہ اور ستیوس وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔ مغیث نے وہ رات فردیلہ کے ہاں بسر کی اور دوسرے روز فردیلہ اسے اپنی کشتی میں لے کر افریقہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

❖

اس واقعہ کے چند روز بعد کچھ نوجوان پادری کلیسا کے ایک کمرے میں رات کے وقت جمع ہوئے پھر ایک پادری نے اپنے دوسرے ساتھی پادریوں کو مخاطب کرتے ہوئے

Marfat.com

کہا۔

"اے میرے ساتھیو، میرے رفیقو! میں تم پر آج ایک خدشے، ایک شبہ کا اظہار کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں گزشتہ کئی ہفتوں سے دیکھتا چلا آ رہا ہوں کہ اقلیما اور ایلسا کبھی سورج غروب ہونے سے پہلے اور کبھی سورج غروب ہونے کے بعد اکثر و بیشتر اس کلیسا سے ملحقہ ماہی گیروں کی بستی کی طرف جاتی ہیں اور یہ بات ہم سب کے ذہن میں ہو گی کہ سارے ماہی گیر عیسائیت ترک کر کے اسلام قبول کر چکے ہیں۔ انہوں نے اس کلیسا کو جو ان کی بستی کے درمیان تھا ختم کر دیا ہے اس کی جگہ انہوں نے اپنی عبادت کے لئے ایک مسجد بھی تعمیر کر لی ہے۔ میں نے دو ایک بار اسقف ستیوس سے پوچھا بھی کہ اقلیما اور ایلسا ماہی گیروں کی بستی کی طرف کیوں جاتی ہیں اور وہ بھی رات کے وقت جب کہ وہ سب ماہی گیر اسلام قبول کر چکے ہیں تو ستیوس نے مجھے یہ کہہ کر مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ اقلیما اور ایلسا وہاں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے جاتی ہیں۔

لیکن میرا ذہن اس سے مطمئن نہیں ہوا۔ اس لئے کہ ان ماہی گیروں کے اندر تبلیغ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وہ سب پہلے نصرانی تھے اور اب عیسائیت ترک کر کے انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے لہٰذا ہماری تبلیغ کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ میرے بھائیو! مجھے ایک شک اور شبہ ہے اور وہ یہ کہ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اقلیما ایک مسلمان سالار طریف بن مالک کو پسند کرتی ہے۔۔۔۔ اس سے محبت کرتی ہے اور میرے علم میں یہ بھی بات آئی ہے کہ اس کی ماں الیانا اسے باقاعدہ طور پر طریف بن مالک سے منسوب بھی کر چکی ہے اور یہ طریف بن مالک وہ سالار ہے جو پہلی بار اس سرزمین میں داخل ہوا، ایک طرح سے وہ ہسپانیہ میں جاسوسی کی غرض سے آیا تھا۔ اس نے الجیرا اس شہر کو فتح کیا۔ وہاں اس نے خوب مال غنیمت حاصل کیا اور ہسپانیہ کے جنوبی صوبے کے حاکم تدمیر کو بھی اس نے کھلے میدانوں میں شکست فاش دی اور یہ تدمیر کی بدبختی کہ وہ بھی نصرانیت ترک کر کے اسلام قبول کر چکا ہے وہ اس وقت مرسیہ شہر کا حاکم ہے۔ میرے ساتھیو، میرے بھائیو! میرے ذہن میں بار بار یہ خدشات اٹھتے ہیں کہ اس اقلیما اور ایلسا نے اسلام قبول کر لیا ہے بلکہ میرا ذہن تو اس طرف بھی دوڑتا ہے کہ اقلیما کی ماں الیانا اور خود ستیوس بھی عیسائیت ترک کر کے اسلام قبول کر چکے ہیں۔"

اس پادری کے انکشاف کے بعد ایک دوسرا پادری بولتے ہوئے کہنے لگا۔ اے میرے دوست! اگر یہ بات سچ ہے تو پھر ہم ان چاروں کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ انہیں

Marfat.com

قتل کر دیں گے۔"

اس پر وہی پہلا پادری بولتے ہوئے کہنے لگا۔ "ابھی ہمیں عملی قدم نہیں اٹھانا چاہیے۔ پہلے ہم اپنا شک رفع کریں گے کہ واقعی ان چاروں نے اسلام قبول کر لیا ہے کہ نہیں اور یہ کہ اقلیما اور ایلسنا ماہی گیروں کی بستی کی طرف کیا لینے جاتی ہیں۔ اب تو حد یہ ہو گئی ہے میرے دوستو کہ خود ستیوس اور اقلیما کی ماں الیانا بھی اکثر و بیشتر رات کے وقت ماہی گیروں کی بستی کی طرف جانے لگے ہیں۔ یہ کام اب تم لوگ مجھ پر چھوڑ دو میں ان کے پیچھے لگ جاؤں گا اور یہ جاننے کی کوشش کرروں گا، یہ ماہی گیروں کی بستی کی طرف کیوں جاتے ہیں اور اگر ہمیں یہ علم ہو گیا کہ انہوں نے نصرانیت ترک کر کے اسلام قبول کر لیا ہے تو پھر ہم ان چاروں کا خاتمہ کر دیں گے۔"

دوسرے سارے پادریوں نے اس پہلے پادری کی گفتگو سے اتفاق کیا پھر وہ سب اس کمرے سے اٹھ کر اپنی اپنی رہائش گاہ کی طرف چلے گئے تھے۔

✲ …… ✲

Marfat.com

ارغون شہر کے باہر مسلمانوں کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کا متحد لشکر صوبہ ارغون کے مرکزی شہر سرقسطہ کی طرف بھاگ گیا تھا اور شہر کے اندر محصوز ہو کر انہوں نے شہر کے دفاع کو بڑی تیزی کے ساتھ مضبوط کرنا شروع کر دیا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد اور طریف بن مالک ان کے پیچھے پیچھے تعاقب کرتے ہوئے سرقسطہ پہنچ جائیں گے اور ان کا محاصرہ کر کے سرقسطہ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔

لیکن فرانسیسیوں اور ہسپانویوں کے سارے اندازے غلط ثابت ہوئے اس لئے کہ موسیٰ بن نصیر نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب نہیں کیا بلکہ انہیں بھاگ کر سرقسطہ شہر پہنچ جانے کا موقع فراہم کیا۔ خود وہ ارغون شہر پر قبضہ کرنے کے بعد صوبے کے دوسرے مختلف شہروں کی طرف پھیل گیا۔ موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے مختلف شہروں پر یلغار کرتے ہوئے ہسپانوی سورماؤں کی شجاعت کے سارے اسرار کھول دینے کا عزم کر لیا تھا۔ وہ مختلف شہروں پر کچھ اس طرح حملہ آور ہوئے جیسے ننگے سراب اُمڈ کر بلاتے ہیں اور ہسپانوی جنگجو ان کے سامنے سے اس طرح فرار حاصل کرتے رہے جیسے جسموں کی کٹھ پتلیاں ناچتی رہیں۔ مسلمان لشکری ہسپانیہ کی سرزمین میں ان کے لئے سفاک تقدیر ثابت ہوئے تھے اور مردہ لفظوں کی زنجیروں کی طرح انہوں نے ان کی رگوں کی طنابیں کھینچ کر رکھ دیں تھیں۔

ہر شہر، ہر قصبے، ہر بستی میں مسلمانوں کے یہ تینوں لشکر اس طرح نمودار ہوئے جیسے اندھیرے کی پاتال سے صبح کے بادبان نمودار ہوتے ہیں۔ جس طرح دیمک اپنے سامنے آنے والی ہر شے کو چاٹ جاتی ہے۔ ایسے ہی مسلمانوں کے سامنے بھی صوبے ارغون میں کوئی چیز جم نہ سکی۔ لوگ اپنے سرداروں پر، اپنے سالاروں اور اپنے روساء کی

Marfat.com

اندھی تقلید کرتے ہوئے صوبے ارغون کے مرکزی شہر سرقسطہ کی طرف بھاگنے لگے تا کہ وہاں زیادہ سے زیادہ قوت جمع کر کے بہتر حالت میں مسلمانوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔

موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد اور طریف بن مالک صوبے ارغون کے تین مختلف حصوں میں پھیل گئے تھے اور اپنے سامنے آنے والے ہر شہر کو فتح کرنا شروع کر دیا تھا اور جس طرح چنگھاڑتی برہنہ بجلیاں مشیت کی سزا بن کر نمودار ہوتی ہیں، ایسے وہ بھی سارے صوبے میں پھیل گئے اور ہر طرف اپنی فتح مندی کے علم بلند کرتے چلے گئے تھے۔ آخر یہ تینوں لشکر سنسناتی ہواؤں کے تیر کی طرح پیش قدمی کرتے دشمن کی تند نفرت کے بادوباراں جیسی یلغار اور دفاع کی ہر کاوش کو ناکام بناتے ہوئے یہ تینوں لشکر مختلف سمتوں سے پورے صوبے کو فتح کرنے کے بعد صوبے کے مرکزی شہر سرقسطہ کے سامنے آ جمع ہوئے تھے۔

اسلامی لشکر نے سرقسطہ شہر کے مشرقی حصے میں اپنا پڑاؤ کر لیا تھا اور پھر سرقسطہ پر حملہ آور ہونے کے لئے موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کو اپنے خیمے میں طلب کیا تا کہ ان سے ضروری صلاح مشورہ کیا جا سکے۔ جب طارق بن زیاد اور طریف بن مالک ایک ساتھ موسیٰ بن نصیر کے کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ اس خیمے میں پہلے ہی موسیٰ بن نصیر اور ان کا بیٹا عبدالعزیز بیٹھے ہوئے تھے۔ موسیٰ بن نصیر نے ہاتھ کے اشارے سے ان دونوں کو اپنے پہلو میں خالی نشستوں میں بیٹھنے کو کہا جب وہ دونوں بیٹھ گئے تب موسیٰ بن نصیر نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''سنو میرے ساتھیو، میرے رفیقو! تم جانتے ہو کہ اس وقت سرقسطہ شہر کے اندر ارغون شہر کے باہر ہمارے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد صرف ہسپانوی اور فرانسیسی لشکر ہی پناہ نہیں لیے ہوئے بلکہ پورصوبے کے وہ چھوٹے لشکر جو ہمارے ہاتھوں شکست اٹھا رہے ہیں وہ بھی اس سرقسطہ شہر میں آ کر پناہ گزین ہو گئے ہیں تا کہ فرانسیسیوں کے ساتھ مل کر ہسپانیہ کی عسکری قوت میں اضافہ کریں اور مسلمانوں کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کر سکیں لہٰذا اس سرقسطہ شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑی سوچ بچار سے کام لینا ہو گا اور بڑے طریقے اور بڑے ڈھنگ کے ساتھ اس شہر کو مغلوب کرنے کی کوئی تدبیر سوچنی ہو گی اور میں نے تم دونوں کو اس لئے اپنے خیمے میں طلب کیا ہے تا کہ تینوں سر جوڑ کر بیٹھیں اور سوچیں کہ اس شہر پر کیسے اور کس طرح حملہ آور ہونا چاہیے۔''

موسیٰ بن نصیر کی اس گفتگو کے جواب میں خیمہ میں تھوڑی دیر تک خاموشی طاری رہی پھر طارق بن زیاد نے بولتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

Marfat.com

''یا امیر! میرے ذہن میں ایک ایسی ترکیب ہے جو قابل عمل بھی ہے اور اس تجویز کو عملی صورت پہنا کر ہم اس سرقسطہ شہر پر بہت جلد قابض ہونے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔''

طارق بن زیاد کی گفتگو پر موسیٰ بن نصیر کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھی تھیں۔ پھر اس نے بڑی شفقت اور نرمی سے طارق بن زیاد کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

''اے ابن زیاد، میرے عزیز! کہو تمہارے ذہن میں سرقسطہ کو فتح کرنے کے لئے کیا تجویز ہے۔ اگر یہ معقول ہوئی تو ضرور اس پر عمل کر کے سرقسطہ شہر پر اسی تجویز کے مطابق قبضہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔''

اس کے جواب میں طارق بن زیاد کہنے لگا۔ ''اے امیر! میری تجویز یہ ہے کہ آپ اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ یہیں رہیں جہاں پر ہم نے اس وقت پڑاؤ کر رکھا ہے اور اپنے لشکر کے سامنے فصیل سے تھوڑا قریب ہو کر رات کے وقت دمدمے بنالیں۔ ان دمدموں کی اوٹ میں رہ کر ہمارے لشکری فصیل کے محافظوں پر تیر اندازی کر سکتے ہیں اور اے امیر! میں اور طریف بن مالک اپنے اپنے لشکر کے حصوں کے ساتھ شہر کے مغرب کی جانب چلے جائیں گے اور یہ سب کچھ رات کی تاریکی میں ہوگا۔ ہم بھی وہاں جا کر شہر کی فصیل کے قریب اور اپنے لشکر کے سامنے زمین کھود کر اونچے اونچے دمدمے بنالیں گے اور ان ہی مدموں کے پیچھے ہمارے لشکری بیٹھ کر فصیل کے محافظوں پر تیر اندازی کریں گے۔ یہ سب ہو چکنے کے بعد اے امیر ہمارے کام کی ابتدا کچھ اس طرح ہوگی۔

جہاں تک میرا اور طریف بن مالک کا تعلق ہے تو طریف بن مالک اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ان دمدموں کی اوٹ میں بیٹھ جائے گا اور فصیل پر پہرہ دینے والوں پر تیر اندازی کرے گا اور اس کی تیر اندازی کی آڑ میں، میں فصیل پر چڑھ کر اس کے ایک حصے پر قبضہ کرنے کی کوشش کروں گا اور یہ کام میں خود اپنے لشکر کے ایک حصے کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں۔ اسی وقت آپ بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ شہر کے مشرقی جانب حملہ کر دیں۔ اس طرح دشمن دو مختلف حصوں میں بٹ کر ہمارے مقابل آئے گا اس سے ایک طرف تو دشمن کی قوت بٹ جائے گی اور دوسری طرف ہمیں فصیل پر چڑھنے کے بہتر مواقع مل جائیں گے۔

جس وقت طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ فصیل کے محافظوں پر تیر اندازی کرائے گا تو اس تیر اندازی کی آڑ میں جب میں اپنے لشکر کے ساتھ فصیل پر چڑھوں گا تو

Marfat.com

میں فصیل کا ایک حصہ دشمن سے خالی کروانے کے بعد وہاں اپنے پاؤں جمانے کی کوشش کروں گا اور جب میں ایسا کر چکوں گا تو طریف بن مالک کو اشارہ دوں گا جو اس بات کی دلیل ہو گی کہ فصیل پر ہماری قوت مستحکم ہو گئی ہے لہٰذا وہ بھی میرے پیچھے پیچھے فصیل پر چڑھ سکتا ہے۔ یہ اشارہ پا کر طریف بن مالک بھی فصیل پر چڑھ آئے گا اس طرح ہم دونوں بھائی مل کر فصیل کے محافظوں کو مغلوب کر دیں گے اور ان سے لڑتے ہوئے ہم شہر پناہ کا دروازہ کھول دیں گے جس کے بعد آپ بھی اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو سکیں گے اور یوں فرانسیسیوں اور ہسپانویوں کو ہمارے سامنے ہتھیار ڈالنے کے علاوہ کوئی اور صورت دکھائی نہ دے گی۔

اور اے امیر میں یہاں اور بھی گزارش کروں کہ جس وقت میں فصیل پر اپنے پاؤں جما چکوں گا تو طریف بن مالک کو بھی فصیل پر آنے کا اشارہ دوں گا۔ فصیل پر چڑھنے سے پہلے طریف بن مالک شہر پناہ کا مغربی دروازہ باہر سے بند کر دے گا تا کہ دشمن کو وہاں سے نکل کر بھاگنے کا موقع نہ ملے۔ اس طرح اے امیر مجھے امید ہے کہ ہم بڑی کامیابی کے ساتھ سرقسطہ شہر پر قبضہ کر لیں گے اور فرانسیسیوں اور ہسپانویوں کے متحد لشکر کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیں گے۔"

طارق بن زیاد کی یہ تجویز سن کر موسیٰ بن نصیر، طریف بن مالک اور عبدالعزیز تینوں کے چہروں پر بشاشت اور اطمینان کی لہریں پھیل گئی تھیں۔ پھر موسیٰ بن نصیر بولا اور کہنے لگا۔

"اے ابن زیاد میرے عزیز! تمہاری تجویز ایک بہترین اور مکمل تجویز ہے۔ جس پر بڑی آسانی کے ساتھ عمل کیا جا سکتا ہے اور مجھے امید ہے کہ اس تجویز پر عمل کر کے ہم سرقسطہ شہر پر قبضہ کر سکتے ہیں لہٰذا اب ہمارے درمیان یہ طے شدہ ہے کہ جوں ہی سورج غروب ہوتا ہے اور تاریکیاں پھیلتی ہیں، میں اپنے لشکر کے ساتھ تھوڑا فصیل کے قریب جا کر دمدمے کھدوانا شروع کر دوں گا اور لشکر کے ایک حصے کو دمدموں کے آگے بٹھا دوں گا اور یہ لوگ اپنے سامنے اپنی ڈھالیں رکھ لیں گے تا کہ اگر اس موقع پر شہر کی فصیل کے اوپر سے تیر اندازی کی جائے تو جو سپاہی دمدمے بنا رہے ہوں۔ وہ اس تیر اندازی سے زخمی نہ ہوں اس طرح میں بڑی آسانی کے ساتھ رات ہی رات کو دمدمے تیار کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا جب کہ تم اور طریف بن مالک بھی شہر کے غربی حصے کی طرف جا کر ایسا ہی کرنا۔"

Marfat.com

موسیٰ بن نصیر کی یہ بات سن کر اس بار طریف بن مالک نے بولتے ہوئے کہا۔ "اے امیر! اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی اس معاملہ میں کچھ بولوں۔"

اس پر موسیٰ بن نصیر نے مسکراتے ہوئے کہا "تم دونوں کو میں نے اسی لئے تو بلوایا ہے۔ اس سلسلے میں تمہیں مجھ سے اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

جواب میں طریف بن مالک مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ "یا امیر! میری تجویز یہ ہے کہ جب میں اور طارق بن زیاد دوسری طرف جائیں گے اور رات کی تاریکی میں ہم دمدمے کھود کر تیار ہو جائیں گے تو رات کے پچھلے حصے میں ہی ہمیں شہر پر حملہ آور ہونا چاہیے۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ سورج طلوع ہونے تک ہم شہر پر اپنی گرفت مضبوط کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صبح تک شہر ہمارے سامنے سرنگوں ہو جائے۔"

طریف بن مالک جب خاموش ہوا تو طارق بن زیاد مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ "یا امیر! میں طریف بن مالک کی تجویز پر اتفاق کرتا ہوں۔ رات ہی رات کو دمدمے بنانے کے بعد رات کے پچھلے حصے میں ہمیں شہر پر حملہ آور ہو جانا چاہیے۔ اس طرح رات کے آخر میں حملہ آور ہو کر ہم اپنے لئے بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔"

جواب میں موسیٰ بن نصیر کہنے لگا۔ "میں تم دونوں بھائیوں کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ اب یہ طے شدہ ہے کہ آنے والی رات ہی کی تاریکی میں ہم نے دمدمے تیار کرنے ہیں اور رات کے پچھلے حصے میں ہم نے سرقسطہ شہر پر حملہ آور بھی ہونا ہے۔ اب آؤ اپنے لشکر کے پڑاؤ کے اندر چلیں۔ وہاں لشکر کے کھانے کا انتظام کرائیں اور ان کے ساتھ ہی بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ موسیٰ بن نصیر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ طارق بن زیاد، طریف بن مالک اور عبدالعزیز بھی اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ چاروں اس خیمے سے نکل گئے تھے۔

❖

سورج جب شام کے اندھے کنویں میں اتر گیا اور شام کے زرپاش جلوے مشکلوں کی داستانوں اور فضائے خوابناک میں ڈھل گئے اور زندگی کی تمام رونقیں اور زرفشاں کرنیں رات کے بےنور سناٹوں میں کھو گئیں تب طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ حرکت میں آئے اور شہر کے مغربی حصے کی طرف منتقل ہو گئے تھے اور شہر کی فصیل کے قریب جا کر انہوں نے اونچے اونچے دمدمے کھود کر اپنی کارروائی مکمل کر لی تھی جب کہ شہر کے مشرقی حصے میں موسیٰ بن نصیر بھی اپنے لشکر کے ساتھ دمدمے

Marfat.com

بنا کر اپنے کام کی تکمیل کر چکا تھا۔
رات کے پچھلے پہر جب کہ کوہستانوں کے ویران دامنوں میں چپ کا عالم تھا ہونکتی فضا کا ہر ذرہ خاموش تھا، آسمان پر بھورے بھورے بادل اور ان پر ہلکی ہلکی تیرتی ہوئی ستاروں کی روشنی کچھ ایسا سماں باندھ رہی تھی جیسے کسی خانقاہ میں اداس چاندنی رو پڑی ہو۔ رات کے وقت سرقسطہ شہر کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی فصیل کچھ ایسی افسردہ و ایران دکھائی دے رہی تھی جس طرح ڈوبتے سورج کے وقت قید خانے کا کوئی تنہا قیدی رو پڑتا ہے یا سرد افسردہ اندھیری رات میں جیسے طاعون سے اجڑی ہوئی راہیں بے بسی کا سماں پیش کرتی ہیں۔ تاریکی میں ڈوبی نیلی فضائیں ایسا منظر پیش کر رہی تھیں جیسے گردوں زمین پر جھک کر سوال کر رہا ہو کہ تیرے سینے پر کون کون سے نئے انقلاب رونما ہونے والے ہیں۔ اس وقت اوس بڑی تیزی سے پڑ رہی تھی اور بھیگی فصیل پر مشعلوں کی روشنی سلگ رہی تھی۔
رات کے اس پچھلے پہر میں چاروں طرف ایک گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ کبھی کبھی کوئی آواز فضاؤں کے اندر یوں ابھر جاتی تھی جیسے کوئی شیر خوار بچہ اچانک اپنی ماں کی گود میں رو پڑا ہو۔ اسلامی لشکر کے پرخلوص مجاہد رات کے اس وقت حملہ آور ہونے کے لئے کچھ اس طرح بے چین تھے جس طرح اذان سے قبل کوئی روزہ دار گردوں کے تغیر کو بڑے غور و انہاک س دیکھتا ہے۔ یا کسی کے وعدے محبوب پر، کان آہٹ پر لگے رہتے ہیں۔ فضاؤں کے اندر اور فصیل کے اوپر کچھ اسی قسم کا سماں اور کیفیت طارق ہو گئی تھی جس طرح پردیس میں وطن کی محبت کسی حساس مسافر کو پریشان کر دیتی ہے۔ ایسے میں طارق بن زیاد نے طریف بن مالک کے ساتھ صلاح مشورہ کنے کے بعد اچانک شہر کی فصیل پر پہرہ دینے والے محافظوں پر زوردار تیر اندازی شروع کر دی تھی اور طریف بن مالک اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے تیروں کی برستی اس بارش کی آڑ میں طارق بن زیاد اپنے لشکر کی رہنمائی کرتے ہوئے اور اپنی ڈھال اپنے سامنے رکھ کر دشمن کے تیروں سے اپنے آپ کو محفوظ کرتے ہوئے بڑی تیزی سے شہر کی فصیل کی طرف بڑھا تھا۔
دوسری طرف اسی وقت شہر کے شرقی حصے پر موسیٰ بن نصیر نے بھی حملہ کر دیا تھا۔ یوں سرقسطہ شہر پر اس دوطرفہ حملے نے شہر کی فصیل کے اوپر پہرہ دینے والے محافظوں کے اندر ایک انقلاب، ایک طوفان اور ایک کہرام برپا کر کے رکھ دیا تھا۔
اچانک حملے سے رات کی تاریکی میں کسی کو کچھ پتہ نہ چل رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے۔ تیزی سے گرتی شبنم کے باعث شہر کی فصیل کے اوپر جلتی مشعلوں کی

Marfat.com

روشنی بے حد مدہم اور ماند پڑ گئی تھی۔ ایسے میں جب طریف بن مالک اور اس کے لشکریوں کی طرف سے شہر کی فصیل پر موسلا دھار بارش کی طرح تیز تیر اندازی کی گئی تو فصیل کے محافظ کھلی جگہوں سے ہٹ کر برجوں کے اندر دبک گئے تھے تاکہ وہ مسلمانوں کی تیر اندازی سے محفوظ رہ سکیں۔

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے طارق بن زیاد نے زندگی اور موت کا کھیل کھیلتے ہوئے رسیوں کی سیڑھیاں سرقسطہ شہر کی فصیل پر پھینک دیں اور ان سیڑھیوں کے ذریعے طارق بن زیاد اپنے حصے کے لشکریوں کے ساتھ بڑی تیزی سے فصیل پر چڑھنے لگا تھا۔

طریف بن مالک کی طرف سے تیز تیر اندازی کے باعث چونکہ فصیل کے محافظ برجوں کے اندر دبک گئے تھے لہٰذا طارق بن زیاد کو موقع مل گیا تھا وہ رسیوں کی ان سیڑھیوں کے ذریعے اپنے حصے کے لشکر کو لے کر فصیل پر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ شہر کے محافظوں نے جب یہ دیکھا کہ مغرب کی سمت سے دشمن شہر کی فصیل پر چڑھ آیا ہے تو وہ چونکے انہوں نے فصیل کے اوپر جنگ کے طبل اور نقارے بجانے شروع کر دیئے جو خطرے کی علامت سمجھے جاتے تھے۔ ان آوازوں پر ان برجوں کے اندر چھپے ہوئے سارے محافظ نکل کر طارق بن زیاد کے لشکریوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

لیکن اب وقت گزر چکا تھا۔ طارق بن زیاد اور اس کے لشکریوں کو اب فصیل سے اترنے پر مجبور کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ آسمان سے گرتے شبنم کے آب دار موتیوں میں طارق بن زیاد اپنے ساتھیوں کے ساتھ پتھر اور چٹانوں کی طرح مصمم اور مستحکم ہو کر نہ صرف یہ کہ وہ وہاں پر جم گیا تھا بلکہ لو کے گرم تند جھونکوں اور طلسم کے اشارات کی طرح اس نے شہر کی فصیل کے اوپر آگ اور تلوار کا ایک طوفان بھی کھڑا کر کے رکھ دیا تھا۔

اس سحر آشنا میں طارق بن زیاد اپنے لشکریوں کے ساتھ فصیل کے اوپر کچھ اس طرح چھانے لگا تھا جس طرح رات بھر کی جاگی ہوئی آنکھوں میں نیند اترتی ہے اور وہ اپنے سامنے آنے والے سرقسطہ شہر کے محافظوں کو سیاہ بھیڑیوں کے گلے کی طرح ہانکنے لگا تھا۔ اپنی آتش مزاجی پر مبنی تیز حملوں سے دشمن کے ساتھ بخت و اتفاقات کا کھیل کھیلتے ہوئے طارق بن زیاد اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشمن کے اندر پانی کی نمی، آگ کی چمک و تپش، ہوا کے لمس اور سورج کی گرمی کی طرح گھسنے اور حلول کرنے لگا تھا۔

اب طارق بن زیاد نے سرقسطہ شہر کی فصیل کے ایک حصے پر مکمل قبضہ کرنے کے بعد اپنے لئے ایک مستحکم صورتحال پیدا کر لی تھی۔ اسی لمحہ طارق بن زیاد نے جلتے ہوئے پردوں کا

Marfat.com

ایک تیر مغرب کی طرف چلا دیا جو طریف بن مالک کے لئے ایک اشارہ تھا کہ وہ بھی شہر پر حملہ آور ہو جائے۔ اس تیر کا چلنا تھا کہ طریف بن مالک نے اپنے ساتھیوں کو تیار کیا اور کھولتی آوازوں میں وہ تکبیریں بلند کرتا ہوا اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہر کی طرف بھاگا اور رسیوں کی وہ سیڑھیاں جو پہلے سے طارق بن زیاد نے شہر کی فصیل پر ڈال رکھی تھیں ان کے ذریعے طریف بن مالک بھی اپنے لشکریوں کے ساتھ بڑی تیزی سے شہر پناہ پر چڑھنے لگا تھا۔

راتوں کا رازدار چاند خاموش تھا۔ زمین سہمی سہمی اور چپ تھی۔ سرقسطہ شہر کے دل گرفتہ و آزردہ مٹی کے دیئے ملول تھے۔ اپنے لشکریوں کے ساتھ فصیل پر چڑھنے کے بعد طریف بن مالک نے ایک دوسرا بھی قدم اٹھایا۔ طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ فصیل کے بائیں حصے کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہا تھا جب کہ طریف بن مالک نے دائیں طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ اس طرح طارق بن زیاد اور طریف بن مالک بڑی تیزی کے ساتھ فصیل کے اوپر مخالف سمتوں کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ فصیل کے اوپر مسلمان مجاہد شجاعت کے جوہر آبدار کی طرح مرگ و اندوہ کا انبار لگاتے ہوئے دشمن کے جھوٹے عماموں پر سچائی کے پرچم نصب کرنے لگے تھے۔ سرقسطہ شہر میں ماتم اور چاک دامانی کا سماں برپا ہو گیا تھا۔

سرقسطہ شہر کے لوگوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ مسلمانوں نے نہ صرف یہ کہ شہر پر حملہ کر دیا ہے بلکہ ان کے لشکر کا ایک حصہ فصیل پر بھی چڑھنے میں کامیاب ہو گیا ہے تو یہ خبریں سن کر سرقسطہ شہر کے لوگوں کی حالت صبح کاذب کے وقت ستارے کے قتل، قفس کی سی اداسی، زندان کی سی تاریکی اور اشاراتی گفتگو کی بے بسی جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ شہر کے کلیساؤں میں گھنٹیاں بجنے لگی تھیں اور شہر کے لوگ شور کرتے اور چیختے چلاتے ہوئے دعائیں مانگنے کے لئے شہر کے گرجا گھروں کی طرف بھاگنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد شہر کی فصیل کی حالت سورج کی سرخ لاش جیسی ہو گئی تھی۔ فصیل کے اوپر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کا مقابلہ کرتے ہوئے شہر کے محافظوں کے چہرے فق اور بازو شل ہو گئے تھے اور تھوڑی دیر قبل جہاں ان کی حالت الفاظ کے طلسم اور نغموں کے جلترنگ جیسی ہو رہی تھی وہ اب جور و عقوبت اور پامال و پر آشوب کیفیت میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔

شہر کی فصیل پر کافی دیر تک جنگ کرنے کے بعد طارق بن زیاد اور طریف بن مالک

Marfat.com

نے شہر کے محافظوں کا مکمل طور پر صفایا کر کے رکھ دیا اور انہوں نے شہر کی فصیل پر قبضہ کر لیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ فصیل کے اوپر ہی رہ کر اپنے لشکروں کی تنظیم درست کرتے رہے۔ اس کے بعد وہ فصیل سے نیچے اترے اور شہر کے محافظ لشکر پر انہوں نے طوفان کی طرح حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔ دونوں سالار اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ پہلو بہ پہلو جنگ کرتے ہوئے بڑی تیزی کے ساتھ شہر کے شرقی دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے اور آناً فاناً شہر کے محافظوں کا خاتمہ کرنے کے بعد انہوں نے شہر پناہ کا شرقی دروازہ کھول دیا تھا۔ شہر پناہ کے شرقی دروازے کا کھلنا تھا کہ موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے ساتھ بے روک آندھی اور بند توڑ دینے والے سیلاب کی طرح شہر میں داخل ہوا۔ یوں لشکر کے تینوں حصوں نے متحد ہو کر پوری قوت اور طاقت کے ساتھ کچھ ایسے انداز میں سرقسطہ شہر کے محافظ لشکر پر حملہ کیا تھا کہ وہ دشمن کو اپنے سامنے بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کی طرح بھگانے لگے تھے۔

جب سرقسطہ شہر کے اندر جنگ اپنے آخری لمحوں پر تھی اور موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے شہر کے محافظ لشکر کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد اپنے آگے آگے بھاگتے ہوئے شہر کے لشکروں کو گلی کوچوں میں قتل کرنا شروع کر دیا تھا اس وقت سورج مشرق کی طرف سے طلوع ہوا تھا۔ رات کی تاریکی میں چمکتے ستارے اب ڈوبنے لگے تھے۔ پرندے اپنے اپنے آشیانوں سے اٹھ کر اپنی روزی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تھے۔ مویشی مرغزاروں سے جاگ اٹھے تھے۔ آسمان پر ابابیلیں اڑنے لگی تھیں۔ مسلمانوں کی فتح کے بعد سرقسطہ شہر کی حالت کور چشم گورکن کی بے بسی برے مقدرات اور کریہہ چیخوں کے کہرام جیسی ہو گئی تھی اور ہر ذی روح شے کے کان مسلم مجاہدوں کی آہٹ پر لگ گئے تھے۔ جلد ہی موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد اور طریف بن مالک سرقسطہ شہر پر اپنا غلبہ اور اپنا قبضہ مکمل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

سرقسطہ شہر کی فتح کی تکمیل کے بعد یہاں افریقہ کے کچھ مسلمانوں کو آباد کیا گیا۔ شہر میں لوٹ مار کرنے کی مکمل ممانعت کر دی گئی تھی اور سرقسطہ شہر کے نصرانیوں کو بے خطر شہر میں چلنے پھرنے کی اجازت دے دی گئی تھی جب تک لشکر نے اس شہر کے اندر پڑاؤ کیے رکھا یہاں عام مسلمانوں نے شہر والوں میں شادیاں بھی کر لی تھیں اور جب موسیٰ بن نصیر نے اپنے لشکر کے ساتھ سرقسطہ سے کوچ کرنا چاہا تو اس نے اپنے لشکر میں سے ایک شخص خش بن عبداللہ کو یہاں کا گورنر مقرر کیا۔ اس نے شہر کے اندر ایک عالی شان مسجد بھی تعمیر کروائی۔ اس کے بعد موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنے لشکر کے

Marfat.com

ساتھ سرقسطہ شہر سے کوچ کر گئے تھے۔

سرقسطہ سے نکلنے کے بعد آس پاس کے چھوٹے بڑے شہروں اور قصبوں کی طرف اسلامی لشکر کے مختلف دستے روانہ کیے گئے اور ان دستوں نے شہر کے دور اور نزدیک سب قصبے اور چھوٹے شہروں اور بستیوں کو اپنا زیر اور مغلوب کر لیا۔ سرقسطہ شہر کے اطراف کو اپنے سامنے مفتوح کرنے کے لئے موسیٰ بن نصیر کو کوئی زیادہ دوڑ دھوپ کرنا نہیں پڑی اس لئے کہ یہ کام طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے خود ہی بڑی آسانی سے انجام دے دیا تھا۔ اکثر مقامات پر شہر کے باشندے خود دوڑ کر پہلے ہی پہنچ جاتے اور امان طلب کر کے واپس چلے جاتے۔ ایسے لوگوں کو ان کے شہروں اور قصبوں میں پہلے ہی کی طرح امن سکون کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی جاتی تھی۔

سرقسطہ اور اس کے نواح میں دور دور سارے علاقوں کو فتح کرنے کے بعد اسلامی لشکر نے قشتلونہ شہر کا رخ کیا۔ اسے فتح کرنے کے بعد بلنسیہ کو اپنے سامنے زیر اور مفتوح کیا گیا اور ان شہروں کی تسخیر کرنے کے بعد شمال مشرقی اندلس کا بیشتر حصہ مسلمانوں کے سامنے فتح ہو گیا تھا اور اس سارے علاقوں کا مرکزی شہر سرقسطہ کو ہی قرار دے دیا گیا تھا۔

❖

ان بڑی بڑی مہموں سے فارغ ہونے کے بعد اسلامی لشکر نے ہسپانیہ کی بڑی اور قدیم بندرگاہ برشلونہ کا رخ کیا۔ اس شہر کے اندر جو نصرانیوں کا لشکر تھا اس نے مسلمانوں کا مقابلہ کرنا چاہا وہ شہر کے اندر محصور ہو گئے لیکن وہ زیادہ دیر تک اسلامی لشکر کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اس لئے کہ مسلمانوں نے شہر کا گھیراؤ کر لیا تھا۔ جلد ہی فصیل کا ایک حصہ انہوں نے توڑ دیا اور شہر کے اندر داخل ہو گئے۔ قبل اس کے کہ مسلمان شہر کے محافظ لشکر کا قتل عام شروع کر دیتے شہر کے سرکردہ لوگ موسیٰ بن نصیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے امان طلب کی۔ پس موسیٰ نے انہیں امان دے دی۔ شہر پر اس نے اپنا حاکم مقرر کیا اور شہر والوں کو پہلے کی سی آزادی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ برشلونہ کے بعد کرنہ اور اس کے بعد جریدہ شہر کو بھی اسلامی اقتدار میں داخل کیا گیا۔ ان شہروں میں بھی کچھ مسلمانوں کو آباد کیا گیا تھا اور ان شہروں کو سرقسطہ کے والی خشن بن عبداللہ کے ماتحت کر دیا گیا تھا۔

ان شہروں کی فتوحات کے بعد اسلامی لشکر کی ازسر نو تنظیم کی گئی لشکر کو سب سے پہلے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک حصہ موسیٰ بن نصیر نے اپنی کمان داری میں رکھا جب کہ

Marfat.com

دوسرے حصہ کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک حصے کا کمان دار طارق بن زیاد کو اور دوسرا حصہ طریف بن مالک کی کمان داری میں دیا گیا تھا۔ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنے متحدہ لشکر کو لے کر ہسپانیہ کے شمال مغربی حصے کی طرف بڑھے تھے اور اپنی فتوحات کا سلسلہ بڑھاتے ہوئے وہ خلیج بسکے کی طرف پھیل گئے تھے۔

موسیٰ بن نصیر نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جنوبی فرانس کا رخ کیا۔ سب سے پہلے اس نے جنوبی فرانس کے شہر اربونہ کو فتح کیا اور اس پر تسلط مکمل کرنے کے بعد اس نے اس شہر کو اپنا مستقر قرار دیتے ہوئے یہاں اپنا فوجی اڈہ بنایا۔ اس شہر کے اندر اس نے اپنے لشکر کے ایک حصے کے علاوہ رسد اور اسلحے کے ذخائر بھی رکھے تاکہ بوقت ضرورت اربونہ شہر سے اپنے علاوہ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کو بھی رسد اور کمک فراہم کی جا سکے۔

اربونہ شہر کو فتح کرنے اور اسے اپنا عسکری مرکز بنانے کے بعد موسیٰ بن نصیر نے جنوب مشرقی فرانس کے اندر پیش قدمی کی۔ یہاں اس نے سب سے پہلے فرانس کے شہر حصن لوزون کو فتح کیا پھر ایبیون کا رخ کیا۔ اس شہر کو بھی اس نے بڑی آسانی سے فتح کر لیا۔ اس کے بعد جنوب مشرقی فرانس میں دور تک پیش قدمی کرتا چلا گیا تھا اور اپنے سامنے آنے والی ہر قوت کو وہ زیر اور مغلوب کرتا چلا جا رہا تھا۔

❖

سرقسطہ شہر جب مسلمانوں کے سامنے زیر ہوا تو یہاں کے دو سردار بھاگ کر فرانس میں داخل ہو گئے۔ فرانس ان دنوں چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا اور ان سب میں سے زیادہ اور طاقتور حکمران پلیپن آف ہیوشل تھا۔ سرقسطہ سے بھاگنے والے ان دونوں نصرانی سرداروں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ وہ فرانس میں پلیپن آف ہیوشل کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اسے اس بات پر آمادہ کریں گے کہ وہ فرانس سے ایک جرار لشکر تیار کرے تاکہ اس لشکر کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کیا جائے اور انہیں ہسپانیہ کی سرزمین سے نکال باہر کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے یہ دونوں سردار پلیپن کے مرکزی شہر پہنچے۔ پلیپن سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا گیا۔ پلیپن نے ان دونوں سرداروں کی غرض داشت کو منظور کیا اور انہیں اپنے پاس طلب کیا۔

جب سرقسطہ کے ان دونوں سرداروں کو فرانس کے حکمران پلیپن کے سامنے پیش کیا گیا تو پلیپن نے ان کی بڑی عزت اور حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان

Marfat.com

کے ساتھ مصافحہ کیا پھر انہیں اپنے دائیں جانب بیٹھنے کو جگہ دی جب وہ دونوں سردار وہاں بیٹھ گئے تب پلپین نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"سنو ہسپانیہ سے تعلق رکھنے والے میرے اجنبی مہمانو، مجھے میرے ایک محافظ نے یہ خبر دی ہے کہ تم دونوں ہسپانیہ کے شہر سرقسطہ کے نامور سرداروں میں سے ہو۔ کہو تم نے ہسپانیہ سے فرانس آنے کی زحمت کیسے کی اور کس سلسلے میں تم دونوں نے مجھ سے ملنے کی خواہش کی ہے۔"

پلپین کے اس حوصلہ افزا رویہ کو دیکھتے ہوئے ایک سردار بولا اور پلپین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے فرانس کے عظیم حکمران! شاید آپ کو یہ خبریں پہنچ چکی ہوں گی کہ مسلمان افریقہ سے نکل کر ہسپانیہ کی سرزمین پر بھی قابض ہو گئے ہیں۔ پہلے پہل ان کے دو جرنیل کہ نام جن کے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک ہیں اپنے ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ ہسپانیہ کے ساحل پر اترے انہوں نے اپنی کشتیاں جلا دیں اور ہسپانیہ کے لشکر کے ساتھ مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو گئے ہمارا بادشاہ راڈرک لاکھوں کا لشکر لے کر ان کے مقابلے میں گیا لیکن ان دونوں جرنیلوں نے اپنی مٹھی بھر لشکر کے ساتھ راڈرک کو شکست دی۔ اس کے بعد وہ ہسپانیہ کے ایک ایک شہر اور قصبے اور بستی پر چھانے لگے۔ اس کے بعد افریقہ میں مسلمانوں کا والی موسیٰ بن نصیر بھی مزید لشکر کے ساتھ ہسپانیہ میں داخل ہوا اور ان تینوں نے مل کر ہسپانیہ کو مکمل طور پر اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر دیا ہے۔ پچھلے دنوں مسلمان سرداروں نے ہسپانیہ کے شمالی صوبے ارغون کے مرکزی شہر سرقسطہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ ہم دونوں سرقسطہ کے رہنے والے ہیں اور آپ کے پاس فریاد لے کر آئے ہیں کہ آپ اپنے لشکر کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کریں اور انہیں ہسپانیہ سے بھاگ جانے پر مجبور کریں۔ ہسپانیہ میں اس وقت کوئی نصرانی طاقت ہی نہیں ہے جس کے پاس ہم فریاد لے کر جاتے۔ آپ چونکہ ہسپانیہ کے قریب ترین ہمسائے ہیں اس لئے آپ کے پاس فریاد لے کر آئے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف آپ سے مدد کی درخواست کرتے ہیں۔"

اس سردار کی گفتگو سن کر پلپین تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے شاید اپنے ذہن میں کوئی فیصلہ کیا اور ان دونوں سرداروں کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"تمہارے خیال میں کیا وجہ ہے جو ہسپانیہ کے تمہارے بادشاہ اور دیگر سالاروں کو

Marfat.com

مسلمانوں کے مٹھی بھر لشکر کے مقابلے میں شکست اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔"
پلپین کے اس سوال پر سرقسطہ کے وہ دونوں سردار تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتے رہے پھر اس بار دوسرے سردار نے بولتے ہوئے کہنا شروع کیا۔
"اے فرانس کے عظیم حکمران! ہسپانیہ کے اندر ہمارے حکمران فاسق و فاجر تھے جنہیں اپنے گناہوں پر اصرار تھا۔ وہ زہد و وراع بالائے طاق میں رکھ کر خداوند کے احکام کی پابندی سے گریز کرنے والے اور لہو ولعب سے محظوظ ہونے والے جاہ پرست حکمران تھے۔ میرے خام خیال کے مطابق وہ ہسپانیہ کی سرزمین میں رشتہ اتحاد کو توڑنے والے ابہام پرست اور متعصب و جنونی قسم کے لوگ تھے۔ لہٰذا جب مسلمان سنسنی خیزی کے ساتھ اپنی پوری قوت اور جسارت مجتمع کر کے ان پر حملہ آور ہوئے تو وہ ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔"
یہاں تک کہنے کے بعد وہ سردار تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر دوبارہ بولتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ "اے بادشاہ! میں نے مسلمانوں کے خلاف کئی جنگوں میں حصہ لیا ہے۔ ان مسلمانوں کے حملہ آور ہونے کا انداز بھی بڑا عجیب ہے۔ یہ اپنے سالاروں کے اشارہ پر والہانہ انداز میں موت کا تعاقب کرتے ہوئے اپنے آپ کو قربان کر دینے کا فن خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ اے بادشاہ! یہ مسلمان موت کی مشعلیں لئے ہسپانیہ میں داخل ہوئے اور اپنے سامنے آنے والے ہر لشکر کو انہوں نے پیس کر رکھ دیا۔ ہمارے جنس زدہ حکمران ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔ یاس و ناامیدی میں فرار کی راہیں تلاش کرتے ہوئے اپنے آپ کو بھی اور اپنے لشکریوں کو بھی موت کے گھاٹ اتارتے رہے۔
جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان مجاہد ہر شہر، ہر قریہ، ہر کھیت، ہر شاہراہ پر موت سے ہم آغوش کر دینے والے جذبہ لے کر ہسپانیہ کے محافظوں کا تعاقب کرتے رہے جب کہ ہسپانیہ کا بادشاہ اور دیگر صوبوں کے حکمران اپنے انتشار کی وجہ سے مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکے اور اے بادشاہ! میں نے یہ بھی دیکھا کہ ہمارے لشکروں کے مقابلہ میں مسلمان ایک جیسے خواب دیکھنے والوں کی طرح متحد اور ایک ہی انگوٹھی میں جڑے ہوئے نگینوں کی طرح باہم شیر و شکر تھے۔ وہ تعداد میں کم ہونے کے باوجود ہسپانیہ میں فتح اور نصرت کے گیت گاتے رہے۔ وہ مٹھی بھر ہونے کے باوجود اپنے سے بڑے بڑے لشکروں کے مقابلہ میں ہسپانیہ کے دروازوں پر دستک دیتے رہے۔ ہماری آنکھوں کے سامنے ہمارے مکانوں کی دہلیزوں پر وہ تہ بہ تہ اندھیروں، تلواروں کی جھنکار، ڈھالوں کی گونج اور گرد و غبار کے مرغولوں کی طرح فاتح عالم بن کر چھاتے رہے۔

Marfat.com

اے فرانس کے عظیم بادشاہ! ہسپانیہ میں افریقہ سے آنے والے ان مٹھی بھر مسلمانوں نے ہمارے امن، ہماری خوشحالی اور آزادی کو روند ڈالا۔ ہمارے خوابوں کی تعبیروں کی تلاش کو انہوں نے پاؤں تلے روندا، ہمارے اتحاد، ہمارے عزم کو پارہ پارہ اور ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا۔ ہسپانیہ کے امن کے پرندوں، اس کی آوازوں، اس کے جذبوں، اس کی آدرش، اس کے سپنوں کے گیتوں، اس کے معصوم آنگنوں، اس کی آزادی کے سورماؤں کو مسلم مجاہدوں نے دھول اور دھواں بنا کر اڑا دیا۔

اے فرانس کے بادشاہ! یہ مسلمان عملی طور پر ایک تلخ موضوع اور پریشان کن حقیقت بن کر ہماری زمینوں میں داخل ہوئے۔ لپکتے شعلوں اور ہولناک تباہی کی طرح یہ ہسپانیہ کے چاروں طرف پھیل گئے اور ہماری قدیم تہذیب اور پرانی ثقافت کے سارے رنگ انہوں نے مٹا کر رکھ دیئے ہیں۔ ہمارے دل کے سیاہ لوگ ان مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکے اور افریقہ کی طرف سے آنے والے یہ سیاہ فام لوگ سپین میں سفید اور زرد نسلوں کو پامال کرتے رہے۔ ان مسلمانوں نے ہسپانیہ کے اندر جگہ بہ جگہ مرگ وانبوہ کے تہار اور موت کی ظلمت، زنداں کی تاریکیاں اور عذابوں کا فشار کھڑا کر کے رکھ دیا ہے۔ اے بادشاہ میں آپ کو تنبیہہ کرتا ہوں، اگر مسلمان اسی طرح ہسپانیہ کے اندر جمع ہوتے رہے تو ایک دن ضرور آئے گا جب وہ ہسپانیہ کے بعد فرانس کا بھی رخ کریں گے اور وہ تمہارے خون کے پیاسے اور تمہاری زندگی کے دشمن تمہارے دین، تمہاری صلیب کے مخالف بن کر فرانس کے اندر داخل ہوں گے اور دور دور تک پھیلتے چلے جائیں گے اور جب ایسا ہوا تو اے بادشاہ! جس طرح ہسپانیہ کے لوگ مسلمانوں کے سامنے نہیں جم سکے اس طرح فرانسیسی بھی مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اسی طرح مسلمانوں کے قدم یورپ کے دوسرے ممالک تک بڑھتے چلے جائیں گے اور ایک وقت ایسا آئے گا جب یہ مسلمان پورے یورپ کو ہلا کر رکھ دیں گے اور کوئی انہیں روکنے والا نہ ہوگا۔

اے بادشاہ! اس صورتحال کے پیش نظر میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ میری آوازوں کی گونج کو سننے اور میری للکار کے شور پر دھیان دیجئے۔ کوئی ایسا لشکر فرانس کے اندر تیار کیجئے جو ہسپانیہ کے اندر مسلمانوں کا مقابلہ کر سکے اور انہیں مجبور کر دے کہ وہ ہسپانیہ سے نکل کر واپس افریقہ کی طرف چلے جائیں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہسپانیہ کے بعد فرانس کے بھی لوگوں کو مسلمانوں کا غلام بننے کے لئے تیار ہو جانا چاہیے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سرقسطہ کا وہ سردار خاموش ہو گیا تھا۔ اس ساری گفتگو کے بعد

Marfat.com

پلپین تھوڑی دیر تک سر جھکائے سوچتا رہا پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں ان دونوں سرداروں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

''اے ہسپانیہ کے عظیم سردارو! تم نے مجھے ایک بہت بڑے خطرے سے آگاہ کیا ہے اور اس کے لئے میں تم دونوں کا شکر گزار ہوں تم دونوں کی حیثیت میرے ہاں ایک معزز مہمان کی سی ہوگی میں آج ہی اپنے مناد اور قاصد فرانس کے مختلف حصوں کی طرف روانہ کروں گا اور فرانس کے سارے والیوں اور حکمرانوں سے کہوں گا کہ وہ ایک بڑا لشکر تیار کریں اور اس لشکر کی مدد سے ہم ہسپانیہ پر حملہ آور ہوں گے اور مسلمانوں کو وہاں سے نکال باہر کریں گے۔ اے سرقسطہ کے سردارو! شاید تمہارے لئے یہ بات نئی ہو کہ ہسپانیہ کے مسلمان فرانس میں بھی داخل ہوئے ہیں۔ جنوبی فرانس کے کچھ شہروں اور وسیع علاقوں پر انہوں نے قبضہ کرلیا ہے میں تمہاری آمد سے پہلے ہی یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ہمیں ایک جرار لشکر تیار کرنا ہوگا جس کی مدد سے ہم ان مسلمانوں کو نہ صرف فرانس بلکہ ہسپانیہ سے بھاگنے پر مجبور کردیں گے۔''

پلپین تھوڑی دیر تک رک کر سرقسطہ کے ان دونوں سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے پھر کہہ رہا تھا۔ ''سنو سرقسطہ کے سردارو ہسپانیہ میں اگر تمہاری تاریخ گنگ ہوگئی ہے اور تمہارے حکمران گمراہی سے گام ملا کر چلنے والے بن گئے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے فرانس کے لوگ بھی ان ہی کے نقش قدم پر چلیں گے اور مسلمان ہسپانیہ کے بعد فرانس کو بھی اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ سنو سرقسطہ کے سردارو! میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ فرانس کی سرزمین سے سچ کا سورج ضرور نکلے گا اور ہم صدیوں کے الفاظ کے معنی بدل دیں گے ہم ایک ایسا لشکر مسلمانوں کے خلاف تیار کریں گے جس کی مدد سے ہم راہوں کا آشوب ختم کریں گے۔ سحر کے تصور میں گم صم لوگوں کو اس بات پر آمادہ کریں گے کہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں خود کو ڈھونڈیں اور خود کو تلاش کر لینے میں کامیاب ہوں۔ ہم جب ان کے مقابلے میں اپنے لشکر کے ساتھ نکلیں گے تو ان کی حالت آگ پر رکھی اس برف کی طرح کر دیں گے جو آہستہ آہستہ گھل گھل کر ختم ہونے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ ہم مسلمانوں کو آتے جاتے لمحوں کی طرح ہلکا اور کم قیمت بنا کر رکھ دیں گے۔

سنو سرقسطہ کے سردارو! ہم فرانس سے نکل کر جب مسلمانوں کے مقابلے میں آئیں گے تو ہسپانیہ کی سرزمین کو ایک بار پھر ہم پتھر سے ہیرا اس کے ذرے ذرے کو سورج اور قطرے قطرے کو بحر بنا دیں گے۔ ہم ہسپانیہ کے خون کے دھبے دھوئیں گے اور مسلمانوں کو

Marfat.com

دھلے ہوئے کپڑے کی طرح نچوڑیں گے۔ انہیں زخم زخم کریں گے اور ان کے خمیر کو بزدلی اور خوف سے بھر دیں گے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں فرانسیسی لشکر کے سامنے مسلمانوں کی حالت کچھ ایسی ہو گی جس طرح سنگ دل سیاہ رات میں گیلی لکڑی سلگتے سلگتے ختم ہو جاتی ہے یا موت کے سناٹوں میں اندھیروں کا پہرہ لگ جاتا ہے۔

اے ہسپانیہ کے دونوں سردارو! مطمئن رہو، بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے جب میں ایک جرار اور بہت بڑا لشکر فرانس سے ان مسلمانوں کے خلاف تیار کروں گا۔ سب سے پہلے انہیں اپنی سرزمین سے باہر نکالوں گا پھر انہیں ہسپانیہ خالی کرنے پر مجبور کر دوں گا۔ جب تک میں مسلمانوں کے خلاف لشکر تیار نہیں کر لیتا اس وقت تک تم دونوں سردار میرے ہاں ہی قیام کرو گے اور ہمارے ہاں تم دونوں کی حیثیت معزز مہمانوں کی سی ہو گی اور جب میں یہ لشکر تیار کر چکوں گا تو تم دونوں میرے لشکر میں شامل ہو گے تاکہ تم دونوں فرانسیسیوں کے سامنے مسلمانوں کی بے بسی کا نظارہ اپنی آنکھوں سے کر سکو۔ اب تمہیں میرا حاجب اپنے ساتھ لے جائے گا اور تم دونوں کی بہترین رہائش گاہ اور خوراک کا بندوبست کرے گا۔"

اس کے ساتھ ہی پلپین کا اشارہ پا کر اس کا حاجب سرقسطہ کے ان سرداروں کو اپنے ساتھ لے گیا جب کہ پلپین بھی اس کمرے سے اٹھ کر باہر نکل گیا تھا۔

❋ ...... ❋

Marfat.com

چاروں طرف مہیب سیاہیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ ایسے میں قادس شہر سے باہر کلیسا کے اندر ایک کمرے میں کچھ پادری جمع ہوئے تھے پھر انہیں ایک پادری مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے ساتھیو! میں نے کچھ عرصہ پہلے بھی تم لوگوں سے اس موضوع پر بات کی تھی کہ اقلیما اور ایلسا مسلمان ماہی گیروں کی بستی کی طرف کیوں جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں جب میں نے ستیوس سے استفسار کیا تو اس نے مجھے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اقلیما اور ایلسا ماہی گیروں کی بستی میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے جاتی ہیں۔ لیکن میں ستیوس کے اس جواب سے مطمئن نہیں ہوا تھا لہٰذا میں سائے کی طرف اقلیما، ایلسا، الیانا اور ستیوس کے پیچھے لگ گیا تھا اور اے میرے ساتھیو! آج میں نے وہ حقیقت، وہ راز جان لیا ہے کہ یہ چاروں مسلمان ماہی گیروں کی بستی کی طرف کیوں جاتے ہیں۔ میرے ساتھیو سنو! پہلے تو صرف اقلیما اور ایلسا ہی رات کے وقت ماہی گیروں کی بستی کی طرف جاتی تھیں اور اب ان دونوں کے ساتھ الیانا اور ستیوس بھی باقاعدگی سے مسلمان ماہی گیروں کی بستی کی طرف جانے لگے ہیں۔

اے میرے ساتھیو! میں تم پر ایک بہت بڑا اور عظیم انکشاف یہ بھی کروں کہ یہ چاروں آخر ماہی گیروں کی بستی میں کیا لینے جاتے ہیں۔ تمہارے لئے شاید یہ بات خلاف توقع ہو کہ یہ ستیوس، الیانا، اقلیما اور ایلسا چاروں ہی عیسائیت ترک کر کے اسلام قبول کر چکے ہیں۔ یہ چاروں ماہی گیروں کی بستی میں رہنے والے فردیلہ کے ہاں جاتے ہیں۔ تقریباً ہر روز یہ مغرب اور اپنی عشاء کی عبادت اس فردیلہ کے ہاں ہی کرتے ہیں اور عشاء کی عبادت کے بعد یہ واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف آتے ہیں۔ یہ راز جاننے کے لئے میں ان چاروں کی رہائش گاہ میں چھپ چھپ کر ان کی گفتگو بھی سنتا رہا ہوں اور فردیلہ کے ہاں مسلمانوں کے طریقہ پر عبادت کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ لہٰذا یہ بات اب طے شدہ

Marfat.com

ہے کہ یہ چاروں اپنا آبائی دین ترک کر کے اسلام قبول کر چکے ہیں۔

اے میرا بھائیو! اب جب کہ یہ اپنا دین ترک کر چکے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ان چاروں کو موت کے گھاٹ اتار دیں۔ اس لئے کہ عیسائیت ترک کرنے والے کی یہی سزا ہونی چاہیے۔ ان میں ستیوس سب سے زیادہ کڑی اور سخت سزا کا مستحق ہے کہ اس نے ایک بہت بڑے کلیسا کے اسقف کی حیثیت اور مقام کو نہ پہچانا اور بغیر کسی وجہ کے اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس ستیوس، الیانا، اقلیما اور ایلسا کو میں اس قبول اسلام کی سزا ضرور دے کر رہوں گا۔ انہیں میں ایسی اذیت، ایسے دکھ میں ڈالوں گا کہ جہاں موت بھی دست بدست کھڑی ہوئی ہو۔

سنو میرے ساتھیو! ان مسلمانوں نے افریقہ سے نکل کر ہسپانیہ میں داخل ہو کر چاروں طرف اپنی فتوحات کا جال پھیلا کر ہمارے ساتھ بہت بڑا ظلم کیا ہے۔ ان لوگوں نے ہماری آزادی چھینی ہے اور تم جانتے ہو، آزادی روح زمین کی امید ہے۔ انہوں نے ہمارے گریبان چاک، ہمارے بدن انگارہ کر دیے ہیں لہٰذا ان مسلمانوں سے نفرت کرنا اور ان سے انتقام لینا ہمارا حق بنتا ہے۔ اے میرے ساتھیو! ستیوس، الیانا، اقلیما اور ایلسا اب ہمارے انتقام سے بچ نہ سکیں گے۔ آج کی رات زندگی کی آخری اور سحر نا آشنا رات ہوگی۔ آج کی رات ان کے مقدر کو ہم صبح کاذب کی طرح سیاہ کر دیں گے اور ان پر اس طرح حملہ آور ہو کر انہیں موت کے گھاٹ اتاریں گے جس طرح کبھی آسیب نے کسی پر شب خون مارا ہو۔"

یہاں تک گفتگو کرنے کے بعد وہ پادری خاموش ہو گیا اور اس کی گفتگو کے جواب میں دوسرے پادری نے بولتے ہوئے کہا۔ "اے میرے دوست، میرے ساتھی! تمہارا کہنا درست ہے۔ ستیوس، اقلیما، ایلسا اور الیانا اگر اسلام قبول کر چکے ہیں تو پھر انہیں قتل کرنا ایک ثواب اور ایک خیر کا کام ہے۔ لہٰذا جب کبھی بھی تم ان چاروں کو قتل کرنے کا ارادہ کرو، تمہارے ارادے کی تکمیل میں میں تمہارا ساتھ دوں گا۔"

ایک اور پادری نے بھی بولتے ہوئے کہا۔ "اے میرے ساتھیو! اس نیک کام میں میں بھی شامل ہوں گا۔ ستیوس، اقلیما، ایلسا اور الیانا کا قتل یقیناً ہم پر واجب ہو چکا ہے۔"

ان دونوں پادریوں کے خیالات سن کر پہلے پادری کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگا۔ "سنو میرے ساتھی پادریو! ستیوس، اقلیما، الیانا اور ایلسا کو ٹھکانے لگانے کے لئے صرف دو ہی ساتھیوں کی ضرورت ہے۔ ہم تینوں رات کی تاریکی

Marfat.com

میں ماہی گیروں کی بستی کے باہر گھات لگا کر بیٹھ جائیں گے اور جب یہ چاروں فردیلہ کے ہاں سے اٹھ کر کلیسا کی طرف آئیں گے تو ہم اچانک اندھیرے اور تاریکی میں ان پر حملہ آور ہو کر ان کا کام تمام کر دیں گے۔ ہم اپنے چہرے اور بدن کے دوسرے حصے خوب اچھی طرح ڈھانپ لیں گے تاکہ ہمیں کوئی پہچان نہ سکے اور ان چاروں کو قتل کر کے ہم بھاگ کر اس کلیسا کی طرف نہیں آئیں گے بلکہ قادس شہر میں داخل ہو جائیں گے تاکہ کسی کو شک و شبہ نہ ہو کہ کلیسا کے پادریوں نے چاروں کو ٹھکانے لگا دیا ہے۔ قادس شہر میں داخل ہو کر ہم بڑی تیزی سے پھر پلٹیں گے اور کوئی دوسرا راستہ اختیار کرتے ہوئے واپس کلیسا میں آ جائیں گے تاکہ ان چاروں کے قتل کی خبریں جب چاروں طرف پھیلیں تو ہم سب کو کلیسا کے اندر ہونا چاہیے۔ ہم میں سے کسی کی بھی یہاں سے غیر حاضری اسے مشکوک کر دے گی اور لوگ ہمیں ان چاروں کے قتل میں شمار کرنے لگیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ پہلا پادری جب خاموش ہوا تو دوسرے پادری نے مخاطب کر کے پوچھا "اے میرے ساتھی! تم نے جو لائحہ عمل تیار کیا ہے وہ بہترین اور قابل قبول ہے لیکن تم اس پر عملی جامہ کب پہناؤ گے۔"

اس پر وہ پہلا پادری مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ "اب یہ کام آج ہی رات ہو گا۔ اس لئے کہ میں دیکھ کر آیا ہوں کہ اقلیما، ایلیا، ستیوس اور الیانا اپنی رہائش گاہ سے نکل کر ماہی گیروں کی بستی کی طرف جا چکے ہیں۔ یہ لوگ ان ماہی گیروں کی بستی میں عشاء کی عبادت کرنے کے بعد ہی واپس لوٹ کر آئیں گے اور میرے خیال میں رات کا کھانا بھی وہیں کھاتے ہیں۔ ہم ایسا کریں گے جب ماہی گیروں کی بستی میں عشاء کی اذان ہو گی تو اس کے بعد ہم خوب مسلح ہو کر اور اپنے چہرے ڈھانپ کر کلیسا سے نکلیں گے اور کلیسا اور مسلمان ماہی گیروں کی بستی کے درمیان کسی مناسب جگہ گھات میں بیٹھ جائیں گے اور جونہی چاروں ماہی گیروں کی بستی سے نکل کر اس کلیسا کی طرف آئیں گے، ہم ان پر حملہ آور ہو کر ان کا کام تمام کر دیں گے۔ یوں رات کی تاریکی میں ہم ان چاروں سے اپنا انتقام لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

دوسرے پادری جنہوں نے اس پہلے پادری کا ساتھ دینے کا عہد کیا تھا اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کیا۔ اس کے بعد وہ وہیں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے جب عشاء کی اذان ہوئی تو وہ تینوں پادری اپنے اپنے کمرے کی طرف گئے، پہلے انہوں نے اپنے آپ کو خوب مسلح کیا پھر وہ اپنے چہرے ڈھانپ کر کلیسا سے نکلے اور ماہی گیروں کی بستی کی طرف چل

Marfat.com

جیئے۔ بستی اور کلیسا کے درمیان چند گھرے گڑھوں میں وہ تینوں پادری گھات لگا کر بیٹھ گئے اور ماہی گیروں کی بستی سے اقلیما، ایلسا، ستیوس اور الیانا کی واپسی کا بڑی بے چینی سے انتظار کرنے لگے۔

سیاہ رات کے پھیلاؤ میں موت کے راستے پر ان گنت صلیبیں کھڑی کرنے والے پادری جو ہمہ وقت ہر فصل کے لئے ابر اور ہر کھیت کے لئے ہریالی اور ہر راہ کے لئے روشنی کی دعائیں مانگنے والے تھے، قاتل اور ظالم کا روپ دھار گئے تھے۔ انہیں اپنی اس گھات کی جگہ زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا کیونکہ جلد ہی کروٹیں لیتی رات میں انہیں اقلیما، ایلسا، ستیوس اور الیانا ماہی گیروں کی بستی سے نکل کر کلیسا کی طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ رات کی تاریکی میں ان چاروں کو دیکھنے کے بعد ایک پادری نے اپنے دونوں ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے میرے ساتھیو! اپنے چہرے اچھی طرح ڈھانپ لو، اپنی تلواریں اور ڈھالیں بھی سنبھال لو، اس لئے کہ وہ چاروں ماہی گیروں کی بستی سے نکل کر ادھر ہی آ رہے ہیں اور آج کی رات کو ان کی زندگی اور روح کے درمیان جدائی اور مجبوری کی رات بنا کر رکھ دو۔"

اپنے اس ساتھی کے الفاظ پر دوسرے پادریوں نے بھی اپنی تلواریں بے نیام کرتے ہوئے ڈھالیں سنبھال لیں اور اپنے چہرے انہوں نے اچھی طرح ڈھانپ لئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جب اقلیما، ایلسا، ستیوس اور الیانا ان کے پاس سے گزرنے لگے تو وہ تینوں پادری وحشی درندوں کی طرح اپنی گھات سے نکل کر ان پر ٹوٹ پڑے تھے۔

آگے آگے چونکہ ستیوس اور الیانا تھے اور اقلیما اور ایلسا ان دونوں کے پیچھے پیچھے آ رہی تھیں لہٰذا پہلے تینوں پادری ستیوس اور الیانا پر ہی حملہ آور ہوئے۔ اقلیما اور ایلسا یہ صورت حال دیکھتے ہی واپس ماہی گیروں کی بستی کی طرف بھاگ کھڑی ہوئی تھیں۔ دو پادریوں نے اچانک ستیوس اور الیانا پر حملہ آور ہو کر لمحوں کے اندر ان دونوں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دی تھیں جب کہ تیسرا پادری رات کی تاریکی میں اپنے ہاتھ میں ننگی تلوار لئے ایلسا اور اقلیما کے پیچھے بھاگا تھا۔ جب کہ اندھیرے میں اندھا دھند بستی کی طرف بھاگتے ہوئے اقلیما اور ایلسا بلند آوازوں میں مدد کے لئے پکارنے لگی تھی۔ اس وقت ماہی گیروں کی اس بستی میں مسجد کے اندر کچھ لوگ شاید عشاء کی نماز کے بعد عبادت میں مشغول تھے۔ انہوں نے اقلیما اور ایلسا کی چیخنے چلانے کی آوازیں سن لی تھیں لہٰذا وہ مسجد سے نکل کر ان

Marfat.com

کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

اقلیما اور ایلسا کے پیچھے بھاگنے والا پادری کچھ زیادہ ہی تیز رفتار تھا اس لئے کہ اس نے جلد ہی ان دونوں کو آلیا تھا۔ سب سے پہلے وہ ایلسا پر حملہ آور ہوا اور اس زوردار انداز میں اس نے ایلسا پر تلوار ماری کہ ایلسا کا ایک ہی وار میں کام تمام کر کے رکھ دیا تھا۔ اتنی دیر تک اقلیما کچھ بھاگ کر دور چلی گئی تھی لیکن اس خونخوار پادری نے اقلیما کو بھی نہیں چھوڑا بلکہ بڑی تیزی سے اس کا تعاقب کیا اور جب وہ اقلیما کے بھی نزدیک گیا تو اقلیما پر ایسی بدحواسی طاری ہوئی کہ وہ خوف اور دہشت کے مارے ٹھوکر کھا کر زمین پر گر گئی تھی۔ اس لئے کہ وہ بار بار مڑ کر اپنے تعاقب میں آنے والے پادری کی طرف دیکھ رہی تھی جس کی وجہ سے وہ راستہ کا صحیح تعین نہ کر سکی اور ٹھوکر کھا کر گر پڑی تھی۔

عین اسی وقت بستی کی طرف سے بہت سے ملاح ان دونوں کی چیخ و پکار سن کر بھاگتے ہوئے قریب آ گئے تھے۔ اس موقع پر تعاقب کرنے والا پادری تذبذب میں پڑ گیا تھا۔ تاہم اس نے اقلیما کے گرنے سے فائدہ اٹھایا۔ آگے بڑھ کر اس نے اقلیما پر اپنی تلوار برسا دی۔ تلوار اس نے عین اقلیما کے جسم کے درمیان میں گرائی تھی لیکن اقلیما فوراً کروٹ بدلتی ہوئی ایک طرف ہٹ گئی جس کی وجہ سے اس پادری کا نشانہ خطا ہو گیا اور اس کی تلوار اقلیما کے جسم کے درمیانی حصہ پر گرنے کے بجائے اس کی بائیں ٹانگ پر گری اور تلوار کا وہ وار اقلیما کی ٹانگ کو کاٹتا ہوا گزر گیا تھا۔ اقلیما کی ٹانگ کٹ کر علیحدہ ہو گئی تھی اور وہ بے چاری بری طرح آہ و زاری کرنے لگی تھی۔ اس کی ٹانگ سے خون نکل کر زمین میں جذب ہونے لگا تھا۔ اقلیما کی طرف آنے والے ماہی گیر اب اس قدر نزدیک آ چکے تھے کہ وہ پادری اپنی جان کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور دوسرے پادریوں کے پاس آیا جنہوں نے اس وقت تک ستیوس اور الیانا کا مکمل طور پر صفایا کر دیا تھا پھر وہ تینوں پادری اپنی سوچی سمجھی تجویز کے تحت قادس شہر کی طرف بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

بستی کی طرف آنے والے ملاحوں میں فردیلہ بھی شامل تھا اور وہ سب لوگ بھاگتے ہوئے اس جگہ آئے جہاں پر اقلیما بے چاری اپنی کٹی ہوئی ٹانگ کے ساتھ پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ اقلیما اس وقت بے ہوش ہو چکی تھی اور وہ بے سدھ خون میں لت پت زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ اسے دیکھتے ہی فردیلہ بے چارہ چونک اٹھا اور اپنے ساتھی ملاحوں سے کہنے لگا۔

Marfat.com

"ہائے رے بدقسمتی یہ کیسی بری رات ہے ...... یہ تو میری بیٹی اقلیما خون میں لت پت پڑی ہے ...... نہ جانے وہ کون ظالم ہیں جو اس معصوم لڑکی پر حملہ آور ہوئے ہیں ...... لیکن اس کے ساتھ تو ستیوس اور اس کی ماں الیانا اور ایلسا بھی تھے ...... ان تینوں کا کیا ہوا......"

پھر فردیلہ نے اپنے ساتھی ماہی گیروں کو مخاطب کر کے کہا۔ "میرے ساتھیو! تم تھوڑا آگے جا کر ان تینوں کو تلاش کرو کہ وہ کہاں ہیں۔ اتنی دیر تک میں اپنی بیٹی اقلیما کی کٹی ہوئی ٹانگ پر کپڑا باندھ کر خون روکنے کی کوشش کرتا ہوں۔ پھر دیکھتے ہیں یہ صورت حال کیسے رونمائی ہوئی۔"

بہت سے ماہی گیر آگے بھاگنے لگے تھے جب کہ فردیلہ بے چارا اپنا لباس پھاڑ پھاڑ کر اقلیما کی کٹی ہوئی ٹانگ پر باندھنے لگا تھا تا کہ وہ بہتے ہوئے خون کو بند کر سکے۔ اتنی دیر تک آگے جانے والے ماہی گیر زور زور سے چلانے لگے اور فردیلہ کو اطلاع کرنے لگے کہ ستیوس، الیانا ایلسا اور کو بھی کسی نے قتل کر دیا ہے اور ان کی لاشیں یہاں بکھری پڑی ہیں۔

فردیلہ کے کہنے پر وہ سارے ملاح لاشوں کو لے کر اس کے پاس آ گئے پھر سب کو اٹھا کر بستی کی طرف لے جا رہے تھے۔ جب وہ بستی میں داخل ہوئے تو فردیلہ نے ایک ماہی گیر کو مخاطب کر کے کہا۔

"تم فوراً بستی کے طبیب کی طرف جاؤ اور اسے کہو کہ وہ فی الفور میرے گھر پہنچے ...... ہو سکتا ہے کہ ان میں سے اقلیما کے علاوہ کوئی اور بھی زندہ ہو اور ان کی مرہم پٹی اور علاج وغیرہ ہو سکے ...... میں نے اقلیما کو دیکھا ہے یہ بے ہوش ضرور ہے لیکن اس کی سانس چل رہی ہے اور یہ زندہ ہے ...... مجھے امید ہے کہ میں اس طبیب کی مدد سے اسے بچانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔" اس کے ساتھ ہی وہ ماہی گیر بھاگتا ہوا طبیب کو بلانے چلا گیا تھا۔

فردیلہ اپنے ساتھی ملاحوں کے ساتھ اقلیما، ستیوس، ایلسا اور الیانا کو اپنے ہاں لایا۔ جب اس کی بیوی شوران اور بیٹی عشیرہ نے یہ سماں دیکھا تو وہ بے چاری بدحواس ہو کر بھاگتی ہوئی صحن کی طرف آ گئیں۔ اس موقع پر انتہائی پریشانی کے عالم میں شوران نے فردیلہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"ان چاروں کو کیا ہوا ...... یہ تو ابھی ابھی ہمارے ہاں سے اٹھ کر کلیسا کی طرف گئے تھے......"

Marfat.com

اس پر فردیلہ نے اپنی بیوی اور بیٹی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہماری بستی سے کلیسا کی طرف جاتے ہوئے کسی نے ان پر حملہ کر دیا تھا...... میرے خیال میں یہ ستیوس، ایلسا اور الیانا تو ختم ہو چکے ہیں اس لئے کہ ان کی گردنیں آدمی سے زیادہ کٹی ہوئی ہیں جب کہ اقلیما زندہ ہے...... اس کی صرف ٹانگ ہی کٹی ہے...... اس کا سانس چل رہا ہے تاہم یہ بے ہوش ہو چکی ہے...... میں نے ایک ساتھی کو طبیب کے بلانے کے لئے کہا ہے۔ میرے خیال میں تھوڑی دیر تک طبیب یہاں پہنچ جائے گا اور اقلیما کی مرہم پٹی کر دی جائے گی...... مجھے امید ہے کہ یہ بچ جائے گی...... مجھے اقلیما کے زخمی ہونے اور ان تینوں کے مارے جانے کا بے حد دکھ اور صدمہ ہے......"

فردیلہ کی یہ گفتگو سنکر شوران اور عشیرہ دونوں بے چاری وہاں کھڑی ہو کر رونے لگی تھیں۔ فردیلہ نے اپنے ساتھی ملاحوں کی مدد سے ستیوس، ایلسا اور الیانا کی لاشیں مختلف چارپائیوں پر ڈالنے کے بعد ایک کمرے میں رکھ دی تھیں جب کہ بے ہوش اقلیما کو شوران اور عشیرہ کے کمرے میں لے جا کر وہاں ایک مسہری پر لٹا دیا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جس ماہی گیر کو فردیلہ نے طبیب کو لانے کے لئے بھیجا تھا۔ وہ بھی بھاگتا ہوا فردیلہ کے ہاں آیا۔ اس کے پیچھے پیچھے طبیب بھی بدحواسی کے عالم میں وہاں داخل ہوا تھا۔ فردیلہ طبیب کا ہاتھ پکڑ کر سیدھا اس کمرے میں لے گیا جہاں اقلیما کو رکھا گیا تھا۔ طبیب نے کندھے پر اپنا لٹکایا ہوا چرمی تھیلا اتار کر ایک طرف رکھ دیا۔ پہلے اس نے اقلیما کی کٹی ہوئی ٹانگ کا جائزہ لیا پھر اس نے فردیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم گرم پانی کا انتظام کرو، اتنی دیر تک میں زخم پر لگانے کے لئے دوائی تیار کرتا ہوں۔"

طبیب کی یہ بات سن کر فردیلہ کی بیٹی عشیرہ بے چاری بھاگتی ہوئی مطبخ کی طرف چلی گئی تاکہ پانی گرم کر لائے جب کہ فردیلہ اور شوراں وہیں کھڑے رہے تھے۔ طبیب نے جلدی سے اپنا چرمی تھیلا کھولا۔ پہلے اس نے مرہم کا ایک برتن نکال کر اپنے قریب رکھا پھر وہ کاغذ پر رکھ کر مختلف سفوف کو آپس میں ملانے لگا تھا۔

تھوڑی دیر تک عشیرہ ایک برتن میں گرم پانی لے آئی تھی۔ طبیب نے اس میں انگلی ڈبو کر کہا۔ "اے میری بیٹی! پانی زیادہ گرم ہے۔ اس میں کچھ ٹھنڈا پانی بھی ملاؤ۔"

طبیب کے کہنے پر اس نے کچھ اور ٹھنڈا پانی ملا دیا۔ پھر اس پانی کے اندر جو سفوف طبیب نے تیار کیا تھا وہ ڈالا پھر اس نے اقلیما کی کٹی ہوئی ٹانگ پر سے پٹیاں کھولنا شروع

Marfat.com

کر دیں جو فردیلہ نے جلدی میں باندھی تھیں۔ پٹیاں کھولنے کے بعد گرم پانی جس میں طبیب نے سفوف ملایا تھا۔ پہلے خوب اچھی طرح طبیب نے اس کا زخم دھویا پھر اس نے زخم میں مرہم بھر کر اپنے پاس سے ململ کی سفید پٹیاں باندھ دیں۔ جب طبیب اس کام سے فارغ ہوا تو فردیلہ نے انتہائی پریشانی اور فکر مندی سے طبیب کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

''اے میرے محترم! کیا میری بیٹی اس زخم سے جان بر ہو جائے گی۔''

اس پر طبیب نے فردیلہ کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ ''فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے ...... میں نے اس کا زخم اور اس کی حالت دیکھی ہے۔ زخم کے باعث یہ بے ہوش پڑی ہے ...... میں اس کی نبض دیکھ چکا ہوں، اس کا تھوڑی دیر تک بے ہوش رہنا ہی اچھا ہے ...... میں نے جس دوائی سے زخم دھویا ہے اس کے باعث اور جو میں نے اس پر مرہم لگائی ہے اس کی وجہ سے تھوڑی دیر تک زخم میں درد کی شدت جاتی رہے گی ...... امید ہے کہ جب تک یہ بچی ہوش میں آئے گی اس وقت تک اس کے زخم کا درد میری مرہم اور دوائی کے باعث زائل ہو چکا ہو گا ...... میں روز آتا جاتا رہوں گا اور اس بچی کی حالت کا جائزہ لینے کے ساتھ میں اس کے زخم پر پٹی بھی کرتا رہوں گا ...... مجھے امید ہے کہ زیادہ سے زیادہ ایک ماہ تک اس بچی کا زخم ٹھیک ہو جائے گا اور یہ کچھ چلنے پھرنے کے قابل ہو سکے گی۔''

طبیب کی گفتگو سے فردیلہ کو تسلی ہوئی پھر وہ اسے دوبارہ مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ آپ اس بچی کے ہوش میں آنے تک یہیں رہیں۔''

اس پر طبیب نے بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ ''کیوں نہیں! میں خود چاہتا ہوں کہ جب تک یہ بچی ہوش میں نہ آئے میں اس کے پاس ہی رہوں ...... اے فردیلہ! تم فکر مند نہ ہو، اس بچی کو اگر تم اپنی بچی کہہ رہے ہو تو میری بھی بیٹی ہے پر تم اس کے متعلق مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ یہ کون ہے اور یہ کیسے زخمی ہوئی ہے۔''

اس پر فدیلہ نے بڑی غمگین سی آواز میں کہنا شروع کیا۔ ''اے محترم طبیب! یہ ہسپانیہ کے سابق بادشاہ عطیشہ کی بیٹی ہے ...... جس وقت رازرک نے عطیشہ کو سپین کے تاج و تخت سے محروم کیا، ان دنوں رازرک اقلیما کو چاہتا تھا اور اس سے بے پناہ محبت کرتا تھا لیکن یہ اقلیما اسے ناپسند کرتی تھی۔ ان دنوں افریقہ سے ایک مسلمان جرنیل طریف بن مالک ہسپانیہ میں وارد ہوا۔ وہ افریقہ سے کسی اغوا کی جانے والی لڑکی کی تلاش میں ہسپانیہ میں داخل ہوا تھا۔ اس طریف بن مالک نے اقلیما اور اس کی ماں کو نکال کر یہاں قادس شہر کے کلیسا کے اسقف ستیوس کے پاس پہنچا دیا کیونکہ ستیوس ان کا عزیز اور جاننے والا تھا

Marfat.com

اور اے طبیب! اس مسلم جرنیل طریف بن مالک کی دلیری، شجاعت، اس کی ایمانداری اور اس کے خلوص سے اقلیما ایسی متاثر ہوئی کہ یہ اس سے محبت اور اسے پسند کرنے لگی۔

اے طبیب! تم جانتے ہو گے یہی طریف بن مالک بعد میں ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ جنوبی سپین پر حملہ آور ہوا تھا۔ اس نے الجیرا اس شہر پر حملہ کیا اور کھلے میدانوں میں جنوبی سپین کے حاکم تدمیر کو شکست دی تھی پھر جب طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے لوٹ گیا تو مسلمانوں کا ایک اور لشکر جس کا سپہ سالار طارق بن زیاد تھا اور طریف بن مالک اس کے نائب کی حیثیت سے کام کر رہا تھا۔ ہسپانیہ پر حملہ آور ہوا۔ چھوٹے سے اس لشکر نے راذرک کے لاکھوں کے لشکر کو شکست دی اور راذرک بھی اس جنگ میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس جنگ کے بعد یہ اسقف ستیوس، اس کی ایلسا نام کی ایک راہبہ، طارق بن زیاد اور طریف بن مالک سے ملے۔ ان کی شجاعت، اخلاق سے ایسے متاثر ہوئے کہ دونوں نے اسلام قبول کر لیا۔ بعد میں ان کے کہنے پر اقلیما اور اس کی ماں الیانا نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس وقت تک اے طبیب! آپ جانتے ہیں کہ یہ ہماری ماہی گیروں کی ساری بستی بھی اسلام قبول کر چکی تھی پھر ایسا ہوا کہ ہمارے ہم مذہب ہونے کے ناطے سے پہلے اقلیما اور ایلسا یہاں میرے پاس آنا شروع ہوئیں۔ اس کے بعد اقلیما اور ایلسا کے علاوہ ستیوس اور الیانا نے بھی ہمارے ہاں آنا شروع کر دیا۔ کبھی مغرب کی نماز ادا کر کے آتے اور کبھی مغرب اور عشاء کی نماز ہمارے ہاں ادا کرتے اور کھانا بھی کھاتے اور اے طبیب، آج بھی یہ چاروں میرے ہاں عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد واپس گئے تو ہماری بستی سے کلیسا کی طرف جاتے ہوئے کسی نے ان پر حملہ کر دیا۔ یہ جس وقت شور و پکار کر رہے تھے اس وقت میں کچھ لوگوں کے ساتھ بستی کی مسجد میں تھا۔ لہٰذا میں ان لوگوں کے ساتھ اس سمت بھاگا۔ میں نے دیکھا کہ اس وقت کسی نے اقلیما کی ٹانگ کاٹ دی تھی جب کہ ستیوس، الیانا اور ایلسا کی لاشیں کچھ فاصلے پر پڑی ہوئی تھیں۔ لہٰذا میں اپنے ساتھی ماہی گیروں کی مدد سے ان سب کو اٹھا کر اپنے ہاں لے آیا اور اے طبیب میرا خیال ہے کہ اب آپ پوری بات سمجھ چکے ہوں گے۔"

فردیلہ کی یہ ساری گفتگو سن کر وہ طبیب تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر سوچتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔ "میرا خیال ہے کہ ان چاروں کو کسی نے اسلام قبول کرنے کی سزا دی ہے اور اس کام میں جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس کلیسا کے پادری بھی ملوث ہو سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں خبر ہو گئی ہو کہ ان چاروں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور انہوں نے حملہ آور ہو کر

Marfat.com

ان کا کام تمام کر دیا ہو۔"
اس پر فردیلہ کہنے لگا۔ "مجھے بھی یہی شک گزرتا ہے لیکن میں ابھی تک اس کا اظہار نہیں کر سکا۔"
یہ گفتگو سن کر قریب کھڑے ایک بوڑھے ماہی گیر نے فردیلہ کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "کیا ہمیں کلیسا کو ان چاروں کے یوں مرنے اور زخمی ہونے کی اطلاع نہیں کرنی چاہیے۔"
اس پر فردیلہ کے بولنے سے قبل ہی اس طبیب نے چونک کر اس بوڑھے ملاح کی طرف دیکھا اور پھر وہ کہنے لگا۔ "نہیں...... ہمیں اقلیما کے زخمی اور دوسرے تینوں افراد کے قتل ہونے کی اطلاع کلیسا کو نہیں دینی چاہیے جب یہ اسلام قبول کر چکے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم خود مسلمان کی حیثیت سے ان کی تجہیز و تکفین اور اقلیما کا علاج و معالجہ کریں...... اگر ہم نے کلیسا کو یہ اطلاع کر دی تو کلیسا کے پادری ان تینوں لاشوں کے علاوہ اقلیما کو بھی یہاں سے لے جائیں گے...... وہ مرنے والوں کو اپنے دین اور مذہب کے مطابق دفن کریں گے...... اگر وہ ان پر حملہ آور ہونے میں ملوث بھی ہیں تو اقلیما کا علاج نہیں کریں گے بلکہ اسے سسکا سسکا کر ماریں گے اور میں ایسا ہرگز نہیں چاہتا۔ بولو فردیلہ! تمہارا اس معاملہ میں کیا خیال ہے۔"
جواب میں فردیلہ نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ "اے طبیب! میں آپ کی اس بات سے پورا پورا اتفاق کرتا ہوں۔ سینٹوس، ایلسا اور الیانا کی تجہیز و تکفین کا ہم خود بندوبست کریں گے۔ اقلیما اب میرے ہاں ہی رہے گی...... یہ میری بیٹی کی جگہ ہے اور اب میں ایک نہیں دو بیٹیوں کا باپ ہوں...... میں اس کا علاج کراؤں گا اور اے طبیب! میں آپ کو یہ بتانا بھی بھول گیا ہوں کہ یہ اقلیما ہمارے مسلمان جرنیل طریف بن مالک کی منسوبہ بھی ہے اور اس کی ماں باضابطہ طور پر اسے طریف بن مالک سے منسوب کر چکی ہے۔ وہ ارادہ رکھتی تھی کہ جب طریف بن مالک ہسپانیہ میں جنگوں سے فارغ ہوگا تو وہ اپنی بیٹی کی شادی طریف بن مالک سے کر دے گی...... پر ہائے حیف اسے اپنی بیٹی کی خوشیاں دیکھنا نصیب نہ ہوئیں...... اے طبیب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آج کی رات آپ میرے ہاں ہی قیام کریں...... اس لئے کہ جب اقلیما کو ہوش آئے گا تو اس وقت ہمیں آپ کی ضرورت پڑے گی۔"
اس پر طبیب بڑی خوش طبعی سے کہنے لگا۔ "اے فردیلہ! تم یوں فکرمند اور پریشانی

Marfat.com

میں رہ کر کیوں گفتگو کرتے ہو...... یہ اقلیما میری بھی بیٹی ہے اور میں ساری رات یہاں رہ کر اپنی اس بیٹی کی دیکھ بھال کروں گا۔ اس کے ساتھ تم بھی ایک کام کرو کہ بستی کے لوگوں کے ساتھ مل کر ستیوس، ایلسا اور الیانا کی تجہیز و تکفین کا بھی بندوبست کرو۔"

❖

اقلیما آدھی رات تک بے ہوش پڑی رہی تھی۔ اس دوران ماہی گیروں کے قبرستان میں ستیوس، الیانا اور ایلسا کو دفن کیا جا چکا تھا۔ جس وقت اقلیما ہوش میں آئی اس وقت اس کے پاس فردیلہ کے علاوہ اس کی بیوی شوران، بیٹی عشیرہ اور طبیب ہادریان بیٹھے ہوئے تھے۔ ہوش میں آنے کے بعد اقلیما نے سب سے پہلے اپنی کٹی ہوئی ٹانگ کا جائزہ لیا جس پر طبیب نے پٹی باندھی ہوئی تھی پھر اس نے نگاہیں گھما کر باری باری فردیلہ، شوران، عشیرہ اور ہادریان کی طرف دیکھا۔

اس موقع پر طبیب ہادریان نے اقلیما کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ "اے اقلیما، میری بیٹی! کچھ لوگوں نے تم پر تمہاری ماں الیانا اور ایلسا اور ستیوس پر رات کے وقت حملہ کر دیا تھا۔ حملہ آوروں نے حملہ کر کے تمہاری ٹانگ کاٹ دی تھی اور یہ فردیلہ تمہیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اٹھا کر اپنے ہاں لے آیا۔ میں ایک طبیب ہوں اور میرا نام ہادریان ہے۔ الحمدللہ میں بھی ان بستی والوں کی طرح ایک مسلمان ہوں۔ تمہاری ٹانگ سے بہتا ہوا خون بند کر دیا گیا ہے اور اس پر مرہم لگا کر میں نے پٹی باندھ دی ہے اور مجھے امید ہے کہ اس وقت تم اپنے اس زخم میں کوئی درد اور تکلیف محسوس نہ کر رہی ہو گی۔"

اقلیما نے طبیب کی بات کو غور سے سنا اور جب وہ خاموش ہوا تب وہ کہنے لگی۔

"اے میرے محترم فردیلہ! میں آپ کی بے حد ممنون ہوں کہ آپ ضرورت کے وقت میرے کام آئے اور مجھے اٹھا کر یہاں لے آئے۔ میں اس طبیب محترم کی بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے میری پٹی کی، آپ لوگ مجھ سے یہ تو کہئے کہ ستیوس، ایلسا اور میری ماں کا کیا بنا۔"

اس پر فردیلہ نے اپنی گردن خم کرتے ہوئے بڑی شرمندگی کے احساس سے کہا۔

"اے میری بیٹی! ہمیں دکھ اور افسوس ہے کہ ستیوس، اور تمہاری ماں الیانا اور ایلسا ان حملہ آوروں کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں اور انہیں ہم نے اپنے قبرستان میں اپنے دین اور اپنے مذہب کے مطابق دفن کر دیا ہے۔"

فردیلہ کا یہ جواب سن کر اقلیما بے چاری آہوں اور سسکیوں میں رونے لگی تھی جب

Marfat.com

کہ شوران اور عشیرہ دونوں اس سے لپٹ کر اسے تسلی دینے کی کوشش کرنے لگی تھیں۔
کافی دیر بعد جب اقلیما سنبھلی تو فردیلہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے بڑی شفقت اور پیار سے پوچھا۔ ''اقلیما! میری بیٹی، تم اندازہ لگا سکتی ہو کہ رات کے اس وقت تم پر حملہ آور ہونیوالے کون لوگ تھے۔''
فردیلہ کے اس جواب پر اقلیما تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتی رہی پھر وہ دبی دبی سی آواز میں کہنے لگی۔ ''اے عم فردیلہ! فی الحال میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتی کہ وہ کون لوگ ہیں تاہم ستیوس اور میری ماں الیانا اور ایلسا کو ایک سازش کے تحت قتل کیا گیا ہے۔ وہ لوگ یقیناً مجھے بھی قتل کر ڈالتے اگر بستی کی طرف سے آپ اپنے ماہی گیر ساتھیوں کے ساتھ بروقت نہ پہنچ جاتے۔ ان میں سے ایک حملہ آور نے میرے جسم کے درمیانی حصہ پر تلوار مار کر مجھے دو حصوں میں کاٹ دینا چاہا تھا پر میں تڑپ کر کروٹ لیتی ہوئی ایک طرف ہٹ گئی جس کی بنا پر اس کی تلوار میری ٹانگ پر لگی اور میری ٹانگ کو کاٹتی ہوئی نکل گئی۔ میرے خیال میں یہ حملہ ہم پر اس لئے کیا گیا کہ ہم نے نصرانیت کو ترک کر کے اسلام قبول کر لیا ہے۔ مجھے اس حملہ کا شک کلیسا کے پادریوں پر بھی ہو سکتا ہے لیکن ابھی ان سے باز پرس نہ کی جائے اس لئے کہ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ اس حملہ میں ملوث ہیں، ان سے باز پرس کرنا اچھا نہیں ہے اور اے عم فردیلہ! آپ جانتے ہیں کہ میں طریف بن مالک سے منسوب ہو چکی تھی اور میری ماں کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ جب طریف بن مالک جنگوں سے فارغ ہوں گے تو وہ میری شادی ان سے کر دے گی۔ میری ماں کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی پر وہ اپنی اس خواہش کو ادھورا ہی لے کر اس دنیا سے کوچ کر گئی ...... اے عم فردیلہ! اب جب کہ میں اپاہج ہو چکی ہوں اور شادی کے بعد جس طرح ایک بیوی کو اپنے شوہر کی خدمت کرنا چاہیے ایسے اب میں طریف بن مالک کی خدمت نہ کر سکوں گی دوسرے الفاظ میں اے عم فردیلہ! میں یوں بھی کہہ سکتی ہوں کہ اب میں طریف بن مالک کے لائق اور قابل نہیں رہی ...... ان سے شادی کر کے اب میں ان پر بوجھ بن جاؤں گی۔ لہٰذا اب جب بھی وہ اس طرف آئیں تو آپ ان کو یہ بتا دیں کہ نامعلوم حملہ آوروں نے اچانک ستیوس، الیانا، اقلیما اور ایلسا پر اس وقت حملہ کیا جب وہ ماہی گیروں کی بستی سے کلیسا کی طرف جا رہے تھے۔ ان حملہ آوروں نے چاروں کو قتل کر دیا لہٰذا چاروں کو بستی کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔
اے عم فردیلہ! میں اس حالت میں اب طریف بن مالک کا سامنا نہ کر سکوں گی ......

Marfat.com

میں اب لنگڑی اور اپاہج ہوں اور ہو سکتا ہے کہ مجھے اس حالت میں دیکھتے ہوئے طریف بن مالک خود ہی مجھے رد کر دیں اور میرے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دیں لیکن اے عم! میں طریف بن مالک کو اپنے دل کی گہرائیوں سے اس قدر چاہتی ہوں کہ میں ان کے منہ سے اپنے لئے انکار کا لفظ نہ سن سکوں گی لہٰذا میں چاہتی ہوں کہ میں ان کا سامنا ہی نہ کروں ...... اس طرح وہ مجھے مردہ جان کر بھول جائیں گے اور کسی اور مناسب لڑکی سے شادی کر کے اپنا گھر آباد کر لیں گے۔ اے عم فردیلہ! طریف بن مالک کی خوشی ہی میں میری خوشی ہے۔" یہاں تک کہنے کے بعد اقلیما خاموش ہو گئی تھی۔

اقلیما جب خاموش ہوئی تو فردیلہ نے اسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ "اے میری بیٹی! ہمیں کلیسا میں پادریوں کو بھی ستیوس، الیانا اور ایلسا کے مرنے اور تمہارے زخمی ہونے کی اطلاع کرنی چاہیے تاکہ کل کو وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ اس حملہ کی ہمیں کیوں نہ اطلاع دی گئی اور ہم حملہ آوروں کو تلاش کرتے۔"

اس پر اقلیما کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگی۔ "اے عم فردیلہ! آپ انہیں ضرور اطلاع کریں ...... جب سورج چڑھے تو آپ اپنے کچھ ماہی گیروں کو لے کر ضرور ان کی طرف جائیں۔ انہیں ستیوس، میری ماں اور ایلسا کے مرنے کی اطلاع کے علاوہ میرے زخمی ہونے کی بھی اطلاع دیں اور ساتھ ہی انہیں یہ بھی کہیں کہ طبیب نے ابھی تک زخمی اقلیما سے ملنے سے پر پابندی لگا رکھی ہے لہٰذا ان میں کوئی بھی چند دن تک اقلیما سے نہیں مل سکتا۔

اے عم فردیلہ! مجھے ڈر اور خدشہ ہے کہ اگر یہ پادری مجھ سے ملنے کے لئے آتے جاتے رہے تو ایک نہ ایک روز کوئی نہ کوئی مجھے قتل کر دے گا لہٰذا میں ان میں سے کسی کے ساتھ بھی ملنا پسند نہیں کرتی۔"

اقلیما کی اس گفتگو پر فردیلہ نے بولتے ہوئے کہا۔ "اے میری بیٹی! تم اس گھر میں محفوظ اور مامون ہو۔ ان پادریوں میں سے کسی کی جرأت نہیں کہ وہ اس بستی میں داخل ہو کر تم پر ہاتھ اٹھا سکیں اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو سن رکھو، ہم سب ماہی گیر مل کر ان سب کی گردنیں کاٹنے کے علاوہ قادس شہر کے اس کلیسا کو آگ لگا کر رکھ دیں گے۔ تم مطمئن اور بے فکر رہو۔ میں انہیں ضرور کہہ دوں گا کہ چند دن تک اقلیما کو کسی سے ملنے کی اجازت نہیں ہے۔"

فردیلہ کا یہ جواب سن کر اقلیما کسی قدر مطمئن ہو گئی تھی پھر تھوڑی دیر بعد وہ کہنے لگی۔ "اے عم فردیلہ! جب آپ ماہی گیروں کے ساتھ سورج طلوع ہونے کے بعد کلیسا کی

Marfat.com

طرف جائیں تو کلیسا والوں کو ہمارے متعلق اطلاع دینے کے بعد آپ کلیسا سے ملحقہ ستیوس کی رہائش گاہ میں داخل ہونا وہاں جو عمارت کے سب سے بائیں کمرہ ہے اس کے دائیں طرف لوہے کا ایک صندوقچہ ہے۔ اس کے اندر میرے اور میری ماں کے کپڑوں کے علاوہ بہت سی نقدی زیورات اور جواہرات کی تھیلیاں ہیں۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ صندوقچہ اٹھا کر یہاں لے آئیں اس لئے کہ اس میں جو کچھ ہے وہ آنے والے دور میں میرے اور آپ لوگوں کے بہت کام آئے گا۔"

اس پر فردیلہ نے بڑے خلوص کے ساتھ اقلیما کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ "سنو اقلیما بیٹی! تمہارے کہنے کے مطابق میں کل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ صندوقچہ ضرور اٹھا لاؤں گا لیکن وہ صندوقچہ نہ بھی ہو اور تمہارے پاس نقدی کا ایک سکہ بھی نہ ہو تب بھی میری بیٹی، اس گھر میں تم ایسی محبت اور خلوص کے ساتھ رہو گی جیسے میری بیٹی عشیرہ اس گھر میں رہ رہی ہے۔ اب میری ایک نہیں دو بیٹیاں ہیں اور جب تک میری زندگی ہے میں تمہاری خدمت کرتا رہوں گا۔ تم اس طرف سے بالکل مطمئن ہو جاؤ کہ تمہاری ضروریات آنے والے دور میں کیسے پوری ہوں گی اور تمہاری حفاظت کا کیا سامان ہوگا۔ یہ کام اب میرا اور اس بستی میں رہنے والے ماہی گیروں کا ہے۔ تمہیں ہر سمت سے، ہر طرف سے مطمئن ہونا چاہیے۔" فردیلہ کی یہ گفتگو سن کر اقلیما کے چہرے پر کسی قدر طمانیت پھیل گئی تھی۔

صبح تک فردیلہ، عشیرہ اور طبیب پادریان اقلیما کے پاس بیٹھے رہے۔ سورج طلوع ہوا تو طبیب نے زخم کی پٹی تبدیل کر کے پھر تازہ مرہم زخم پر لگایا پھر فردیلہ کے کہنے پر وہ آرام کرنے کے لئے اپنے گھر چلا گیا تھا۔ اقلیما کا دل بہلانے کے لئے عشیرہ اور رشوران اس کے پاس ہی بیٹھی رہی تھیں جب کہ بستی کے چند نوجوانوں کو لے کر فردیلہ کلیسا کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

جب فردیلہ اپنے ماہی گیر جوانوں کے ساتھ کلیسا میں داخل ہوا تو انہیں دیکھتے ہی سارے پادری ایک جگہ جمع ہو گئے۔ وہ فردیلہ کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی کسی قدر بدحواس دکھائی دے رہے تھے لیکن جلد ہی انہوں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ فردیلہ ان کے پاس آیا۔ انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے بزرگ پادریو! میں تمہیں یہ اطلاع دینے آیا ہوں کہ رات ستیوس، اقلیما، ایلسا اور الیانا ہماری بستی میں گئے تھے اور جب وہ بستی سے کلیسا کی طرف آ رہے تھے تو رات کی تاریکی میں ان پر کوئی حملہ آور ہوا۔ ان حملہ آوروں نے ستیوس، الیانا اور ایلسا کو تو قتل کر دیا

Marfat.com

جس وقت وہ حملہ آور ہو رہے تھے تو اقلیما کی چیخ و پکار سن کر ہماری بستی کے کچھ لوگ بستی سے نکل کر ان کی طرف بھاگے لہٰذا حملہ آور اقلیما کو قتل نہ کر سکے تاہم ان میں سے ایک حملہ آور نے تلوار مار کر اقلیما کی ٹانگ کاٹ دی تھی۔ اب وہ ہماری بستی میں ہمارے طبیب کے پاس زیر علاج ہے اور طبیب نے اس سے کسی کو چند دن کے لئے ملنے سے منع کر دیا ہے۔ بس میں تم لوگوں کو ستیوس، الیانا اور ایلسا کے قتل اور اقلیما کے زخمی ہونے کی اطلاع کرنے آیا ہوں اور تمہیں یہ بھی خبر دوں جو شاید تمہارے لئے ایک نیا انکشاف ہو کہ ان چاروں نے چونکہ اسلام قبول کر لیا تھا لہٰذا مرنے والے تینوں کو ہم نے اپنے مذہب اور دین کے مطابق دفن کر دیا ہے۔ اقلیما چونکہ زخمی ہے اور اسلام قبول کر چکی ہے لہٰذا اب وہ ہماری بستی میں ہمارے پاس ہی رہے گی۔ مجھے امید ہے کہ تم لوگوں کو اس میں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"

فردیلہ کی یہ گفتگو سن کر پہلے ایک پادری نے معنی خیز انداز میں دیکھا اور پھر ایک پادری نے فردیلہ کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ "اگر وہ اسلام قبول کر چکے تھے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اگر تم لوگوں نے اپنے طریقے کے مطابق ان کی تدفین کی ہے تو ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے اور زخمی ہونے کے بعد اگر اقلیما کسی سے ملنا نہیں چاہتی اور وہ تمہاری بستی میں رہنا چاہتی ہے تو اے فردیلہ! ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم جانتے ہو کہ ہم مذہبی قسم کے لوگ ہیں۔ ہماری ساری زندگی اس کلیسا کی ہی چار دیواری میں گزری ہے۔ ہمیں دنیاوی معاملات سے کوئی غرض و غایت نہیں ہے تاہم ہمیں پریشانی اور حیرت ضرور ہے کہ ان پر کون حملہ آور ہوا اور ان کے ساتھ کسی کی کیا دشمنی ہو سکتی تھی تاہم ان کے قاتلوں کو ضرور تلاش کرنا چاہیے اور جب تم تلاش کر لو تو ہمیں بھی اطلاع کرنا اور اس تلاش میں ہم پوری طرح تمہارا ساتھ دیں گے۔"

ان پادریوں میں وہ تین پادری بھی شامل تھے جو رات کے وقت ستیوس، الیانا، ایلسا اور اقلیما پر حملہ آور ہوئے اور وہی بڑھ چڑھ کر فردیلہ کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے۔ ان کی گفتگو کے بعد فردیلہ نے انہیں مخاطب کر کے پھر کہنا شروع کیا۔

"سنو اس کلیسا کے نیک دل پادریو! ہمیں اقلیما نے دو کاموں کے لئے ادھر بھیجا ہے۔ ایک یہ کہ ستیوس، الیانا اور ایلسا کے مرنے کی اطلاع آپ لوگوں کو دی جائے دوسرے بزرگ ستیوس کی رہائش گاہ میں لوہے کا ایک صندوقچہ ہے جس کے اندر اقلیما اور

Marfat.com

اس کی ماں کے کپڑوں کے علاوہ ضرورت کا دیگر سامان ہے۔ ہم وہ لوہے کا صندوقچہ بھی لینے آئے ہیں۔"

اس پر ان تین پادریوں میں سے ایک پادری جو حملہ کرنے والوں میں شامل تھا، اس نے اپنے چہرے پر گہری مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔

"چلو، میں تمہاری رہنمائی کرتا ہوں ...... تم وہ صندوقچہ اقلیما کے پاس لے جاؤ ...... ستیوس کی رہائش گاہ میں اگر کوئی اور چیز بھی ایسی ہو جس کی اقلیما ضرورت محسوس کرے تو تم لوگ بعد میں جب چاہے وہ یہاں سے لے جا سکتے ہو ...... آخر ستیوس ہمارے بزرگ تھے ...... ایلسا اس کلیسا کی ایک فرد تھی اور الیانا اور اقلیما یہاں قابل عزت مہمانوں کی حیثیت سے دن گزار رہی تھیں۔"

فردیلہ اس پادری کا جواب سن کر خوش ہوا پھر وہ پادری کے ساتھ ستیوس کی رہائش گاہ میں آئے۔ لوہے کے جس صندوقچے کی نشان دہی اقلیما نے کی تھی فردیلہ کے ساتھیوں نے اس صندوق کو اٹھایا اور پھر وہ بستی کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

فردیلہ اور اس کے ساتھی ماہی گیروں کے وہاں سے چلے جانے کے بعد وہ پادری کلیسا میں داخل ہوا اور اپنے ساتھیوں کے پاس اندر آ کے اس نے ایک بلند قہقہہ لگایا اور شاید یہ اس کی کامیابی کا قہقہہ تھا پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"ہماری یہ مہم میرے ساتھیو! کیسی کامیاب اور کامران رہی ...... ہم نے ستیوس، الیانا اور ایلسا کا خاتمہ کر کے اقلیما کو بھی زخمی کر دیا لیکن کسی کو کانوں کان یہ خبر اور شک تک نہ ہونے پایا کہ اس قتل عام میں ہم میں سے کوئی ملوث ہے ...... اقلیما کو بھی ہم پر شک نہیں گزرا ...... اسے ہم پر شک ہوتا تو یہ ماہی گیر ضرور کلیسا میں داخل ہو کر ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتے ...... میں پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ ہم تینوں کو یہاں سے بھاگ جانا چاہیے لیکن اب میں خیال کرتا ہوں کہ ہمارا یہاں سے بھاگنا زیادہ نقصان دہ ہے اس لئے کہ ہمارے یہاں سے غائب ہونے پر لوگ ضرور شک کریں گے کہ اس قتل میں ہم ہی ملوث ہیں لہٰذا اب ہم پہلے کی طرح اس کلیسا میں اپنے اپنے کام میں لگ جائیں گے۔"

اپنے ماہی گیر ساتھیوں کے ساتھ فردیلہ لوہے کا صندوقچہ اٹھائے اپنے گھر میں داخل ہوا تو اس کے اشارے پر ماہی گیر وہ صندوقچہ اقلیما کے بستر کے قریب رکھ کر باہر نکل گئے۔ پھر فردیلہ، اقلیما کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے بیٹی! میں نے تیری خواہش کے مطابق یہ تیرا لوہے کا صندوق وہاں سے اٹھا

Marfat.com

کر تیرے پاس رکھ دیا ہے۔"
اس گفتگو کے جواب میں اقلیما نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں ایک بار فردیلہ کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں کے اندر اس سے تشکر کے جذبے تھے۔ پھر اس نے اپنے قریب رکھے ہوئے لوہے کے اس صندوق کو تھوڑی دیر تک دیکھنے کے بعد اپنے لباس کے اندر سے ایک چابی نکالی اور وہ چابی اس نے فردیلہ کو تھماتے ہوئے کہا۔
"اے عم! یہ چابی لو اور اس صندوق کو کھولو۔" فردیلہ نے فوراً وہ چابی لی اور صندوق کو کھول دیا پھر اقلیما اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔ "اے عم! اس کے اوپر جو چمڑے کی ایک بڑی تھیلی پڑی ہے وہ مجھے تھمائیے۔"
اس موقع پر شوران اور عشیرہ بھی وہیں کھڑی تھیں۔ وہ بڑی حیرت اور تعجب سے کبھی اقلیما، کبھی فردیلہ اور کبھی اس کھلے ہوئے صندوق کو دیکھتی جا رہی تھیں۔ فردیلہ نے وہ چمڑے کی تھیلی نکال کر اقلیما کو تھما دی۔ اقلیما نے اس تھیلی کو کھولا پھر وہ تھیلی فردیلہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہنے لگی۔
"اے عم! یہ تھیلی سنہرے سکوں سے بھری ہوئی ہے۔ یہ اپنے پاس رکھئے ...... اس میں سے اس طبیب کو بھی معقول معاوضہ دیتے رہیں جو میرا علاج کر رہا ہے اور اسی میں سے اپنے گھر کے اخراجات چلانے کے علاوہ زندگی کی دیگر ضروریات پر بھی خرچ کر سکتے ہیں اور ہاں اے عم! اس صندوق کے اندر بہت سے قیمتی پارچہ جات، زیورات اور کچھ ایسے ہیرے جواہرات ہیں جن کی قیمت تک نہیں لگائی جا سکتی ...... آپ یہ سارے مجھ سے اپنے پاس رکھئے اور انہیں اپنے کام میں لائیں اور ہاں اے عم! اب جب کہ عشیرہ میری بہن ہے تو اس رقم سے میری اس بڑی بہن کی شادی کا بھی انتظام کیجئے۔"
اقلیما کی یہ گفتگو سن کر دردمندی اور ہمدردی میں شوران اور عشیرہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے جب کہ فردیلہ بے چارہ چپ چاپ منزل کے آخری نوحے کی طرح خاموش کھڑا تھا۔ اس موقع پر فردیلہ شاید اقلیما سے کچھ کہنا چاہتا تھا پر اقلیما بولی اور اپنے پاس کھڑے فردیلہ کو مخاطب کر کے بولی۔
"اے عم! میری زندگی اب کیڑا لگنے کے سبب دربدری کی زندگی، جل بجھے دیئے کی راکھ اور بے نشیمن اور شکستہ پر طائر کی سی ہے ...... میری آرزومند آنکھیں اداس، میرا بشارت طلب دل بجھا ہوا اور میرے دعا کے لئے اٹھنے والے ہاتھ اب بے ثمر ہیں ...... اے عم اب میں اس شب حبس کے قہر کا شکار ہو چکی ہوں ...... میری زندگی آب رنگ و خوشبو کی اڑان،

Marfat.com

آرزوؤں اور خوابوں کی پرواز سے محروم ہو چکی ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اقلیما تھوڑی دیر تک خاموش رہی، اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے اور وہ بے چاری ہونٹ کاٹتے ہوئے بڑی مشکل سے اپنے دل میں اٹھتے ہوئے طوفان کو ضبط کرتی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر اس کی حالت ایسی رہی، قریب کھڑی شوران اور عشیرہ بے چاری اب کھل کر رونے لگی تھیں جب کہ سامنے کھڑے فردیلہ کی گردن جھک گئی تھی اور اس کی آنکھیں بھی نم دار ہو چکی تھیں۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد اقلیما نے پھر کہنا شروع کیا۔

"اے عم! اب میری زندگی صدا گنگ ستاروں سی ہے...... یہ شاہراہ، یہ گلی کوچے، بھرے بازار اب میرے لئے بے کار ہیں ...... میری خوشبو کی ترنگ دکھ کی لہر میں میرے نغموں کی موج درد بھری نفرت میرے رنگوں کے طوفان صلیب کے بھنور میں تبدیل ہو کر رہ گئے ہیں ...... اے عم! اپنی کٹی ہوئی ٹانگ کے ساتھ اب میں آپ کے اس گھر میں کوہستانوں میں سسکتی اس ندی جیسی ہوں جو شہر بدر حقیقتوں کی طرح اپنی لہروں سے محروم ہو گئی ہو...... اے عم میری ہنستی کھیلتی زندگی اچانک اندھیرے کے بھنور، زہر آلود تشدد اور بے سمت فکر کا شکار ہو گئی ہے......"

اقلیما اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکی۔ چونکہ عشیرہ روتے ہوئے اور بلند آواز میں دھاڑیں مارتے ہوئے اقلیما سے لپٹ گئی تھی پھر وہ ہچکیوں اور سسکیوں اور آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی آواز میں اقلیما سے کہہ رہی تھی۔

"اقلیما...... اقلیما، میری بہن! تم اس طرح کی مایوس کن گفتگو نہ کرو ...... گھر میں تمہاری بہن کی حیثیت سے میں ہوں اور ہم دونوں کے ماں باپ ہم پر زندہ اور سلامت ہیں پھر تمہیں کس چیز کی فکر، کس چیز کا غم ہے...... تم کہو تو میں ساری عمر شادی نہیں کروں گی بلکہ اپنی ساری حیات کو تمہاری خدمت پر وقف کر کے رکھ دوں گی۔"

اقلیما بے چاری عشیرہ کی اس دردمندانہ گفتگو سے ایسی متاثر ہوئی کہ وہ بھی اس سے لپٹ کر اونچی آواز میں اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگی تھی۔ ان کے قریب کھڑے شوران اور فردیلہ بھی کھل کر رو دیئے تھے اور ان کی آنکھوں سے ٹپکتے ہوئے آنسو زمین کو تر کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر تک اس کمرے کے اندر ایسا ہی سماں رہا۔ اس کے بعد عشیرہ نے اپنے آپ کو سنبھالا پھر اس نے اقلیما کو بھی تسلی دی جس پر اقلیما نے اپنے آپ پر قابو پا لیا اور

Marfat.com

اپنی آنکھیں خشک کر لیں۔ اس نے جب دیکھا کہ اس کی حالت پر قریب کھڑے شوران اور فردیلہ بھی رو رہے ہیں تو اس نے زبردستی اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر لی۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے شوران اور فردیلہ نے بھی اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اس کے بعد فردیلہ نے اقلیما سے نقدی کی تھیلی لے کر دوبارہ اس لوہے کے صندوق میں رکھی اور پھر فردیلہ نے عشیرہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے میری بیٹی! اس بکس میں سے میری بیٹی اقلیما کا کوئی اچھا سا لباس نکالو اور اس کا یہ خون آلود لباس اتروا کر اسے یہ نیا لباس پہناؤ۔"

عشیرہ اپنی جگہ سے اٹھی، صندوق کے اندر سے اس نے اقلیما سے مشورہ کرنے کے بعد اس کے کپڑے نکالے۔ جب عشیرہ ایسا کر چکی تو فردیلہ نے پھر صندوق کو تالا لگا دیا اور چابی اس نے اقلیما کے بستر پر اس کے شانے کے قریب رکھتے ہوئے کہا۔

"اے میری بیٹی! اس صندوق کی چابی تم اپنے پاس رکھو ...... جو کچھ اثاثہ اور قیمتی زیورات اور جواہرات اس صندوق کے اندر ہیں وہ اسی میں رہیں گے ...... اب تم میری بیٹی ہو ...... تمہارا علاج اور تمہاری دیکھ بھال اور دیگر اخراجات اب میرے ذمے ہیں اور تم دیکھو گی کہ میں کس طرح انہیں احسن طریقے سے پورا کرتا ہوں۔"

اس موقع پر اقلیما بے چاری فردیلہ سے کچھ کہنا چاہتی تھی پر فردیلہ نے فوراً شوران اور عشیرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں ذرا باہر جاتا ہوں ...... میری غیر موجودگی میں تم دونوں ماں بیٹی مل کر اقلیما کا لباس تبدیل کرو۔"

اس کے ساتھ ہی فردیلہ اس کمرے سے نکل گیا تھا جب کہ شوران اور عشیرہ دونوں مل کر اقلیما کا لباس تبدیل کرنے لگی تھیں۔

*...... *

Marfat.com

فرانس کے حکمران پلپین نے بہت جلد ایک بہت بڑا اور جرار لشکر تیار کیا جو ہسپانیہ کے اندر مسلمانوں کے مجموعی لشکر سے بھی کئی گنا زیادہ تھا پھر پلپین حرکت میں آیا اس کا ارادہ تھا کہ سب سے پہلے مسلمانوں سے جنوبی فرانس کے علاقے باجگوار کرائے۔ اس کے بعد ہسپانیہ پر حملہ آور ہو کر مسلمانوں کو وہاں سے نکل جانے پر مجبور کر دے۔ موسیٰ بن نصیر نے چونکہ جنوبی فرانس میں اربونہ شہر کو اپنا مرکز قرار دیا تھا اور یہاں اس نے اپنے لشکر کا ایک حصہ رسد اور کمک کا رکھا تھا تا کہ بوقت ضرورت وہاں سے کمک اور رسد حاصل کی جا سکے۔

پلپین نے یہ فیصلہ کیا کہ سب سے پہلے اربونہ شہر پر ہی ضرب لگائی جائے اور اربونہ کو فتح کرنے کے بعد پھر دوسری سمت رخ کیا جائے۔ اس مقصد کے تحت پلپین برق رفتاری سے اپنے لشکر کے ساتھ اپنے ہی شہر اربونہ کی طرف بڑھا اور اربونہ شہر میں مسلمانوں کا جو محافظ لشکر تھا اس نے شہر پناہ کے دروازے بند کر دیئے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے پلپین نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ شہر کے چاروں طرف دور دور تک جہاں تک نگاہ کام کرتی اس کا لشکر پھیلا ہوا تھا جب کہ چھوٹا سا مسلمانوں کا لشکر جو اربونہ میں مقیم تھا وہ بڑی جان فشانی اور بڑی تندہی سے شہر پناہ کی فصیل پر بنے ہوئے برجوں میں رہ کر پلپین کے لشکروں کو فصیل پر چڑھنے کا موقع فراہم نہ کر رہا تھا۔

مسلمان مخبروں نے موسیٰ بن نصیر کو پلپین کی طرف سے اربونہ کے محاصرہ کی اطلاع دی۔ موسیٰ بن نصیر نے اسی وقت تیز رفتار قاصد خلیج بسکے کی طرف روانہ کیے اور طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کو اس صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے حکم دیا کہ اپنے اپنے لشکر کے ساتھ اربونہ شہر کا رخ کریں جب کہ خود موسیٰ بن نصیر بھی اربونہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنے لشکریوں کے ساتھ راستے ہی میں موسیٰ بن

Marfat.com

نصیر سے آن ملے تھے۔ لہٰذا یہ متحد لشکر بڑی تیزی سے اربونہ شہر کی طرف بڑھا تھا۔ جب وہ شہر کے قریب آئے تو انہوں نے دیکھا شہر کے باہر دور دور تک چاروں طرف فرانسیسیوں کا لشکر پھیلا ہوا تھا اور انہوں نے شہر کا بری طرح محاصرہ کر رکھا تھا۔ موسیٰ بن نصیر نے جب شہر کے شمالی حصے میں ایک کوہستانی سلسلے پر اپنا پڑاؤ کیا تو اس کا ایک مخبر اس کے پاس آیا۔ اس وقت طارق بن زیاد اور طریف بن مالک بھی اس کے پاس کھڑے ہوئے تھے اور وہ مخبر موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اے امیر! بمشکل سے بھیس بدل کر اربونہ شہر سے نکلا ہوں۔ فرانسیسیوں نے اس شہر کا محاصرہ کر رکھا ہے اور اگر دو ایک روز تک محاصرہ کو نہ توڑا گیا تو شہر کے اندر ہمارا جو لشکر ہے اس کے پاس خوراک کا ذخیرہ بالکل ختم ہو جائے گا۔ لہٰذا وہ فرانسیسیوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو جائیں گے اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو شہر کے اندر جس قدر ہمارے لشکری محصور ہیں یہ فرانسیسی ان سب کا قتل عام کر کے رکھ دیں گے۔''

موسیٰ بن نصیر نے اس مخبر کا شکریہ ادا کیا اور اسے آرام کرنے کا مشورہ دیا۔ جب وہ مخبر چلا گیا تب موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اے میرے دونوں عزیزو، میرے رفیقو! تم دیکھتے ہو کہ اربونہ شہر کے چاروں طرف دور تک فرانسیسی لشکر پھیلا ہوا ہے۔ یہ فرانس کا حکمران پلپین ہمارے مقابلے میں ایک ایسا لشکر لے کر آیا ہے جو ہم سے بہتر مسلح ہونے کے علاوہ ہمارے مجموعی لشکر سے بھی کئی گنا بڑا ہے۔ اب بتاؤ اس صورت حال میں ہمیں سب سے پہلا قدم کیا اٹھانا چاہیے۔''

موسیٰ بن نصیر کے اس استفسار پر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک تھوڑی دیر تک اپنی گردن جھکائے کچھ سوچتے رہے پھر طارق بن زیاد نے بڑے غور سے موسیٰ بن نصیر کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''اے امیر! اس سلسلہ میں میری رائے یہ ہے کہ ہم تینوں میں سے کسی ایک کو لشکر کے ایک حصے کے ساتھ رسد اور خوراک کا یہ سامان لے کر اربونہ شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ شہر کے اندر جو ہمارا لشکر محصور ہے اسے بروقت خوراک اور رسد کا سامان مل سکے اور وہ ان فرانسیسیوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور نہ ہو جائے ہم تینوں میں سے جو بھی اربونہ شہر میں داخل ہو وہ وہیں رہ کر دشمن کا مقابلہ کرتا رہے اور اسے فصیل پر چڑھنے نہ دے اور ہم میں سے جو دو شہر سے باہر رہیں وہ لگاتار مختلف انداز میں کبھی دن

Marfat.com

اور کبھی رات کے وقت شب خون کی صورت ان فرانسیسیوں پر حملہ آور ہوتے رہیں اور مجھے امید ہے کہ ہم اگر لگاتار شہر کی طرف سے اور باہر سے دشمن پر دو طرفہ حملے کرتے رہے تو اس طرح ہم ان فرانسیسیوں کو نہ صرف یہ کہ ہم شکست دینے میں کامیاب ہو سکتے ہیں بلکہ انہیں اربونہ سے بھاگ جانے پر بھی مجبور کر سکتے ہیں۔"

طارق بن زیاد کا یہ جواب سن کر موسیٰ بن نصیر اور طریف بن مالک دونوں کے چہروں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر قبل اس کے کہ موسیٰ بن نصیر کچھ کہتا طریف بن مالک نے بولتے ہوئے کہا۔

"اے امیر! میں اپنے بھائی، اپنے رفیق ابن زیاد کی اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔"

طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر موسیٰ بن نصیر کے چہرے پر مسکراہٹ اور گہری ہو گئی تھی پھر اس نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"سنو میرے دونوں عزیزو! میں تمہاری تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ اب ہمارا لائحہ عمل یہ ہو گا کہ تھوڑی دیر تک ہم فرانسیسی لشکر پر حملہ آور ہوں گے اور حملے کی ابتدا ہم شہر کے شرقی دروازے سے کریں گے۔ میں اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ درمیان میں رہوں گا۔ میرے دائیں اور بائیں تم دونوں اپنے لشکر کے ساتھ دشمن پر حملہ آور ہو گے۔ یہ حملہ ہم تینوں مل کر پوری طاقت اور قوت کے ساتھ کریں گے۔ میں اپنے ساتھ اربونہ میں محصور اپنے لشکر کے لئے رسد اور خوراک کا ذخیرہ بھی لوں گا۔ میری کوشش یہ ہو گی کہ درمیانی حصے میں حملہ آور ہوتے ہوئے دشمن کے لشکر کے بیچ و بیچ آگے بڑھوں اور تم دونوں کی کوشش یہ ہو گی دائیں بائیں سے پوری قوت کے ساتھ حملہ آور ہو اور دشمن کو مجھ پر حملہ آور ہونے کے کم سے کم مواقع فراہم کرو اور اسے مجھ سے دور رکھنے کی کوشش کرو اس طرح میں دشمن کے اندر آگے بڑھتے ہوئے شہر کے غربی دروازے پر نمودار ہوں گا۔ اس سے پہلے میں اپنے مخبروں کے ذریعے شہر میں اپنے محصور لشکر کو مطلع کر دوں گا کہ میں ان کے لئے رسد اور خوراک کے ساتھ شہر میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا۔ جب وہ مجھے شہر کے دروازے پر دیکھیں گے تو شہر کا دروازہ کھول دیں گے۔ اس طرح میں اپنے لشکر کے ساتھ خوراک کا سامان لے کر شہر میں داخل ہوں گا اور شہر کے دروازے بند کرنے کے بعد میں شہر کے اندر محصور رہ کر دشمن کا مقابلہ کروں گا۔ جب کہ تم دونوں باہر سے دشمن پر مختلف سمتوں سے حملہ آور ہوتے رہنا اس طرح ہم مل کر فرانسیسیوں کو شکست دینے اور بھاگ

Marfat.com

جانے پر مجبور کر دیں گے۔"

اس گفتگو کے بعد تینوں مل کر فرانسیسیوں پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگے تھے۔

اپنے لشکر کو مناسب طور پر ترتیب دینے اور اربونہ شہر میں محصور اپنے لشکر کے لئے سامان رسد تیار کرنے کے بعد موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"سنو میرے رازدارو! میں اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ سامان رسد لے کر اربونہ شہر میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا اور اس داخلے میں تم میری مدد کرو گے۔ جب میں شہر میں داخل ہو جاؤں گا تو اس کے بعد ہمارا لائحہ عمل یہ ہو گا کہ شہر کا محاصرہ کرنے والے فرانسیسی لشکر پر تم شہر سے باہر دونوں مختلف سمتوں سے یا اگر تم چاہو تو اکٹھے ہی حملہ آور ہونے کی کوشش کرنا۔ جس سمت سے بھی تم حملہ آور ہو گے ظاہر ہے کہ فرانسیسی شہر کی طرف پشت کر کے تمہارے ساتھ جوابی جنگ کرنے کی کوشش کریں گے۔ ایسی صورت میں فصیل کے اوپر سے میں ان پر ایسی تیر اندازی کروں گا کہ انہیں بوکھلا کر رکھ دوں گا۔ اس طرح اگر ہم نے لگاتار فرانسیسیوں کو ان دو طرفہ حملوں میں مصروف رکھا تو وہ زیادہ دن ہمارے سامنے ٹھہر نہ سکیں گے اور یہاں سے بھاگنے پر مجبور ہو جائیں گے۔"

موسیٰ بن نصیر کی اس گفتگو کے جواب میں طارق بن زیاد کہنے لگا۔ "اے امیر! آپ بے فکر رہیں۔ اربونہ شہر سے باہر مجھے امید ہے فرانسیسی ہمارے سامنے زیادہ دیر نہ ٹھہر سکیں گے۔ میں اور طریف بن مالک فرانسیسی لشکر پر مختلف سمتوں سے حملہ آور ہوا کریں گے۔ شمال کی طرف میں خود اور جنوب کی طرف سے طریف بن مالک حملہ آور ہو گا جب کہ آپ بھی اربونہ شہر میں داخل ہونے کے بعد شہر کے اندر جو ہمارا لشکر محصور ہے اس کو اپنے ساتھ ملا کر پورے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر لیجئے گا ایک حصے کو شہر پناہ کے جنوبی حصے پر اور دوسرے کو شمالی حصے پر تیر اندازی کے لئے بٹھا دیجئے گا اور جوں ہی دشمن پلٹ کر ہم دونوں پر حملہ آور ہو گا تو آپ ان کی پشت کی طرف سے تیر اندازی شروع کرا دیجئے گا۔ اس طرح فرانسیسی دنوں میں نہیں بلکہ ساعتوں میں بوکھلا کر رہ جائیں گے اور وہ اس شہر کا محاصرہ اٹھا لینے اور یہاں سے بھاگنے پر مجبور ہو جائیں گے۔"

جواب میں موسیٰ بن نصیر کہنے لگا۔ "اے ابن زیاد! میں تمہاری اس تجویز سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔ اب جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے میں اپنے لشکر کو مخاطب کر کے کچھ کہنا

Marfat.com

چاہتا ہوں۔"

طریف بن مالک اور طارق بن زیاد نے موسیٰ بن نصیر کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر موسیٰ بن نصیر کوہستانی سلسلے کی ایک بلند چٹان پر کھڑا ہو گیا اور نیچے وادی میں اپنے پھیلے ہوئے لشکر کو بلند آواز میں اس نے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"سنو میری ملت کے جوانو! یہ اربونہ شہر کے چاروں طرف فرانسیسی صلیبیں اٹھائے ذلت کے دیوتا اور موت کے عفریت بنے تمہارے سامنے کھڑے ہیں ان کی صلیب کے پھیلے بازوؤں کو لہولہو کر کے رکھ دینا۔ صبح کے سورج اور مثل عام تندخو کی طرح کچھ ایسے انداز میں حملہ آور ہونا کہ ان کی بے تکی گفتگو پر صداقت اور شرافت ان کے فتح کے گیتوں پر دیانت اور امانت کے غلاف چڑھا کر رکھ دینا۔

سنو میرے بے لوث مجاہدو! اپنے لہو کا صدقہ دیتے ہوئے ملت کی حقوق کی آگہی رکھتے ہوئے نور کے بہتے سنتے لوٹاتے ہوئے روحوں کے ایوان سجاتے آدمیت کی اوج کھڑی کرتے اور انسانیت کی لاانتہاہی بلندیوں کو استوار کرتے ہوئے اربونہ شہر سے باہر پھیلے ہوئے فرانسیسیوں کی تدبیر کے فولاد کو ایک سراب اور ایک بیکار تمنا میں تبدیل کر کے رکھ دینا۔ ان کے سرود آتش کو موت کے شکنجوں میں جکڑتے ہوئے اپنی فتح، اپنی خوشحالی کے گیت گاتے چلے جانا۔ سنو میرے ساتھیو! نئی صفوں کے بیچ و بیچ قطاروں کے درمیان کچھ اس طرح آگے بڑھنا جیسے بے روک آندھیاں اور نہ تھمنے والے طوفان جنگ کے اندر ہر چیز کو چیرتے ہوئے آگے نکل جاتے ہیں۔ بس میں تم سے یہی کہنا چاہتا تھا اب تھوڑی دیر بعد دشمن پر حملہ کی ابتدا کی جائے گی اور مجھے امید ہے ہم ان فرانسیسیوں کو بہت جلد اربونہ شہر سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے۔"

اس کے بعد فرانسیسیوں پر حملے کی ابتدا کی گئی تھی۔ سب سے پہلے موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے ساتھ اربونہ شہر کے مغربی دروازے کی طرف عین سیدھ میں کروٹیں لیتے طوفان دوزخ کی لپٹوں، رقص کرتی فضا اور تباہی کے قاصد کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ اس کے اس خوفناک حملے نے ہر چیز کو ششدر، ویران و حیران کر دیا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے ہر شے سانس روکے محو تماشا ہو گئی ہو۔ موسیٰ بن نصیر بڑی بے خوفی اور بڑی بے باکی کے ساتھ گھور ویران اندھیرے میں چمکنے والے جگنو کی طرح اپنے لشکروں کے ساتھ حملہ آور ہوا تھا۔ اپنے سامنے آنے والے فرانسیسیوں کی حالت اس نے ساکت لہروں، ملگجی راہوں اور پریشان نغموں جیسی کرنی شروع کر دی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے موسیٰ بن نصیر اور اس کے تحت کام

Marfat.com

کرنے والے لشکری شب کو تیرگی بخشنے والے اور دن کو تابناکی کرنے والے جذبوں کے ساتھ وقت کے شعور کو مہر بلب کر دینے کا عزم کر چکے ہوں۔

موسیٰ بن نصیر کے حملہ آور ہونے کے بعد اس کے دائیں طرف سے طارق بن زیاد فرانسیسیوں کے چٹانوں پر عکس زریں، پھیلتے فروزاں اور درخشاں جذبوں، صداقتوں، سطوتوں، شعاعوں کے ماورائی سفر، زندگی کی آخری شب اور نئی شمشیر برہنہ کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ دشمن کے دلوں کی دھڑکنوں پر اس نے لہو کی تمتماتی سرخی اور ان مٹ نقوش رقم کرنے شروع کر دیئے تھے۔ تاریخ کا قرض چکاتے ہوئے طارق بن زیاد دشمن کے اندر خبیث انسان پر ضربیں لگاتے ہوئے صدیوں کا حساب چکانے لگا تھا۔ وہ اپنے سامنے فرانسیسیوں کے جسموں کے چیتھڑے اڑاتے ہوئے صف در صف اور قطار در قطار دشمن کے پرچموں اور صلیبوں کو خون آلود کرنے لگا تھا۔

تیسری طرف طریف بن مالک، موسیٰ بن نصیر کے بائیں طرف رہ کر تیزی سے پھیلتے بنجر پن منعکس کرتی ہوئی سرخ کرنوں، قیامت کی رات، اندھیرے کی بکل سے اٹھنے والے قہر بھرے جھکڑوں، وقت کے ماتھے پر چنگھاڑتے لہو کے بادلوں کی طرح اپنے سامنے آنے والے فرانسیسیوں پر ٹوٹ پڑا تھا اور انہیں ان کی جرأت اور دلیری سے عاری اور صلیب و علم سے خالی کرنے لگا تھا۔ طریف بن مالک کے ان تیز اور خون آلود حملوں سے فرانسیسیوں کی حالت بڑی تیزی سے ریوڑ سے بچھڑنے والے میمنے، تلخ حقیقتوں کے گہرے زخموں، لحد میں اترتی شب کی مغربیت جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ وہ بڑی برق رفتاری سے سمندر کے متلاطم، خون کے اٹھتے جوار اور جنگ کے عقاب کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے فرانسیسیوں پر لٹتے ہوئے نگر کی اداسی طاری کرنے لگا تھا۔

فرانسیسیوں نے چاروں طرف سے اڈکر اپنی پوری کوشش کی کہ مسلمانوں کے اس حملے کو ناکام بنا دیں لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنے لشکروں کے ساتھ اپنی جانوں پر کھیلتے ہوئے دشمن کو موسیٰ بن نصیر سے دور ہٹاتے چلے جا رہے تھے جب کہ خود موسیٰ بن نصیر اپنے سامنے آنے والے فرانسیسیوں کو روندتا ہوا بڑی تیزی سے اربونہ شہر کے مغربی دروازے کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ دوسری طرف شہر کے اوپر پھیلے ہوئے مسلمان محافظوں نے بھی دیکھ لیا تھا کہ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک فرانسیسیوں کو پیچھے ہٹاتے جا رہے ہیں جب کہ موسیٰ بن نصیر رسد کا سامان لے کر شہر کے دروازے کی طرف بڑھ رہا ہے اور جوں ہی مار دھاڑ کرتے ہوئے موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر

Marfat.com

کے حصے کے ساتھ سامانِ رسد لے کر شہر کے مغربی دروازے پر پہنچا، شہر کے محافظوں نے دروازہ کھول دیا اس طرح موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کو لے کر رسد کے سامان کے ساتھ بحفاظت اربونہ شہر میں داخل ہو گیا تھا جب کہ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک لڑتے لڑتے اور پیچھے ہٹتے ہوئے پھر اس کوہستانی سلسلے کی چوٹی پر چلے گئے تھے جہاں انہوں نے اپنا پڑاؤ لگا رکھا تھا۔

اس مختصر سی جنگ میں فرانسیسیوں کا کافی نقصان ہو گیا تھا اور ان کے ہزاروں لشکری جنگ میں کام آ گئے تھے۔ چاروں طرف لاشیں ہی لاشیں بکھری دکھائی دیتی تھیں۔ دوسری طرف شہر میں داخل ہونے کے بعد موسیٰ بن نصیر بڑی برق رفتاری سے حرکت میں آیا۔ شہر والوں کو رسد کا سامان مہیا کرنے کے بعد اس نے شہر کے اندر جو پہلے سے لشکر محصور تھا اسے اپنے ساتھ ملا کر اس نے سارے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور انہیں ضروری ہدایات جاری کرنے کے بعد ایک حصے کو فصیل کے شمالی حصے پر اور ایک کو جنوبی حصے پر مقرر کر دیا تھا اور ان کے پاس تیروں کے اس نے ڈھیر لگا کر رکھ دیئے تھے۔ دوسری طرف طارق بن زیاد اور طریف بن مالک بھی کوہستانی سلسلے میں کھڑے ہو کر موسیٰ بن نصیر کی ان تیاریوں کو دیکھ چکے تھے لہٰذا وہ اپنے پڑاؤ سے نکلے، طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ شہر کے شمالی حصے کی طرف اور طریف بن مالک جنوبی حصے کی طرف چلا گیا تھا۔

فرانسیسی لشکر کے اندر ابھی تک افراتفری پھیلی ہوئی تھی اور وہ خوفزدہ سے ہو کر میدان کے اندر پھیلی ہوئی لاشوں کو سنبھال رہے تھے عین اسی وقت چنگاڑتے طوفانوں کی طرح طارق بن زیاد نے شمال اور طریف بن مالک نے جنوب کی طرف سے فرانسیسیوں پر حملہ کر دیا تھا اور یہ حملے ایسے خوفناک تھے کہ انہوں نے اپنے سامنے فرانسیسیوں کی لاشوں کے ڈھیر لگانے شروع کر دیئے تھے پھر زوردار حملے کرنے کے بعد طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے لڑتے لڑتے سوچی سمجھی تدبیر کے تحت پیچھے ہٹنا شروع کر دیا تھا۔ اس موقع پر فرانسیسیوں نے چاروں طرف سے سمٹ کر شمال اور جنوب میں طارق بن زیاد اور طریف بن مالک پر حملہ کر دیا تھا۔ عین اسی وقت فصیل کے اوپر سے طوفانوں اور آندھیوں کی طرح موسیٰ بن نصیر حرکت میں آیا اور اس کے حکم پر اس کے لشکریوں نے فرانسیسیوں پر ایسی زوردار اور تیز تیراندازی کی کہ ہزاروں فرانسیسی چھلنی ہو کر موت کے گھاٹ اتر گئے اور شہر کے باہر چاروں طرف ان کی لاشیں ہی لاشیں دکھائی دینے لگی تھیں۔

اپنے لشکر کی یہ حالت دیکھتے ہوئے فرانس کے حکمران پلپین نے اپنے لشکر کو شہر کے

Marfat.com

چاروں طرف سے سمٹ کر شہر کے شرقی حصے میں جمع کر لیا تھا۔ شاید وہ خیال کرتا تھا کہ شہر کے شرقی حصے میں پڑاؤ کر کے وہ اپنے لشکر کو محفوظ کر لے گا لیکن اس موقع پر موسیٰ بن نصیر کچھ اور فیصلہ کر چکا تھا وہ شہر کا غربی دروازہ کھول کر اپنے لشکر کے ساتھ باہر نکلا۔ جنوب کی طرف سے طریف بن مالک اور شمال کی طرف سے طارق بن زیاد کو بھی اب موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے ساتھ فرانس سے سیدھا مغرب کو بڑھ گیا۔

خلیج بسکے یہاں شرقاً غرباً پھیلی ہوئی تھی اور وہ زمین بشکنس سے ہوتا ہوا اشتوراس جا پہنچا پھر صوبہ جلیقہ میں داخل ہوا اس صوبہ میں ایک شہر کو لشکر کا صدر مقام بنا کر وہاں سے مختلف سمتوں کو دستے روانہ کیے ان دستوں نے خلیج بسکے کے کنارے صخرہ بالائی کے پہاڑی مقام اور اس کے جنوبی گوشے پر پرتگال کے مشہور شہر بسطہ اور دیگر بہت سے شہروں اور قصبوں پر قبضہ کر لیا تھا۔

اس مہم کے دوران موسیٰ بن نصیر کا لشکر جہاں جہاں بھی پہنچا ہسپانیہ کے لوگوں نے اطاعت قبول کر لی۔ جن شہروں کو لوگوں نے خود خالی کر دیا وہاں عرب اور بربر آباد کر دیئے۔ بے شمار مال غنیمت حاصل ہوا۔ اکثر شہروں کے باشندوں نے جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی۔ اس طرح اندلس کے شمال مغربی علاقے کا ایک بڑا حصہ زیر تسلط آ گیا اور وہاں مسلمانوں کے اثرات قائم ہو گئے تھے۔

❖

ابھی یہ مہم ادھوری ہی تھی۔ خلیفہ ولید کا دوسرا قاصد ابونصر ہسپانیہ آ پہنچا اسے موسیٰ بن نصیر سے ملنے کے لئے لک شہر پہنچنا پڑا۔ اتفاق سے موسیٰ اس وقت ایک خچر پر سوار ہو کر کہیں جا رہا تھا کہ ابونصر نے آگے بڑھ کر خچر کی لگام پکڑ لی اور خلیفہ کا فرمان موسیٰ بن نصیر کو پیش کیا جس میں فوراً دمشق پہنچنے کے احکامات درج تھے۔ اب تاخیر کرنا ناممکن تھا لہٰذا موسیٰ نے واپسی کا فیصلہ کر لیا تھا۔

ایک کوہستانی درے میں موسیٰ بن نصیر نے اپنے لشکر کو جمع کیا پھر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کو اس نے اپنے پاس طلب کیا جب یہ دونوں سردار موسیٰ بن نصیر کے سامنے آئے تو موسیٰ بن نصیر نے پہلے ان دونوں کو خلیفہ ولید کا خط پڑھنے کے لئے دیا۔

جب وہ دونوں خط پڑھ چکے تب موسیٰ نے انہیں مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"سنو میرے دونوں رازدانو! خلیفہ نے مجھے اور طارق بن زیاد دونوں کو دمشق طلب کر لیا ہے اور مجھے اس نے یہ بھی اجازت دی ہے کہ میں اپنی طرف سے سپین پر کسی کو حاکم

Marfat.com

مقرر کر دوں اور حاکم کی اس تقرری میں خلیفہ ولید بن عبدالملک نے طریف بن مالک کا نام سرفہرست پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ میں طریف بن مالک کو ہسپانیہ کا حاکم مقرر کروں۔ لہٰذا اے طریف بن مالک! اب ہم اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے ٹولیڈو شہر کی طرف جائیں گے۔ وہاں تمہاری ہسپانیہ کے اندر حاکمیت کا اعلان کرنے کے بعد میں اور طارق دمشق کی طرف کوچ کر جائیں گے۔" موسیٰ بن نصیر کی یہ گفتگو سن کر طریف بن مالک تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔

"اے امیر! میں خلیفہ ولید بن عبدالملک کا خط پڑھ چکا ہوں۔ میں ان کا ممنون اور شکر گزار ہوں کہ مجھے انہوں نے اس قابل سمجھا کہ مجھے ہسپانیہ کا حاکم بنانے کی تجویز انہوں نے پیش کی۔ پر اے امیر! اس خط میں میرے لئے حکم نہیں ہے کہ مجھے ہی ہسپانیہ کا حکمران بنایا جائے بلکہ یہ معاملہ زیادہ تر آپ کی صوابدید پر چھوڑا گیا ہے لہٰذا اے امیر! میں اس پیش کش کو قبول نہیں کرتا۔ میں ہسپانیہ کا امیر اور حکمران نہیں بننا چاہتا، میری طرف سے آپ کو اجازت ہے جسے آپ چاہیں ان علاقوں کا امیر مقرر کر دیں۔ یہاں سے واپسی کے بعد میں چند یوم تک ٹولیڈو شہر میں قیام کروں گا اس کے بعد میں قادس شہر کی طرف جاؤں گا۔ وہاں میں اقلیما سے شادی کرنے کے بعد افریقہ کا رخ کروں گا اور اپنی باقی ماندہ زندگی ایک عام شہری کی حیثیت سے اپنی بیوی اقلیما کے ساتھ طنجہ شہر میں گزار دوں گا۔"

طریف بن مالک کا یہ جواب سن کر موسیٰ بن نصیر تھوڑی دیر تک بڑے غور و انہماک سے طریف بن مالک کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ پوچھنے لگا۔

"اے ابن مالک! کیا تم اپنی گفتگو میں سنجیدہ ہو اور کیا تمہارا یہ جواب آخری اور حتمی ہے......؟"

اس پر طریف بن مالک نے بڑی سنجیدگی میں موسیٰ بن نصیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے امیر! آپ جانتے ہیں میں نے کبھی بھی غیر سنجیدہ گفتگو نہیں کی۔ میں ہسپانیہ کا حکمران بننے سے دست بردار ہوتا ہوں۔ میری طرف سے جسے چاہیں حاکم مقرر کر دیں مجھے کوئی اعتراض اور شکوہ نہ ہوگا۔"

طریف بن مالک کا یہ جواب سن کر موسیٰ بن نصیر تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے اپنے لشکر کو اس کوہستانی درے سے کوچ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

موسیٰ کی حسرت دل میں ہی رہ گئی کہ اس موقع پر سارا اندلس بڑی آسانی سے فتح ہو سکتا تھا کیونکہ موسیٰ، طارق اور طریف بن مالک نے ایسی دہشت پھیلا دی تھی کہ

Marfat.com

ہسپانویوں کے لوگوں میں جنگ کا حوصلہ نہ رہا تھا۔ دوسرے یہ کہ ہسپانوی عوام مسلمانوں کی نرم پالیسی کی وجہ سے حسن ظن سے کام لینے لگے تھے لیکن خلیفہ کا حکم سخت تھا اسے سب کچھ چھوڑ کر جانا پڑا۔ موسیٰ کے ہسپانیہ سے رخصت ہوتے وقت بسکے کے علاقے اور دور افتادہ پہاڑی علاقوں کے سوا باقی تمام ہسپانیہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔

خلیفہ ولید بن عبدالملک کو دمشق میں بیٹھے ہوئے وہ احساس اور موقع کی ضرورتوں کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا جو یہاں کے حکام کو تھا۔ ان حکام کی بڑھتی ہوئی طاقت سے اسے یہ بھی اندازہ ہوتا ہو گا کہ یہ زیادہ دیر تک دارالخلافہ سے باہر رہ کر خودمختاری خیال کرنے لگیں۔ اگر اس وقت جلد بازی نہ کی جاتی تو سارا سپین مسلمانوں کے ہاتھ آ جاتا اور تاریخ کے اوراق اور طرح کے ہوتے اور یورپ کی سلطنتوں کا نقشہ بھی آج مختلف ہوتا۔

بہرحل خلیفہ ولید بن عبدالملک کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے موسیٰ بن نصیر سپین کے شمال مغربی علاقوں سے مرکزی شہر ٹولیڈو میں واپس آیا۔ یہاں اس نے مال غنیمت کا انبار یکجا کیا پھر یہاں سے سب لوگ اشبیلیہ پہنچے اور واپسی کے انتظام کرنے لگے تھے۔ اشبیلیہ سمندر کے قریبی شہروں میں سب سے زیادہ مستحکم تھا۔ یہاں سے افریقہ تک رسد و رسائل کے ذرائع بھی آسان تھے چنانچہ اس شہر کو مسلمانوں نے ہسپانیہ کا دارالسلطنت قرار دیا۔ موسیٰ کا بڑا لڑکا عبدالعزیز پہلے سے اشبیلیہ کے حکمران کے طور پر کام کر رہا تھا۔ طارق بن زیاد چونکہ موسیٰ کے ساتھ خلیفہ کے حکم کے تحت دمشق روانہ ہونے والا تھا اور طریف بن مالک نے ہسپانیہ کا حکمران بننے سے انکار کر دیا تھا لہٰذا موسیٰ بن نصیر اپنے بیٹے عبدالعزیز کو ہسپانیہ کا حاکم مقرر کرنے کے بعد وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

❖

ہسپانیہ سے افریقہ پہنچنے پر موسیٰ نے سبتہ کے حکمران کاؤنٹ جولین کو صوبہ سبتہ اور اس کے ملحقہ علاقوں کا حکمران برقرار رکھا وہ عیسائی مذہب پر ہی قائم رہا۔ اسے مسلمانوں کی مدد سے اپنے جذبہ انتقام کو پورا کرنے کا موقع بھی مل گیا تھا۔ اس پر وہ ٹھنڈے دل کے ساتھ زندگی بھر سبتہ کا حکمران رہا۔ بلکہ اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد نسل در نسل اس صوبہ کی حکمران رہی۔ اس کی اولاد عیسائی ہی رہی البتہ اسلامی معاشرت ان کے ہاں ایک فیشن بن چکا تھا۔ اسلام کے سادہ اصول بہرحال ہر انسان کو متاثر کر رہے تھے اس کے تحت اس کے پوتوں اور پڑپوتوں سے یہ خاندان اپنی خوشی سے مسلمان ہو گیا۔ چوتھی صدی ہجری میں اس کی نسل کے ایک خاندان کا ایک فرد بلند علمی شہرت کو پہنچا۔ اس مایہ ناز

Marfat.com

بزرگ کا نام ابو سلیمان ایوب تھا۔

اسلامی اصولوں کے مطابق ایک حصہ مال غنیمت لڑنے والے سپاہیوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ دولت اتنی تھی کہ اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی تھی۔ عام سپاہی کو کلیسا کے قیمتی ظروف اور زیورات اتنے ہاتھ لگے تھے کہ ان اشیاء کو وہ یہودیوں کے ہاتھ سستے داموں بیچ کر بھی مالا مال ہو گئے۔ یہ مسلمان سپاہی اب اندلس میں ہی سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ یہودیوں کو بھی اتنا مال دار بنا دیا کہ وہ تمام یورپ کی اقتصادیات پر چھا گئے۔ مال غنیمت کا جو حصہ موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد اپنے ساتھ لے کر دمشق کی طرف روانہ ہوئے تھے اس کی تفصیل بتانا دشوار ہے۔ بیس ہزار لونڈی غلام تھے۔ بیس گاڑیوں پر سونا، جوہرات اور قربان گاہوں کے زیورات مائدہ سلیمان، تخت سلیمان، کئی اور قیمتی جواہرات کی میزیں چھکڑوں پر لدی ہوئی تھیں۔ اس کے علاوہ قطار در قطار اونٹوں پر چھینا ہوا فوجی اسلحہ جواہرات اور دیگر قیمتی سامان تھا۔ اس کے علاوہ اس مال غنیمت میں طلائی اور قیمتی جواہرات کے تاج بھی شامل تھے۔

افریقہ پہنچنے کے بعد موسیٰ بن نصیر نے احکام جاری کر دیئے تھے کہ جلوس تیزی کے ساتھ چلتا رہے اور جہاں جہاں سے یہ کارواں گزرے اس علاقے کے لوگ پیشوائی اور جلوس کی رونق کو دوبالا کرنے کے لئے کچھ دور تک ساتھ چلیں۔ یہ مال غنیمت اندلس کے جہازوں پر لاد کر طنجہ لایا گیا تھا۔ یہ کارواں ذوالحجہ کی آخری تاریخوں میں قیروان آ گیا موسیٰ اپنے قصر الماس میں پہنچا اور یہاں جشن فتح منعقد کیا۔ افریقہ کے رؤسا، امراء اور ممتاز عہدے داروں نے موسیٰ کی خدمت میں حاضری دی۔ موسیٰ کا لڑکا مروان مغرب اقصیٰ کا گورنر تھا اور وہ بھی وہاں سے چل کر قیروان پہنچا۔ موسیٰ نے حاضرین سے مجلس میں غنیمت کے انبار اور تحائف بھی تقسیم کیے۔

قیروان شہر سے مال غنیمت ایک سو چودہ اونٹوں اور ایک سو تیس چھکڑوں میں لادا گیا۔ اس کے بعد دمشق کی طرف روانگی شروع ہوئی تھی موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد جہاں جہاں سے گزرتے، لوگ خوشی کے نعرے لگاتے موسیٰ اور طارق راستہ بھر لوگوں میں انعام تقسیم کرتے جاتے بہت سے عرب اور بربر شہر فاران کے ساتھ جا رہے تھے۔ بحیرہ روم مغرب اقصیٰ اور اندلس کے مختلف خود مختار حکمران جو اسیر کیے گئے تھے وہ بھی شریک سفر تھے۔

جب یہ قافلہ قاہرہ پہنچا تو تماشائیوں کے ہجوم سے راستہ بند ہو گیا۔ بہرحال موسیٰ اور

Marfat.com

طارق سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوئے اور خداوند کے حضور شکرانے کے نفل ادا کیے۔ پھر روؤسائے مصر کو تحائف کی تقسیم کی۔ مصر سے یہ قافلہ فلسطین میں داخل ہوا اور یہاں سے دمشق کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ موسیٰ ابھی شام کی سرحدوں پر ہی پہنچا تھا کہ خلیفہ ولید بن مالملک کے بھائی سلیمان بن عبدالملک کا ایک تیز رو قاصد اس کے پاس یہ پیغام لے کر پہنچا کہ اس کا بھائی اور خلیفہ وقت ولید بستر مرگ پر ہے۔ لہٰذا تم دمشق میں پہنچنے کے لئے اجلت نہ کرو بلکہ سست رفتاری سے دمشق کی طرف پیش قدمی کرو۔ سلیمان نے یہ پیغام موسیٰ بن نصیر اور طارق کو اس لئے پہنچایا تھا کہ خلیفہ ولید کے بعد سلیمان تخت پر بیٹھنے والا تھا اس لئے وہ چاہتا تھا کہ جو مال و دولت اور جواہرات اندلس سے پہنچنے والے ہیں وہ اس کے بھائی ولید کی موت کے بعد اور اس کے خلیفہ ہونے کے وقت دمشق میں اس کے سامنے پیش کیے جائیں۔ اس لئے اس نے موسیٰ کو ہدایت کی تھی کہ وہ اس کی تخت نشینی کا انتظار کرے۔

دوسری طرف خلیفہ ولید کی طرف سے بھی ایک قاصد موسیٰ بن نصیر اور طارق کے پاس پہنچا اور یہ قاصد ولید کا یہ پیغام لے کر پہنچا کہ وہ اپنی رفتار تیز کر دیں اور جلد از جلد دمشق پہنچنے کی کوشش کریں تا کہ خلیفہ ولید مرنے سے پہلے ان دونوں کو دیکھ سکے۔ اس دشوار اور عجیب صورتحال میں موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد نے آپس میں مشورہ کیا پھر دونوں نے یہ طے پایا کہ ہمیں خلیفہ ولید بن عبالملک کے حکم کا اتباع کرنا چاہیے اور سلیمان کی ہدایت نظر انداز کرتے ہوئے تیزی سے دمشق کا رخ کرنا چاہیے تا کہ وہ خلیفہ ولید کی زندگی ہی میں دمشق پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں۔ آخر کار وہ دونوں بڑی تیزی سے دمشق کی طرف روانہ ہو گئے۔ چونکہ وہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کی زندگی ہی میں فروری سات سو پندرہ عیسوی کو اپنے کاروں کے ساتھ دمشق شہر میں داخل ہو گئے تھے۔

خلیفہ ولید بن عبدالملک نے دونوں جرنیلوں کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور ان کی کارگزاری کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا اور انتہائی مشفقانہ انداز میں وہ دونوں سے بغل گیر ہو کر ملا۔ پھر اندلس کی اس بے بہا دولت کو جو وہ اپنے ساتھ لے کر آئے تھے۔ دمشق کی جامع مسجد میں نمائش کے لئے پیش کیا۔ موسیٰ نے تیس شاہی خاندان کے افراد کو شاہی لباس پہنچا کر تاج سروں پر رکھے بربر قبائل کے امراء الجیرا اس کے حکمرانوں کے لڑکوں اور دوسرے ممتاز یورپی امراء کو ان کے خاندانی ملبوسات جن میں جواہرات، موتی، یاقوت ٹکے ہوئے تھے پہنا کر ایک طرف کھڑا کر دیا۔ یہ لوگ سروں کو جھکائے کھڑے تھے۔ زرنگار فرش جو

Marfat.com

مال غنیمت میں ملے وہ بھی وہاں سجائے گئے۔ خلیفہ باوجود علالت کے فتح مسرت میں جامع مسجد تک تشریف لائے اور یہ سارا سامان دیکھنے کے بعد انہوں نے موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد سے بغل گیر ہو کر انہیں شاباش اور مبارکباد دی۔

وہ جمعہ کا روز تھا جس دن اس سامان کی نمائش کی گئی۔ پھر اس سامان کی نمائش کے بعد خلیفہ ولید نے ممبر پر بیٹھ کر خطبہ شروع کیا۔ پورے جوش و مسرت میں اتنی طویل تقریر کی کہ نماز کا وقت تنگ ہونے لگا۔ نماز کے بعد خلیفہ ولید نے موسیٰ اور طارق کو بلا کر اپنے سامنے بٹھایا۔ اپنے ملبوسات میں سے ان دونوں کو تین تین خلعت عطا کئے پچاس ہزار دینا سرخ انعام بھی عطا کیے۔ ان کے لڑکوں کے وظیفے مقرر کیے۔ ہسپانیہ سے لائے جانے والے شاہی خاندان کے قیدیوں کے ساتھ بھی خلیفہ ولید نے کمال مروت کی انہیں اعلیٰ قدر مراتب رتبے اور ان میں انعام تقسیم کیے۔ زرنگار فرش اور مائدہ سلیمانی سے جواہرات کو اکھاڑ کر اکٹھے کیے۔ خلیفہ ولید نے ان جواہرات کا بڑا حصہ بیت اللہ کے وقف کر دیا۔ پھر اپنی مرضی سے جیسے جیسے جس کو دل چاہا دے دیا۔ یہ مجلس موسیٰ اور طارق کے اعزاز میں منعقد کی گئی تھی۔ موسیٰ اور طارق کی اس قدر عزت افزائی ہوئی کہ ایسا نظارہ کبھی دیکھنے تک میں نہ آیا تھا۔

خلیفہ ولید بن عبدالملک کی موت کے بعد موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد دمشق میں ہی مقیم رہے۔ ہجری ۹۷ء میں موسیٰ خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے ساتھ حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوا اور اسی سال حجاج کی سرزمین میں وہ ۷۸ سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔ وہ سترہ اٹھارہ سال تک افریقہ کا والی رہا۔ دوسری طرف طارق بن زیاد کو وظیفہ دے کر شام میں رہنے کا حکم ملا تھا۔ اس کی بقیہ زندگی کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ اتنا معلوم ہوا کہ اس کی اولاد اندلس میں کئی صدیوں تک نہایت محترم اور مکرم رہی لیکن جب الموحدین کی سلطنت میں خانہ جنگیاں ہوئیں اور ان پر کچھ پابندیاں عائد کی گئیں تو سب لوگ انہیں بھول بسر گئے اور وہ گمنامی کی دھند میں غرق ہو کر رہ گئے تھے۔

✻ ...... ✻

Marfat.com

ماہی گیروں کی بستی میں ایک روز ایک جوان بھاگتا ہوا فردیلہ کے مکان میں داخل ہوا۔ فردیلہ اس وقت اپنے صحن میں اپنی بیوی شوران اور بیٹی عشیرہ کے ساتھ محو گفتگو تھا۔ وہ جوان بھاگتا ہوا فردیلہ کے پاس آیا اور اپنی خوشی کو ضبط کر کے وہ کہنے لگا۔

"اے فردیلہ! میں اپنی بہن اقلیما کے لئے ایک خوش خبری لے کر تمہارے پاس آیا ہوں...... دیکھ میں ظہر کی نماز پڑھنے کے لئے جب مسجد میں گیا تو وہاں میں نے اسلامی لشکر کے نامور جرنیل طریف بن مالک کو دیکھا ...... پہلے میں نے جانا کہ شاید میری آنکھیں دھوکہ کھا رہی ہیں یا میں نے اسے پہچاننے میں غلطی کی ہے لیکن جب میں نے اسے غور سے دیکھا تو وہ طریف بن مالک ہی تھا اور اس کا گھوڑا مسجد سے باہر بندھا ہوا تھا۔ لہٰذا میں اطلاع کرنے تمہاری طرف بھاگ آیا ہوں تاکہ تم اس کے پاس جاؤ، اسے خود اقلیما پر گزرنے والے حالات سے آگاہ کرو اور اسے اپنے ساتھ اپنے گھر لے کر آؤ۔"

اس نوجوان کی گفتگو کمرے کے اندر اقلیما نے بھی سن لی تھی اور وہ بلند آواز میں آوازیں دے کر فردیلہ کو پکارنے لگی تھی لیکن فردیلہ اس کی طرف نہیں گیا بلکہ بھاگتا ہوا مکان سے باہر نکل گیا تھا۔

فردیلہ بھاگتا ہوا جب بستی کی مسجد کے پاس آیا تو اس نے دیکھا اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر طریف بن مالک اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اب کلیسا کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے فردیلہ نے بلند آواز میں مخاطب کر کے کہا۔

"ٹھہرو طریف بن مالک! رکو...... میری بات سنو......"

فردیلہ کی اس پکار پر طریف بن مالک نے مڑ کر دیکھا فردیلہ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر اس نے اپنے گھوڑے کو موڑا اور اسے بھگاتا ہوا فردیلہ کے پاس آ رکا۔ اپنے گھوڑے سے اتر کر اس نے اس سے پوچھا۔

"کہو فردیلہ! کیا بات ہے...... میں نے تمہاری بستی کی اس مسجد میں ظہر کی نماز ادا کی

Marfat.com

ہے...... میرا ارادہ تھا کہ پہلے میں اقلیما سے ملنے کلیسا کی طرف جاؤں گا اور اس کے بعد تم سے ملنے کے لئے بستی میں داخل ہوں گا۔“

طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر فردیلہ بے چارے کی گردن جھک گئی تھی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر طریف بن مالک تڑپ سا اٹھا اور پوچھنے لگا۔

”اے فردیلہ! تم رو کیوں رہے ہو...... کیا تمہیں کسی کی طرف سے تکلیف اور دکھ پہنچا ہے...... کہو، اگر تمہارا کوئی دشمن ہے اور اس کی طرف سے تمہیں کوئی اذیت ہے تو میں تمہارے اس دشمن کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔“

طریف بن مالک کی اس ہمدردی پر فردیلہ نے اپنے آنسو پونچھ لئے۔ تشکر آمیز انداز میں اس نے طریف بن مالک کی طرف دیکھا پھر اس نے وہ سارے حالات تفصیل کے ساتھ طریف بن مالک کو سنا دیئے تھے جن کے تحت اقلیما کی ٹانگ کٹ گئی تھی اور ستیوس، الیانا اور ایلسا کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔

اس انکشاف پر طریف بن مالک کا خون کھول اٹھا تھا اور اس کی رگوں کے اندر اس کے جسم کا پورا لہو سلگنے لگا تھا۔ اس کے چہرے پر سمندر کی بلند موجوں جیسا بھیانک پن اور آنکھوں کے اندر طوفانوں کی سنسناہٹ جیسی ہولناک رقص کرنے لگی تھی۔ اس کی غضب آلود نگاہوں میں ہیبت و نیست کے کھیل اور چہرے کی شکنوں میں بھیانک عداوتیں اور غضب کی خونخواریاں جوش مارنے لگی تھیں۔ ایسے میں فردیلہ نے پھر طریف بن مالک کو مخاطب کر کے کہا۔

”اے ابن مالک! اقلیما بے چاری ٹانگ کٹنے کے بعد شاید اب اپنے آپ کو تمہارے قابل نہیں سمجھتی اس لئے اس نے مجھے کہہ دیا تھا کہ میں تمہیں حالات سے آگاہ نہ کروں لیکن میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں...... میں نے تمہیں پورے حالات سے آگاہ کر دیا ہے...... اقلیما نے تو مجھے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ جب طریف بن مالک مجھ سے ملنے کے لئے ادھر آئیں تو میں کہہ دوں کہ ستیوس، الینا اور ایلسا کے ساتھ اقلیما بھی ماری جا چکی ہے...... وہ بے چاری کٹی ہوئی ٹانگ کے ساتھ کسر نفسی کا شکار ہو گئی ہے...... وہ اس وہم میں مبتلا ہو گئی ہے کہ شاید کٹی ہوئی ٹانگ کے ساتھ اس سے تمہاری محبت ختم ہو جائے گی اور تم اس کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانا پسند نہ کرو گے۔“

فردیلہ کی یہ گفتگو سن کر طریف بن مالک کا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر چلا گیا تھا پھر

Marfat.com

اس نے انتہائی غصیلی آواز میں فردیلہ کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"اے فردیلہ! تمہارے خیال میں یہ کام کس کا ہوسکتا ہے اور تم اس معاملے میں کس پر شک وشبہ کا اظہار کر سکتے ہو......؟"

اس پر فردیلہ کہنے لگا۔"اے ابن مالک! میرا ہی نہیں بلکہ اقلیما کا بھی خیال ہے کہ یہ کام کلیسا کے پادریوں نے کیا ہے اس لئے کہ انہیں خبر ہو گئی تھی کہ ستیوس، الینا، ایلسا اور اقلیما نے اسلام قبول کر لیا ہے۔"

اس پر طریف بن مالک نے فوراً فردیلہ کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔"اے فردیلہ! میرا اپنا بھی یہی خیال ہے کہ اس کام میں پادریوں کے علاوہ کوئی اور ملوث نہیں ہوسکتا لہٰذا تم بستی مین اقلیما کی طرف جاؤ ...... میں ان پادریوں سے نمٹ کر تمہارے ہاں آتا ہوں......"

اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگا کر اس نے کلیسا کی طرف سرپٹ دوڑا دیا تھا۔ فردیلہ بے چارہ اسے آوازیں دے کر روکتا ہی رہ گیا تھا جب اس کی پکار پر طریف بن مالک نہ رکا تو فردیلہ مڑ کر بڑی تیزی سے اپنی بستی کی طرف بھاگ کھڑا ہوا تھا۔

اپنے گھوڑے کو باندھنے کے بعد طریف بن مالک کلیسا کی عمارت میں داخل ہوا اور صحن میں ایک جگہ کھڑے ہو کر بلند آواز میں ان پادریوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سنو دن کے شکاری کتو، رات کے اوباشو باہر نکلو ...... میں ایک اہم معاملہ تم سب کے ساتھ طے کرنا چاہتا ہوں۔"

طریف بن مالک کی یہ پکار سن کر سارے پادری بھاگتے ہوئے باہر آگئے تھے۔ اسے دیکھتے ہوئے ایک پادری نے جو پہلے سے طریف بن مالک کو نہیں جانتا تھا اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"تم کون ہو ...... ہم سے کیا چاہتے ہو اور تم نے ہمیں مخاطب کرنے کا یہ پستی آمیز لہجہ کیوں اختیار کیا ہے......؟"

اس پر طریف بن مالک نے سب سے پہلے اپنے سر پر اپنا آہنی خود درست کیا۔ اپنی ڈھال سنبھالی، اپنی تلوار بے نیام کرنے کے بعد اسے اپنے سامنے فضا میں لہراتے ہوئے کہا۔

"سنو اس کلیسا کے پادریو! میں تمہارے لئے شہروں کا طلسم، جنگلوں میں کھوئی ہوئی

Marfat.com

آواز اور اونچے کوہستانوں کا حصار ہوں ...... تم نے فاختاؤں کے بسیرے کو اجاڑا ہے ...... میں اس بے کراں آسمان کی پنہائیوں میں تمہیں تمہارے بسیروں کی فکر سے آزاد کر دوں گا ...... تمہارے آب سادہ کو زہر ناک کروں گا ...... تمہارے جسموں کو ریزہ ریزہ، تمہاری جرأت مندی کو شرر آلود کر کے رکھوں گا ...... سنو شہر کو عریاں کرنے والو! صلیب کو دوسروں کے خون سے آلودہ کرنے والو! میں وقت کی اڑتی گرد میں تمہاری آن کے تربت توڑوں گا ...... تمہارے شعلہ شیطانی کو بجھاؤں گا اور تمہاری بدی کے شیش محل گرا دوں گا ...... قسم مجھے اپنے اس خداوند کی جو خالق خیر و نور اور غاعل شر و ظلمت ہے ...... میں آج تمہارے اس کلیسا کے صحن میں تم سے تمہاری بدیوں اور تمہاری خونخواریوں کا پورا پورا حساب لوں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد جب طریف بن مالک خاموش ہو تو ان میں سے ایک پادری نے اسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"ہماری تمہاری کیا دشمنی ہے ...... تم ہمارے ساتھ ایسا لہجہ کیوں اختیار کرتے ہو ...... ہم سے کیا چاہتے ہو......؟"

اس پر طریف بن مالک انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "سنو پادریو! تم نے ستیوس، اقلیما، الیانا اور ایلسا پر اس وقت رات کے وقت حملہ کیا جب وہ مسلمان ماہی گیروں کی بستی سے ہو کر واپس کلیسا کی طرف آ رہے تھے ...... تم نے ستیوس، الیانا اور ایلسا کو ہلاک کر دیا اور اقلیما کی ٹانگ کاٹ دی ...... تم لوگ ایک بھیانک جرم اور ایک گھناؤنے گناہ کے مجرم ہو لہٰذا تم سب کو قتل کر کے میں تمہیں تمہارے اس جرم کی سزا ضرور دوں گا۔"

طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر پادری کانپ اٹھا تھا۔ اس نے اپنے دائیں طرف تھوڑی دیر تک دوسرے پادریوں کی طرف دیکھا پھر طریف بن مالک سے کہنے لگا۔

"اے اجنبی! میں نہیں جانتا تم کون ہو ...... تاہم تم ستیوس، اقلیما، الیانا اور ایلسا کے جاننے والے ہو ...... میں تم پر یہ انکشاف کر دوں کہ ہم سب ان کے قتل میں ملوث نہیں بلکہ ہم میں سے تین پادری اس گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔"

پھر اس پادری نے ہاتھ سے ان تین پادریوں کی طرف اشارہ کر دیا تھا جو اس قتل میں ملوث ہوئے تھے۔ اس پادری کے اس انکشاف پر طریف بن مالک کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اور ان پادریوں کو مخاطب کر کے بلند آواز میں کہنے لگا۔

"ان تین پادریوں کے علاوہ جو قتل میں ملوث ہیں، باقی سب اپنے اپنے کمروں کی طرف چلے جاؤ اور اگر تم یہاں رکنا ہی چاہتے ہو تو پھر میرے اور ان کے معاملات میں

Marfat.com

اپنے آپ کو ملوث کرنے کی کوشش نہ کرنا ...... تم ایک طرف کھڑے ہو کر ان تینوں کی بے بسی اور مجبوری کا تماشا دیکھو......"

وہ تینوں پادری اپنی جگہ کھڑے رہے باقی پادری پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ یہ سماں دیکھتے ہوئے ان تینوں قاتل پادریوں نے اپنے لباس کے اندر سے چمکتی ہوئی تلواریں نکالی تھیں۔ ان میں سے ایک نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"تم اتنے قادر اور جابر نہیں ہو کہ کلیسا کے اس صحن میں ہم تینوں پر غلبہ حاصل کر سکو ...... سنو اگر تمہیں علم ہو ہی چکا ہے کہ ہم ستیوس، الیانا اور ایلسا کے قتل اور اقلیما کو زخمی کرنے کے ذمہ دار ہیں تو پھر ہم تمہیں کلیسا سے بھاگنے نہیں دیں گے بلکہ اس کلیسا کے صحن کو ہم تمہارے خون سے رنگین کر دیں گے اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہونے دیں گے کہ تم ہمارے ہاتھوں اس کلیسا میں مارے گئے ہو۔"

پادریوں کی اس گفتگو کے جواب میں طریف بن مالک نے ایک بار پھر اپنی تلوار اپنے سامنے لہراتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"سنو سر منڈے پادریوچ میں اس صحن میں جب تم تینوں پر جہنم کی کڑی رات، موت کے گرداب کی طرح حملہ آور ہوں گا تو تمہیں خاک خاکستر کر کے تمہارے جسموں کی مٹی کو لہولہو کر کے رکھ دوں گا ...... سنو خونی پادریو! اس کلیسا کی ایک ایک انیٹ، ایک ایک پتھر کو میں تمہارے خون سے رنگین کروں گا ...... اگر تم میں ہمت ہے تو آگے بڑھو تا کہ میں تمہیں تمہارے انجام تک پہنچاؤں ......"

طریف بن مالک کی اس گفتگو کے جواب میں وہ تینوں پادری اپنی تلواریں لہراتے ہوئے اس پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑھے تو اسی وقت طریف بن مالک بھی اپنی تلوار اور ڈھال سنبھالے آگے بڑھا اور شہر شہر پکارتی موت، چار سو بھڑکتی آگ اور تغیر کے کسی رازدان کی طرح وہ تینوں پادریوں پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

اپنے پہلے ہی حملے میں طریف بن مالک نے ایک پادری کی گردن کاٹ کر رکھ دی۔ جب کہ دوسرے پادریوں کے حملوں کو اپنی ڈھال پر روک کر رکھ دیا تھا۔ کلیسا کے باقی پادری ایک طرف ہٹ کر تماشا دیکھنے لگے تھے۔ ایک پادری کا خاتمہ کرنے کے بعد طریف بن مالک آندھی اور طوفان کی طرح دوسرے دونوں پادریوں پر چڑھ دوڑا تھا۔ وہ پادری زیادہ دیر تک طریف بن مالک کا مقابلہ نہ کر سکے اس کے تیز حملوں سے وہ وحشت کا شکار ہونے لگے اور جلد ہی ان میں تھکاوٹ اور بدحواسی کے اثرات نمودار ہوتے دکھائی دینے

Marfat.com

لگے تھے۔

ان کی اس حالت سے طریف بن مالک نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور اپنے حملوں میں پہلے کی نسبت اور زیادہ تیزی پیدا کر دی اور ان حملوں کے دوران دوسرے پادری کی بھی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔ تیسرے پادری نے ایک کمرے کی طرف بھاگ کر اپنی جان بچانا چاہی تھی لیکن طریف بن مالک نے اس کا تعاقب کر کے اس کی بھی گردن کاٹ دی تھی۔ پھر اس نے وہاں کھڑے دیگر پادریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''سنو اس کلیسا کے پادریو! یہ تمہارے تینوں ساتھیوں کا قتل تمہارے لئے عبرت خیز اور سبق آموز ہونا چاہیے...... آئندہ تم میں سے کوئی بھی ان جیسا کام کر کے اپنی موت کو آواز نہ دینا۔''

وہ پادری سہمے سہمے اپنی جگہ پر کھڑے رہ گئے تھے جب کہ طریف بن مالک نے مرنے والے تینوں پادریوں کے سر ان کے دھڑ سے جدا کیے اور پھر ان تینوں کے سروں کو اٹھائے وہ کلیسا کے بیرونی دروازے کی طرف چل دیا تھا۔

طریف بن مالک جب کلیسا کے بیرونی دروازے پر آیا تو اس نے دیکھا اس وقت فردیلہ بھی اپنے چند جوانوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا تھا۔ اسے دیکھتے ہی طریف بن مالک نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

''اے بزرگ فردیلہ! تم نے ناحق زحمت کی...... ان مسلح جوانوں کو اپنے ساتھ یہاں لے کر آئے...... یہ دیکھو میں نے ان تینوں پادیوں کے سر قلم کر دیئے ہیں جو اقلیما کو زخمی کرنے کے علاوہ ستیوس، ایلسا اور الیانا کے قتل میں ملوث ہوئے تھے۔''

طریف بن مالک کے اس انکشاف پر فردیلہ خوش ہو گیا تھا وہ جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن طریف بن مالک نے پھر بولتے ہوئے کہا۔

''اے فردیلہ! آؤ اقلیما کی طرف چلیں...... میں آج شام سے پہلے پہلے اسے لے کر طنجہ کی طرف روانہ ہو جانا چاہتا ہوں اور مجھے امید ہے تم ہم دونوں کو اپنی کشتی میں لے کر آج ہی یہاں سے روانگی پر آمادہ ہو جاؤ گے۔''

فردیلہ نے طریف بن مالک کی اس خواہش پر آمادگی کا اظہار کر دیا۔ اس کے بعد وہ طریف بن مالک اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ بستی کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

طریف بن مالک کو فردیلہ لے کر اپنے گھر میں داخل ہوا۔ اس کا گھوڑا اس نے صحن کے ایک طرف باندھ دیا۔ پھر وہ دونوں اس کمرے میں آئے جس میں اقلیما بستر پر دراز

Marfat.com

تھی۔ جب طریف بن مالک وہاں آیا تو اس نے دیکھا اقلیما اپنی نگاہیں کمرے کی چھت پر گاڑے ہوئے تھی۔ اس سے وہ بے چاری خزاں کے درختوں کی طرح اداس، خیموں کی سفید خاموشی جیسی چپ پلکوں پر آنسوؤں کے موتیوں جیسی مایوس اور خشک زمینوں میں اُگے ببول جیسی افسردہ دکھائی دے رہی تھی۔

اقلیما کی یہ حالت دیکھ کر طریف بن مالک بے چارہ دکھ اور غم میں پس کر رہ گیا تھا پھر اس نے اپنا ہاتھ اقلیما کی پیشانی پر رکھا اور انتہائی پیار اور ہمدردی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سنو اقلیما! اگر ان گنہگار اور بدی کے گماشتوں نے تمہاری ٹانگ کاٹ دی تو اس سے میرے اور تمہارے رشتے تو ختم نہیں ہو سکتے ...... مجھے اب بھی تمہاری ضرورت ہے...... میں اب بھی تم سے ویسا ہی پیار کرتا ہوں جیسا تمہاری ٹانگ کٹنے سے پہلے کیا کرتا تھا ...... اے اقلیما! تم اب بھی میرے لئے گوہر سے جمال، چمن دمن سمن اور امیدوں کی مظہر ہو ...... میری آنکھوں کا ستارہ اور امیدوں کا سہارا ہو ...... جنگوں کے دوران دور دراز ستاروں میں ہمیشہ میں نے تمہارا ہی عکس دیکھا، مایوس بھری ساعتوں میں تم ہی میرے لئے ایک آدرش، ایک عقیدے اور ایک لگن کی طرح میرے سکون کا باعث بنی رہی ہو ...... سنو اقلیما! خوشی ہو یا غم ہم دونوں ایک ہیں ...... کوئی بھی ایسا حادثہ ہم دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتا ...... سنو میں آج ہی شام تمہیں لے کر طنجہ کی طرف کوچ کر جاؤں گا اور وہاں ہم دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے پرسکون زندگی بسر کریں گے۔"

طریف بن مالک نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چرمی خرجین سے تینوں پادریوں کے کٹے ہوئے سر نکال کر اقلیما کی چارپائی کے قریب رکھتے ہوئے اسے مخاطب کر کے کہا۔

"ادھر دیکھو اقلیما! یہ ہیں وہ تینوں پادری جنہوں نے حملہ آور ہو کر تمہیں زخمی کیا اور ستیوس، الیانا اور ایلسا کو قتل کر ڈالا۔"

طریف بن مالک کے اس انکشاف پر اقلیما چونک سی پڑی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور بڑے غور سے پادریوں کے کٹے ہوئے سروں کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ طریف بن مالک کی اس کارگزاری اور اس کی گفتگو پر اقلیما کی حالت اب ایسی ہو گئی تھی جیسے شب کی سیاہی میں روشنیاں اور ظلم کی داستانوں میں اساطیر رنگین رقص کر گئی ہو۔ وہ اس تھکے نحیف نزار مسافر جیسی ہو گئی تھی جسے اچانک اپنی منزل مل گئی ہو اور وہ اپنی خوشیوں اور اپنی مسرتوں پر قابو نہ رکھ سکا ہو۔ اس کے زمردی قرکزی تگینے جیسے چہرے پر اطمینان، اس کے گلابی گالوں پر

Marfat.com

جشن کامرانی کی لہریں رقص کر گئی تھیں۔ مجموعی طور پر اس سے اقلیما مثل وشہد وشیریں ہو کر رہ گئی تھی۔ اس موقع پر فردیلہ نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے ابن مالک! میری یہ خواہش ہے کہ تمہارا اور اقلیما کا نکاح میرے ہی گھر میں ہو اور تم دونوں یہاں سے میاں بیوی کی حیثیت سے طنجہ کی طرف کوچ کرو۔''

طریف بن مالک نے فردیلہ کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے اس کی تجویز کو پسند کیا۔ فردیلہ بستی کے چند جوانوں کے ساتھ بھاگ دوڑ کرتے ہوئے ضروری انتظام میں لگ گیا۔ اس طرح شام سے پہلے پہلے فردیلہ کے ہاں طریف بن مالک اور اقلیما کے نکاح کی رسم ادا کر دی گئی۔ اس کے بعد وہ دونوں میاں بیوی کوچ کرنے لگے تھے۔ فردیلہ اپنی کشتی بستی کے قریبی ساحل پر لے آیا تھا۔

اقلیما جو اب چلنے پھرنے کے قابل ہو گئی تھی وہ بڑی محبت اور چاہت کے ساتھ شوران اور عشیرہ سے ملی تھی پھر طریف بن مالک نے ساحل کی طرف لے جانے کے لئے اسے اپنی پیٹھ پر سوار کر لیا تھا جب کہ بستی کے کچھ جوانوں نے اقلیما کا لوہے کا صندوقچہ بھی اٹھا لیا تھا۔

روانہ ہونے سے پہلے اقلیما نے زبردستی نقدی کا کچھ حصہ اور چند جواہرات فردیلہ کے حوالے کر دیئے تھے تاکہ وہ اپنی بیٹی اور بیوی کے ساتھ اچھی زندگی بسر کر سکے۔ پھر طریف بن مالک اسے اپنی پیٹھ پر اٹھائے ساحل پر آیا اور اسے فردیلہ کی کشتی میں لا بٹھایا۔ بستی کے ملاح بے چارے بھی اقلیما کا صندوقچہ کشتی میں رکھ کر واپس چلے گئے تھے پھر فردیلہ اپنے دو ساتھی ملاحوں کے ساتھ حرکت میں آیا اور کشتی کے بادبان کھولتے ہوئے وہ اسے سمندر میں حرکت میں لے آیا تھا۔ اس سے دور مغرب میں دن بھر کا تھکا سورج غروب ہو رہا تھا اور اس کی سنہری کرنوں نے سمندر کی خاموش اور پرسکون لہروں کو دل آویز منظر جیسا پرکشش اور فضاؤں کو داستانوں جیسا حسین وشاداب بنا کر رکھ دیا تھا۔ ایسے میں فردیلہ کی کشتی سمندر کی ہلکی پھلکی لہروں سے کھیلتی ہوئی ہسپانیہ کے ساحل سے افریقی شہر طنجہ کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

ختم شد

Marfat.com

تاریخ کے نامور مصنف

اسلم راہی ایم اے

کے تاریخی ناول

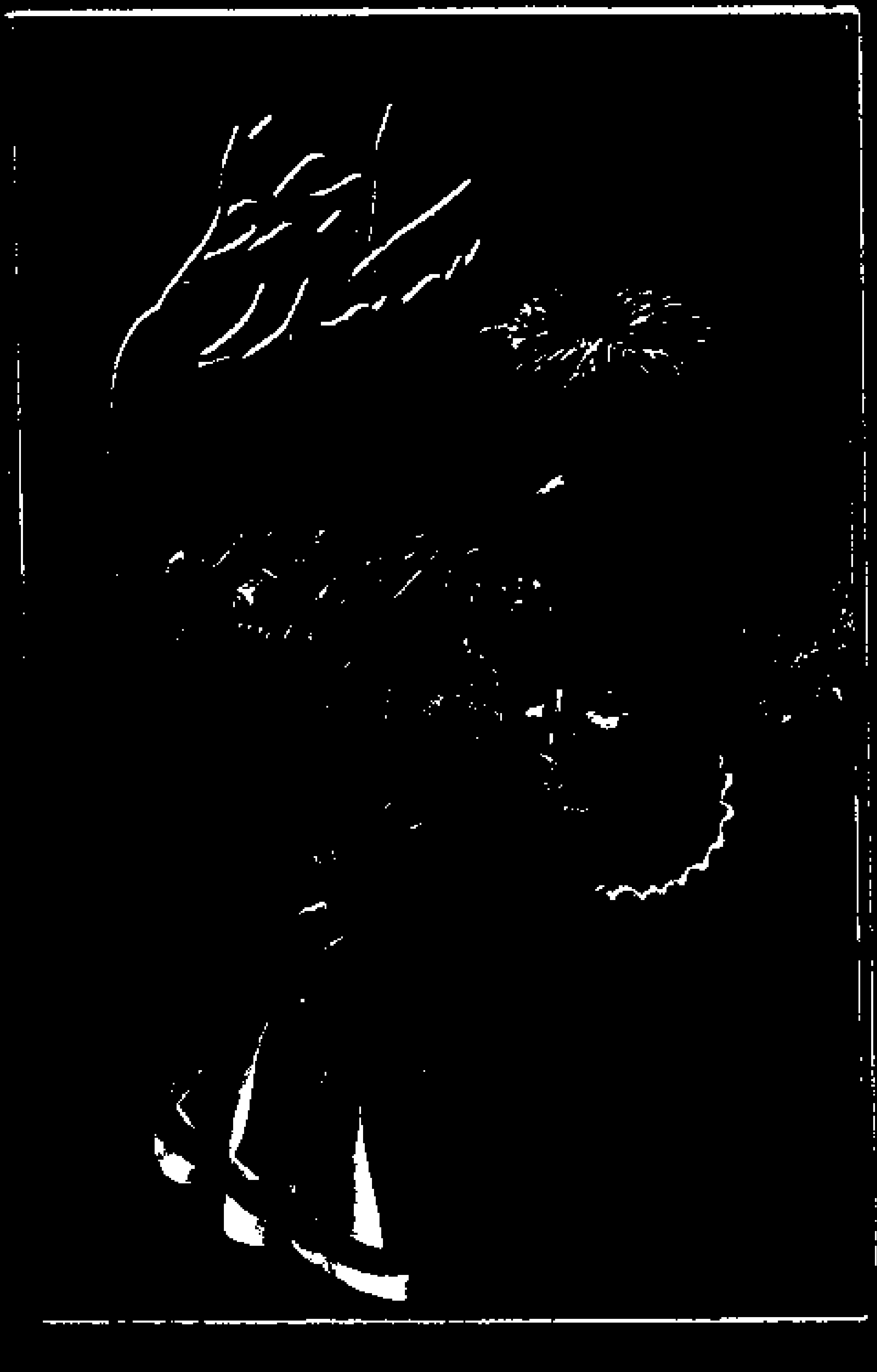

Marfat.com